رجسٹرڈ نمبر

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی علمی اور اصلاحی

جولائی سنہ ۱۹۴۵ء

مدیرہ: حمیرا

چندہ سالانہ: ایک روپیہ آٹھ آنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۴ | اگست ۱۹۴۵ء رمضان ۱۳۶۴ھ | نمبر ۲

چند گزارشیں

بدنصیب جرمنی: جرمنی نے اتحادیوں کے سامنے ہتھیار ڈالکر اپنی ہار مان لی۔ پوٹسڈم کے مقام میں امریکہ کے پریذیڈنٹ ٹرومین، روس کے مختار مطلق مارشل سٹالین، اور برطانیہ کے نئے وزیراعظم مسٹر ایٹلی جمع ہوئے کہ دوسری باتوں کے علاوہ جو جنگ اور امن سے تعلق رکھتی ہیں، جرمنی کی قسمت کا فیصلہ بھی کریں۔ اس کانفرنس کو "تین بڑوں کی کانفرنس" کہا جاتا ہے۔ اس کانفرنس میں جرمنی کے متعلق جو فیصلے ہوئے ہیں، مختصر لفظوں میں یہ ہیں :-

جرمنی کی ہر قسم کی فوجوں کو، خواہ وہ ہوائی ہوں یا بحری یا بری بالکل ختم کر دیا جائیگا۔

ہر قسم کے جنگی ہتھیاروں اور جنگ میں کام آنے والی مشینوں کو تباہ کر دیا جائیگا یا اتحادی ان پر قبضہ کر لینگے۔

جرمنی کی نازی پارٹی جس کا سرغنہ ہٹلر تھا اُسے ختم کر دیا جائیگا اور ان قانونوں کا بھی جو اس پارٹی کے عہد میں بنائے گئے۔

جرمنی میں کوئی بھی مرکزی حکومت نہ ہوگی بلکہ اتحادیوں میں اسکے ٹکڑے بانٹ دئے جائینگے۔

ہر قسم کے ہتھیار، بحری جہاز، ہوائی جہاز اور کشتیاں بنانیکی اجازت جرمنی کو نہ ہوگی۔

تمام صنعتی اور تجارتی کمپنیوں کا خاتمہ کر دیا جائیگا۔

تمام کارخانے یا تو اتحادی ملکوں میں منتقل کر دے جائینگے، یا ان پر اتحادیوں کا

قبضہ ہو گا۔ جرمنی کو صرف اتنی اجازت اتحادی دینگے کہ وہ کھیتی باڑی اور پُرامن صنعتوں کو جاری رکھ سکیں ۔"

وہ جرمنی جو تمام دنیا پر غالب آنے کے خواب دیکھ رہا تھا، اس کا انجام کیسا عبرتناک ہے! یہ فیصلے اس غرض سے کئے گئے ہیں کہ جرمنی پھر سر نہ اُٹھا سکے اور دنیا کے امن کو کبھی برباد نہ کر سکے۔ کوئی زندہ قوم ایسی سختیوں سے تباہ ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب وقت ابھی نہیں دے سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ جرمنی کی جنگی سپرٹ ہمیشہ کے لئے تباہ نہیں تو اتنی ضعیف ہو جائے کہ وہ جنگ چھیڑنے کی جرات نہ کر سکے۔ لیکن جب تک دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں میں امن کے مسئلوں پر پورا اتفاق رائے نہیں ہو گا۔ خرمن امن پر بجلی گرنے کا اندیشہ قائم رہے گا۔ موجودہ حالات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر قوم اپنی طاقت کو زیادہ بڑھانے کی فکر میں ہے۔ جمہوریت کے پردے میں ملوکیت چھپی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ نہ ہٹلر کی مطلق العنانی اور روس کا بالشوزم، نہ شہنشاہیت پسندی اور نہ اس جمہوریت کے اصول دنیا کو ہوس کی جنگ سے بچا سکتے ہیں۔ اگر دنیا میں امن رہ سکتا ہے تو صرف اس امر سے کہ حکومتوں کا مقصد اُن خدائی قانونوں کو نافذ کرنا ہو جو دنیا کے امن کے لئے اللہ تعالیٰ نے پسند فرما کر آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے ہمیں بھیجے ہیں تاکہ دنیا میں خدا کی بادشاہت ہو، اور آخر ایک دن یہی ہو کر رہیگا۔ قدرت کا یہ اٹل فیصلہ ہے اور بس۔

انگلینڈ میں مزدور حکومت: پچھلے دنوں انگلستان میں پارلیمنٹ کے ممبروں کا انتخاب ہوا۔ مسٹر چرچل کی ٹوری پارٹی کو شکست ہوئی جو دنیا کو غلام بنائے رکھنے کی قائل ہے، اور قوت کے ذریعے حکومت کرنا ہی صحیح سمجھتی ہے اسکے مقابلے میں مزدور پارٹی جیت گئی اور اسے اتنے زیادہ ممبر ملے کہ دنیا کو اس کی توقع نہ تھی۔ عام خیال یہ ہے کہ اس جنگ نے انگلستان کے لوگوں کے خیالات کو بدل دیا ہے جس کا اثر دنیا کی سیاسیات پر بھی پڑے گا۔ لیکن ہندوستان کو اب بھی آزادی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک وہ خود کو قدرت کے نزدیک اس دنیا کی بڑی نعمت کا اہل ثابت نہ کرے۔

رمضان المبارک

از محترمہ رقیہ بیگم بنت میاں عبداللطیف صاحب مجسٹریٹ درجہ اول جالندھر

عزیزہ رقیہ بیگم مدرسۃ البنات کی ایک لائق طالبہ تھیں وہ مدرسۃ البنات سے فارغ ہو کر چلی گئیں۔ ان کے والد محترم منٹگمری میں سینئر سب جج تھے۔ چھ سات برس یا اس سے زیادہ کا ذکر ہے، عزیزہ موصوفہ نے رمضان المبارک کی آمد پر چند سطور لکھ کر بھیجیں۔ یہ شاید ان کا پہلا مضمون تھا اور جو قابلِ لحاظ ہے۔ آج ہم اسے مسلمہ میں درج کرنے کی مسرت حاصل کرتے ہیں۔ وہ جہاں ہوں خدا انہیں شاد و بامراد رکھے۔ (ادارہ مسلمہ)

رمضان المبارک کا مہینہ پروردگارِ دوعالم کی رحمت و غفران کے تر و تازہ پھول اہلِ اسلام پر نچھاور کرنے کے لئے گیارہ ماہ کے شدید انتظار کے بعد آپہنچا! خوش نصیب ہیں وہ مومنات جو اس مہینہ میں قادرِ مطلق کی عبادت کر کے ثوابِ دارین حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ماہِ رمضان کا ہر لمحہ، ہر ساعت، ہر گھڑی قادرِ مطلق کی برکات و افضال سے پُر ہے۔

اس مبارک مہینہ کی پہلی تاریخ کو صحفِ ابراہیمؑ کا نزول ہوا۔ سات سو برس بعد چھٹی تاریخ کو حضرت موسیٰؑ پر زبور اتری اور بارہ سو برس بعد اٹھارھویں تاریخ کو حضرت عیسیٰؑ کو انجیل ملی اور پھر چھ سو برس بعد ستائیس تاریخ کو خاتم الانبیاء رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید عطا کیا گیا۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر یکے بعد دیگرے احکام جاری کئے۔ روزہ دار کا بدلا اللہ تعالیٰ خود اپنے دستِ مبارک سے عنایت فرماتا ہے۔ بخاری شریف میں لکھا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ، یَتْرُكُ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے، وہ محض میرے لئے

مِنْ اَجْلِیْ، اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ۔ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِہَا۔ اپنا کھانا پینا ترک کرتا ہے۔ پس روزہ میرے لئے ہے میں اسکا بدلہ دوسری نیکیوں سے دس زیادہ دونگا۔

اللہ اللہ! جس عبادت کا خود باری تعالیٰ اپنے ہاتھ سے عوض دینے کا وعدہ فرما رہے ہیں تو کسی بدبخت سے بدبخت کو بھی یہ مجال ہو سکتی ہے کہ ایک لمحہ کے لئے اس میں تساہل و تغافل سے کام لے!

مگر افسوس! آجکل کے مسلمان اس فرض سے سبکدوش ہو رہے ہیں خاص عورتیں جو پانچ وقت کی نماز بھی ادا نہیں کر سکتیں۔ میں نے بہت سی ایسی خواتین دیکھی ہیں جو نہایت فخر سے کہتی ہیں کہ میں روزہ دار نہیں ہوں۔ آہ! انکی یہ بات سُن کر کتنا افسوس ہوتا ہے؟ وہ کیوں اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گئیں۔ کیا وہ دن انھیں یاد نہیں جسدن وہ خداوند تعالیٰ کے حضور پیش ہونگی؟ کیا وہ جانتی نہیں کہ روزہ خود ایک قسم کا طبیب ہے؟ نہیں نہیں! بلکہ وہ دوا ہے جو جسمانی و روحانی امراض کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ جسمانی طبیبوں اور روحانی معالجوں کی متفقہ رائے ہے کہ شکم سیری سے اکثر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

جو خود کسی تکلیف کے باعث روزہ نہ رکھ سکیں انھیں چاہیئے کہ کسی مفلس کو کھلائیں تاکہ روزے کا کفارہ ساتھ ہی ساتھ ادا ہو جائے، یا تکلیف دُور ہو جانے کے بعد خود روزے رکھیں۔

صبح سے شام تک کھانے پینے سے پرہیز کا نام روزہ نہیں بلکہ نفس کو خواہشات سے بچانا، دل میں بُرے خیالات نہ آنے دینا، چغلی، غیبت سے بچنا، چوری، زنا، ظلم، لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنا۔ حتیٰ کہ نفس کو بعض مباح باتوں سے بھی بچانا روزے کی شرطوں میں داخل ہیں۔ جو ایک ماہ مباح سے بھی بچیگا تو کیا وہ گیارہ ماہ حرام سے بھی نہیں پرہیز کر سکتا؟ کیوں نہیں اگر خدا کا حکم اور فرض سمجھکر تقویٰ کے لئے، نہ محض رسم کے لئے نہیں، روزہ رکھا جائے، تو ہم متقی بن سکتی ہیں۔

اس مبارک ماہ میں ایک رات آتی ہے جو ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ لیلۃ القدر۔ اس رات ہر طرف خدا کا نور برستا ہے۔ فرشتے نیک اور عابد بندوں

دعا کو آسمان تک پہنچا دیتے ہیں اور ان کیلئے خدا سے بخشش مانگتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان المبارک آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے بند کردئے جاتے ہیں۔ تمام شیاطین جکڑ دئے جاتے ہیں، تاکہ وہ نیک بندوں کو گمراہ نہ کریں۔

روزہ رکھکر ہر صاحب ثروت بھوک پیاس کی تکالیف سے باخبر ہوجاتا ہے اور پھر اسکے قلب کے رگ و ریشہ میں غربا و مساکین کی امداد کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ماہِ رمضان کا شروع رحمت، درمیان مغفرت، اور اخیر میں عذاب نار سے آزادی ہے۔

حق کی پکار

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

چند اہم اور مقدس سوالات

عالمگیر تحریکِ قرآن بہت مبارک تحریک ہے۔ قرآن پڑھنا، سمجھنا اس پر عمل کرنا اور کروانا صحیح سنت نبوی ہے اور اسی سے آج مسلمان غافل ہے جس کا نتیجہ وہ خوب خوب بھگت رہا ہے۔ مسلمان رہنے کے لئے قرآن پر عمل لازمی ہے۔ انجمن مدرسۃ البنات کا یہی بڑا مقصد ہے، جو تحریکِ قرآن کی تعلیمات کے پھیلانے اور اس پر عمل کرانے سے تعلق رکھے گی۔ ہر مسلمان اس کا خیر مقدم کریگا۔ آپ یہ پڑھ کر ادارۂ تحریکِ قرآن کی مدد کریں اور ان سوالوں کا جواب دیکر اپنا فرض ادا کریں۔ (ادارۂ مسلم)

۱۔ کیا آپ قرآن مجید کی کوئی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو سوچئے کہ نوعِ انسانی کے لئے اللہ کے "آخری پیام" کا علم کیونکر عام ہوگا۔ انسانیت اپنا کھویا ہوا وقار کیونکر حاصل کرسکیگی اور مسلمان اپنا بھولا ہوا سبق کیونکر یاد کرسکینگے۔

۲۔ کیا آپ کے احباب اجتماعی شکل میں خدمتِ قرآن کیلئے کوئی سعی فرما رہے ہیں۔ یاد رکھئے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اسکے متعلق مسئولیت لگی ہوئی ہے۔ لہذا جسقدر جلد ممکن ہو، انکی توجہ اسطرف مبذول ہونی چاہئے۔

۳۔ کیا آپ کی قریبی مسجد میں درسِ قرآن مجید کا سلسلہ جاری ہے جس میں بلا امتیاز ہر شخص شریک ہوتا ہے۔ اسی طرح کیا آپ کے یہاں زنانہ اور مردانہ تعلیمگاہوں میں قرآن مجید کی بامعنی تعلیم ہو رہی ہے۔ اسکو فراموش نہ کیجئے کہ انہی بچے اور بچیوں پر اسلام کے روشن مستقبل کا انحصار ہے اور وہ قرآن پر علم و عمل کے بغیر ناممکن ہے۔

۴۔ کیا بفحوائے "قوا انفسکم واھلیکم نارا" آپکے گھر کی تلاوتِ قرآن ایسی ہوتی ہے کہ جس میں عورت، مرد، چھوٹے، بڑے، بوڑھے بے پڑھے، اپنے آقائے حقیقی کی بات سنتے اور اُسکا مفہوم سمجھتے ہوں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو آخر اسکے سوا دوسری اور کون تدبیر ہے کہ نزولِ قرآن پاک کا منشا پورا ہو۔

۵۔ کیا آپکے یہاں قرآنی پنچایت قائم ہے جس میں معاملات مقدمات قرآنی معیار پر طے پاتے ہوں۔ سُن لیجئے! کہ قرآنی سانچے میں ڈھلنا، قرآنی ذہنیت پیدا کرنا اور اپنے ظاہر و باطن کو قرآنی بنانا ہی ایک انسان اور ایک مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد ہونا چاہیئے۔

۶۔ کیا آپکے یہاں کوئی صاحب قرآن مجید کی خدمت انجام دینے والے گذرے ہیں یا آج موجود ہیں؟ انکے کارنامے کیا ہیں؟ حفاظ قرآن مجید کی تعداد کیا ہے؟ نامکمل حفظ کن لوگوں کا رہ گیا ہے اور اسکے اسباب کیا ہیں؟ براہِ کرم بغرض تعاون ایک خط کے ذریعہ مختصر حالات سے مطلع فرمائیے۔

۷۔ آپکی مقامی زبان کیا ہے، کیا اسمیں کوئی ترجمہ قرآن مجید موجود ہے؟

۸۔ کیا آپکے یہاں سے مقامی زبان کے جاننے والے، ائمہ مساجد، حفاظ قرآن مجید اور معلم پیشہ حضرات قرآن مجید کی بامعنی تعلیم حاصل کرنے کیلئے جامعۂ قرآنیہ حیات نگر حیدرآباد دکن میں بھیجے جا سکتے ہیں، جہاں قیام و طعام اور تعلیم کا انتظام مفت ہے۔

۹۔ کیا آپ اپنے یہاں ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید کی کوئی شاخ قائم فرمائینگے؟ (مختلف مقامات پر ایسی ایک لاکھ شاخیں قائم کرانی ہیں)۔

۱۰۔ ادارۂ عالمگیر تحریکِ قرآن مجید کی رُکنیت کے لئے ایک روپیہ لیا جاتا ہے۔ اسکے صلہ میں ایک جلد بچوں کی تفسیر پارۂ عم بطور نذر مفت دی جاتی ہے تاکہ ہر گھر قرآنی مدرسہ بن جائے۔ ایسے ایک کروڑ رکن بنانے ہیں۔

ابو محمد مصلح محرک عالمگیر تحریک قرآن مجید، حیدرآباد دکن

رمضانِ مبارک

(از محترمہ سیدہ تسنیم۔ رائے بریلی)

اللہ اللہ یہ مہینہ کس قدر ذی شان ہے + شاہد اسکی رفعت و عظمت کا خود قرآن ہے
ہوتے ہیں نازل فرشتے اپنے رب کے حکم سے + پابہ زنجیر مصیبت آج ہر شیطان ہے
رات سب راتوں سے بہتر ہے تری ماہِ صیام + حیف لیکن تیس دن کا تو فقط مہمان ہے
کیا بتاؤں کتنی رونق ایک تیرے دم سے ہے + اے مبارک میہماں صدقے ہماری جان ہے
اجر بھی حاصل ہے ہم کو اور صدہا نعمتیں + روزہ داروں پر خدا کا یہ بڑا احسان ہے
نور چہروں سے عیاں اور قلب میں پاکیزگی + صبر دن کو رات کو شکرِ خدا ہر آن ہے

ہے دعا تسنیم کی ہر سال مہمانی کریں
اسکی خدمت تو ہمارا دین ہے ایمان ہے

ایک عام تنبیہ: آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اسکے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے۔ اسلئے ہم اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اسکے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جوابدہ ہے۔

نورالدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

ضروری اطلاع ◯ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں اور وی۔ پی کا انتظار نہ فرمائیں کیونکہ بوجہ جنگ وی۔ پی فارم بہت کم ملتے ہیں۔ وی۔ پی پہنچنے کی صورت میں اُسے واپس بھیجکر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔
خریداری نامنظور ہو تو اطلاع بھیجدیں۔

منیجر

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی تبلیغ میں نرمی کا رنگ

(از محترمہ بنت ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب بی ایس سی ایم بی بی ایس)

خاں صاحب نے فرمایا کہ مرزا ثریا جاہ بیان فرماتے تھے کہ اکبر شاہ بادشاہ دہلی کی بہن تھیں جن کو بی چھکو کہتے تھے۔ اکبر شاہ کو گود میں کھلایا تھا۔ اس لئے بادشاہ بھی ان کا ادب کرتے تھے اور تمام شاہزادے شاہزادیاں بھی ان کو بڑا مانتے تھے۔ غرض تمام اہلِ قلعہ ان سے دبتے تھے، اور یہ کوسنے گالیاں بہت دیتی تھیں۔

ایک دفعہ چند شہزادوں اور چند شہدوں نے مشورہ کیا کہ ایک دن بھرے مجمع میں بی چھکو سے مولوی شاہ اسمٰعیل کو گالیاں دلوانی چاہئیں، اور اس کے لئے تدبیر یہ کی گئی کہ ان شہزادوں نے ایک دعوتی جلسہ تجویز کیا۔ جس میں بی چھکو کو بھی مدعو کیا اور مولانا اسمٰعیل شہید کو بھی، اور جو شہزادے اور شہدے اپنے ہم مذاق تھے ان کی بھی دعوت کی گئی، اور جو شہزادے وغیرہ ان کے ہم مذاق نہ تھے ان کو مدعو نہیں کیا گیا۔ اور اس عرصہ میں یہ کارروائی کی گئی کہ مولانا شہید کی طرف سے بی چھکو کو خوب بھر دیا گیا کہ اسمٰعیل بی بی کی صحنک کو منع کرتا ہے، اور میراں کے بکرے کو ناجائز کہتا ہے، فلاں کے روٹ کو منع کرتا ہے، فلاں کے توشہ کو، شیخ عبدالقادرؒ کی گیارھویں کو منع کرتا ہے، اور یہ کرتا ہے اور وہ کرتا ہے۔ جب خوب اچھی طرح بی چھکو کے کان بھر دئے تو جلسہ منعقد کیا گیا۔

سب لوگ جلسہ میں آئے اور بی چھکو بھی آئیں، مگر یہ پردے میں تھیں۔ اتفاق سے مولانا اسمٰعیل کو دیر ہوگئی۔ اس پر ان کو اور موقع ملا، اور انھوں نے بی چھکو سے کہا کہ دیکھئے یہ شخص کتنا مغرور ہے کہ اب تک نہیں آیا۔ اس پر وہ اور برہم ہوگئیں۔ غرض جب مولانا شہید جلسے میں پہنچے ہیں، اس وقت یار لوگ بی چھکو کو خوب برہم کر چکے تھے۔ ان کے پہنچنے پر بی چھکو نے غصہ کی حالت میں

پوچھا کہ عبد العزیز کا بھتیجا اسمٰعیل آگیا؟

مولنا جلسے کا رنگ دیکھ کر تاڑ گئے تھے کہ آج ضرور کوئی شرارت کی گئی ہے اپنے آنے کا تو کچھ جواب نہیں دیا اور فرمایا: "اخاہ! یہ آواز تو چھکو اماں کی معلوم ہوتی ہے! اماں سلام!" جب انھوں نے اس انداز سے گفتگو کی تو بی چھکو کا غصہ سب کافور ہوگیا اور انھوں نے بڑوں کے قاعدے سے ان کے سلام کا جواب دیا اور اِدھر اُدھر کی دو چار باتیں کر کے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم بی بی کی صحنک کو منع کرتے ہو!

مولنانے فرمایا کہ اماں میں منع نہیں کرتا۔ بھلا میری مجال ہے کہ میں بی بی کی صحنک کو منع کروں! انھوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں۔ مولنا نے فرمایا: جو کوئی کہتا ہے غلط کہتا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ بی بیؓ کے ابّا جانؐ منع کرتے ہیں لوگوں کو بی بیؓ کے ابا جانؐ کا حکم سناتا ہوں۔ اس پر بی چھکو نے حیرت کے لہجہ میں فرمایا: بی بی کے ابا جان منع کرتے ہیں؟ مولنا نے فرمایا: "جی ہاں"!

چنانچہ وہ فرماتے ہیں: من احدث فی دیننا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔ اور حدیث پڑھکر اس کی تفصیل فرمائی۔ اس سے صحنک کی برائی ثابت فرمائی۔ بی چھکو نے جو یہ تقریر سنی تو مان گئیں اور کہا: "اب اگر کوئی عورت کریگی تو اسکی ناک اور چنٹیا کاٹ ڈالوں گی۔ ہم بی بی پر ایمان نہیں لائے، ہم تو بی بیؓ کے ابا جانؐ پر ایمان لائے ہیں، جب وہی منع کرتے ہیں، تو پھر ہم کیوں کریں؟"

تحریکِ اصلاح

(ایک اہم تبلیغی خطاب) :--

از حضرت مولانا پروفیسر عبدالحمید مرزا (داعی الی الحق) ایم اے

ادارہ اصلاح و تبلیغ کی طرف سے مسلمانانِ بنگال کی دعوت پر مستقل کام شروع کرنے کے لئے جناب داعی الی الحق تعطیلات گرما میں اس صوبہ کا دورہ کریں گے۔ وہاں کے کارکنوں کے پہلے تبلیغی ٹریننگ کیمپ میں جو خطبہ دیا گیا وہ درج ذیل ہے۔

[یہ خطبہ پارک سرکس ۔ رفاق لین میں ہزاروں کے اجتماع میں پہلے تبلیغی ٹریننگ کیمپ کے موقع پر پڑھا گیا]

امیرانِ تبلیغ، رفیقانِ عمل اور مسلمان بھائیو!

پارک سرکس کے علاقہ میں یہ پہلا تبلیغی اجتماع ہے جس میں ہم اپنی قوم کے علماء، امراء اور غرباء کے سامنے بیک وقت اپنے عمل کا مظاہرہ اس طرح کر رہے ہیں کہ ان طبقوں کی غیریت، باہمی آویزش اور امتیازی مدارج یک قلم ختم ہو گئے ہیں۔ دینی و دنیاوی تفریق، امیر اور غریب کی حد بندی، عالم اور عامی کا امتیاز، اللہ کے غلاموں کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ سب آقائے مدنی ﷺ کے غلام ہیں، ہماری اجتماعی زندگی کا نام خیر امۃ ہے۔ اس لئے ہم سب نے سب اپنے اللہ کی غلامی میں اور مساوات اور اخوت کے ساتھ اللہ کا نام بلند کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔

ہمارا مشن :--

صدیوں کے افتراق، جمود اور خود ساختہ حد بندیوں نے ہماری زندگی کے مشن یعنی تبلیغِ حق کو برباد کر دیا ہے۔ ہم اب پھر اس جاہلیت سے نکل کر صحابہ کرام کی طرح اپنے آقا کی سنت کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔

میں صاف لفظوں میں آج اس پہلے ٹریننگ کیمپ میں تحریک اصلاح کے عزائم اور مقاصد کو واضح کر دینا چاہتا ہوں تاکہ ہمارے دوست اور اپنے خیال میں ہمارے مخالف دوبارہ اپنے ارادوں پر غور کر سکیں۔

تحریکِ اصلاح مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور مسلمانوں کی خدمت کرنے والے تمام راہنماؤں اور کارکنوں کے لئے مخلص ساتھی پیدا کرنے کے لئے وجود میں آئی ہے ہم اپنے بھائیوں سے تو کجا غیروں سے بھی اُلجھنے یا کسی بات میں اُن کے لئے کوئی وجہ شکایت پیدا کرنے کو اپنے بنیادی اصولوں کے خلاف سمجھتے ہیں۔ جو لوگ ہم کو غلطی سے گالیاں دیتے ہیں یا ہمیں حیرت و استعجاب کی نظروں سے دیکھ کر پریشان ہوتے ہیں ہم اُن کو اپنا دکھی بھائی سمجھ کر ابتدا میں ہی معاف کر دیتے ہیں اور اُن کو جلن کڑھن اور غصہ و نفرت کے جہنمی آزاروں سے بچانے کے لئے رحمت و برکت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ ہماری آرزو صرف یہ ہے کہ ملّت اسلامیہ کی شکست خوردہ ذہنیت بدل جائے۔ وہ اسلام کے کھنڈروں پر ماتم کرنے کی بجائے نئے ولولوں نئے ارادوں اور نئی امنگوں سے سرشار ہو کر یہ احساس پیدا کرے کہ اب آباؤ اجداد کی تاریخ دہرانے کا وقت آگیا ہے۔

امتحانِ عمل کی بھٹی :۔

بارک سرکس میں یہاں کے تنہا کارکنوں کو جو تکلیفیں پیش آئیں وہ اُن کے لئے راہِ محبت کے کانٹے ہیں۔ اور دُنیا جانتی ہے کہ عاشقانِ حق منزل تک پہنچنے میں پاؤں کے آبلوں کی تمنا ہی نہیں کرتے بلکہ یہ آبلہ پائی ان کے عشق کی پختگی کا اصل سامان ہے۔

تحریک میں کچھ لوگ ایسے بھی آئے جو یہ خیال کرتے تھے کہ بانی تحریک کی ذہن نوازی اور وجد آور تقریر و درس پر چند کلماتِ تحسین کہہ دینے یا رقت آمیز و قلب گداز وعظ پر چند آنسو بہا دینے کے بعد دُنیا میں مرحبا اور عقبیٰ میں سرخروئی کا سامان ہو جائیگا۔ یہ اُن کی بھول تھی۔

تبلیغ حق پھولوں کی سیج نہیں۔ یہاں آزمائش صبر کے لئے خود غرض لوگوں کے طعن و تشنیع کے کانٹے ہر وقت قلب و جگر کو چھلنی کرتے ہیں، اور اگر ایسا نہ ہو

تو حق و باطل میں تمیز ہی نہ رہے۔ فولاد و خس و خاشاک ایک ہو جائے اور اجالے اور روشنی میں کوئی فرق نہ ہو۔

آپ نے دیکھا نہیں کہ آسمان سے لاکھوں قطرے برستے ہیں لیکن اُن میں سے ہر ایک موتی نہیں ہوتا۔ دامنِ کوہ میں لاتعداد پتھر پھیلے ہوئے ہیں، لیکن ان میں سے ہر ایک اس قابل نہیں کہ کوہ نور کی طرح زینتِ تاج بن سکے۔ امتحانِ عمل کی بھٹی سنار کی آگ سے زیادہ تیز آگ رکھتی ہے۔ اس میں گرنے کے بعد خالص سونا ہی سلامت نکل سکتا ہے۔ میل کچیل ہمیشہ سونے کے ساتھ داخل تو ہوتے ہیں، لیکن تابِ سوختن و تپیدن نہیں لا سکتے، اس لئے فنا ہو جاتے ہیں۔ پس اے ساتھ چلنے والے دوستو! اس کی پروا نہ کرو کہ امتحانِ عمل کی بھٹی گرم کیوں ہے۔ اس کی حرارت نے کیوں کمزور دلوں کو پگھلا دیا ہے، بلکہ خدا کا شکر کرو کہ تم سونا بن کر اپنے خالق کی نظر میں مقبول ہوئے۔

زندگی عمل کا نام ہے اور عمل نصب العین کے بغیر ممکن نہیں اور صالح عمل وہ ہے جس کا نصب العین اعلیٰ اور بلند ہو۔ تم اُس بلندی پر نظر رکھو اور یاد رکھو کہ ہمارا کام ایک اثباتی حقیقت (Positive reality) ہے اور تم تعمیرِ عالم کے علمبردار ہو۔ اس لئے کوئی سلبی مخالفت یا مغالطے اور سبّ و شتم تمہارا راستہ نہیں روک سکتے۔

دُنیا میں صرف صلاحیت اور صلاحیت کی بنا پر ہی انسان بلند ہوتا ہے اور عدمِ صلاحیت کی بنا پر گر جاتا ہے۔ چھوٹے نظام ہی نہیں دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں جس اصول پر قائم ہیں وہ یہی اٹل اصول ہے: اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔

اس لئے ہمارا کام صرف یہ ہے کہ اپنی ملت کے زندہ نوجوانوں میں عملی صلاحیتیں پیدا کر کے اُنھیں اس قابل بنا دیں کہ وہ زندگی کے مختلف شعبہ ہائے عمل میں ذمہ داریوں کو سنبھال سکیں۔ اسلام کے غلامانہ تصوّر کی بجائے حُرّی تصور کو سمجھ سکیں اور جان لیں، کہ خاموشی، سکون، خلوت نشینی اور منفردانہ زندگی اسلام نہیں بلکہ اسلام جد و جہد، سعی و عمل اور سرگرمی ہے۔ وہ موت نہیں،

حیات ہے، اس کا فرمان ہے :-

ا :- لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى : انسان کے لئے وہی ہے جس کی وہ کوشش کرے (النجم ۳)

ب :- كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ : ہر جان اپنے کام کے ہاتھوں گرو ہے۔ (مدثر ۱)

اسلام سرتاپا جہاد اور مجاہدہ ہے لیکن خلوت میں بیٹھ کر نہیں بلکہ میدان میں نکل کر ـــــ

اس تفہیم کے بعد ہم نوجوانوں کو اپنے آقائے مدنی کی سنت کے مطابق میدان میں لے آئیں۔ اور کچھ جہاں وہ نیک لوگوں کی اعانت سے آگے بڑھیں وہاں بُروں سے لڑ بھی سکیں۔ ہاں اس جنگ میں اسلامی وقار اور صلح جوئی وعدل کو کبھی ہاتھ سے نہ دیں۔ اس لئے کہ فتح صرف نیکی اور صلاحیت کے لئے ہے نہ کہ سَبّ وشتم، مغالطوں اور گالیوں کے لئے۔

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ : ـــــ

رفیقانِ عمل! سب سے پہلے جس بات کو میں ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کا اصل مقام سربلندی اور عزت ہے نہ کہ نگونساری و ذلت۔ ملتِ اسلامیہ کے فرزند اعلون بننے کے لئے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ زبوں حال و مسکنت زدہ ۔

اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں ہمارے لئے زندگی کا رخ عمل واضح کر دیا ہے۔ اس میں کسی شک وشبہ اور کسی اینچ پیچ کی گنجائش ہی نہیں رکھی۔ فرمایا:۔

لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ : تم وہن اور حزن کا شکار نہ ہو، تم سربلند رہو گے بشرطیکہ اپنے اندر ایمان پیدا کر لو۔

اگر آپ اس آیت کو سمجھ جائیں تو زندگی کی تمام مایوسیاں ایمان کی حرارت سے کافور ہو جائیں گی۔

یہاں چار الفاظ قابل تشریح ہیں :- وَهن ۔ حُزن ۔ اَعلَون اور اِیمان ـــــ

وَھَن تو اُس ایسی حالت کا نام ہے جو بالکل بڑھاپے کے مطابق ہوتی ہے۔ چُستی، مستعدی، ہمت، شوقی، محنت، مشقت، جفاکشی، کوشش اور دوڑ دھوپ جوانی کی شان ہے اور جوانی کی ضد بڑھاپا ہے۔ بڑھاپے میں انسان کی رگیں ڈھیلی ہو جاتی ہیں، گرمی گھٹ جاتی ہے اور اعضا کمزور پڑ جاتے ہیں۔ اس واسطے ہر ایک بوڑھا آدمی اپنی حالت کے مطابق یہ چاہتا ہے کہ وہ ہر وقت لیٹا رہے، بیٹھا رہے، دوڑ دھوپ نہ کرے، خطرات سے بچ جائے، کسی سختی میں نہ آئے، لڑائی نہ کرے، نہ خود کسی کو کچھ کہے اور نہ کسی دوسرے سے کچھ سُنے۔ جس طرح انسانوں اور حیوانوں میں بڑھاپے کی یہ حالت طاری ہوتی ہے اسی طرح قومیں اور جماعتیں بھی بوڑھی ہو جاتی ہیں اور وہ اس وقت صرف یہ چاہتی ہیں کہ سُستی میں پڑی رہیں۔ خطرات کا سامنا نہ کریں، جو کچھ بھی انھیں ملتا ہے اس پر صبر کرلیں۔ کسی گوشہ میں جا کر لیٹ جائیں اور کسی بھی جنگ، جدل یا امتحان و آزمائش سے دوچار نہ ہوں۔

وَلَا تَھِنُوْا کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایسی سُستی، آرام طلبی، ذلت و بے ہمتی اور بے عزتی کی زندگی سے بچنا چاہئے اور جماعتی کاموں اور اسلامی فرائض کی ادائیگی میں بوڑھوں کی طرح ڈھیلا نہیں ہونا چاہیے۔

ایک حدیث :—

ایک دفعہ پیغمبر اسلامؐ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئیگا جبکہ دنیا بھر کی قومیں مسلمانوں کو کھا جانے کے لئے اس طرح ٹوٹ پڑینگی جس طرح بھوکے آدمی کسی کھانے کے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ صحابہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا ہم اُس وقت تھوڑے ہونگے؟ فرمایا: نہیں، تم تھوڑے نہیں ہوگے — تمھاری تعداد اتنی ہوگی جتنے آسمان پر تارے ہیں، مگر تمھارے عزم و عمل کی حالت ایسی ہوگی جیسے دریا کی سطح پر گھاس پھوس یا جھاگ ہوتی ہے، جدھر سے کوئی موج اُٹھے گی تم اُسی طرف کو بہ جاؤ گے۔ صحابہؓ نے پوچھا: ہم ایسے بے وزن کیوں ہو جائیں گے؟ رسول خداؐ نے فرمایا: اس لئے کہ تم میں وَھَن پیدا ہو جائیگا صحابہؓ نے پوچھا: وَھَن کا مطلب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: حُبُّ الدُّنیا

وَکَرَاهِيَّةَ الْمَوْتِ۔ دنیا سے محبت کرنا اور موت سے ڈر کر بھاگنا۔
اس حدیث کے مطابق ہی دورِ حاضر کے مسلمانوں کی حالت ہے۔ آج دنیا بھر کی قومیں مسلمانوں کو شکار کر رہی ہیں اور کھاتے جاتی ہیں۔ بیرونی دنیا کے مسائل کو چھوڑو۔ شام، فلسطین، مصر اور ایران کا رخ کھائل ہوئے، اپنے ملک ہی میں جاؤ، صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو دیکھو کہ کس طرح گردشِ دوراں کے دو پاٹوں (انگریز اور ہندو) کے درمیان پس رہے ہیں۔
ایسا کیوں ہے؟ کیا آج مسلمان دنیا میں کم ہیں؟ نہیں، ۴۰۰ کروڑ یا ۶۰ کروڑ ہیں، مگر اثر و وزن ان کا کچھ بھی نہیں۔ اس لئے جدھر سے کوئی موج اٹھتی ہے، وہ اُسی طرف کو بہہ جاتے ہیں، اور اپنے مذہبی اصولوں پر قائم نہیں رہتے۔ حکومت نے دھمکی دی تو ڈر کے مارے حق اور اصول چھوڑ دیا۔ کسی نے روپے پیسے کا لالچ دیا تو اس کے جھانسے میں آگئے۔ ملکی سیاست میں کوئی ہنگامہ پیدا ہوا تو اُلجھاؤ اور پریشانی نے آگھیرا۔ رُوس سے ہوا آئی تو اسلام سوشلزم کا دوسرا نام رکھ دیا۔ نہ ہمارے عقیدے اپنی جگہ پر قائم ہیں اور نہ قدم۔ "ہر ہوا" کے رُخ پر بہنے کی یہ عادت دو وجہ سے ہے: ایک دنیا کی محبت کی وجہ سے اور دوسرے موت کے ڈر کی وجہ سے۔ آج ہم جس قدر زیادہ دولتِ دنیا اور لذاتِ دنیا پر جان دیتے ہیں، اُسی قدر زیادہ اُن سے دُور ہوتے جاتے ہیں۔ جس قدر زیادہ ہم تکلیف، مصیبت اور موت سے گھبراتے ہیں، اُسی قدر زیادہ ہم موت کا شکار ہو رہے ہیں۔

(باقی باقی)

تھیئٹر اور سینما

(از حضرت الفاضل علی فکری آفندی مصری)

(ترجمہ از جناب عبید الحق الفلاح)

ان سوشل خطروں میں سے جو اخلاق کو دھمکی دیتے ہیں ایک عورتوں کا تھیئٹروں میں جانا ہے، نصیحت و عبرت پکڑنے کے لئے نہیں جیسا کہ ڈرامہ کا ایک نیک مقصد ہو سکتا ہے، بلکہ ناٹکوں کو اُن کے عشقی پہلوؤں سے دیکھنے اور گانے والیوں کے عشقیہ گیتوں کو آویزہ گوش بنانے کے لئے۔ اس میں اگر کبھی فضیلت پر اکسانے اور رذیلت سے روکنے والی نصیحتیں ہوتی بھی ہیں تو وہ ان کی طرف کان نہیں دھرتیں۔

یہ جانی بوجھی بات ہے کہ ڈرامہ ایک یونیورسٹی یا ایک بڑی نمائش گاہ ہے جس میں ہم گذشتہ امتوں کے اخلاق و اطوار اور ان بڑے بڑے حوادث کو دیکھتے ہیں کہ جو انکے عہد میں گزرے اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس سے انسان بے پروائی نہیں برت سکتا۔

تَجْرِی الحوادِثُ فِی سِنِینٍ عَدِیدَۃٍ + وَ ھُنَا تُرَی بِدَقَائِقٍ و ثَوَانٍ

حوادث سالوں میں رونما ہوتے ہیں - اور یہاں وہ "منٹوں" میں دیکھے جاتے ہیں

شریف گھرانے کی عورت فرنگیوں کے اُس فیشن میں ملبوس ہو کر جو ان کے "بالو یعنی ناچ گھر" کو جاتے وقت ہوتا ہے ڈرامہ گاہ میں جاتی ہے، یعنی اس رسوا لباس میں جس کے پہننے کی شریعت غراء نے اجازت نہیں بخشی کہ اس سے سینہ، کندھے اور کہنیاں ننگی رہتی ہیں۔ پھر وہ اپنی نشست حاصل کرنے بھی نہیں پاتی کہ اسکے اور اسکے ہمراہی کے درمیان ناٹک کے مرکز و محور، اس کے ان عشقیہ گیتوں اور گانوں پر جیسا کہ ہم نے ان کا آگے ذکر کیا ہے اور ان عجیب غریب مناظر پر جہاں دو مشتاق باہم مل کر ایک دوسرے سے محبت کی باتوں

کا تبادلہ کرتی ہیں۔ گفتگو شروع ہو جاتی ہے اور ناٹک کے شروع ہوتے وقت
وہ ان بدمزہ امور کو یکسو ہو کر بڑے غور سے سنتی ہیں، یہاں تک کہ جب یہ دور ختم
ہو جاتا ہے اور ناٹک میں مشغول کرنے والا دور آتا ہے، تو یہ پستہ و بادام کھانے اور
چھیڑ چھاڑ کی غرض سے دوسروں پر ان کے چھلکے پھینکنے میں مشغول ہو جاتی ہیں۔
ہائے افسوس یہ عورتیں جو تہذیب سے آراستہ ہیں اور علم و ادب کا دم
بھرتی ہیں، یہ ہمارا مقصود نہیں۔ ان عورتوں میں ایسی بہت ہی کم ہیں کہ جو
کبھی جاتی بھی ہیں تو صرف عبرت و نصیحت سے فائدہ اٹھانے کے لئے جاتی ہیں
جیسا کہ اس کا مقصود ہے۔ ہماری توجہ امت کی عورتوں کے اس بڑے گروہ
کی طرف ہے اور وہ ان عورتوں پر مشتمل ہے کہ جنھوں نے صرف ابتدائی علوم
سے کچھ شد بد حاصل کر لینے کے سوا کچھ نہیں سیکھا۔ انھیں ان آداب کے مقابلہ
میں پوری طرح محتاط اور چوکس رہنا چاہئے کیونکہ وہ ناٹک سے اس کے سوا کہ وہ
عشقیہ اور دل لبھانے والا ہو اور کچھ نہیں سمجھ سکتیں، تو وہ ان کے نفوس
میں وہ چیز پیوست کر دیگا، جو سخت مشکل مصیبت بنکر ان پر ٹوٹیگی۔"

"لہٰذا شریف بیبیوں کا فرض ہے کہ وہ اس روگ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں
اور ان بیحیائی و بے عزتی کے ناٹک گھروں میں جانے والیوں کی روک تھام کے
لئے پوری کوشش صرف کریں۔"

"جمیلہ"

ہم اس آواز کی جو محترمہ جمیلہ نے اس بدعت کے ناپسند کرنے کے متعلق بلند
کی ہے تائید کرتے ہیں اور ہم دوسری بدعت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو ان دنوں
ظاہر ہوئی ہے اور وہ عورتوں کو سنیما اور مزاحیہ تھیٹروں کی ان مجالس میں جانے سے
چشم پوشی کرنا ہے کہ جن میں عشقیہ ناٹک دکھائے جاتے ہیں اور جہاں عورت وہ کچھ
دیکھتی ہے جو وہ اوباش زندگی کی قسموں اور عشق کے طریقوں اور ایسی ہی اور
باتوں میں کہ جن میں مغربی تمدن نے فوقیت و فضیلت پائی ہے، [illegible]
وہ تو اس کی عادی ہیں اور ان کی زندگی کی رہی سہی عزت [illegible] اور
ہمارا دین کہتا ہے :-

"وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی"

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور پہلی جاہلیت کے سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔

کیا یہ عیب نہیں کہ یہ بدعت مسلمان سے صادر ہو حالانکہ اس کا نبی یہ فرماتا ہے:-

"مَنْ سَنَّ سُنَّةً فَعَلَیْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔"

"جو شخص کوئی برا طریق ایجاد کرتا ہے تو اس طریقے کا اور ان لوگوں کا گناہ جو قیامت کے دن تک اس پر عمل کرینگے، اُس پر ہو گا۔"

دیکھو! مسلمان مردوں اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ کمزور ہیں ان کے لئے تو وہ اخلاقی مصائب ہی کیا کم ہیں کہ جن میں وہ مبتلا ہو کر تمام امتوں سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اللہ ہمارا حال درست کرے اور نیکیوں پر ہی ہمارے اعمال ختم ہوں۔ وہی سننے والا، قبول کرنے والا ہے۔ (المؤدب)

ہماری درسگاہ سے تعارف

(از مخترمہ خورشید)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ -

جناب صدر، ہمارے محترم مہمانان ذی شان! ہماری درسگاہ اپنا تعارف خود آپ ہے۔ کیونکہ "مشک آنست کہ خود ببوید، نہ کہ عطار بگوید۔" ہندوستان کا کون گوشہ ایسا ہے جہاں جالندھر کے اس مدرسۃ البنات کا نام مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی طرح پہنچ نہ چکا ہو۔ ہندوستان پر ہی کیا موقوف، ممالک غیر سے بھی اکثر طالبات دُور دراز مسافت طے کرکے اَلعَطَش اَلعَطَش پکارتی آتی اور اس چشمۂ علم و ہنر سے فیضیاب ہوتی ہیں۔ مگر مجھے بتانا یہ ہے کہ وہ مدرسہ کہاں ہے جسے آپ اپنی آنکھوں سے دیکھنے یہاں تشریف لائے ہیں۔ کیا وہ مشہور و معروف مدرسہ یہی چار دیواری ہے جہاں آپ تشریف فرما ہیں اور اس کے ساتھ چند عمارتوں کا الحاق؟

حضرات! آئیے آپ کو اصل مدرسہ دکھاؤں اور اس سے متعارف کروں آپ اپنی مجلس میں نگاہ دوڑائیے۔ ایک طرف کو ایک بزرگ صورت و بزرگ سیرت ضعیف العمر، قوم کے غم کا بوجھ ماتھے کی تیوڑوں پر سہارے، نہایت سادگی سے بیٹھے ہونگے۔ یہی عبدالحق عباس ہیں۔ اب ذرا اُن کے ارادوں، فکروں، عزائم، ان کے خیالات کی پاکیزگی و رفعت اور ان کی نگاہ کی دُوربینی کو چشم بصیرت سے دیکھئے۔ بس یہی مدرسۃ البنات ہے۔

اب تو ذرا اپنی روحانی نگاہ ذرا آسمان کی طرف اٹھائیے، وہ دیکھئے حضرت اقبالؒ کی روح خورشید کی کرنوں میں آپ کے سروں پر جھول رہی ہے، اور سنئیے کہ حضرت عباس کی زبانِ فیضِ ترجمان اور صورت عمل بن کر کیا گنگناتی ہے ۔

جہاں را محکمی از اُمہات است ✤ نہادِ شان امینِ ممکنات است
اگر این نکتہ را قومے نداند ✤ نظامِ کاروبارش بے ثبات است

اور بھی سنئیے اپنی قوم کی خواتین کو کیا پیغام مل رہا ہے ۔

اگر پندے ز درویشے پذیری ✤ ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر ✤ کہ در آغوش شبیرے بگیری

اسی پر اکتفا نہیں ۔ حضرت عباس کی عملی کاوشوں کی صورت میں علامہؒ کی روح ایک اور درس بھی امت کو سنا رہی ہے ۔

ز شام ما برون آور سحر را ✤ بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو میدانی کہ سوز قرأت تو ✤ دگرگوں کرد تقدیرِ عمر را

حضرت علامہؒ کی روح کس قدر شاد کام ہو رہی ہے کہ جو آرزو اور سوز انکے دل کی گہرائیوں میں تھا اسے عملی جامہ پہنانے میں حضرت " آفاقی " نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ۔ اور اسلام کی خواتین علامہ کی ان تعلیمات اسلامی کا اس مدرسہ میں مجسمہ بن کر نکل رہی ہیں ۔

حضرات گرامی ! سرسیدؒ کی دوربین نگاہ نے غدر دہلی کو نوجوانوں کی آنکھوں سے دیکھا ، مغربی تہذیب و تمدن اور مغربی تعلیم کے اثرات کا اندازہ کرتے ہوئے نوجوانانِ اسلام کو اس طوفانِ نوح کے عذاب سے بچانے کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کر دی اور انجام کاران کی سعی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ اور دیگر اسلامی سیاسی زاویہ نگاہ کی صورت میں مشکور ہوئی ۔ مگر عمر نے وفا نہ کی اور دخترانِ اسلام کو اسلامی بیٹی ، اسلامی بہو اور اسلامی ماں بنانے کی دل ہی میں لئے آسمانوں کو پرواز کر گئے ۔

بالآخر ان کے " زندہ دلانِ پنجاب " میں سے قدرت کی نگہِ انتخاب جالندھر

کے خطہ پر پڑی اور کیوں نہ ہوتا، وہ مبارک ہستی اسی جالندھر میں حضرت خان غلام نیاز خاں صاحب رئیس دھوگڑی کے پاس ان کے ایام وکالت میں کئی بار قیام پذیر ہوا کئے جن کے سید ہی پیغام کہ حضرت نیاز ہمیشہ علم بردار ہے لہذا یہ شرف جالندھر ہی کے حصہ میں تھا اور قرعہ فال بنام حضرت عباس پڑا۔ اپنے تمام عزائم، اپنے تمام ارادے اور حوصلے اس بزرگ نے سینہ میں ودیعت کیے اور خدا کا نام لیکر اس بزرگوار نے ایک ایسی درسگاہ کی بنا ڈالی جس میں طالبہ کو اسلامی بیٹی، بہو اور ماں بننا سکھایا کر قوم کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ مغربی تہذیب و تمدن، مغربی تعلیم و تکر سے ذہنی روش بناس کرایا جاتا ہے۔ تاکہ اس کے برے اثرات سے بچایا جائے اور اس کی خامیاں بتا دی جاتی ہیں اور اسلامی تہذیب و تمدن و معاشرت، تعلیم و تربیت کے ہتھیار ہی ہم پہنچا دیئے جاتے ہیں تاکہ مغربی اثرات کی یلغار کا بخوبی مقابلہ کر سکیں۔ نیز امور خانہ داری کے ہر شعبے میں ماہر بھی بنایا جاتا ہے۔ تاکہ بہو اور ماں کے فرائض بطریق احسن انجام دے سکیں۔

حضرت ایں وقت کی سب سے بڑی ضرورت تھی جسے مدرسۃ البنات پوری کرنے کا دعویدار ہے اور اس دعویٰ کی صداقت اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ عالم اسلام کے ہر گوشہ سے طالبات پروانہ وار اسی درسگاہ کی شمع پر قربان ہو رہی ہیں عالم اسلام میں کہیں بھی ایسی جامع اور عین ضرورت کے مطابق درسگاہ موجود نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسے دن دونی رات چوگنی ترقی ملتی گئی اور قوم نے سے اپنا مادی و ملجا بنا لیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا قوم صرف استفادہ حاصل کرنا ہی جانتی ہے یا اس کی مزید خدمت کر کے پوری طرح توسیع کرنے میں بھی انتہائی جد و جہد سے کام لیتی ہے۔ تاکہ مدرسۃ البنات کے سرسیدؒ اپنی زندگی ہی میں اپنی تمام تجاویز ترقیات درسگاہ کو اپنے پاکیزہ جذبات اور عزم و ہمت کے ساتھ عملی جامہ پہنا جائیں۔ آج اسی درسگاہ پر نازاں اپنی قوم سے سراپا زبان بنے حضرت آقا جی فرما رہے ہیں

ع یہی کچھ ہے ساقی متاع فقیر + اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
میرے قافلہ میں لٹا دے اسے + لٹا دے ٹھکانے لگا دے اسے

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ +

شگر پارے

(از جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے، ایل ایل بی)

فلینڈرس میں مسلمان: جنگ جرمنی میں فلینڈرس نے کافی شہرت حاصل کی۔ اسی علاقہ میں شروع جنگ میں جرمنوں نے اتحادیوں کو شکست فاش دی تھی، اور انگلستان عرصہ دراز تک حملہ کے خدشوں میں مبتلا رہا۔ یہی فلینڈرس کبھی مسلمانوں کے قبضہ میں رہ چکا ہے۔ عرب جب ہسپانیہ سے بڑھ کے فرانس میں داخل ہوئے، تو وہ سمندری راستے سے انٹورپ تک جا پہنچے اور اینٹورپ پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کا حاکم بڈرمین شکست کھا کے بھاگ گیا۔ بڈرمین نے ارد گرد کے علاقوں کے عیسائی حاکموں سے عربوں کے خلاف مدد مانگی، مگر ان سب پر عربوں کا اس قدر رعب طاری تھا کہ کوئی اسکی مدد کے لئے کھڑا نہ ہوا۔ اُسے اپنا شہر بہت پیارا تھا۔ ایک روز وہ بھیس بدلکر شہر میں آیا اور گلی گلی میں پھر کے چپکے چپکے وہاں والوں کو عربوں کے خلاف ابھارنے لگا۔ مگر سب پر لڑائی کی مصائب کی دہشت کا اثر تھا اور علاوہ ازیں انھیں عربوں کے ماتحت پہلے سے زیادہ آرام اور آزادی حاصل تھی، کوئی اس کے ساتھ نہ ہوا۔ ایک روز ایک عرب سپاہی نے اس پر جاسوس کا شبہ کر کے پکڑ لیا، اور اسی عدالت میں لاکے مجرموں کی طرح کھڑا کر دیا، جس میں خود بڈرمین سال ڈیڑھ سال پہلے خود اجلاس کیا کرتا تھا۔ عربوں کو چونکہ کسی مخالف کا اندیشہ نہ تھا، اس لئے جاسوسی کے الزام پر کوئی خاص غور نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں اپنے قانون کے مطابق اُن کے پاس اس کے خلاف کوئی خاص ثبوت بھی نہ تھا، اسلئے اسے چھوڑ دیا گیا۔ البتہ یہ کیا گیا کہ شہر کی فصیل کے باہر اُسے چھوڑ دیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اُسے باہر تھوڑے فاصلہ پر اپنے چند پرانے ساتھی مل گئے جو اس کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ وہ کسی پوشیدہ مقام میں رہنے لگے۔

اور دن رات شہر پر قبضہ کرنے کی ادھیڑ بن میں مصروف ہو گئے۔ آخر بذرمین نے ایک سرنگ کھودنی شروع کی اور چند روز میں شہر کے اندر تک لے گئے۔ گویا شہر میں اس طرح چپ چپاتے داخل ہونے کا راستہ بنا لیا کہ فصیل کے پھاٹک بند رہیں اور پوری فوج شہر میں پہنچ جائے۔ اتفاق سے پتہ چلا کہ فرانس کی ایک زبردست فوج ادھر سے گذرنے والی ہے۔ اُن کا رُخ نہیں اور کا تھا۔ شہر اینٹورپ بہت مضبوط شہر تھا، اس لئے اس پر حملہ کرنے کی اُن میں ہمت نہ تھی۔ بذرمین اس سرخ فوج کے سپہ سالار سے ملا اور اسے بڑا اتار چڑھاؤ دیا اور تصدیق کے لئے سرنگ دکھا دی کہ بلا مقابلہ وہ شہر پر قابض ہو سکیگا۔ چنانچہ آدھ گھنٹہ اور محنت کی گئی اور سرنگ کو حاکم شہر کے محل کے نیچے جا نکالا۔ جب فرانسیسی فوج شہر کے قریب آئی تو عربوں نے شہر سے باہر مقابلہ کرنے کے لئے صفیں جما لیں، مگر اچانک شہر کے اندر سے شور و غل کی آواز آنے لگی۔ مڑ کے دیکھا تو فرانسیسی فوج کا ایک حصہ شہر میں کسی طرح داخل ہو کے شہر کے ایک حصہ پر قابض پایا۔ لڑائی ہو رہی تھی۔ عرب ہمت نہیں ہارے۔ نہایت سخت جنگ ہوئی اور سب نے شربت شہادت پی لیا اس طرح فلینڈرس پر صرف پانچ برس عربوں کی حکومت رہی۔ فرانسیسیوں نے بذرمین کو وہاں کا حاکم بنا دیا، مگر اب وہ خود مختار نہ تھا بلکہ ان کا غلام تھا۔

بھورے اور رنگے:- آج کل ایک روپیہ کا پندرہ تولہ گھی ملتا ہے جسکے متعلق اطمینان نہیں ہوتا کہ خالص بھی ہے۔ سلطان علاؤالدین خلجی کے زمانہ میں اسی ہندوستان میں ایک پیسہ کا ۲ ½ سیر بالکل خالص گھی ملتا تھا

جزیرہ مالٹا ۱۷۹۸ء میں فرانسیسیوں کے قبضہ میں آیا جن سے انگریزوں نے اسے ۱۸۰۰ء میں لے لیا۔ یہاں کی زبان اطالوی زبان ہے جس میں کثرت سے عربی الفاظ ملے ہوئے ہیں۔ جب جزیرہ صقلیہ (سسلی) پر عربوں کا قبضہ تھا، تو یہ بھی ان کے قبضہ میں تھا۔ اب انگریزوں کا بحیرہ روم کا بیڑہ مالٹا میں ہی رہتا ہے۔ جرمنوں نے بے انتہا زور لگایا مگر وہ اسے فتح نہ کر سکے اور نہ اسے برباد ہی کر سکے۔

۱۸۷۸ء کی جنگ روس و روم سے پہلے یورپ کی زمین کا سوا لاکھ مربع میل رقبہ

ترکوں کے قبضہ میں تھا۔ اس جنگ کے خاتمہ پر رومانیہ، سرویہ اور جبل اسود کو خود مختاری مل گئی۔ بوسینہ اور ہرزگوئینیہ آسٹریا کو مل گئے۔ بلغاریہ اور مشرقی رومیلیہ کو نیم آزادی دی گئی۔ مؤخر الذکر چاروں پر سلطان کی سیادت قائم رہی۔

سگھڑ سہیلی

(از خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔اے، ایل ایل بی)

کامیابی کا راستہ:- یہ کمزوروں کا طریقہ ہے کہ خوشحال اور خوش نصیبوں کو دیکھ دیکھ کے حسرت سے کہتے ہیں کہ قدرت نے سب کچھ فلاں فلاں کو دے رکھا ہے۔ ایک میں ہوں کہ دنیا کی اندھیر نگری میں بھٹکتا ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہوں۔ وہ لوگ مٹی پر ہاتھ ڈالتے ہیں تو سونا بن جاتی ہے اور میرے ہاتھ میں سونا مٹی بن کے رہ جاتا ہے! آپ کی یہی شکایت رہتی ہے کہ خوش نصیبی اس کی ہمیشہ ساتھی رہتی ہے اور مجھ سے منہ پھیرے رہتی ہے۔ آپ سے اب یہ سوال ہے کہ کیا آپ اپنی کامیابی، شادمانی اور کارگذاری کا حصہ اسی میں سمجھتے رہینگے کہ حیرت ظاہر کیا کریں کہ دوسرے کیسے کامیاب ہو جاتے ہیں؟ اگر یہ بات ہے تو سمجھ لیجئے کہ یہ سب کچھ آپکی ہی غلطی ہے!

اس خیال کو دماغ سے نکال دیجئے کہ کوئی شخص محض قسمت سے ہی کامیاب ہوا کرتا ہے، حالانکہ اسکی سخت محنت کو اس میں بڑا دخل ہے۔ اپنی شکایت آیندہ ختم کر دیجئے کہ موقعے دوسروں ہی کے پلے پڑتے ہیں۔ اصلیت کی صاف روشنی میں آئیے۔ ناکامی ضرور دلشکن ہے مگر یہی کامیابی کی جانب پہلا قدم ہے۔

کامیابی کا سب سے بڑا راز خلوص ہے، خواہ تصنیف و تالیف کا کام ہو یا تجارت کا۔ ہر ایک میں خلوص ضروری چیز ہے۔ بڑھئی کوئی چیز گھڑ رہا ہو اور وہ نگاہیں اونچی کئے کسی دوست سے ہنسی مذاق کرتا رہے اور ہاتھ اپنا کام کرتے رہیں تو کام کبھی درست نہ ہوگا۔ بڑھئی چابکدست بھی ہو تو بھی کام میں کچھ نہ کچھ نقص

رہ جائیگا کام کی تکمیل کے لئے اسے سچے دل سے اسمیں لگ جانا چاہیئے۔ زندگی کے کسی شعبہ میں بغیر خلوص کے مستقل کامیابی نصیب ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح مصنف کو گھنٹوں، دنوں، مہینوں اپنی تصنیف کے سوچنے لکھنے اور درست کرنے میں لگانے پڑتے ہیں، جبھی وہ شہرت دوام حاصل کر سکتی ہے۔

ہمت، استقلال، کام کا شوق اور دلچسپی، کام میں محنت، ناکامی کے باوجود مسلسل محنت اور کامیابی میں قائم مزاجی سب کامیابی کے راستہ کے رہنما ہیں ناکامی سے بے ہمت ہونا جس قدر برا ہے، اسی قدر کامیابی کے نشہ میں مست ہو جانا خراب ہے، کیونکہ اس نشہ میں ترقی کے راستہ سے پاؤں بھٹک جانے کا پورا پورا امکان ہے۔ دوسروں کی نکتہ چینی سے آدمی کبھی نہ گھبرائے۔ بری معلوم ہوگی، مگر سن کے کان سے اڑا دے۔

خوشنمائی کی باتیں:- اکثر لڑکیوں اور بیبیوں کو مٹھاس زیادہ کھانے کی عادت ہو جاتی ہے اور یہ شوق اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ اگر وقت پر مٹھائی نہ ملے تو دل اسقدر بے چین ہوتا ہے جیسے نشہ والا بیقرار ہوا کرتا ہے۔ زیادہ مٹھائی کھانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میووں اور سبزیوں سے رغبت نہیں رہتی اور بانہوں اور کندھوں پر غیر ضروری اور بدنما گوشت چڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس میں جسم کے اعصاب وغیرہ کو صاف کرنے کی کوئی صفت نہیں ہوتی، چنانچہ فضلے آنتوں اور گردوں کے ذریعہ خارج ہونے کی بجائے جلد میں سے نکلنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اسے حد سے زیادہ اور ناگوار پسینہ آنا کہتے ہیں۔ غذا عمدہ منتخب ہونی چاہیئے۔ خراب قسم کی غذاؤں سے قبض یا پیشاب میں ریگ پیدا ہو جاتا ہے۔ بالوں میں خشکی اور کھجلی نمودار ہو جاتی ہے۔ بال گرنے لگتے ہیں اور چہرہ مہرہ بگڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر صدمہ ہوتا ہے کہ چہرہ بے رونق ہے، شگفتگی کا پتہ نہیں۔ رنگ و روپ غائب ہے۔ غذا کی احتیاط رکھیں

ہر روز جلد کو تیل یا کسی عمدہ کریم سے ملا دلا کریں۔ اس سے جلد میں لچک موجود رہتی ہے۔ خشکی جاتی رہتی ہے اور جلد کی لکیریں غائب ہو جاتی ہیں۔ اعصاب مضبوط ہو جاتے ہیں۔ مسام کریم یا صابن، گرم پانی سے صاف کرنے کے بعد روزانہ برف کا

نکڑا بدن پر رگڑیں - یہ جلد کے لئے بہترین تدبیر ہے -
ٹخنے موٹے ہوں تو ملنے سے کچھ چھپٹ جاتے ہیں - اگر اُن کی ہڈیاں بڑی ہیں، تو مجبوری ہے - اُس وقت بس یہ کیجئے کہ اونچی ایڑی کے جوتے نہ پہنیں کیونکہ اس سے جسم آگے کی طرف بڑھا رہتا ہے، جس کی وجہ سے ٹخنے زیادہ بڑے معلوم ہونے لگتے ہیں - اس کی بھی خاص احتیاط رکھیں کہ جرابیں ٹخنوں کے آس پاس ہرگز ہرگز نہ سُکڑنے پائیں -

قرآنِ مجید کے قصّے

(از حضرت مولانا فتح محمد خاں جالندھری مرحوم)

آدمؑ اور فرشتوں کا قصہ :-

جس زمانے میں خدا کو منظور ہوا کہ حضرت آدمؑ کو زمین پر اپنا نائب بنا کر بھیجے تو اس نے اپنا ارادہ فرشتوں پر ظاہر کیا اور فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں - فرشتوں نے کہا : بار الٰہا ! کیا تو ایسے شخص کو اپنا نائب بنانا چاہتا ہے، جو اس میں خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم ہر وقت تیری تسبیح [illegible] یدیں مشغول اور تیری تقدیس میں مصروف رہتے ہیں اور کسی طرح کی خرابی اور فساد نہیں کرتے - خدا نے فرمایا اسکی مصلحت سے تم واقف نہیں [illegible] ہم خوب جانتے ہیں -

چنانچہ خدا نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے - پھر ان [illegible] کو فرشتوں کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ اگر تم آدمؑ پر فضیلت کے دعوے [illegible] ہو تو ہم کو ان کے نام بتاؤ - فرشتوں کو ان کے نام کہاں معلوم تھے [illegible] لگے : تو پاک ذات ہے، ہم کو تو صرف اسی قدر علم ہے جو تو نے سکھایا ہے - اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے - تب خدا نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ آدم

تم ان چیزوں کے نام بتا دو۔ آدم علیہ السلام نے ان کو سب چیزوں کے نام بتا دئے، تو خدا نے فرشتوں سے فرمایا: کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں سے آگاہ ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو سب مجھ کو معلوم ہے۔ فرشتوں نے کہا: پاک پروردگار! ہم سے خطا ہوئی، اس کو معاف فرما۔ بیشک تو بڑا علیم اور بڑا حکیم ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کا قصہ:-

ایک بار حضرت ابراہیم اور ایک کافر بادشاہ جس کا نام نمرود تھا، اور جو خدا اور اس کی قدرتوں کا منکر تھا، بڑے مزے کی بحث ہوئی۔ ابراہیمؑ نے کہا: خدا تو وہ ہے، جو لوگوں کو جلاتا اور مارتا ہے۔ نمرود نے کہا: یہ کونسی بڑی بات ہے، میں بھی جلا سکتا اور مار سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے دو شخص بلوائے، جن میں سے ایک بے گناہ تھا اور دوسرا مجرم مرتکب قتل۔ اس نے پہلے کو تو مروا ڈالا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ عجیب نادان اور کوتہ فہم ہے کہ جلانے اور مارنے کے معنی بھی نہیں سمجھتا۔ تو انھوں نے کہا کہ خدا تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے، آپ اس کو حکم دیں کہ مغرب سے نکلے۔ یہ سُنکر کافر ہکا بکا اور لاجواب ہو گیا۔

ایک کافر اور ایک مومن کی حکایت:-

کسی زمانے میں دو شخص ایک کافر اور ایک مومن باہم دوستدار تھے۔ کافر انگور کے دو باغ رکھتا تھا، جن کے گرداگرد کھجور کے درخت لگے ہوئے تھے اور بیچ میں کھیتی بھی تھی اور نہریں بھی جاری تھیں۔ دونوں باغ ہمیشہ خوب پھل لاتے اور ان کے مالک کے پاس طرح طرح کی پیداوار موجود رہتی۔ ایک دن یہ شخص اپنے مومن دوست سے باتیں کرنے لگا اور اثنائے گفتگو میں شیخی میں آکر کہنے لگا کہ میں تم سے مال و دولت میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے اور جماعت میں بھی بڑھ کر ہوں۔ یہ باتیں کرتا ہوا وہ اپنے ایک باغ میں داخل ہوا اور وہ بولا کہ یہ باغ ہمیشہ

اسی طرح سرسبز و شاداب رہیگا، اور میں نہیں خیال کرتا کہ اسپر کبھی کسی طرح کی آفت نازل ہو اور یہ کبھی بھی برباد ہو۔ اور یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ دنیا ایک دن نیست و نابود ہو جائیگی اور قیامت برپا ہوگی، میرے نزدیک یہ ایک غلط خیال ہے، ایسا کبھی نہیں ہونے کا۔ اور اگر ہوا بھی تو جو مال و متاع اور باغ و بہار میں یہاں رکھتا ہوں وہاں اس سے بھی بہتر پاؤں گا۔

یہ سُنکر اس کے مومن دوست نے کہا کہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ تم خدا سے جس نے تم کو ذلیل پانی سے پیدا کیا ہے انکار کرتے ہو۔ میں تو اس میں کچھ شک نہیں کرتا کہ وہی خدائے واحد میرا پروردگار ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے، اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور بھلا جب تم باغ میں داخل ہوئے، تو تم نے یوں کیوں نہ کہا کہ یہ سب کچھ خدا ہی کا عطیہ ہے، اور مجھ میں خدا کی مہربانی اور مدد کے سوا ہرگز یہ طاقت نہیں کہ کوئی بھی نعمت حاصل کر سکوں اور وہاں تم نے جو مال اور اولاد کے اعتبار سے مجھ کو اپنے سے کمتر اور اپنے تئیں مجھ سے بڑھکر سمجھا ہے تو مال اور اولاد کا بھروسہ ہی کیا ہے۔ عجب نہیں کہ خدا مجھ کو ایسا باغ عطا فرمائے جو تمھارے باغ سے کہیں بہتر ہو اور تمھارے باغ پر کوئی ایسی آفت نازل کرے کہ وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے۔

چنانچہ خدا نے عذاب نازل کیا تو انگوروں کی چھتریاں گر گئیں اور تمام پیداوار برباد ہو گئی۔ یہ حال دیکھکر باغ کا مالک لگا افسوس کرنے اور کہنے کہ اے کاش میں اپنے پروردگار کا انکار نہ کرتا اور اس کو ایک کر کے مانتا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا۔ مگر اس وقت پچھتانے سے کیا حاصل تھا۔ اس حالت میں نہ تو اس کی جماعت ہی جس پر اسے ناز تھا کچھ مدد دے سکے اور نہ دولت ہی کچھ کام آئی۔
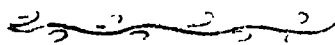
معلومات

بچے کو مصنوعی غذا کتنی دینی چاہیئے :-

عام اصول یہ ہے کہ (۱) بچے کو ڈیڑھ اونس (پون چھٹانک) گائے کے دودھ کی اپنے جسم کے ہر پونڈ (آدھ سیر) وزن کے لئے چوبیس گھنٹے میں ضرورت ہوتی ہے۔ گویا اگر بچہ بیس پونڈ وزنی ہے تو اسے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں تیس اونس یعنی پندرہ چھٹانک دودھ کی ضرورت ہے۔ اتنی مقدار سے اس کے جسم کے لحمی اجزا اور چربی اور ضرورتیں بدرجۂ اقل پوری ہوجائینگی۔

(۲) بچے کو اپنے جسم کی مناسبت سے فی پونڈ وزن کے لئے ایک اونس کا آٹھواں یا دسواں حصہ شکر کی چوبیس گھنٹوں میں ضرورت ہے۔

(۳) بچے کو دو سے ڈھائی اونس تک پانی کی یا کسی دوسرے سیال کی اپنے جسم کے ہر پونڈ کے لئے چوبیس گھنٹوں میں ضرورت ہے۔

(۴) دودھ سے حرارت کی کیلوریز بحساب ۲۰ کیلوریز فی اونس پیدا ہوتی ہیں۔

(۵) شکر کی حرارت پیدا کرنے کی استعداد فی اونس ۱۲۰ کیلوریز ہے۔

(۶) بچے کو اپنے وزن کی مطابقت سے چوبیس گھنٹوں میں ہر ایک پونڈ وزن کے لئے ۴۵ اور ۶۰ کیلوریز کے درمیان ضرورت ہوتی ہے۔

(۷) ایک معمولی شیرخوار بچہ کہ جس کا وزن ۱۰ پونڈ ہو اسے چوبیس گھنٹے میں غذا کی مندرجہ ذیل مقدار کی ضرورت ہوتی ہے :-

دودھ ۱۵ اونس یعنی ۷½ چھٹانک۔ شکر ڈیڑھ اونس یعنی پون چھٹانک پانی ۲۵ اونس یعنی ۱۲½ چھٹانک۔ پانی کے متعلق یہ خیال رہے کہ چونکہ دودھ کی صورت میں ۱۵ اونس سیال بچے کو مل سکتا ہے۔ اس لئے صرف دس اونس

پانی کی ضرورت باقی رہے گی۔

آلو کھایا کیجئے:۔

ڈاکٹر سٹینلے لیف لکھتے ہیں کہ اگرچہ یہ کسی قدر حقیر سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن آلو فی الحقیقت بہترین غذاؤں میں سے ایک ہے اگر اچھی طرح حفاظت سے رکھے جائیں، تو آلو خراب نہیں ہوتے۔ آلو میں فولاد، کیلیسیم، فاسفورس اور پٹاسیم کی مقدار بہت کافی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس میں میگنیشیم سوڈیم، گندھک، کلورین، میگنیز، سلیکان، آیوڈین اور تانبا بھی علاوہ دیگر معدنیات کے پائے جاتے ہیں۔ چونکہ ان سب چیزوں کو انسانی جسم اپنی تعمیر میں استعمال کرتا ہے: اس لئے ظاہر ہے کہ بطور غذا کے آلو کی فوقیت بے بنیاد نہیں ہے۔

آلو کے اندر چربی میں حل ہونے والی حیاتین نہیں ہوتیں، لیکن پانی میں حل ہونے والی حیاتینوں کا وہ ایک اچھا ذخیرہ ہے۔ اس قسم کی حیاتینوں میں سے حیاتین "ج" بہت ہی اہم ہیں جو آلو میں پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ پکانے میں ان میں سے بہت سی ضائع ہو جاتی ہیں۔ آلو کے اندر حیاتین "ب" کی مقدار اتنی ہی ہوتی ہے کہ جتنی گیہوں کی روٹی میں۔

پکانے میں حیاتین کی بربادی اس سبب سے بھی ہوتی ہے کہ وہ پھیل جاتی ہیں اور اسلئے بھی کہ حرارت سے وہ جل جاتی ہیں۔ اس بات کے پیش نظر بھاپ کے ذریعہ سے پکانے کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہلکی آنچ پر دیر تک پکانا یا دیر تک انھیں گرم رکھنا ممکن ہے کہ حیاتین کو بالکل ہی ضائع کردے، بالخصوص حیاتین "ج" کو۔ اس ضمن میں تجربہ سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ چھلے ہوئے آلوؤں کی نسبت بے چھلے آلوؤں میں سے پکاتے وقت حیاتین کم ضائع ہوتی ہیں۔

حیاتین "ہ" ("وٹامین ای") اور انسانی عضلات :-

اب تک حیاتین "ہ" کا تعلق استقرار حمل اور پیدائش اولاد سے خیال کیا جاتا تھا - یہ حیاتین گیہوں کی گری میں پائی جاتی ہے، اور اب دنیائے طب کے اندر اس کے متعلق یہ شہرہ ہے کہ غالباً اسکے ذریعہ سے عضلاتی کمزوری اور عصبی فرسودگی کی وہ بیماریاں اچھی ہوسکیں گی، جنھیں لاعلاج تصور کیا جاتا تھا۔ انداز سے یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ اس حیاتین کی بدولت بچوں کو استرخاء اطفال (بچوں کا فالج) اور بالغ عمر والوں کو فالج سے محفوظ رکھا جاسکے گا -

ڈاکٹر وینگان بکنیل نے بیس سے زیادہ ایسے مریضوں پر تجربہ کرکے جو لاعلاج بلکہ مہلک عصبی فرسودگی اور عضلاتی ضعف میں مبتلا تھے حیاتین "ہ" کے متعلق اپنی کامیابی کے بیانات شائع کرائے ہیں -

عضلات کی ورزش سے ہڈیاں ٹوٹ سکتی ہیں :-

زور کی عضلاتی ورزش سے ہڈیوں کا ٹوٹ جانا شاذونادر ہی وقوع میں آتا ہے لیکن ڈاکٹر فرینک پی اسنیکر نے ایسے چند نمونوں کی اطلاع دی ہے۔ ان چھ حادثات میں سے تین حادثوں میں گیند بلا کھیلنے میں زور سے گیند پھینکنے کی وجہ سے بازو کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ ایک جوان عورت کے بازو کی ہڈی اس طرح ٹوٹی کہ وہ اتفاق سے جب گرنے لگی تو اپنے آپ کو روکنے کی غرض سے اس نے بڑے زور اور جھٹکے سے اپنے بازو پھیلا دئے اور اس حرکت سے اس کا بایاں بازو ٹوٹ گیا، حالانکہ اس کا یہ بازو کسی چیز سے مطلق نہ ٹکرایا تھا۔

ایک لوہار کی چینی کی ہڈی محض عضلاتی کھچاؤ کی بدولت اس طرح ٹوٹی کہ اس نے بیٹھے بیٹھے ایک وزنی لوہے کے شہتیر کو پوری طاقت سے کھینچ کر صحیح جگہ پر رکھنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں اس کے بائیں گھٹنے کی چینی ٹوٹ گئی -

ایک نوجوان کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی ابھار بیک وقت ٹوٹ گئے جبکہ اُسنے کیچڑ میں پھنسی ہوئی ایک گاڑی کو نکالنے کی غرض سے جسم کا پورا زور لگایا اسے ایسا

معلوم ہوا کہ کمر میں کوئی چیز ڈھیلی پڑ گئی ہے اور ساتھ ہی بہت ہی شدید درد محسوس ہوا۔ اس نے خیال کیا کہ شاید کمر میں جھٹکا آگیا ہے، لیکن عکس ریز کی تصویر نے سب حال بتایا۔ یہ چھئوں مریض پورے طور پر صحت یاب ہو گئے۔ (سائنس)
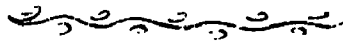
بزمِ مُسلمہ

میں بڑی حسرت و یاس سے درج کرتی ہوں کہ میری بڑی آپا قمرالنسا بیگم بتاریخ ۲۵ رجمادی الثانی ۱۳۶۴ھ مطابق ۷ رجون ۱۹۴۵ء بروز جمعرات دن کے ایک بجے کے قریب اس جہانِ فانی سے راہیِ ملکِ عدم ہو گئی، اور ہم بہن بھائیوں اور والدین کو داغِ مفارقت دے گئیں۔ اپنی تین نشانیاں، ایک لڑکی بعمر ۶ برس، ایک لڑکا ۳ سال، ایک لڑکی ۵ دن ہمارے غم کو ہر روز تازہ کرنے کے لئے چھوڑ گئی۔ مرحومہ کو والد بزرگوار سے بہت محبت تھی مرتے وقت بھی ابا ابا جی یا اللہ کا نام لبوں پر تھا۔ صوم و صلوٰۃ کی سخت پابند تھی۔ اسلامی اخلاقِ حسنہ سے منور تھی۔ عمر ۲۹ سال تھی۔ سب بہنوں سے استدعا ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا ہو۔ آمین ثم آمین۔

حافظہ بلقیس بیگم بنت میاں محمد عبداللہ اوورسیر پاکپٹن
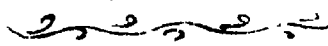
اللہ کو قرضِ حسنہ

عطیات ماہ جولائی ۱۹۴۵ء

محترمہ خوشنودہ ناہید معرفت شیخ
نور الحسن صاحب سیالکوٹ -/-/۱۹
جناب غلام محمد صاحب افریقہ -/-/۳۲۶
〃 حافظ عبدالرزاق صاحب نئی دہلی -/-/۲
〃 سید ہلال احمد صاحب لدھیانہ
(موعودہ جلسہ سالانہ) -/-/۵۰
〃 شیخ غلام مصطفےٰ صاحب امرتسر -/-/۲۰
〃 ملک محمد اکبر خانصاحب مری -/-/۷
〃 حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر -/۲/-
〃 سید محمد رفیق شاہ 〃 〃 -/۲/-
〃 مولوی عطا محی 〃 〃 -/۲/-
〃 چوہدری فیض محمد 〃 〃 -/۲/-
〃 〃 رحیم بخش 〃 〃 -/۱/۳
〃 〃 شرف الدین 〃 〃 -/۱/-
〃 مرید احمد 〃 مراد پور -/-/۲
〃 خان علی احمد خانصاحب لاہور -/-/۱۵
〃 اقبال احمد ملک صاحب امرتسر -/-/۱۰
حضرت مولانا عبدالحق اختر دہلوی
بکشف آفس لاہور -/۰/۲۱

جناب شیخ عبدالعزیز صاحب جالندھر -/۱/-
〃 〃 رحمت علی 〃 〃 -/۱/-
بذریعہ حکیم برق صاحب
جناب امیر الدین صاحب چشتیاں -/-/۲۵
〃 چوہدری البشیر احمد 〃 〃 -/-/۱۲
〃 〃 شکر الدین 〃 〃 -/-/۵
〃 〃 شکر الدین و چوہدری
عنایت اللہ صاحبان چشتیاں -/-/۱۲

میاں عبدالوکیل صاحب امرتسر -/-/۴۰

۵۹۲/۱۲/۲

زکوٰۃ ماہ جولائی ۴۵ء

جناب عبدالغنی خانصاحب کوئٹہ -/-/۲۵
〃 علی اکبر صاحب ولد محمد امین صاحب
جالندھر -/-/۵
〃 پیرجی علی احمد اینڈ سنز شاہ آباد -/-/۱۰۰
〃 راؤ فضل الرحمٰن خانصاحب
رحیم یار خاں -/-/۴۰
〃 شیخ غلام نبی صاحب ولد شیخ گلن صاحب
میرٹھ چھاؤنی -/-/۴۰

جناب چوہدری شکر الدین و چوہدری
عنایت اللہ صاحبان چشتیاں
بذریعہ حکیم برق صاحب ۴۰/-/-

جناب لفٹنٹ عبد الباری صاحب راولپنڈی ۲۰/-/-
" محمد شریف صاحب روہانہ کلاں ۱۰/-/-
میزان ۲۸۰/-/-

چندہ بتوسط جمعیۃ الوحدۃ والعمل
بابت ماہ جولائی ۱۹۴۵ء

جناب چوہدری جمال الدین صاحب
کالا شاہ کاکو ۵/-/-
" " نصر اللہ خان صاحب " ۵/-/-
" " محمد حسین صاحب " ۱/-/-
" " محمد یسین " " ۳/-/-
" " غلام حیدر " " ۱/-/-
" سید محمد شریف " " ۱/-/-
محترمہ جویریہ صاحبہ مدرسۃ البنات ۱/-/-
" سعادت عبد القادر " ۲۰/-/-
" بیگم صاحبہ مولنا عبد الحق عباس صاحب ۲/-/-
محترمات تبسم و نرگس اورنگ آباد ۱۰/-/-
محترمہ زہرہ سید محمد ۱۵/-/-
عزیزہ خالدہ پروین ۲/-/-
محترمہ نجمہ صاحبہ سابقہ متعلمہ ۵/-/-
" خورشید صاحبہ سندھی ۰/-/-
" نسرین صاحبہ مدرسۃ البنات ۲/-/-
" خدیجہ " " ۱/-/-
" عائشہ " " ۱/-/-

محترمہ رفیقہ صاحبہ مدرسۃ البنات ۱/-/-
" امۃ الحفیظ " " ۱/-/-
" حمیدہ صاحبہ شمع " ۱/-/-
" والدہ ماجدہ صاحبہ " ۲/-/-
" ماجدہ " " " ۲/-/-
" والدہ اقبال محمد صاحب جالندھر ۱۰/-/-
" " ضیاء القمر صاحبہ " ۵/-/-
جناب چوہدری علی محمد صاحب " ۵۰/-/-
محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ معلمہ
مدرسۃ البنات ۴۲/-/-
" بیگم کیپٹن وحید الدین صاحب
بستی دانشمنداں ۱۰/-/-
" غالیہ خانم صاحبہ بستی بابا خیل ۱/-/-
" بیگم صاحبہ الطاف خان صاحب " ۱۰/-/-
جناب ملک عطا محمد صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
پولیس ۵/-/-
محترمہ عائشہ خانم صاحبہ سابقہ متعلمہ ۲۵/-/-
" ثریا صاحبہ صدر مینگ الصف الاکبر ۵۰/-/-

محترمہ نسرین صاحبہ بتقریب میٹنگ

الصف الاکبر	۲/-/-
طالبات " " "	۹/۸/-
" بیگم صاحبہ بشیر صاحب " "	۱/-/-
طالبات منشی فاضل " "	۵/-/-
" والدہ غلام سکینہ صاحبہ " "	۵/-/-
محترمات جمیلہ و خورشید " "	۲/-/-
محترمہ رفیعہ سلطانہ صاحبہ سابقہ معلمہ "	۱/-/-
" رفیعہ خانم صاحبہ " " "	۱/-/-
" صبیحہ سلطان صاحبہ " " "	۱/-/-
" والدہ صاحبہ نور بی بی	
درجہ ثالث	۱۰/-/-
" ایس۔ اے قمر صاحبہ معلمہ	۲۰/-/-
جناب فضل کریم صاحب ڈسپنسر	
سول ہسپتال	۲/-/-
" پیرزادہ علی اکبر صاحب	۱۰/-/-
" محمد جمیل خان صاحب	۲/-/-
" نعمت اللہ صاحب بہاولنگر	
سابقہ حساب ماہ اکتوبر ۱۹۴۴ء	۱۲/-/-
محترمہ روشن اختر صاحبہ	۵/۸/-

محترمہ زہرہ خانم صاحبہ بتقریب

میٹنگ مولوی فاضل	۱/-/-
" عشرت صاحبہ معلمہ " " "	۱/-/-
" عصمت صاحبہ " " "	۵/-/-
" منور جبیں " " "	۵/-/-
" بیگم مولوی عبدالباری صاحب " "	۵/-/-
" خالدہ نساء صاحبہ معلمہ " "	۱/-/-
" امۃ الحفیظ صاحبہ " "	۱/-/-
" والدہ محمد ابراہیم خان صاحب " "	۲/-/-
" قمر صاحبہ معلمہ " "	۱/-/-
" امینہ صاحبہ ہیڈ معلمہ ڈسکہ	۱۰/-/-
" محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری	
غلام غوث خان صاحب صمدانی	
و ہر دو صاحبزادیاں چوہدری	
صاحب موصوف	
ماہ مارچ تا اکتوبر ۱۹۴۵ء	۲۵/-/-
محترمہ مجیدہ صاحبہ معلمہ بتقریب میٹنگ مولوی فاضل	۱/-/-
میزان	۴۴۲/-/-
چندہ ماہانہ طالبات مدرسۃ البنات	۱۲۳/۲/-
میزان کل	۵۶۵/۲/-

خواتین کرام! مدرسۃ البنات کی تعمیر دراصل تعمیر ملت ہے، اور جمعیۃ الوحدت والعمل اسی غرض کی تکمیل کے لئے معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کی رکنیت قبول فرما کر اپنی عملی ہمدردی کا ثبوت دیجئے۔
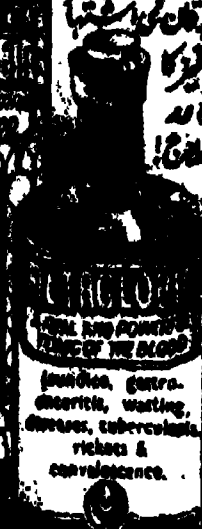
(سیکرٹری جمعیۃ الوحدت والعمل)

ناصر خان یوسفزئی مصورِ شاہ لاہور

ناصر خاں یوسفزئی مصری شاہ لاہور

رجسٹرڈ

ہندوستان بھر کا ماہواری تبلیغی اور اصلاحی

ماہنامہ مسلمہ

جالندھر شہر

ستمبر ۱۹۴۵ء

مدیرہ: حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

جنرل برقی پریس جالندھر شہر میں چھپ کر

باہتمام خان محمد احمد خان ذاکر طابع و ناشر دار القرآن سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلم جالندھر شہر

جلد ۱۴ ستمبر ۱۹۴۵ء شوال ۱۳۶۴ھ نمبر ۳

چند گزارشیں

جاپان کی جنگ بھی ختم: محوری طاقتوں کے دو مضبوط ستون اٹلی اور جرمنی جنگ ہار کر گر چکے تھے۔ مگر ابھی تیسرا ستون جاپان قائم تھا کہ وہ بھی دھڑام سے گر پڑا۔ جنگ بند ہو گئی اور دنیا نے اطمینان کی سانس لی۔ اب تمام عالم امن کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اگر ایسی بڑی جنگوں سے بچنا ہے اور ساری مخلوق خداوندی کو بچانا ہے تو غالب آنے والی طاقتوں کو امن اور سلامتی کے حقیقی اسباب ڈھونڈنے پڑیں گے۔ سرمایہ پرستی غلام بنانے کی ہوس، رنگ و نسل کا غرور، سائنس کی جنگی ایجاد پر ناز، دنیا بھر کے قیام امن کی ٹھیکیداری کے دعوے، محض پیٹ پوجا کے اشتراکی جذبے، مزدوروں کی ہمدردی کے پردے میں بے دینی اور دہریت کی تبلیغ، دنیا نے ان سب کو دیکھ لیا محض فوجی طاقت کا غلبہ، محض کنبہ پروری کا مقصد دنیا میں مستقل امن قائم نہیں رکھ سکتے۔ ان سب مسائل کا حل اس دین میں ہے جو امن و سلامتی کا مذہب ہے —— اسلام —— دنیا پھر اس پاکیزہ دین پر غور کر رہی ہے۔ آخر انہی اصولوں پر چلکر دنیا چین حاصل کر سکیگی۔

جاپان نے بارہا کہا کہ جاپان اور اسکے دشمنوں کی جنگ مادیت اور روحانیت کی جنگ ہے۔ اس میں فتح روحانیت ہی کو ہوگی مگر مادیت کے مقابلے میں روحانیت ہار گئی، حالانکہ لازمی طور پر روحانیت کو غالب رہنا چاہیئے تھا۔ اس سے ثابت

ہوا کہ ان کی روحانیت غلط ہے، اپنے بادشاہ کو سورج دیوتا کی اولاد یا خدا کا اوتار سمجھ کر اس کی خاطر جانیں نثار کر دینا کونسی صحیح روحانیت ہے۔ اسلام کے ان غازیوں نے جو صحیح روحانیت اور تبلیغ توحید کے علمبردار تھے، تمام دنیا پر غلبہ پایا۔ خدا کی مدد ان کے ساتھ تھی کیونکہ وہ سامنی کے مبلغ اور اصلی روحانیت رکھنے والے تھے

شکر پارے

(خانصاحب مولوی محمد ظفر حسن ایم۔اے، ایل ایل بی)

کنواروں کی گھگریاں: کوریا میں بہت پرانے زمانہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ کنوارے گھگرے پہنتے ہیں۔ انھیں پاجامہ پہننے کی اُسوقت اجازت ہوتی جب وہ شادی کر لیں۔ کوریا کا نوجوان اسوقت تک کنوارا رہتا ہے جب تک وہ خود کمانے کھانے اور بیوی کا خرچ اٹھانے کے قابل نہیں ہو جاتا۔ پاجامہ پہننے کا اعزاز اُسے شادی کرنے کے بعد حاصل ہو جاتا ہے۔ گویا شادی کے بعد اُسے لوگوں کی نظروں میں درجہ میسر ہو جاتا ہے۔ البتہ اب مغربی خیالات جاپان روس کے ذریعہ پہنچ رہے ہیں اور یہ رواج بھی دن بدن کم ہوتا جاتا ہے اور جلدی ناپید ہو جائیگا۔

خاکی و آبی ماہی: مچھلی کی دو تین ایسی قسمیں پائی جاتی ہیں جو زمین یا پانی میں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتیں۔ شرق الہند کی سیار ماہی زمین پر اپنے شکار کی تلاش میں چلی آتی ہے۔ اس عرصہ کے لئے وہ اپنے گلپھڑے تر رکھتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسے اس کام کا انتظام مہیا کر رکھا ہے کہ جتنی دیر وہ پانی سے باہر رہے اپنے گلپھڑوں کو تر رکھے۔ یہ مچھلی دیر تک پانی کے اندر بھی نہیں رہ سکتی، کیونکہ اسے پانی کے اوپر سانس لینے کے لئے آنا پڑتا ہے۔ جب گلپھڑے سوکھ جائیں تو وہ دیر تک زمین پر بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ لنکا کی حرڑھ جانے والی مچھلی کا بھی یہی حال ہے کہ اُسے زمین پر اور پانی کے اندر سانس لینے کے الگ الگ ذرائع دے

گئے ہیں۔ چینی جنتی مچھلی اور سیام کی لڑاکا مچھلی کی کیفیت بھی یہی ہے۔ برما اور مغربی افریقہ کے کیچڑ میں اچھل کود کرنے والی مچھلیاں بھی ایک وقت میں آدھ منٹ سے زیادہ پانی کے اندر نہیں رہ سکتیں، نہ وہ زمین پر زیادہ دیر رک سکتی ہیں زیادہ دیر ٹھہر جائینگی تو وہ ذرا ذرا دیر بعد پانی میں ڈبکی لگا لگا جائینگی۔ اس قسم کی خاکی و آبی مچھلیاں زیادہ تر دلدلوں میں پائی جاتی ہیں جیسے کھاڑیاں یا دریاؤں کے دہانے یا سمندروں کے ساحلی دلدل۔ وہ مچھلیوں اور مینڈک کی درمیانی کڑی ہیں۔

انگلستان اور فرانس:- انگلستان اور فرانس میں جہاں زبردست لڑائیاں ہوتی رہی ہیں، وہاں ان میں دوستی کے عہد و پیمان بھی پرانے زمانے سے ہوتے چلے آئے ہیں اور ان کا اتحاد جرمنی کے خلاف پہلے بھی ہوا۔ اسی وجہ سے اس صدی کی دو بڑی جنگوں میں دونوں کو جرمنی کے خلاف فتح حاصل ہوئی۔ سیکسن قوم کے زمانہ میں دونوں ملکوں میں تجارت کی حفاظت کے لیئے دوستی رہی ہے۔ الفریڈ اعظم نے اس قسم کا معاہدہ فرانس سے کیا تھا ۹۳۹ء میں فرانس کے لوئی نے انگلستان کے اتھل سٹون سے پیمان دوستی باندھا۔ اس کا مقصد دونوں کا ایک دوسرے کو اوٹھو جرمنی کے بادشاہ سے حفاظت میں رہنا تھا چنانچہ اسی سلسلہ میں انگریزی بیڑہ لوئی کی امداد کے لئے دریائے رائن گیا۔

۱۱۸۷ء میں شاہِ انگلستان ہنری دوم اور شاہ فرانس فلپ میں صلیبی لڑائی کے لیئے معاہدہ ہوا۔ لیکن وہ جنگ ہونے نہیں پائی کہ چند ہفتوں میں دونوں ملک آپس ہی میں لڑ پڑے۔ ہنری سوم کا فرانس کے اسی بادشاہ سے بعد میں معاہدہ ہوا۔ فلپ کی طرف سے ولیعہد لوئی موجود تھا جس نے انگلستان پر حملہ کیا تھا اور ارل پمبروک نے اسے لنکن پر شکست دی تھی۔ اس صلح کی رو سے فرانسیسی انگلستان سے واپس آگئے اور ہنری نے چند شکایات دور کر دیں۔

کھوڑے اور کتے:- فرانس مقدمات دیر میں تصفیہ کرنے میں

سب سے زیادہ مشہور رہے۔ چنانچہ ایک مقدمہ ۱۲۱۰ء میں دائر ہو کے ۶۳۸ سال بعد ۱۸۴۵ء میں فیصل ہوا۔

کوہ ایلپس پر چڑھنا سب سے زیادہ خطرناک کام ثابت ہوا ہے۔ اس سال ۳۱۰ آدمی چڑھتے ہوئے مر چکے ہیں۔

سگھڑ سہیلی

(خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔)

تھکے ہوئے پاؤں: پاؤں تھک جائیں اور اُن سے چلنا مشکل معلوم ہو تو نیم گرم پانی میں نمک گھول کے دھوئیں یا مٹھی بھر نمک سے گیلے پاؤں کی مالش کریں۔ پھر ٹھنڈے پانی سے دھو ڈالیں یا ٹھنڈے پانی میں نمک کی چند مٹھیاں ڈال کے پاؤں ڈبوئیں۔ خشک کر کے زیتون کے تیل کی مالش کر دیں۔

گرمیوں میں بسا اوقات پاؤں دُکھنے لگتے ہیں۔ ان میں روغن زیتون لگائیں تھوڑی دیر تک ہلکے ہلکے تیل جذب کیے جائیں۔ پھر صابن کے گرم پانی میں پاؤں ڈبو دیں۔ پاؤں پر خوب بُرش کر کے اچھی طرح خشک کر لیں اور برف کا ایک ٹکڑا تولیے میں لپیٹ کے پاؤں پر ملیں۔ تھپکی سے خشک کریں۔ معمولی نشاستہ (کلپ) اور سیلی سی لک ایسڈ (Salicylic acid) مساوی مقدار میں ملا کے چھڑکیں۔ پاؤں کو پسینہ آتا ہو تو اس مرکب کا چھڑکنا بہت فائدہ دیتا ہے۔ تسکین بھی ہو جاتی ہے۔

صحت کے گر: (۱) ہمیں چاہیے کہ ہضم ہو جانے والی غذا کافی مقدار میں استعمال کریں تاکہ بدن کو طاقت حاصل ہو۔

(۲) ہمیں ایسی ہوا میں زندگی بسر کرنی چاہیے جو نہایت صاف ہو اور اس میں کسی قسم کی غلاظت نہ ہو۔ تازہ ہوا کافی وافی ہم تک پہنچتی رہنی چاہیے۔

(۳) کپڑے رہنے چاہیے تاکہ جسم کی حرارت قائم رہے۔

(۴) ہمیں اپنے جسم، لباس، مکانات اور اڑوس پڑوس صاف ستھرا رکھنا چاہیئے۔

(۵) جسم کے ہر حصہ سے کام لینا چاہیئے، لیکن حد سے زیادہ کام لینا بُرا ہے جب ضرورت ہو ورزش کر لی جائے۔

(۶) ہمیں ذرا ذرا دیر بعد آرام لیتے رہنا چاہیئے۔

(۷) عادات ایسی اختیار کرنی چاہئیں جن سے اندرونی اعضا کے کام میں حد سے اور کسی قسم کی رُکاوٹ نہ ہو۔

(۸) آنکھوں پر زیادہ دباؤ نہ پڑنا چاہیئے، نہ کانوں میں اُنگلیاں یا تیلیاں ڈالی جائیں۔

چٹکلے :۔

جسم کا کوئی پٹھہ اکڑ جائے تو بالکل تازہ انڈے کی زردی لے کے پھینٹیں ایک وقت میں چمچہ سے اُبلا ہوا پانی ½ چھٹانک تک تھوڑا ملاتے ہوئے پھینٹتے رہیں۔ برابر ہاتھ چلائے جائیں حتیٰ کہ پانی اور انڈے کی زردی ایک جان ہو جائیں۔ اسے سرد یا نیم گرم اکڑے ہوئے پٹھے پر لگائیں۔ دن میں تین یا چار مرتبہ اسے چند منٹ تک ملتے رہنا چاہیئے۔

موچ آجائے تو شہد کا ایک بڑا چمچہ لیں اور نمک اور انڈے کی سفیدی لیں خوب پھینٹیں۔ پھر گھنٹہ بھر تک یونہی پڑا رہنے دیں۔ اس میں سے جو تیل نکلے، اُسے موچ کے مقام پر لگائیں اور کپڑا باندھ دیں۔

چمڑہ پر نمک کے پانی کا داغ آجائے تو دھونے کے سوڈے کی ایک چھوٹی ڈلی گرم دودھ کے دو چمچوں میں گھولیں اور داغ پر لگائیں اور خوب ملیں اس کے بعد پالش کر دیں۔

اسپنج صاف اور خوشگوار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ گاہ بگاہ اُسے ڈیڑھ پاؤ پانی میں ایک لیموں کا عرق نچوڑ کے ڈبو دیں۔ پھر صاف پانی میں کھنگال لیں اور دھوپ میں سکھا دیں۔

رات کو کبھی عضو اکڑ جائے تو تولیہ گرم پانی میں بھگو کے مقام پر لگائیں فوراً آرام آجائیگا۔
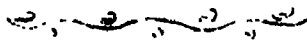
بقیہ بزم مسلمہ: مسلمہ بہنوں کو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۲ جولائی کو ہمیں لڑکا مرحمت فرمایا ہے جس کا تاریخی نام حضرت علامہ سیماب اکبرآبادی نے "مظاہر فطرت ہمدانی" (۱۹۴۵ء) رکھا ہے۔ قارئینِ کرام "مسلمہ" بطورِ خاص دعا فرمائیں کہ نومولود اقبالمند اور صاحبِ علم و فضل ہو۔

اہلیہ طارق ہمدانی - لدھیانہ

ایک عام تنبیہ: آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اسکے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچا ہے، اسلئے ہم اشتباہ کو دور کرنے کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اسکے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جوابدہ ہے۔

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

نعت بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

(از اثر خامہ جناب محمد الیاس صاحب عثمانی مسکین دہلوی)

آنکھ میری منتظر ہے روئے روشن کیلئے + دیجئے در پر جگہ تھوڑی سی مسکن کیلئے

باغِ جنت کی دلآویزی مجھے بھاتی نہیں + دل مچلتا ہے مرے طیبہ کے گلشن کیلئے

ہے تمنا آپ کے قدموں پہ میرا سر رہے + خاکِ پائے مصطفےٰ ہو میرے مدفن کیلئے

ہیں گناہوں میں ملوث راہ گم کردہ نجات + عاصیوں کو جستجو ہے تیرے دامن کیلئے

اے عرب کے چاند تربت پر مری آنا ذرا + چاندنی ہو تیرے دم سے میرے مدفن کیلئے

نعتِ ختم المرسلینؐ میں مرغِ دل ہے نغمہ زن + شاخِ طوبیٰ چاہیئے میرے نشیمن کیلئے

شوقِ بزمِ مصطفےٰ میں شمع سا جلتا ہوں میں + شکل پروانہ ہوں بسمل روئے روشن کیلئے

بندۂ مسکیں نہ ہو کیوں زینتِ بزمِ سخن

آپ کا طوقِ غلامی میری گردن کے لئے

شادی کے متعلق نوجوانوں کے آراء و افکار

اور اُن کے آباء کی طرف سے اُن کا ردّ

پہلے ـــــ تعلیمیافتہ دوشیزگان سے شادی

(از حضرت الفاضل علی فکری آفندی مصری)

(ترجمہ از جناب عبید الحق الفلاح)

میرے والد محترم!

میں نے آپ کا وہ مکتوب پڑھا جس میں شادی کے متعلق جناب نے میری رائے دریافت فرمائی۔ اگرچہ میں اس وقت شادی کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میری مالی حالت مجھے بہت سے خرچ اخراجات اُٹھانے کی اجازت نہیں دیتی، لیکن حضرت والا کی آواز پر لبیک کہنے کے سوا میں کچھ کر بھی نہیں سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ وہ لڑکی جسے میں اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں، وہ جوان خوبصورت مہذب، موجودہ زمانے کی چوٹی کی تعلیمیافتہ ہو اور فن موسیقی میں ماہر ہو تاکہ مجھے اس میں راحت و مسرت حاصل ہو اور میں اس کے ساتھ راحت و خوش بختی کی زندگی بسر کر سکوں۔

مجھے امید ہے کہ جناب والد بزرگوار کو میری آرزو پوری کرنے کی توفیق حاصل ہوگی کہ وہ میرے لئے باعثِ سعادت ہو اور میں دست بوسی کے بعد پورے احترام کے ساتھ آپکی بزرگداشت کے فرائض ادا کرتا ہوں۔ والسلام

آپ کا مخلص بیٹا

فرزندِ عزیز!

میرے پاس تمہارا خط آیا جس سے مجھے معلوم ہوا کہ تم نوجوان تعلیمیافتہ لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ اگر میرے پاس مندرجہ ذیل مشاہدات نہ ہوتے تو میری بھی یہی خواہش تھی کہ تمہاری رغبت کے مطابق تمہاری مدد کرتا:۔

سب کی سب مسلم لڑکیاں تعلیم یافتہ نہیں ہیں اور یہ آبائے کرام کے لڑکیوں
کی تعلیم کے متعلق اختلاف آراء کی وجہ سے ہے۔ پھر اگر ہم تعلیم یافتہ لڑکیوں کو
غیر تعلیم یافتہ لڑکیوں پر ترجیح دیں تو غیر تعلیم یافتہ لڑکیوں کا بازار مندا پڑ جائیگا اور
وہ سوشل زندگی پر بارِ گراں ثابت ہونگی۔ کس قدر برا انجام ہوگا جب وہ مجبور ہو کر
عفت و کمال کی حدود سے نکل جائینگی۔

اکثر تعلیم یافتہ لڑکیوں کی روش سے بہت زیادہ شکایت پیدا ہو گئی ہے
تم انھیں راستوں میں دیکھو گے کہ وہ بے پردہ بازاروں اور شتوں کی طرح بازوؤں،
کاندھوں اور سینوں سے ننگی پھر رہی ہیں۔ اپنے اقوال اور گفتگو پر اتراتی اور فخر
کرتی ہیں۔ کھیل تماشہ کے مقامات میں منہ اٹھائے بے مہار پھرتی ہیں اور اخبارات
میں سے اگر کچھ پڑھتی ہیں تو صرف پوشاک اور فیشنوں اور ڈراموں کا باب تاکہ وہ
اپنے شوہروں کو ایسے نفقات و اخراجات پر آمادہ و مجبور کریں جن کی وہ طاقت
نہیں رکھتے۔

اسی طرح وہ صرف ایسی کتابیں پڑھتی ہیں جن سے ذوقِ سلیم کو گھن آئے۔

فرزند عزیز! دیکھتے ہو ان دوشیزگانِ قوم کے چہروں کو جن سے تم خوش
ہونا چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ قوموں کے درمیان کمال کے مرتبوں پر پہنچو۔ سب
تم پر نفرت بلکہ شرم کی علامتیں ظاہر ہونگی۔ ہاں تم ایسی لڑکیوں سے شرمندہ ہوگے
جن کی تعلیم سے مقصود تو یہی تھا کہ وہ کمال کو پہنچیں مگر ہوا یہ کہ وہ پستیوں
کی تہ میں لے ڈوبیں۔

میں یہ تمام تعلیم یافتہ لڑکیوں کے متعلق نہیں کہتا کیونکہ ان میں ایسی بھی ہیں
جن کے گھر والے ان کی تہذیب اور ان کے اخلاق کی نگہبانی کے درپے رہے۔
انھوں نے علم سے فائدہ اٹھایا اور اس تعلیم سے وہ ہدایت کے راستوں پر پہنچیں
مگر افسوس صد افسوس! وہ بہت کم، بہت ہی کم ہیں۔

فرزند عزیز! جو کچھ آگے گزر چکا اس سے تم پر واضح ہو گیا ہوگا کہ تعلیم کچھ اور
چیز ہے تہذیب کچھ اور چیز ہے اور یہ کہ تعلیم یافتہ دوشیزگان اگر وہ تہذیب و
اخلاق سے آراستہ نہ ہوں کوئی فائدہ نہیں۔

سرداران قوم اور مصلحین نے اپنی تمام تر توجہ لڑکیوں کی تعلیم تک محدود رکھی ہے اور انکی تہذیب کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، تو جو غرض نیک ان کے مدنظر تھی وہ بھی بیکار ہو گئی اور زیادہ تر عصری لڑکیوں پر وہ امراض غالب آگئے ہیں کہ اگر وہ کسی دل لوک سے بغیر دیکھے رہتے تو انکے راستے میں ایک سخت دیوار بن کر حائل ہو جاتے اور عصری گھرانے ایک انتقاہ گڑھے میں جا گرتے۔ امت میں فضیلت کی روح کے فنا ہونے کا برا انجام کسی سے پوشیدہ نہیں۔ امت کا دارومدار اسکے بیٹوں کے اخلاق پر ہوتا ہے۔

"فَاِنَّمَا الاُمَمُ الاَخلَاقُ مَا بَقِیَت فَاِن ھُمُ ذَھَبَت اَخلَاقُھُم ذَھَبُوا"۔ قومیں اخلاق کا نام ہیں جب تک اخلاق باقی رہیں وہ باقی رہتی ہیں اور جب وہ جاتے رہتے ہیں تو قومیں بھی باقی نہیں رہتی ہیں۔

لیکن غیر تعلیمیافتہ دوشیزگان میں غالباً تم اس قسم کے امراض نہ پاؤ گے جن میں تعلیمیافتہ لڑکیاں مبتلا ہیں اور یہ سب کا سب ان کے گھر والوں کے ان کے اخلاق کی درستی کو صحیح راستے پر ڈالنے کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

فرزند عزیز! جب تم اسپر جو میں نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے غور کرو گے تو تم بہت جلد اور بلا تردد یہ فیصلہ کر لو گے کہ لڑکی کے لئے اس وقت تک تعلیم ذرہ برابر مفید نہیں جب تک کہ اسکے اخلاق کو تہذیب درست نہ کرے۔ میں غیر تعلیمیافتہ مہذب لڑکی کو تعلیمیافتہ غیر مہذب پر ترجیح دیتا ہوں اور ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم اپنی غیر تعلیمیافتہ تہذیب یافتہ لڑکیوں کو بھول جائیں کیونکہ یہ کنبے کے توازن کے بگڑ جانے کا سبب ہو گا۔

اسی طرح یہ انصاف نہیں ہے کہ ہم انھیں ناامیدی کی غارتگری کے لیے چھوڑ دیں نہ یہ کہ ہم انھیں تعلیمیافتہ غیر مہذب دوشیزگان کی راہ میں قربان کر ڈالیں۔

فرزند عزیز! یہ ہے تمھیں میری نصیحت۔ تمھارے سامنے تمھارے چچا کی لڑکی ہے وہ اگرچہ اتنا علم نہیں جانتی جتنا کہ تم چاہتے ہو، لیکن شائستہ اخلاق اپنے واجبات سے باخبر اور گھر کے فرائض سے آگاہ ہے اور اسے لکھائی پڑھائی اور اصول دین سے واقفیت ہے۔

اور میرا یقین ہے کہ سرداران قوم اور مصلحین، نوجوان لڑکیوں کی تہذیب کے بارے میں کوشش کریں گے، پھر وہ نیت درست، طریقے پر پروان چڑھیں گی کہ ان میں مغربی تقلید کے عیبوں کا کہیں شائبہ تک نہ ہوگا اور نہ انہیں تلخ نتائج ہی برداشت کرنے پڑیں گے۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو سیدھی راہ کی ہدایت بخشے۔

تمہارا مخلص باپ

حضرت عمرؓ کا ایمان لانا

(از جناب محمد ذیاں صاحب عثمانی دہلوی)

حافظ عزالدین جزری نے اسدالغابہ میں اسامہ بن زید کے دادا سے یوں روایت کی ہے کہ ایک دن ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو میرے اسلام قبول کرنے کا حال سننے کا شوق ہے تو لو سنو:۔

میں ایک دن اسلام کے بانی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی غرض سے گھر سے نکلا۔ راستہ میں نعیم مل گئے اور پوچھا: ابن خطاب کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے جواب دیا: اسلام کو مٹانے جا رہا ہوں۔ نعیم مسکرا کر بولے کہ پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو۔ تمہارے بہنوئی سعید اور بہن فاطمہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اتنا سنتے ہی میری آنکھوں میں خون اتر آیا، اور اسی وقت بپھرتا ہوا بہن کے گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔

جب میں دروازہ پر پہنچا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ اندر میری بہن مترنم آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔ اس کی آواز میرے کانوں نے بھی سنی میں غصہ سے تلملا ہی تو اٹھا اور اس زور سے دروازہ پر ہاتھ مارا کہ گھر والے دہل پڑے۔ گھر کے اندر سعید کہہ رہے تھے: "ابن خطاب آ گئے ہیں۔" بہن بولی: ٹھہرو دروازہ کھولے دیتی ہوں۔

دروازہ آہستہ سے کھلا۔ میری دہکتی ہوئی آنکھوں نے سب سے پہلے سعید کو

اٹھا کر زمین پر دے مارا اور سینہ پر چڑھ کر خوب ہی مارا۔ بہن یہ منظر نہ دیکھ سکی۔ بچانے آئی۔ لیکن میں نے دھکا دے کر اُس کو بھی گرا دیا اور اپنے خوفناک کوڑے سے اتنا مارا کہ وہ غریب تڑپ اُٹھی۔ اب میرے ہاتھ مارتے مارتے شل ہو گئے تھے۔ میں تھک کر دم لینے کے لئے رُکا تو میں نے دیکھا کہ میری پیاری بہن جسے میں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا تھا میری آنکھوں کے سامنے زمین پر پڑی سسک رہی تھی اور جگہ جگہ سے خون بہہ رہا تھا۔ میں یہ منظر نہ دیکھ سکا اور میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد میرا غصہ کم ہوا تو میں نے کہا: "فاطمہ تم کیا پڑھ رہی تھیں، سناؤ تو" بہن کی آنکھیں فرطِ مسرت سے چمک اٹھیں اور اس نے اپنی اُسی مترنم آواز میں مجھے پیغام نجات سنایا۔

سنتے سنتے مجھ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد اس کے سچے رسول ہیں۔ میرے منہ سے اتنا نکلنا تھا کہ میری بہن دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی اور کہنے لگی "بھیا تم کتنے اچھے ہو۔" اُس وقت اُس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ میرے بہنوئی سعید میری پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہہ رہے تھے "ابن خطاب مبارک ہو!"

میں وہاں سے اٹھا اور سیدھا ارقم کے مکان کی جانب بڑھا۔ حضور اکرمؐ اُس وقت ارقم کے مکان پر تشریف رکھتے تھے۔ میں نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی: "کون ہے"۔ میں نے کہا: "ابن خطاب"۔ اُس وقت میں نے حضرت حمزہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر ابن خطاب کسی بُری نیت سے آیا ہے تو اسی کی تلوار سے اُس کا سر اُڑا دیا جائیگا۔

دروازہ کھلا اور میں اندر چلا گیا۔ میں نے ایک نظر سب کو دیکھا لیکن ایک جگہ جا کر میری نظر جمی کی جمی رہ گئی۔ یہاں رحمتِ دو عالم نورِ مجسم تشریف رکھتے تھے آپ نے میری طرف دیکھا دفعتاً میری نظریں جھک گئیں۔

کملی پوش آقا کی آواز سنائی دی "اے ابن خطاب! خدا تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ کہو: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ" میں نے ان پیارے کلمات کو ایک بار نہیں، کئی بار دہرایا۔

تحریکِ اصلاح

(۱) پیوستہ بگنہ

(از حضرت پروفیسر عبدالحمید مرزا (دہلوی) بی ایچ ڈی ایم اے)

یورپ کی موجودہ جنگ :-

یورپ کی موجودہ جنگ کو دیکھئے۔ اصل لڑائی یورپ والوں کی تھی لیکن ایک ملک کا مسلمان ناحق اس لڑائی کا شکار ہوا۔ اس لڑائی سے عراق، شام، مصر، ایران اور شام و فلسطین کسی کو بھی تعلق نہ تھا۔ لیکن ان یورپ والوں نے کیوں کے ساتھ اسلامی ممالک کا نقص بھی خواہ مخواہ پیس گیا۔ یہ سب اسلئے کہ مسلمان حب دنیا اور خوفِ مرگ کے باعث اس قابل نہیں کہ وہ اپنے ملکوں سے دشمن کو دُور رکھ سکے اسلئے غیروں کے سہارے جی رہے اور اسی سبب موت کا خواہ مخواہ شکار ہو رہا ہے۔

لا تَهِنُوا کا مختصر مطلب یہ ہے کہ آپ قومی اور جماعتی کاموں میں نہ کاموں میں نہ آرام کی پروا کریں نہ تکلیف کی، نہ بھوک کی نہ پیاس کی، آپ سب لوگ اپنے اسلامی اور قومی کاموں کے لئے جوان بن کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہوں اور ذرا بھی سستی نہ کریں۔ عزت و بلندی حاصل کرنے کا پہلا اصول یہی ہے یعنی جماعتی اور اسلامی کاموں کو سرانجام دینے کے لئے ہر وقت جوانوں کی تیار اور کمربستہ رہنا۔

لا تَحْزَنُوا : غم نہ کھاؤ :-

اب لا تحزنوا کا مطلب سمجھئے! کسی مال، دولت، سامان، عہدہ، جاگیر وغیرہ کے چھین جانے سے دل پر جو غم و افسوس کی حالت طاری ہو جاتی ہے اُسے حزن کہتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ ایک شخص کا لڑکا مر گیا، مال کا نقصان ہو گیا، ملازمت جاتی رہی، یا کوئی حادثہ ہو گیا تو اُس سے دل کو جو اداسی یا مایوسی ہوتی ہے اُسے حزن کہتے ہیں

لَا تَحْزَنُوْا کا مطلب یہ ہے کہ اگر جماعتی یا اسلامی مورچوں میں آپ کو شکست ہو جائے، بازو کٹ جائیں، جانیں چلی جائیں، لُٹ جائیں، زر و مال برباد ہو جائے، دوست آشنا بے وفائی کریں، اپنے پرائے ہو جائیں، عیش و آرام جاتا رہے تو بھی مایوسی نہ ہو نا امیدی نہ ہو بلکہ دل جمعی کے ساتھ آپ سرگرم عمل رہیں اور اپنا فرض ادا کرتے چلے جائیں۔

اس اصول کو سمجھنے کے لئے اسلامی تاریخ کے ہزارہا نظیریں واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں، لیکن اُن لوگوں کے لئے جن کی نظر صرف آج کی دُنیا کے مادی انقلابات پر ہے موجودہ جنگ یورپ بھی ایک زبردست نشانِ عبرت ہے۔ جنگ کی ابتدا میں انگریزوں کی حالت کیا تھی؟ ان کے ساتھی ایک ایک کر کے برباد ہو رہے تھے کوئی محاذ ایسا نہ تھا جہاں انھیں شدید ترین جانی اور مالی نقصان نہ پہنچا ہو، ایک ارب دس کروڑ روپیہ روزانہ ان کا جنگ پر خرچ ہوتا رہا۔ فرانس مٹ گیا ڈنکرک سے پسپائی ان کیلئے پیامِ موت تھا۔ یوگوسلاویہ اور کریٹ ان کے ہاتھ سے نکل چکے تھے۔ خود برطانیہ کا گھر جرمن بمباری سے کھنڈرات کا ڈھیر بن چکا تھا۔ پارلیمنٹ ہال اور بہترین قدیم ترین عمارات نیست و نابود ہو چکی تھیں۔ برطانیہ ہر طرف سے گھرا ہوا تھا، لیکن چرچل نے جب بھی زبان کھولی یہی کہا کہ ہم جرمنی کو ضرور شکست دینگے۔ آخری فتح ہماری ہوگی ——— اس عملی دُنیا میں لَا تَحْزَنُوْا کا مطلب سمجھنے کے لئے انگریز قوم کے اس کیریکٹر سے سبق لیجئے اور یاد رکھئے کہ جو قوم یا جماعت قرآن پاک کے اس اصول پر عمل پیرا ہو کہ وہ ہزاروں نقصانات اور لاکھوں مصائب میں بھی ہمت قائم رکھ سکے۔ مایوس نہ ہو، تو عزت و بلندی اور اقبال و فیروزمندی اُسی کا حصہ ہے۔

ان دو سلبی صفات کے پیدا ہو جانے کے بعد مومن کا دل وَہَن اور حُزن سے خالی ہو گیا تو لازمی طور پر اب یہ دل صرف اللہ کا گھر ہے ایسے دل کا مالک کبھی سرنگوں نہ ہوگا۔

اَعْلَوْن ——— ایمان: ———:

اَعْلَوْن سے مراد ہر قسم کی بلندی ہے۔ اخلاقی بلندی۔ روحانی بلندی۔

سیاسی بلندی - تعلیمی بلندی - تجارتی بلندی
ایک لفظ میں یوں سمجھئے کہ اعلون کا مطلب ہے نوعِ انسانی کا امام و پیشوا بن جانا - اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کا مفہوم یہی ہے - یہ بلندی بغیر ایمان کے ممکن نہیں - اور ایمان کیا ہے ؟ - دل کی وہ حالت جو کہ دہن حزن سے پاک اور یقین و مضبوطی سے بھرپور ہو -
ایسے دل کے مالک نہ سست ہونگے نہ مایوس - وہ غمگین ہونگے نہ زینگے وہ مشکلات کی کڑی سے ٹکرا جائینگے لیکن پھر بھی اپنے اصولوں پر ڈٹے رہینگے ان کے اہل و عیال قتل ہو جائینگے - ان کے جسم کا عضو عضو چور ہو جائیگا - اُن کے خون کا ایک ایک قطرہ بہا دیا جائیگا تو بھی ان کی روح کبھی شکست کا اعتراف نہ کرے گی اور وہ کبھی اپنے فرائض سے منہ نہ موڑینگے --- نہیں وہ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہو جائینگے - وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ، کا مطلب یہی ہے اور مُردہ افراد اور مُردہ قومیں اسی لئے اس رازِ حیات کو نہیں سمجھ سکتے !
برادرانِ عزیز ! یہی ایمان ہے جس کی طرف تحریکِ اصلاح آپ کو بلا رہی ہے - لوگ آرام آرام پکارتے ہیں اور نہیں جانتے کہ دنیا کے کسی فرد نے تکلیف کے بغیر آرام کا منہ کبھی نہیں دیکھا - جس کو تلاشِ راحت ہے اسے پہلے مصائب کا عادی ہونا چاہیئے - حضرت علیؓ فرماتے ہیں ؎

من طلب العلیٰ سہر اللیالی
بلندی کے طالب راتوں کے دشمن ہوتے ہیں

اقبالؒ کا پیغام ہے ؎

میں تم کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

جن قوموں نے اس رازِ حیات اور سرِ زندگی کو سمجھ لیا ہے اُنکی رفعت و رتبت کا پہچاننا دنیا والوں کے لئے مشکل ہو گیا ہے، لیکن جو امتیں عالمِ ذلت و رسوائی میں بھی شمشیر و سناں سے بیگانہ رہ کر چنگ و رباب کی عیاشی میں وقت

گزارنے پر مُصر ہیں ان کے لئے دنیا میں کوئی مقام عزت نہیں !

کیا آپ کو اُن دنوں کی یاد دلانے کی ضرورت ہے جب کہ دو جہان کے سردار، سرورِ کونینؐ، رحمتِ عالمؐ، دنیا سے چھوٹے اور بڑے، امیر و غریب اور عرب و عجم کا فرق مٹانے والے، کفر و ایمان کے درمیان ایک خندق کے ذریعے حدِ فاصل کھینچ رہے تھے اور اُن کے شکم اطہر پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔ اگر میدانِ عمل میں یہ حال تو راتوں اللہ کی بارگاہ میں کھڑے رہ کر پاؤں کے ورم بھی نظر آرہے ہیں۔

آپ نے تاریخ کے اُن ایام پر بھی نظر ڈالی جب فاروقِ اعظم میدانِ جنگ سے آنے والے نامہ بر کی تلاش میں مدینہ سے میلوں دور نکل جاتے اور پھر اپنے گھوڑوں کی مالش کے لئے خود باہر گھنٹوں کھڑے رہتے --- نہیں ایک بڑھیا کی حاجت اور ایک کٹیا کے بسیرے کا بوجھ خلیفۂ وقت کی کمر توڑ دیتا۔

اگر یہ سب کچھ آپ کو یاد ہے تو پھر ان ذرا ذرا سی معمولی تکلیفوں پر مجھے کسی اظہارِ تاسّف اور ہمدردی کی ضرورت نہیں جو آپ نے آج اور آج سے پہلے برداشت کی ہیں۔

زحمت ناآشنائی اور محنت ناشناسی ہی تو ہماری ذلت کی ذمہ دار ہیں اور اسی کو محسوس کر کے ہم آمادۂ عمل ہوئے ہیں۔ اللہ ہمارے ارادوں میں برکت اور ہمتوں میں بلندی عطا فرمائے۔

خدمتِ خلق :

تبلیغ جس کے لئے صرف زبان اور قلم کی حرکت ہوتی ہے مسلکِ مومن نہیں۔ سنتِ نبوی یہ ہے کہ ہمارے تمام قویٰ اور تمام اعضاء و جوارح حرکت میں آئیں۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ۔ مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ تم میں سے جو مخلوقِ خدا کے ساتھ اچھا ہے وہ خدا کے ساتھ اچھا ہے۔ مخلوقِ خدا کے ساتھ بھلائی یہ ہے

کہ ان میں سے جو ہماری اعانت کا مستحق ہے ہم اس کو اپنی پوری قوت کے ساتھ مدد دیں۔ ہم بیکسوں کا سہارا بن جائیں، بیواؤں کی دستگیری کریں، یتیموں کی سرپرستی کریں اور معذوروں کا غم کھائیں۔ یہی روحِ اسلام ہے ؎

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بتسبیح و سجادہ و دلق نیست

تحریکِ اصلاح تعلیمی اور تبلیغی جدوجہد کے ساتھ ساتھ اسی لئے آپ کو خدمتِ خلق کے لئے بھی بلاتی ہے۔

کیا آپ کا اس صدا کو نظر انداز کر دینا اس دعوت کو مسترد کر دینا اور اس سنتِ سرورِ کونین پر عمل نہ کرنا خدا، اس کے رسول اور اُن کے احکام سے انحراف نہیں؟

قلتِ تعداد:۔

انسانی چہرہ وہ کتاب ہے جس میں دل کے احساسات اور خیالات مرتسم ہوتے اور پڑھے جاتے ہیں۔ میں آپ کے چہروں کو دیکھ رہا ہوں اور پڑھ رہا ہوں کہ آپ اپنی کمی تعداد اور قلت کی وجہ سے دل برداشتہ ہیں حالانکہ یہی چیز قابلِ مبارکباد ہے۔ اگر کسی جگہ مداری کے جادو سے آناً فاناً ایک درخت کو زمین سے بڑھتا اور پھیل دیتا دیکھو تو یقین کر لو کہ وہ اسی طرح آناً فاناً فنا ہونے والا اور مٹنے والا ہے۔ برخلاف اسکے جو درخت زیادہ عمر پانے والا، زیادہ مضبوط زیادہ مفید اور زیادہ سایہ دار ہوتے ہیں یعنی جن کی اصل ثابت اور فرع آسمانوں میں ہوتی ہے، ہمیشہ وہ پہلے کونپل کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر مخالف سمجھتا ہے کہ جب چاہوں گا اُکھاڑ کر پھینک دوں گا۔ پھر یہ درخت تنہ پر کھڑے ہو کر مضبوط ہوتے ہیں اور تن کر لہلہانے لگتے ہیں اور ان کا لگانے والا اُن کی طرف افتخار و استعجاب سے دیکھنے لگتا ہے۔

تحریکِ اصلاح کے بیج نے سالہا سال کے غور و فکر اور پختگی کے بعد زمینِ خیال سے فضائے عمل میں سر اونچا کیا ہے۔ اس کی موجودہ کمی تعداد اور

بے سرو سامانی کو دیکھ کر نہ دوست مایوس ہوں اور نہ معترض ہنسیں۔ بلکہ جان لیں کہ عداوت و بغاوت اور ظلم و طغیان کے آنے والے طوفان میں کمزوروں کو اگر کہیں پناہ ملے گی تو وہ ایسی تحریک کی سایہ دار شاخیں اور مضبوط پیڑ ہوگا۔

بھائیو! دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ کثرتِ تعداد نہیں بلکہ قوتِ تنظیم میں قوموں کی فتحمندی کا راز پوشیدہ ہے۔ دُنیا نے کسی فاتح کا نام نہ سنا ہوگا جس نے اپنی مفتوح قوم کے مقابلہ میں اس کی تعداد سے زیادہ فوج لے کر چڑھائی کی ہو!

مصر کے قبطی عمرو ابن العاص کے دس ہزار ساتھیوں سے سَو گُنا زیادہ تھے اور ہندوستان کے ہندو ۱۶ سالہ نوجوان محمد ابن قاسم کے مٹھی بھر نبرد آزماؤں سے ہزار گُنا بڑھ کر تھے۔

اصل چیز کثرتِ ایمان اور قوتِ تنظیم ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً کی تفسیر سمجھ میں آتی ہے۔

دوستو!

قلتِ تعداد اور بے سرو سامانی کی ابتدا سے نہ گھبراؤ۔ اپنے امیروں کی کامل اطاعت کرو۔ اپنے نظم کو نظامِ شمسی کے نظم سے زیادہ مکمل بناؤ۔ اپنی محنت کوشی اور جاں گساری سے ہر دم رواں اور ہر دم رواں سیاروں کو شرما دو۔ خدمتِ خلق سے صحیح معنوں میں اپنے آپ کو خدا کا خلیفہ ثابت کرو پھر دیکھو کہ اللہ کی رحمتیں کس طرح تمہارے شاملِ حال ہوتی ہیں اور تم کس طرح اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کی زندہ تصویر بن جاتے ہو۔

اللہ آپ کا ناصر و مددگار ہو!

نعتِ رسولؐ

(از جناب اختر ربانی بہاولپوری)

شفیعِ عاصیاں ہو مالکِ حوضِ جناں تم ہو ٭ خدا کے بعد گر کچھ ہے شہِ کون و مکاں تم ہو
مرے دردِ دروں کا بھی مداوا کیجئے آقا! ٭ علاجِ دردمنداں ہو مسیحائے زماں تم ہو
تمہارے حسنِ عالم تاب سے انجم کی تابانی ٭ تمہیں سے یہ جہاں روشن ہے شمعِ ضو فشاں تم ہو
نہیں کچھ خوف محشر کا مجھے اے شافعِ محشر ٭ سراج السالکیں تم ہو شفیعِ عاصیاں تم ہو
وہ جس کی ہر کلی چٹکے سدا صلِ علیٰ کہہ کے ٭ گلستاں کیا گلستاں ہے وہ جس کے باغباں تم ہو
ہے بزمِ لی مع اللہ میں ترے جلووں کا ہنگامہ ٭ خدا شاہد ہے سیاحِ جہانِ لامکاں تم ہو

لئے پھرتا ہے اختر شیشۂ تقدیر اشکستہ
قمر کو توڑ کر پھر جوڑنے والے! کہاں تم ہو

مژدۂ فرحت

(خواجہ حفیظ الرحمٰن صاحب کے فرزندوں کی رسم ختنہ پر)

(از جناب خواجہ فیض لودھیانوی)

مبارک! مژدۂ فرحت مبارک ✤ بہارِ محفلِ عشرت مبارک
امیدوں کا چمن پھولا پھلا ہے ✤ چمن میں بارشِ رحمت مبارک
بصد عنوان حفیظِ نامور کو ✤ یہ رونق اور یہ برکت مبارک
بزرگانِ گرامی کی دعا سے ✤ اُسے اولاد کی نعمت مبارک
پدر ہے وہ عزیزِ نیک خو کا ✤ اُسے دن رات یہ عزت مبارک
وہ والد ہے شفیقِ خوبرو کا ✤ اُسے ہر وقت یہ شفقت مبارک
ہوئے یہ دونوں بھائی آج مختون ✤ رسول اللہ کی سنت مبارک
دکھلائے کا خدا شادی کا دن بھی ✤ تصور کو وہ کیفیت مبارک
نکلتی ہیں دعائیں سب کے دل سے ✤ یہ فعلِ خوش بہ ہر صورت مبارک
عزیز و اقربا کھا پی رہے ہیں ✤ خوشی کے روز یہ دعوت مبارک
ہمارے میزباں کو یا الٰہی ✤ مسرت آفریں ساعت مبارک

سنا ہے فیضؔ قادر ہے سخن پر
سخن پر اس کو یہ قدرت مبارک

پیش کردہ
غلام قادر بٹ۔ لودیانہ

بقیہ بزمِ مسلمہ: میری پھوپھی محترمہ تسنیم صاحبہ جنکی مناجاتیں و مضامین اکثر و بیشتر مسلمہ میں شائع ہوتے رہے ہیں، نبیوں کے قصے لکھ رہی ہیں جن میں حضرت ابراہیمؑ کا قصہ شائع ہو چکا ہے اور قصے زیرِ طبع و تالیف ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کا قصہ سچے واقعات کا مجموعہ ہے۔ میرے عم محترم مولٰنا سید ابوالحسن علی کی قصص النبیین کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ زبان بہت ہی عمدہ۔ فوٹو نے اسے اور چمکا دیا۔

اس کتاب میں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر صدق کا پیش لفظ بھی ہے۔

قیمت ۳/ر۔ پتہ یہ ہے: مکتبۂ اسلام ۲۷ گوئن روڈ۔ لکھنؤ۔

بنت ڈاکٹر حکیم سید عبدالعلی صاحب

شرک

(از محترمہ بنت ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب ایل ایس سی ایم بی بی ایس کلکتہ)

آج کل دنیا میں شرک کی وبا اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ جس کو دیکھئے اسی گناہ عظیم میں مبتلا ہے۔ بعض وقت دل بیچین ہو جاتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ کس طرح ان لوگوں سے یہ مصیبت دور ہو۔ مگر جب وہ خود ہی اس مصیبت کے بانی ہیں تو ہماری بیچینی سے کیا ہوتا ہے۔ جدھر دیکھئے شرک ہی کی صدا کانوں میں آیا کرتی ہے۔ تھوڑی سی خوشی کی بات ہوئی یا ہونے والی ہوئی اور انہوں نے منت مانی کہ اب اجمیر شریف جائینگے اور فلاں کی قبر پر چادر چڑھائیں گے۔ اور فلاں کی قبر پر پھول چڑھائینگے۔ غرضیکہ دنیا میں اب یہی رہ گیا ہے۔ ایک خدا کو بھول کر لوگوں نے بیکار اولیاؤں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا ہے اور ان سے دعائیں مانگتے ہیں مرادیں مانتے ہیں۔ خدا کو بالکل بھلا دیا ہے۔ جب اللہ تعالٰے خود فرماتا ہے: اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ ترجمہ:۔ جواب دیتا ہوں پکارنے والے کی پکار کا جب وہ پکارتا ہے۔ پس چاہیئے کہ پکاریں مجھکو اور ایمان لائیں میرے ساتھ۔ اللہ تعالٰے تو کس محبت سے یہ فرماتا ہے کہ ہمیں سے دعا مانگو ہمیں کو پکارو ہم اس کا جواب دینگے۔ مگر لوگ اس قدر گمراہ ہوگئے ہیں ان کے قلوب قبروں کی عبادت کرتے کرتے سیاہ ہوگئے ہیں۔ انہیں قبروں کی عبادت میں مزا آنے لگا ہے۔ زندہ اولیاء اللہ سے دعا کروائیں تو درست بھی ہے۔ مگر بیچارے مُردوں سے کیوں دعا کرواتے ہیں جو خود دعا کے محتاج ہیں ان کو ہم سے زیادہ دعا کی حاجت ہے وہ تو کسی طرح بھی آپ لوگوں کے واسطے دعا نہیں کر سکتے۔ بیشک وہ اللہ تعالٰے کے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں۔ مگر جب ان کا انتقال ہوگیا تو وہ کس طرح آپکے لئے دعا کرینگے۔ یہ تو آپ لوگوں کو چاہیئے کہ ان کے لئے دعا کیا کریں۔ تاکہ انہیں اور آپکو ثواب ملے۔ دیکھئے مشرک کبھی نہ بخشا جائیگا۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالٰے مشرک کی مغفرت نہیں کرتا) شرک اتنا بڑا گناہ ہے جو کبھی نہ معاف کیا جائیگا۔ شعراء نے جو نظمیں بزرگوں پر کہی ہیں شرک سے بھری ہوئی ہیں انہیں خدا بنا دیا ہے جیسے گناہ شعر کہنے والوں پر ہوگا اسی طرح سننے

والوں پر۔ اور آج کل کثرت سے سب لوگ ایسے اشعار سنتے ہیں۔ دیکھئے جب تمام نبیوں کے سردار خاتم النبیینؐ ہی نے فرمایا ہے کہ ہماری قبر کو نصاریٰ کی طرح عبادت گاہ نہ بنالینا جس طرح وہ اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں جس کو حالی مرحوم نے پیش کیا ہے ؎

نصاریٰ کی مانند دھوکا نہ کھانا کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا

سب انساں ہیں یاں جس طرح سرفگندہ
اسی طرح میں بھی ہوں اک اس کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ کم تم کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

بتائیے جب نبیوں کے سرور نے یہ کہا ہے تو بزرگوں سے مانگنے میں اللہ عزوجل کو کیوں بُرا نہ لگے گا۔ وہ ہمارا پروردگار ہے ہمارا مولا ہے ہمارا مالک ہے اس کو چھوڑ کر دوسروں سے مرادیں مانگنا دعائیں کرنا اس رب العالمین کو کتنا بُرا لگے گا اگر آپ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر دوسروں کے یہاں رہیئے، ماں باپ کی بات نہ مانیئے بھلا بتائیے آپ کے والدین کو غصہ نہ آئے گا ؟ ضرور آئیگا اور آنا چاہئے۔ انہوں نے آپ کو پالا اتنی محبت سے رکھا اور آپ نے ان کا حکم نہ مانا تو انھیں سخت تکلیف ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جو دونو جہانوں کا پروردگار ہے اس کی حکم عدولی کرنا کتنی سخت نا فرمانی ہے جو والدین سے زیادہ چاہتا ہے اس کی نا فرمانی کرنا۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ وہ تو رب العزت کا باغی ہوا۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ بادشاہ کے باغی کی کیا سزا ہے۔ یا اس کی سزا موت ہے اور یا حبس دوام کی۔ اور جو رب العالمین کا باغی ہو اس کی اس سے بھی زیادہ سزا ہونی چاہئے۔ اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے آخرت کے واسطے اٹھا رکھی ہے۔ اُف آخرت کی سزا کے سامنے دُنیا کی سزا بالکل ہیچ ہے۔ مگر اس پر بھی ہم لوگوں کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ جو والدین سے زیادہ محبت کرنے والا ہے وہ ہم لوگوں کی بھلائی چاہتا ہے۔ ہم لوگوں

کو چاہئے کہ اس سے ڈریں اور اس کے عذاب سے پناہ مانگیں۔ اس کا حکم مانیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ آپ نے جن کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا ہے وہی حضرات قیامت میں آپ سے بیزار ہو جائینگے۔ اور آپ میں ان میں کوئی واسطہ نہ رہے گا۔

اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۵	جب بیزار ہوئے وہ لوگ جو پیشوا تھے ان لوگوں سے کہ اتباع کرتے ہوئے دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائینگے ان کے علاقے۔

اس وقت آپ کو معلوم ہو جائیگا جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے اس وقت آپ کچھ نہیں کر سکینگے ہاتھ ملکر رہ جائینگے عجب وقت ہوگا نفسی نفسی ہوگی۔ وہ بزرگ جنکو آپ نے اللہ عز و جل سے ملا دیا تھا وہ آپ سے بالکل بیزار ہونگے اس وقت سوائے خدا تعالےٰ کے کوئی نہ ہوگا جو آپ کی فریاد سنے۔ آپ سمجھتے ہونگے کہ ان کا وسیلہ نہ ہوگا تو جنت میں کیونکر جائینگے۔ جب تک آپ اچھے عمل نہ کرینگے جنت میں کس طرح جا سکتے ہیں۔ آپ تو اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر بزرگوں اور ولیوں کے آگے سر تسلیم خم کریں مرادیں مانگیں اور ان سے اللہ تعالےٰ کی طرح محبت کریں تو اللہ تعالےٰ کو غصہ نہ آئے گا ضرور آئے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۔	اور لوگوں میں سے وہ ہیں جو اللہ تعالےٰ کے سوا شریک کرتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں مثل اللہ تعالےٰ کی محبت کے۔

جب اس نے خود فرمایا ہے کہ مشرک کو کبھی نہ معاف کریں گے اور آپ اسکی نافرمانی کرتے ہیں۔ اتنا زبردست شہنشاہ دونوں جہانوں کا رب جس نے ہم لوگوں کو اشرف المخلوقات بنایا اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں پیدا کیا اس کا یہی شکر ہے کہ وہ جس بات کا حکم دے اس سے سرتابی کی جائے اس کا حکم نہ مانا جائے کس قدر افسوس کی بات ہے جو ہمارا پالنے والا ہے اس سے محبت تو در کنار اس کا حکم نہ مانے۔ اور جو اس کے نیک بندے ہیں ان کی قبروں کو عبادت گاہ بنائیں اور انہی کی پرستش کریں۔ آپ نے جن کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے آخر انہوں نے تو بھی اللہ تعالےٰ کو پوجا ہے اسی کی پرستش کی ہے اسی سے دعائیں مانگی ہیں۔ اگر آپ بھی اللہ تعالےٰ کی عبادت کریں تو ولی ... عبادت چھوڑ

دیں اور صرف ایک رب العالمین کو مانیں تو بیشک آپ ثواب کی مستحق ہو سکتی ہیں قرآن مجید میں شرک کے بارے میں کثرت سے آیات ہیں جو بہت ہی ڈرانے والی ہیں۔ شرک مختلف ہیں مثلاً پتھروں کو پوجنا۔ خدائے تعالےٰ کے ساتھ شریک کرنا۔ قبروں پر سجدہ کرنا قبروں کے پاس کھڑے ہوکر دعائیں کرنا۔ چادر اور پھول وغیرہ چڑھانا۔ یہ سب شرک ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ شرک سے بہت زیادہ بچنا چاہئے۔ آجکل اسکی وبا بہت زیادہ ہے۔ خدا تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے جہاں تک ہوسکے خود بھی بچئے اور دوسروں کو بھی تبلیغ کریئے۔ آپ کو تبلیغ کا ثواب بھی ملیگا اور دوسروں کو بھی نفع ہوگا۔ اللہ تعالےٰ آپ کی زبان میں ایسا عمدہ اثر دے کہ دوسروں پر بہترین اثر ہو۔ آمین! سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ شرک کو تو بہت منع کرتے ہیں مگر لوگ آپ کے بعد آپ کی قبر کی پرستش کرینگے۔ آپ نے فرمایا میں اللہ تعالےٰ سے دعا کروں گا کہ وہ میری قبر پوشیدہ کردے۔

اس دعا پر ختم کرتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور سیدھے رستہ پر چلائے۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔

شراب کی حرمت

از محترمہ سیدہ صفیہ بنت سید سراج النبی صاحب زمیندار رائے بریلی

عرب کو شراب سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ تھی۔ تمام ملک اس مرض میں مبتلا تھا۔ عرب کی شاعری کا موضوعِ اعظم شراب ہے۔ مصلحت کے لحاظ سے اسلام کے تمام احکام بتدریج آئے ہیں۔ اس لئے شراب بھی بتدریج حرام کی گئی ہے۔

مدینہ میں شراب خوری کا رواج کسی قدر زیادہ تھا بڑے بڑے شرفاء علانیہ پیتے تھے عرب میں ایسے بھی نیک لوگ تھے جنہوں نے شراب پینی چھوڑ دی تھی اور اس کو خلاف اتقا سمجھتے تھے۔ ابھی تک اسلام نے اس کے متعلق کوئی اپنا فیصلہ نہ سنایا تھا لوگوں نے پوچھنا شروع کیا کہ شراب کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا:۔

اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَفَاءً۔ — اے خدا شراب کے بارے میں ہمارے لئے شافی بیان کردے۔

اس پر یہ آیت اتری :-

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُھُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا (بقرہ) — لوگ تم سے شراب اور جوئے کی بابت دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدہ بھی ہیں لیکن فائدہ سے گناہ بڑھ کر ہیں۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی لوگ شراب پیتے رہے۔ ایک دفعہ ایک انصاری نے حضرت علیؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی دعوت کی۔ جس میں شراب بھی تھی۔ کھانے کے بعد مغرب کا وقت آگیا اور حضرت علی نے نماز پڑھائی لیکن نشہ کے خمار میں کچھ کا کچھ پڑھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے پھر دعا کی کہ خدایا شراب کے بارے میں صاف صاف بیان کردے۔ اس پر یہ آیت اتری :-

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (نساء) — نشہ کی حالت میں تم نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ جو کچھ تم کہو اس کو سمجھ بھی سکو۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد جب نماز کا وقت آتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک منادی اعلان کرتا تھا کہ کوئی مخمور نماز میں نہ شامل ہونے پائے لیکن چونکہ عام حکم نہ تھا اس لئے نماز کے سوا باقی اوقات میں لوگ بے تکلف پیتے پلاتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے پھر وہی دعا کی۔ اسی زمانہ میں کچھ لوگ شراب پی کر اس قدر بدمست ہوئے کہ آپس میں مارپیٹ تک کی نوبت پہنچ گئی۔ اس پر یہ آیت اتری :-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ — مسلمانو! بلاشبہ شراب اور جوا اور بت اور قمار کے تیر ناپاک ہیں اور شیطان کے کام ہیں تو تم ان سے باز آؤ کہ تمہیں فلاح حاصل ہو شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ تم لوگوں میں شراب اور جوئے کے ذریعے دشمنی اور بغض ڈال دے اور تم کو خدا کی یاد سے

ذِكْرِ اللهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۵ (مائدہ)۔ اور نماز سے روک دے تو بولو کہ تم باز آتے ہو۔

ان آیتوں کے نزول کے بعد شراب قطعاً حرام ہوگئی۔ اسی وقت آنحضرت صلعم نے مدینہ کی گلی کوچوں میں منادی کرا دی کہ آج سے شراب حرام ہوگئی آپ نے مسجد نبوی میں لوگوں کو جمع کرکے اس کا اسی وقت اعلان کیا اس کے بعد اسی سال فتح مکہ کے زمانہ میں آپ نے علی الاعلان ان چیزوں کی تجارت کی ممانعت فرمائی جن کا کھانا یا رکھنا ناجائز ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ۔ خدا اور اس کے رسول نے شراب اور مُردہ اور سورا اور بتوں کی خرید و فروخت حرام کردی ہے۔
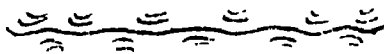
دُنیا کا ایک حیرت انگیز فرقہ

از ابن الانور سید محمد ازہر شاہ قیصر کشمیری

خدا کی مخلوق میں، خدا کی نافرمانی کا جذبہ بدو شعور سے پایا جاتا ہے اور اسی کی بارگاہ صمدیت سے منہ موڑ کر ادنیٰ اور اعلیٰ چیزوں اور بتوں سے بندگی اور غلامی کا رشتہ جوڑنے والے قسم قسم کے فرقے اس دنیا میں موجود ہیں۔ لیکن حال میں عربی کے اخبار "الفتح" میں ہم نے یہ خبر بہت حیرت سے پڑھی کہ شمالی عراق کے ضلع موصل کے ایک گاؤں شیخان میں ایک عجیب الخیال اور مفلوک الحال فرقہ آباد ہے جس کا نام "یزیدیہ" ہے۔ یہ فرقہ یزید بن معاویہ کی عبادت کرتا ہے۔ اور اس کو اپنے معبودوں میں سے ایک سمجھتا ہے۔ اس فرقہ کی کل آبادی ۳۰ ہزار اشخاص پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ شیطان کو بھی پوجتے اور ہر وقت ان کے نام کو خدا کے نام کی طرح ورد زبان رکھتے ہیں۔ اور اسی کے نام بدسے اپنے ہر کام کا آغاز و اختتام کرتے ہیں۔ ان کے مذہبی خصائل اور قومی رسومات دنیا میں سب سے انوکھے ہیں۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ فرقہ یزید بن انیسہ کو مانتا ہے۔ جو خارجی

مذہب کا پیشوا اور اسلام کے صدر اول کا ایک بہت بڑا غارتگر دین و ایمان تھا۔ اور چند مؤرخین کی رائے ہے کہ اس فرقہ کے معبود کا نام یزید نہیں بلکہ یزدان ہے جو فارسی زبان کا ایک لفظ ہے اور خدا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اس لفظ کو ان لوگوں نے بوجہ جہالت یزید بنا لیا ہے لیکن یہ ان مؤرخین کی محض لفظ سازی اور تخیل آرائی ہے۔ حقیقتاً یہ دونوں رائیں غلط ہیں۔ اور معتبر تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ دراصل اس فرقہ ضالہ کا بانی مبانی ایک شخص شیخ عدی بن مسافر الاموی تھا جو ادھر ہی کے کسی علاقہ کا رہنے والا تھا۔ یہ شخص صوفی منش تھا اور اس کی قبر ہنوز اس گاؤں میں موجود ہے۔ یزیدی فرقہ کے لوگ اس قبر کے اردگرد اپنی ایک سالانہ تقریب میں حج کی طرح طواف کرتے ہیں۔ شیخ عدی بن مسافر کا اعتقاد یہاں تک خراب تھا کہ اس کے نزدیک یزید بن معاویہ میں تمام خدائی قوتیں حلول کر گئی تھیں۔ اور اس کے سب ساتھی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ مگر بایں ہمہ وہ اپنے کو پکا مسلمان بھی سمجھتے تھے۔ یزیدی فرقہ کا عقیدہ ہے کہ وجود میں دو خدا ہیں۔ ایک خدا کا نام ہے خیر اور دوسرے کا نام شر۔ وہ خدائے خیر کی کوئی عبادت نہیں کرتے۔ ان کے عقیدہ کے مطابق خدائے خیر اپنے بندوں کو کوئی اذیت نہیں دیتا مگر وہ خدائے شر سے ڈرتے ہیں اور اسکی عبادت بھی کرتے ہیں۔ وہ شیطان علیہ ما علیہ کو خدائے شر مانتے ہیں۔ اسی لئے وہ شیطان کو مکرم و معظم اور ہر قسم کی عبادت و اطاعت کا سزاوار خیال کرتے ہیں۔ ان کے عقلی دلائل یہ ہیں کہ اگر شیطان کی عبادت نہ کی جائے تو انسان گمراہ ہو جائیگا اور اس پر شیطان کا عذاب نازل ہوگا۔

کتنی عجیب بات ہے کہ یہ لوگ نیکی کرنے کے خیال اور جذبہ سے نیکی کے رستہ سے منحرف ہیں۔ اور ایک اور عظیم الشان بدی اور گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اس فرقہ کی باقاعدہ دو کتابیں بھی ہیں جنہیں کسی زمانہ میں ان کے بعض لکھے پڑھے اشخاص نے قرآن، انجیل اور توریت کی طرح اپنے مذہبی صحائف کی حیثیت سے لکھا ہے۔ ان میں سے ایک کا نام "الجلوہ" اور دوسری کا نام مصحف مقدس ہے۔ یہ دونوں کتابیں ایسے ہی واہی تباہی مضامین پر مشتمل ہیں۔ ان کی خاص عبادت اس طرح ہوتی ہے کہ خاص مقررہ اوقات میں وہ ان کتابوں کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ لوگ روزے صرف تین رکھتے ہیں اور وہ بھی

دسمبر کے پہلے تین دنوں میں۔ ان کا مقام حج شیخ عدی بن مسافر الاموی کی قبر ہے۔ ان کی سب عادات وخصائل عجیب ہیں۔ یہ اپنی اولاد کو تعلیم دلانا حرام اور بہت بڑا مذہبی جرم سمجھتے ہیں۔ وہ باقاعدہ حماموں اور غسلخانوں میں کبھی غسل نہیں کرتے ان کے عقیدہ کے بموجب شیطان اعظم کے رہنے سہنے کی جگہ یہی حمام اور غسلخانے ہیں۔ جو ترکاریاں اور سبزیاں شہر کی کھاد سے تیار ہوتی ہیں۔ یہ لوگ انہیں نہیں کھاتے۔ وہ گھوڑے گھوڑیوں پر کوئی سامان نہیں لادتے۔ گھوڑا ان کے یہاں ایک ایسی مخلوق ہے جو کسی قسم کی محنت کئے بغیر اپنے تھان پر کھڑا کھاتا اور سوتا رہتا ہے۔ اور یہ بھی اس قسم کی فوقیت ہے کہ یہ بڑی محبت سے گھوڑا پالتے ہیں۔ گویا ہندوؤں کے یہاں جس طرح گائے کی عزت کی جاتی ہے اس طرح یہ گھوڑے پر فدا ہیں۔ ان کے گاؤں میں کوئی ایسا لفظ جو "ش" سے بنا ہو، استعمال نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایسا ہر لفظ شیطان اعظم کی توہین کا باعث بن سکتا ہے۔ ان لوگوں کی زبان کرڈی ہے۔

احمد تیمور پاشا نے اپنی کتاب "الیزیدیہ" میں لکھا ہے جسے ہم ہندوستان کے ایک مشہور محقق کے حوالہ سے یہاں نقل کرتے ہیں۔ کہ ۶۵۲ھ میں بدر الدین لولو حاکم موصل نے اس فرقہ پر چڑھائی کی تھی۔ اور بڑی مشکل سے ان پر قابو پایا تھا۔ اس زمانہ میں ان پر بڑی سختی ہوئی تھی اور شیخ عدی کی قبر بھی اکھاڑ کر پھینک دی گئی تھی۔ مگر یہ فرقہ بڑا سخت جان ہے۔ بدر الدین لولو کی ساری قہر سامانیوں سے بچکر بھی باقی رہا۔ اور آج پھر ۳۰ ہزار کی مختصر سی یہ آبادی ایک غلط ملط مذہب کی پیروی اور جاہلانہ عقائد کی تعظیم کر رہی ہے۔ (عربی سے ترجمہ)

تپ دِق اور ہمارے عوام

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی

زبان اور ادب کی دُنیا میں یہ مقولہ بہت مشہور ہے۔ کہ "غلط العام فصیح"۔ یعنی عوام کی زبان پر اگر کوئی لفظ غلط تلفظ کے ساتھ یا کوئی محاورہ بے تکے پن سے رائج ہوگیا ہے تو وہی فصیح اور صحیح ہے۔ لیکن علم اور فن کی دُنیا میں یہ زبانی جمع خرچ نہیں چلتا۔ اس دُنیا میں تو صرف ٹھوس حقیقتیں ہی مانی جاتی ہیں جو صدہا سال کی انسانی جدوجہد نے دریافت کی ہوں۔ اور جو تجربہ اور آزمائش کی کسوٹی پر پوری اُتر چکی ہوں۔ اس دنیا میں عوام کے خیالات اور ان کے بے سروپا نظریوں کی کوئی وقعت نہیں ہے اور ہونا بھی یہی چاہئے۔ کیونکہ اصلیت سے ناواقف عوام صرف اپنی عقل اور اپنے قیاس کے مطابق جو چاہتے ہیں فرض کر لیتے ہیں اور جو منہ میں آئے کہہ بیٹھتے ہیں۔

بدقسمتی سے ہندوستان میں امراض اور ان کے اسباب و علاج کے متعلق عوام میں ایسی ایسی باتیں مشہور ہیں کہ انھیں سُنکر ہنسی آتی ہے۔ اور ان کے ماننے والوں میں جو خراب نتیجے ان باتوں کے نکلتے ہیں انھیں دیکھ کر دل روتا ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں اتنی گنجائش تو کہاں ہے کہ میں ہر مرض کے متعلق عوام کے خیالات بیان کرسکوں۔ البتہ چونکہ آجکل دق اور سل کا مرض بہت ہی عام ہوتا جارہا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق عوام کی غلط فہمیاں بیان کرکے صحیح خیالات پیش کرنے کی کوشش کرونگا۔

عوام نے چونکہ عام طور پر یہ دیکھا کہ جس بچے کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک دق میں مبتلا ہے تو بچہ بھی اس مرض کا شکار ہوجاتا ہے۔ اس لئے انہوں نے بالکل بجا طور پر یہ نتیجہ نکال لیا کہ مرض موروثی ہے۔ اور ماں باپ سے اولاد میں ورثہ کے طور پر منتقل ہوتا ہے۔ غریب عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ چند روز پہلے تک ارباب فن یعنی خواص بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا تھے۔ اور طب کی کتابوں میں یہ مرض موروثی امراض کے ذیل میں شمار کیا جاتا تھا لیکن اب خوردبین نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں اور ایکس ریز شعاعیں جسم کے اندر کے اعضا کی بھی تصویر اُتار کر ہمیں دکھلا دیتی ہیں۔ ایسے ہزارہا بچوں کا ان جدید ترین آلات

کی مدد سے امتحان کرنے کے بعد جو دق کے بیماروں کی اولاد تھے یہ بات دیکھنے میں آئی کہ وہ بچے بالکل تندرست اور ان کے پھیپھڑے بالکل صاف ہیں۔ اس قسم کے تجربوں اور مشاہدوں نے ہمیں اپنے خیالات بدلنے پر مجبور کر دیا۔ اور اب دنیائے طب کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ دق کا مرض موروثی نہیں ہے۔ تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اگر ماں باپ میں سے کسی ایک کو بھی دق ہو تو اگرچہ بچہ پیدا تو تندرست ہوتا ہے لیکن مریض ماں کے ساتھ منہ سے منہ ملا کر سونے یا مریض باپ کی گود میں چڑھ کر اس کے منہ کے قریب اپنا منہ رکھنے کی وجہ سے سانس کے راستے سے دق کے جراثیم بچوں کے پھیپھڑوں میں پہنچ جاتے اور اسے بیمار کر دیتے ہیں اور خیال یہ کیا جاتا ہے۔ کہ بچہ ماں باپ کا مرض اپنے خون میں لے کر پیدا ہوا تھا۔

ایک اور بہت ہی عام غلطی جو ہمارے عوام اس مرض کے متعلق کیا کرتے ہیں یہ ہے کہ ان کے بچے جب سل اور دق میں مبتلا ہوتے ہیں اور دن بدن سوکھتے چلے جاتے ہیں تو وہ اسے بیماری نہیں خیال کرتے بلکہ "مسان" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس پر کسی مسان یا بھوت پریت کا اثر ہو گیا ہے۔ اس غلط عقیدہ کی بنا پر وہ بچے کو کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس نہیں لے جاتے بلکہ گاؤں میں جس چمار یا جولاہے یا حجام کے متعلق یہ مشہور ہوتا ہے کہ اسے "مسان" کو جھاڑنا آتا ہے، اس کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں اور اب وہ "عامل" صاحب اپنے عملیات کی مقررہ فیس کے علاوہ جو بالعموم چند دھیلوں سے زیادہ نہیں ہوتی، بہت سے کالے رنگ کے بکرے اور کالے رنگ کے مرغے وصول کر کے نذر شکم کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن بچوں کو سوکھے یا مسان کی بیماری ہوتی ہے وہ دق میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور اگر ابتدا میں ان بچوں کا معقول علاج ہو جائے تو ہزاروں اور لاکھوں بچوں کی جانیں بچ سکتی ہیں۔ تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر دق کے مرض کا علاج بالکل ابتدائی حالت میں کر لیا جائے تو مریض ہمیشہ کے لئے اچھا ہو سکتا ہے لیکن بدقسمتی سے ابتدائی حالت میں مریض بالعموم ڈاکٹر یا حکیم کے پاس نہیں جاتے اور علاج کی طرف اس وقت متوجہ ہوتے ہیں کہ جب مرض لاعلاج ہو جاتا ہے۔

بکثرت عوام اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ جوانی کا مرض ہے اور صرف نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں ہی کو ہوتا ہے۔ چند روز پیشتر تک اہل فن کا بھی یہی خیال تھا اور درسی کتابیں

اس مرض کو جوانی کے ساتھ مخصوص بتاتی تھیں۔ لیکن اب کامل تحقیقات کرنے پر اصلیت کھل گئی۔ ہوا یہ کرتا ہے کہ بچے اپنے ماں باپ سے یا دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں سے اس مرض کے جراثیم حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ نشوونما کے زور کا زمانہ ہوتا ہے اس لئے ان جراثیم کی دال نہیں گلتی۔ اور وہ ایک نیم مُردہ سی حالت میں اندر پڑے رہتے ہیں اور دس بارہ سال کی خاموشی کے بعد اس وقت سر اٹھاتے اور زور پکڑتے ہیں کہ جب سنِ بلوغ کے قریب پہنچ کر لڑکوں کی بڑھوار کسی حد تک رُک جاتی ہے اور لڑکیوں کا وہ زمانہ آتا ہے جب وہ ایک دم سے بہت ہی زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ اور جسم کا تمام کیلسیم اور فاسفورس ان کی اس غیر معمولی جسمانی ترقی کے کام آجاتا ہے۔ ان واقعات سے اچھی طرح ظاہر ہے کہ شباب کا زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ جب لڑکے تو غیر معمولی جسمانی ترقی کر کے اپنے جسم کا کیلسیم کا ذخیرہ ختم کر چکتے ہیں اور لڑکیاں اپنے اس ذخیرے کو اندھا دھند خرچ کر رہی ہوتی ہیں۔ گویا دونوں کو کیلسیم کی انتہائی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں اگر انھیں غذا میں کیلسیم بمقدار کافی نہ ملے یا غذا کے اندر حیاتین "د" کی مقدار ناکافی ہو، جو خوراک کے اندر سے کیلسیم نکال کر جسم کو دیتا ہے تو جسم میں ایسی کیفیت رونما ہو جاتی ہے کہ وہ آسانی سے دق کے جراثیم کے اثرات قبول کر لے یا اگر بدن میں کوئی چور یعنی بچپن کے چھپے ہوئے دق کے جراثیم موجود ہیں تو وہ افسردہ اور مضمحل پڑے رہنے کے بجائے زندہ اور متحرک بن جائیں۔ کچھ عرصہ پیشتر چونکہ ان حقیقتوں کا علم نہ تھا اس لئے یہ قیاس کر لیا گیا تھا کہ دق ہمیشہ نوجوانوں ہی کو ہوتی ہے۔

دق ایک اُڑ لگنی بیماری ہے اور اس کے تعدیہ یا چھوت کے متعلق بھی عوام میں بہت کچھ غلط خیالات پھیلے ہوئے ہیں بعض لوگ تو دق کے مریضوں سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ جیسے شیر یا سانپ سے۔ اور اگر کسی رشتہ دار یا دوست کو دق ہو جائے تو اسی روز سے اس سے قطع تعلق کر لیا جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ جب میں ڈاکٹری پڑھا کرتا تھا۔ تو تعطیل کے زمانہ میں ہم چار پانچ لڑکے ہم سفر تھے۔ ریل گاڑی میں بھیڑ بہت تھی اور لیٹنے کا تو ذکر ہی کیا بیٹھنے کے لئے جگہ ملنی مشکل تھی۔ ہمارے ایک دُبلے پتلے ساتھی (جو افسوس ہے کہ اس وقت دنیا میں نہیں ہیں) کو ترکیب سوجھ گئی۔ انھوں نے چپکے سے ایک ساتھی کے کان میں کچھ کہا اور کراہنا اور کھڑے سے گرنا شروع کیا۔ ساتھی نے لوگوں سے یہ کہہ کر کہ وہ

بیمار ہیں ان کے لئے بیٹھنے کی جگہ حاصل کر لی اور خود بھی انھیں پکڑ کر سہارا دینے کے لئے بیٹھ گئے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بیمار ہیں؟ تو انہوں نے بہت غمزدہ صورت بنا کر کہا کہ انھیں دق ہوگئی ہے اور جب دورہ ہوتا ہے تو سیروں خون منہ سے ڈالتے ہیں۔ اس فقرے کا اثر حسب مراد ہوا اور ایک ایک کر کے سب لوگ اس تپائی پرسے اٹھ گئے جو ابھی چند منٹ پہلے کسی طرح بھی ہمیں بیٹھنے کے لئے جگہ دینے کو تیار نہ تھے۔ ان سب لوگوں کے چہروں سے خوف و ہراس ظاہر ہو رہا تھا اور بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر جان کا خوف نہ ہوتا تو وہ چلتی ہوئی ریل میں سے کود پڑتے۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ دق ایک آڑلگنی مرض ہے۔ اور یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ ایسے مریض سے پرہیز کرنا چاہئے لیکن پرہیز کی ایک حد مقرر ہونی چاہئے اور پرہیز کو خوف اور ہراس میں نہ بدلنا چاہئے۔ اور جائز بلکہ ضروری پرہیز کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں اس ہوا کے سونگھنے سے بچنا چاہئے جو مریض کے سانس کے ساتھ باہر آئی ہے۔ اس سے بچنے کے لئے اگر ہم مریض کے منہ سے اپنے منہ کا فاصلہ بارہ فیٹ یعنی چار گز کے قریب رکھیں اور اگر تیمارداری کی ضرورتیں ہمیں مریض سے اس سے زیادہ قریب آنے پر مجبور کریں تو اپنی ناک مریض کی ناک کے بالمقابل نہ آنے دیں تو کہا جا سکتا ہے کہ ہم چھوت سے بالکل محفوظ رہ سکتے ہیں۔ دق کے جراثیم کا مریض کے پھیپھڑوں کے علاوہ ایک ذخیرہ اور بھی ہوتا ہے اور وہ مریض کا بلغم ہے۔ اگر صرف اتنی احتیاط کی جائے کہ مریض اپنا تمام کف ایک ایسے اگال دان میں تھوکے جس میں تھوڑا سا فینائل یا کاربالک ایسڈ کا لوشن موجود ہو تو یہ دوائیں بہت ہی تھوڑی سی دیر میں جراثیم کو ہلاک اور بے اثر کر دیا کرتی ہیں۔ مریض کی چھینک اور معمولاً ناک صاف کرتے وقت ناک سے نکلی ہوئی رطوبت بھی جراثیم سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور مریضوں کو ہرگز یہ اجازت نہ ہونی چاہئے کہ وہ راستوں اور گلیوں میں یا مکان کے صحن اور کمروں کے فرش پر اپنی ناک کی رطوبت گرائیں۔ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب مریض باہر جائیں تو اپنی جیب میں کاغذ کے چند لفافے اور ایک دستی رومال ضرور لے کر جائیں اور ناک کی رطوبت ہو یا بلغم سب ان لفافوں میں محفوظ رکھیں اور ہر مرتبہ تھوکنے یا ناک صاف کرنے کے بعد اپنے رومال سے ناک اور منہ کو صاف کر لیا کریں اور گھر واپس آنے پر بلغم کے لفافے تو فوراً آگ میں ڈال دیں اور رومال کو کاربالک ایسڈ کے لوشن میں چند منٹ کے لئے ڈال کر صاف پانی سے دھو لیں۔

دق کے جراثیم کی چند خصوصیات معلوم کر لینے کے بعد ان سے ضروری پرہیز اور غیر ضروری پرہیز یا خوف سے احتراز کرنے میں آسانی ہو جائیگی۔ روشنی اور آکسیجن گیس اُن جراثیم کے لئے زہر ہیں۔ دھوپ میں اگر دق کا مریض تھوکے تو اس بلغم کے جراثیم دھوپ کے اثر سے فوراً ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اگر سائے میں تھوکے لیکن وہاں اچھی طرح روشنی ہو تو جراثیم کے ہلاک ہونے میں دیر لگتی ہے مگر ہلاک ضرور ہو جاتے ہیں۔ تاریک اور بند کمروں میں یہ جراثیم انتہائی سخت جانی کا ثبوت دیتے ہیں اور چھ، آٹھ اور دس مہینے تک بھی نہیں مرتے۔ اگر مریض خوب ہوادار اور روشن کمرے میں رہے اور اپنا بیشتر وقت دھوپ میں یا دھوپ کے نزدیک سائے میں گزارے تو اپنے مریض سے سوائے اس صورت کے کہ ہم مریض کے منہ سے منہ ملا کر بات کریں یا بچہ ہے تو اسے پیار کریں ہمیں کوئی خطرہ نہیں رہے۔ مریض سے پرہیز کے سلسلہ میں یہ بھی ایک ضروری بات ہے کہ ہم اس کے بستر کے قریب یا اس کے کمرے میں بیٹھ کر کھانا نہ کھائیں اور اپنے کھانے کی چیزیں اس کے کمرے میں نہ رکھیں۔

تپ دق کے سلسلہ میں ہمارے عوام کی سب سے زیادہ خطرناک اور مہلک غلطی وہ ہے جو مریض بالعموم کیا کرتے ہیں اور وہ یہ کہ تا حدِ امکان وہ اس بات کو کبھی تسلیم ہی نہیں کرنا چاہتے کہ وہ دق میں مبتلا ہیں بلکہ بہت سے تو یہ ماننا گوارا نہیں کرتے کہ انھیں کوئی مرض ہے اسی طرح بچوں کے متعلق ماں باپ سے یہ غلطی ہوا کرتی ہے کہ وہ بچے کے بار بار نزلہ زکام اور کھانسی میں مبتلا ہونے پر بھی اس طرف کوئی توجہ نہیں کرتے کہ ان کا بچہ روز بروز ان بیماریوں کا شکار کیوں رہتا ہے [illegible] کیا کرتے ہیں کہ بچے کو اسپتال یا کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی بجائے خود معالج کے پاس جا کر اور حال بیان کر کے نزلہ زکام یا بخار کی دوا لے آتے ہیں۔ ان دواؤں سے وقتی تکلیفیں جن میں بچہ مبتلا ہوتا ہے دور ہو جاتی ہیں اور ماں باپ یہ اطمینان کر لیتے ہیں کہ بچہ اچھا ہو گیا۔ نوجوان جنھیں اپنی صحت کا خیال خود ہونا چاہئے بالعموم اس خطرے کی گھنٹی کی پروا نہیں کرتے جو قدرت ان کی آگاہی کے لئے ان کی ناک سے چھینکوں کی صورت میں بجواتی ہے۔ اور اکثر و بیشتر بالکل بغیر دوا کے رہتے ہیں (باقی)

اللہ کو قرضِ حسنہ

عطیات ماہ اگست ۱۹۴۵ء

خان بہادر عبدالمجید خان صاحب رئیس اعظم کھاتی باڑی ۵/۴/- + محترمہ بیگم صاحبہ سید اعجاز حسین صاحب دہلی -/۱/۰

علیا حضرت بیگم صاحبہ پاٹودی والدہ صاحبہ
سرکار عالی (بہائے وزن انطاری) -/۸/۳
شیخ محمد ارشد صاحب جالندھر شہر -/-/۱۷
جناب مستری عصمت اللہ صاحب ″ -/-/۲۵
فروخت اراضی امانت پور -/۳/۴۴۵۳
علیا حضرت بیگم صاحبہ ریاست دوجانہ
بتوسط محترمہ والدہ مطلوب احمد صاحب -/-/۲۰۱
جناب خان شاہ محمد خانصاحب سپرنٹنڈنٹ
پولیس حیدرآباد - دکن -/-/۶۷
″ چوہدری خیرالدین صاحب نیروبی افریقہ -/۸/۳۰
محترمہ بیگم صاحبہ سید نثار حسین شاہ
صاحب بارہ مولا -/-/۲۵
معلوم الاسم صاحب لاہور -/-/۵۵
محترمہ نوابزادی حلیمہ بانو بیگم آف لوہارو -/-/۲
بذریعہ حکیم برق صاحب
جناب حاجی رحیم بخش غلام رسول صاحبان کانپور -/-/۲
″ بابو محمد سعید حاجی چراغ علی ″ ″ -/-/۵
″ محمد اسمٰعیل محبوب الٰہی ″ ″ -/-/۵
محمد اسماعیل محمد عثمان ″ ″ -/-/۵
″ حاجی حمزہ صاحب ″ -/-/۲۵
″ عبدالغفور عبدالغنی ″ ″ -/-/۵
″ میاں احمد دین صاحب ″ -/-/۵
″ گلزار محمد صاحب کلکتہ -/-/۱۰
″ مولا بخش ″ ″ -/-/۳
″ محمد شفیع ″ ″ -/-/۵
″ میاں محمد علی ″ ″ -/-/۲
″ ″ مبارک علی اصغر علی ″ ″ -/-/۵

جناب محمد اسمٰعیل صاحب کلکتہ -/-/۵
″ حاجی محمد حیات ″ ″ -/-/۱۰
″ مولوی نورالحسن ″ ″ -/-/۲
″ خادم حسین ″ ″ -/-/۵
″ حاجی مبارک علی جان محمد ″ -/-/۱۰
″ میاں محمد احمد ″ ″ -/-/۲
″ محمد عیسیٰ ″ ″ -/-/۲۰
″ میاں مبارک علی ″ ″ -/-/۱

بمد زکوٰۃ و صدقات ماہ اگست ۱۹۴۵ء

جناب الحاج عبدالحمید صاحب روہڑی سندھ -/-/۷۲
″ خان محمد اسلم خان صاحب رئیس
میرہ خانخیل -/-/۵۰
محترمہ بیگم صاحبہ خان محمد ابراہیم خانصاحب
بستی دانشمنداں -/۸/۳
حضرت الحاج مولٰنا عبدالغنی صاحب شملہ -/-/۱۵
جناب ملک عطا محمد صاحب لاہور -/-/۱۰
″ حاجی عبدالغفور ملک عبدالشکور صاحبان
جالندھر شہر -/-/۱۰۰
محترمہ بیگم صاحبہ غنی محمد خان صاحب بڑگاؤں -/-/۵
″ ″ دبیر حسین صاحب بہاولپور -/-/۳۰
جناب خواجہ غلام حیدر صاحب ڈار شملہ -/-/۱۵
″ ماسٹر چراغ دین اینڈ سنز پونہ -/-/۱۵
محترمہ بیگم صاحبہ میاں احمد صدیق
صاحب امرتسر -/-/۲۵
جناب حیدر علی سلیم صاحب اوورسیر بہاولپور -/-/۱۰
″ منظور علی صاحب ایس ڈی او بھوپال -/-/۵

جناب سید فتح محمد شاہ صاحب بہاؤ لنگر ۱۰/-/-
" قاضی کلیم الدین صاحب نئی دہلی ۵/-/-
میزان ۲۶۰/۸/-

تعمیر فنڈ ماہ اگست ۱۹۴۵ء

بتوسط محترمہ رئیسہ مدرسۃ البنات
بحساب "جمعیۃ وحدت و عمل" ۵۰/-/-

وظائف فنڈ ماہ اگست ۱۹۴۵ء

جناب سکرٹری صاحب انجمن مسلمانان پنجاب
کراچی (مئی تا جولائی) ۱۸/-/-
جناب خان محمد یوسف خان صاحب
نئی دہلی (نومبر تا اگست ۱۹۴۵ء) ۵۰/-/-
میزان ۶۸/-/-

عطیات بذریعہ حکیم برق صاحب

جناب نواب الدین صاحب کلکتہ ۱۰/-/-
" حاجی خدا بخش " " ۵۰/-/-
" محمد شفیع " " ۵/-/-
" شیخ خوشی محمد " " ۱۰/-/-

بزم مسلمہ

میں نہایت مسرت اور دلی خوشی سے اطلاع دیتی ہوں کہ خیر سے ۲۵ اگست ۴۵ء کو میری خالہ زاد بہن نزہت آرا عرف نیر بانو کا روزہ ہو گیا۔ میری بہن کی عمر ساڑھے نو سال ہے۔ خیر سے بچی نے خوب ہمت اور استقلال سے دن گزارا، نماز پڑھی، اپنی ہمجولیوں کے ساتھ کھیلتی رہی۔ ہم سب گھر والے خوش ہوئے۔ خدا اپنی برکت سے میری بہن کی عمر اور اقبال میں ترقی عطا کرے اور وہ نیک نصیب ہو اپنے مذہب اور عقائد کی پابند رہے والدین کے زیر سایہ پرورش پائے۔ آمین ثم آمین۔

دوسری خوشی یہ کہ خیر سے میرے خالہ زاد بھائی جمال عباس نے بعمر چار سال رسم بسم اللہ کے وقت نہایت دلیری اور متانت سے سب کے سامنے آقرہ پڑھی۔ تمام محفل اس کی دلیری دیکھ کر خوش ہوئی۔ پھر آقرہ پڑھنے کے بعد رسم ختم ہوئی تو چچا جان (صاحبزادہ صمصام الدین احمد خان صاحب جو بچوں کے نانا ہیں) نے اپنے لکھے ہوئے اشعار پڑھے۔ اس کے بعد سب نے چچا جان کے فی البدیہہ لکھے ہوئے اشعار سنکر تالیاں بجائیں اور واہ واہ کی صدا بلند ہوئی۔ خدا میری خالہ زاد بہن اور بھائی کو ہمیشہ شاد آباد رکھے۔
اس خوشی میں دو روپے شیرینی کے بھیجتی ہوں۔ معصوم بچیوں کو شیرینی کھلا دیں

اور دعا کرائیں۔ (حلیمہ بانو صاحبہ)

(روزہ عزیزی نیرّ بیگم)

روزہ رکھا جو نزہت نیرّ نے اوّلین — ماہ صیام بن گیا شربت کا ساتگین

گرمی وہ پڑ رہی ہے زمانہ میں آج کل — روزے پہ شیخ کے بھی نہیں ہے ہمیں یقین

نیرّ نے روزہ رکھ کے دکھایا کمال ہے — عش عش کناں ہے اس پہ لوہاروکی سرزمین

ادنیٰ سی ہے دلیل قبولیت اس کی یہ — رکھتے ہیں روزہ آج سے مرزائے مومنین

ارکان دیں کی اس کو مبارک ہو ابتدا — اسلام میں وہ چمکے مثال مہ مبین

کیونکر نہ پھیلے دخت ثریا سے نور نور — الماس کی ہو کان تو چمکے نہ کیوں نگین

صمصام کی دعا ہے کہ نیرّ جہان میں
پاکیزگی سے اپنی رہے رشک حور عین

(بسم اللہ برخوردار جمال میاں سلمہ)

کر رہی ہے کمال بسم اللہ — پڑھ رہے ہیں جمال بسم اللہ

نقرہ تختی پر آب زر سے رقم — جوں فلک پر ہلال[1] بسم اللہ

ہو مبارک تمہیں ثریا بی[2] — سادگی کی مثال بسم اللہ

بعد ازاں آئے ہلال کا نمبر — پھر نصیب خلال[3] بسم اللہ

دین و دنیا کی دولت ان کی ہو — یارب ایسی ہو فال بسم اللہ

چلتے چلتے لوہارو سے صمصام
لکھ گئے بے مثال بسم اللہ

غمی کی خبر:-

آہ! صائب شروانی

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ انجمن مدرسۃ البنات مصری شاہ لاہور کے ناظم نشر و اشاعت جناب سرفراز احمد خاں صائب شروانی بی۔اے علیگ مرحوم

---

[1] ہلال منجھلے بھائی کا نام ہے۔
[2] ثریا بی بچے کی والدہ کا نام ہے ثریا سلطان۔
[3] خلال تیسرے چھوٹے بھائی کا نام ہے۔

۲۲ اگست کو مختصر سی علالت کے بعد صرف تیس برس کی عمر میں رحلت فرما گئے ہیں۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔

مرحوم عہدہ مذکورہ پر نہایت شوق اور جانفشانی سے خدمت سرانجام دینے کے علاوہ تعلیمی سلسلہ میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔ طبقہ نسواں میں خالص دینی تعلیم رائج کرنے کے زبردست حامی تھے۔ وقتاً فوقتاً اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ مسلمہ بھی کیا کرتے تھے۔ ہمیشہ آپ کی تجاویز اہم اور دلائل ٹھوس ہوتیں۔ طالبات آپ کی نظمیں سالانہ جلسہ پر نہایت شوق سے سنایا کرتی تھیں۔ افسوس کہ انجمن ایک روشن دماغ اور مخلص کارکن سے محروم ہو گئی ہے۔ جملہ اراکین انجمن کو آپ کی خدمات کی بنا پر دلی اُنس تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور دکھیا بیوہ اور عزیزوں مسسر جناب محمد عبداللہ صاحب شیروانی ایڈووکیٹ کرنال و دیگر عزیزوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مرحوم ایک چار سالہ بچہ اپنی نشانی چھوڑ گئے ہیں۔ مرحوم خود بھی چار برس کی عمر میں یتیم ہوئے تھے اور آپ کے والد کی عمر بوقت مرگ تیس برس تھی۔ وہ بھی اسی عارضہ یعنی سرسام سے ہی فوت ہوئے تھے۔

آپ کی لاش آپ کی بیوی کی خواہش کے مطابق شاہ آباد ضلع کرنال بذریعہ ریل پہنچا دی گئی ہے۔

ناصر خاں یوسفزئی
مصری شاہ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

اکتوبر ۱۹۴۵ء

مدیرہ : حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

جمال برقی پریس جالندھر شہر میں چھپ کر
باہتمام خان محمد احمد خان ذاکر طابع و ناشر دار القرآن سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۲ | اکتوبر ۱۹۴۵ء ۔ ذی القعدہ ۱۳۶۴ھ | نمبر ۴

چند گزارشیں

عید الاضحیٰ مبارک!

بیٹا، نوجوان بیٹا، پیارا بیٹا، باپ کے دل کا سرور، ماں کی آنکھوں کا تارا، والدین کی زندگی کا سہارا۔

ادھر باپ، پیغمبر باپ، عقل و دانش کا پتلا، صحیح المزاج، صحیح الدماغ، جس کے لئے دنیا کی تمام رونق، تمام مسرت ایک لڑکا۔

مگر ——— اسی باپ نے اپنے بے خطا، بے قصور لاڈلے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی۔ عقل نے کہا: "یہ غلط ہے! یہ تو دیوانگی ہے"! پدری محبت نے پکارا: "یہ واقعہ ہی نہیں ہو سکتا، دیوانہ بھی یوں نہیں کر سکتا"!

اللہ کی محبت نے کہا: "یہ واقعہ درست ہے۔ خدا کی قسم درست ہے۔ اللہ گواہ ہے کہ یونہی ہوا۔ پیغمبروں کی شہادت ہے کہ ایسا ہی پیش ہوا۔ آسمانی کتابوں کی گواہی ہے کہ یہ واقعہ ہوا، یہ ہوا، یہ ہوا۔ میرے مقابلے میں، مال کی محبت ہیچ، اولاد کی محبت بے حیثیت، دنیا کی ہر قسم کی محبت بے حقیقت۔ سب کچھ اللہ کا ہے، پھر اس کے حکم اور اس کے اشارے پر کائنات کی ہر شے نثار کیوں نہ ہو"!

مسلمہ بہنو! یہ ہے اللہ کی اطاعت اور اللہ کی محبت کی وہ اعلیٰ ترین مثال جسے حضرت اسمٰعیل اور حضرت ابراہیم علیہم السلام نے پیش کیا اور اللہ

تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے زندہ کر دیا۔ یہی اسلام کی روح ہے اور اسی جذبے سے اللہ کا دین زندہ ہے۔

مسلمان اللہ کے لئے جیتا ہے، اسی کے لئے مرتا ہے، اور اس کی تمام قربانیاں اللہ کے حکم پر ہوتی ہیں۔ وہ اللہ کی محبت کے مقابلے میں کسی محبت کی حیثیت کچھ نہیں سمجھتا۔

آج اسلام کرب و بلا میں ہے۔ ضعیف ہے، زخمی ہے۔ آج اسے پورے سہارے کی ضرورت ہے، جس کے لئے مال و جان کی قربانی درکار ہے، یہ آنے والی عید قربان پھر قربانی کے جذبے کو بیدار کرے گی۔ جہاں جہاں ملت کی پکار سنیے، مدد کو پہنچیے، اپنا فرض پہچانئے، اللہ آپ کی قدر پہچانیگا۔

وزرائے خارجہ کی کانفرنس:- ہم نے گزشتہ نمبر میں یہ ذکر کیا تھا کہ پانچ بڑے ملکوں کے خارجہ امور کے وزیر لندن میں اکٹھے ہوئے تاکہ وہ مستقل صلح اور آیندہ امن کا صحیح حل تلاش کر سکیں۔ تازہ خبر یہ ہے کہ کسی بھی مسئلے پر رائے کا اتفاق نہونے سے یہ کانفرنس ناکام ہوگئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کانفرنس ٹوٹی نہیں بلکہ ملتوی ہوگئی ہے۔ اس لئے اگلی کانفرنس میں بہتری کی امید باقی ہے۔ لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کانفرنس لازمی طور پر کامیاب ہوگی کہ جب تک بڑی طاقتوں کے دل میں دوسروں کو اپنے مفاد کے لئے غلام بنانے کا جذبہ موجود ہے، مستقل امن ایک وہم ہے۔ اگر دنیا کے ممالک چند بڑی طاقتوں کے اقتدار میں رکھکر بانٹ دئے گئے تو انگریز یا فرانس کو شہنشاہیت پرستی یا غلام سازی کا طعنہ اور جرمنی و اٹلی پر فاشیت کا الزام دینے والے خود کو کیا کہینگے۔ اور اگر جمہوریت و آزادی کوئی شئے ہیں تو سوچنے کا طریق اور ہے اور اس کانفرنس کی کامیابی مشکوک ہے۔

نئے انتخابات: لندن میں مزدور وزارت بن گئی تو لارڈ ویول وائسرائے ہند کو دوبارہ وہاں بلایا گیا تاکہ جو پیشکش مسٹر چرچل کی

قدامت پسند حکومت کی طرف سے پہلی مرتبہ لارڈ ویول کے ذریعے پیشکش کی گئی تھی اس پر نظرثانی ہو سکے۔ لیکن کئی دن بعد دوبارہ قیام لندن کے بعد لارڈ ویول واپس آئے تو وہی آزمائی ہوئی بات سامنے آئی یعنی

توقع خیر کی ہم کو ہے لیبر سے نہ ٹوری سے
کہ آٹا مل نہیں سکتا کبھی چونے کی بوری سے

لندن مزدور حکومت نے جو پروگرام بھلائی کا بنایا وہ محض اپنے ملک کے لئے جہاں تک خارجہ پالیسی کا تعلق ہے قدامت پسند حکومت سے کسی صورت میں کم نہیں۔ ہندوستان سے برطانیہ کی گرفت ڈھیلی کرنے کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔

وائسرائے کے آخری اعلان میں کہا گیا ہے کہ انتخابات ہو جائیں تو وہ منتخب شدہ ممبروں سے مشورہ کر کے نئے آئین کی صورت نکالیں گے، یعنی جب تک کوئی لیڈر کسی حلقہ انتخاب سے کھڑا ہو کر کامیاب نہ ہو جائے، وہ اپنی تمام عظمتوں کے باوجود وائسرائے کے بلاوے کا شرف حاصل نہیں کر سکتا۔

تمام سیاسی جماعتوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ انتخاب لڑے جائیں گے۔ حتیٰ کہ کانگرس جو "ہندوستان چھوڑدو" کا نعرہ بلند کئے ہوئے ہے، انتخابات سے عدم تعاون کرنے کو تیار نہیں۔

ہر جماعت نے انتہائی جوش سے انتخابی مہم کا آغاز شروع کر دیا ہے۔ لیکن یہ دیکھ کر افسوس ہو رہا ہے کہ جمہوریت کے مہذب عہدیداروں نے مقابلہ میں ایسی گندگی اچھالنی شروع کر دی ہے جس پر شرافت و اخلاق ناک بھوں چڑھا رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی بے عزتی، پردہ دری، تہمت تراشی، غلط الزام اس مہم میں جائز سمجھے گئے ہیں۔ اور بڑی فضا میں کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۔ ہر جماعت اپنے اپنے کئے پر خوش ہے۔ کاش مسلمان ایک جھنڈے تلے جمع ہوتے تو وہ مقابل قوموں اور جماعتوں سے ایک باعزت معاہدہ کر کے امن سے اوقات بسر کر سکتے لیکن اسوقت مسلم سیاسی جماعتوں میں افتراق اور پھوٹ ہے۔ کچھ ہندوؤں سے مکر امن خریدنا مناسب سمجھتے ہیں اور کچھ اس طریق سے اختلاف رکھتے ہیں۔ خدا کرے یہ ایام بخیر گزر جائیں اور مسلمان اپنے مذہب اور اپنی تہذیب اسلامی کی حفاظت کر سکیں۔

مدرسۃ البنات کے ماہانہ کوائف

مدرسۃ البنات دو مہینے کی گرمائی تعطیلات کے بعد یکم اکتوبر ۱۹۴۵ء سے پھر کھل گیا ہے۔ پڑھائی باقاعدہ شروع ہے۔ جو لڑکیاں اس سال داخل ہونا چاہیں وہ فی الفور داخلے کے لئے آجائیں کیونکہ اس طرح ذرا محنت سے انکا ایک سال بچ جائیگا ورنہ دیر سے داخل مدرسہ ہونے سے وہ ناقابلِ برداشت محنت پر مجبور ہونگی۔

عمارت مدرسہ: خان بہادر عبدالمجید خان رئیس بستی بابا خیل نے مدرسۃ البنات کی زیر تجویز عمارت میں جو کنواں لگوایا ہے، وہ قریباً مکمل ہے۔ اس کے بعد نئی عمارت شروع ہوگی۔

جنگ عظیم ختم ہوچکی ہے۔ لیکن ابھی جنگ کے خاتمے کا اعلان حکومت ہند کی جانب سے نہیں ہوا۔ چنانچہ حالات معمول پر آتے آتے ایک وقت لینگے چیزوں کی قیمت کسی وقت میں ہی کم ہوگی۔

لیکن عمارت کی شدید ضرورت اور گرانئ اشیا کی جنگ میں آپ کے اتحادِ عمل کی طلب ہے۔ توجہ فرمائیے اور اس کارِ خیر میں حصہ لے کر اپنی ملت اور اپنی جنس کی مدد فرمائیے۔ کیا آپ ایک کمرہ بنوا سکتی ہیں یا کوئی آپکا عزیز یا بزرگ ایسا کر سکتے ہیں؟ تو پھر انھیں اس پر آمادہ کیجئے۔ انھیں صدقہ جاریہ کا اجر ملیگا اور آپ کو بھی۔

(مدیرہ مدرسۃ البنات)

انجمن مدرسۃ البنات کا نسوانی جلسہ: انجمن مدرسۃ البنات کا سالانہ نسوانی اجلاس ۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو اتوار کے دن، کمپنی باغ جالندھر کے لیڈیز کلب پارک میں پردے کے پورے انتظام کے ساتھ اپنی پوری رونق و شان سے منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جلسہ صبح ۹ بجے سے شام کے چھ بجے تک ہوگا۔ درمیان میں نماز ظہر کے لئے وقفہ ہوگا۔

امید ہے کہ سب بہنیں شاملِ جلسہ ہو کر اسکی رونق کو بڑھائینگی اور اپنے ہمراہ اپنی رشتہ دار بیبیوں اور سہیلیوں، در پڑوسن بہنوں کو بھی لائینگی۔ بڑی مہربانی ہوگی اگر چھوٹے بچے ہمراہ نہ ہوں تاکہ جلسے میں شور و شغب کا سدباب ہوسکے۔ (جنرل سیکرٹری)

شمع عمل

یہ نظم بشیرہ صدیق نے اپنی بھتیجی بلقیس بیگم کی شادی کی تقریب پر لکھی -

مری اچھی بہن تم روحِ قلبی راحت جانی
خدائے دوجہاں بخشے تمہیں نعمائے ایمانی

خبر ہے تمکو یہ دن ہے تمہارے گھر سے رخصت کا
کروگی امتحاں سسرال میں جاکر شرافت کا

نصائح اور کچھ تم کو سُناتی ہوں میں سُن لو
یہ گلزارِ عمل کی چند کلیاں ہیں انھیں چن لو

اگر تم چاہتی ہو زندگی گذرے مسرت سے
ہمیشہ گھر نظر آئے بھرا دولت سے حشمت سے

خدا اور اُسکے پیغمبر کے حکموں کی اطاعت ہو
کلام پاک کی ہر روز با معنی تلاوت ہو

نمازِ پنج وقتہ صدقِ دل سے تم ادا کرنا
زکوٰۃ مال و زیور بھی غریبوں کو دیا کرنا

یتیموں کی مدد بیواؤں کی خدمت سدا کرنا
تکبر جھوٹ غیبت شرک سے دائم بچا کرنا

کسی چھوٹے بڑے کے عیب گر معلوم ہو جائیں
انھیں ظاہر نہ کرنا تاکہ وہ دلمیں نہ شرمائیں

جہانتک ہوسکے چھوٹوں پہ کرنا ہر طرح شفقت
جو ہوں اپنے بڑے مدِ نظر انکی رہے عزت

نہ کوئی لفظِ بد کہنا نہ اتنا کہہ قدم دھرنا
اطاعت اپنی خوشدامن کی جی سے ہر گھڑی کرنا

قدم اُٹھے ہمیشہ صدقِ دل سے انکے حکموں پر
ہمیشہ ماننا اسکو جو کچھ دے مشورہ شوہر

جو اپنی ساس کو ماں کی برابر سمجھے جاؤگی
تو بن کر گھر کی مالک حکم تم سب پر چلاؤگی

نہ دینا ساس کو موقع کبھی شکوہ شکایت کا
نہ لانا دھیان اپنے دلمیں خود اپنی حکومت کا

کبھی سسرال کی باتوں کو میکے میں نہ تم کہنا
ہمیشہ سارے گھر کی آنکھ کا تارا بنی رہنا

بہ کہنا بات میکے کی کبھی سسرال میں جاکر
لڑائی کی یہ جڑ ہے سچ میں کہتی ہوں قسم کھا کر

بہت سی بیبیاں ایسی بھی ہوتی ہیں زمانے میں
جنھیں لطف آتا ہے بیفائدہ جھگڑا اٹھانے میں

ہمیشہ ایسی ہمجنسوں سے تم بچتی رہا کرنا
کہیں سسرال والے جو بھی کچھ انکا کہا کرنا

کبھی ظاہر نہ کرنا دوسروں پر بھید تم گھر کا
نتیجہ ایسی باتوں کا بُرا کرتا ہے سب اُلٹا

خدا نے جو دیا ہے اسکو تم ہرگز نہ ٹھکرانا
قناعت کرنا تھوڑے پر زیادہ پر نہ للچانا

نہ جلنا دوسروں کو دیکھکر تم جاہ و حشمت میں
ہمیشہ شاد رہنا چاہئے موجودہ حالت میں

مرے کہنے سے اتنا کام تم بہرِ خدا کرنا
جہانتک ہوسکے سرتاج کی خدمت کیا کرنا

اگر شوہر تمہارا ترش رو ہو یا ہو بدخصلت
بدلنا اپنی خوش اخلاقیوں سے اسکی بدعادت

اگر رکھنا ہے تم کو باپ اور دادا کی عزت کو — سمجھنا اپنا فرض اولیں شوہر کی خدمت کو
جب آئے گھر میں شوہر خندہ پیشانی سے پیش آنا — تمنائے دلی کے پھول اُس پر خوب برسانا
اگر شوہر کہے پڑے کو کہنا ماننا اس کا — نتیجہ ایسی باتوں کا نکلتا ہے بہت اچھا
حیا و شرم عورت کیلئے اک جزو ایماں ہے — یہی ہے حکم پیغمبر یہی فرمانِ رحماں ہے
کبھی شوہر کے غصہ پر نہ تم پُرجوش ہو جانا — اطاعت کے یہ معنی ہیں کہ خود خاموش ہو جانا
اگر ناراض ہو جائے تمہارا تم سے کچھ شوہر — جہاں تک ہو سکے فوراً منانا اسکو خوش ہو کر
دل و جاں سے اگر ہر اک نصیحت پر رہیں عامل — تمہاری زندگی ہوگی یقیناً رشک کے قابل
اب آخر میں دعا یہ مانگتی ہوں ربِ عزت سے — رکھے بلقیس بیگم کو ہمیشہ شاد رحمت سے
سدا جھولا کریں دولہا دلہن جھولے میں عزت کے — ہمیشہ گیت گائے جائیں انکی رسمِ اُلفت کے
مرادیں جسقدر ہوں انکے دلمیں سب وہ بر آئیں — نظر آئیں یہ جسکو خُرم و شاداں نظر آئیں
الٰہی باغِ عالم میں ہمیشہ یہ پھلیں پھولیں! — سدا گہوارۂ لطفِ نشاطِ عیش میں جھولیں!

مرسلہ بیگم مسعود احمد نظامی

قرآن پاک کے قصے

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح ہونے کا قصّہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار!
مجھے ایک سعادت مند لڑکا عنایت فرما۔ خدا نے دعا قبول فرمائی اور اسمٰعیل علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی۔ جب اسمٰعیل علیہ السلام نے کچھ ہوش سنبھالا، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ گویا وہ اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ یہ خواب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ سے بیان کیا، اور کہا کہ بیٹا! یہ ایک طرح کا خدا کا حکم ہے۔ تم بتاؤ کہ اس میں تمھاری کیا رائے ہے؟ حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا کہ ابا جان آپ اس میں میری رائے کیا دریافت فرماتے ہیں، آپ کو جو حکم ہوا ہے بے تامل اس کی تعمیل کیجئے۔ میں خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے حاضر ہوں، اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ میں خدا کی رضاجوئی کے لئے صاحب استقلال و صابر ہوں۔ جب دونوں باپ بیٹے خدا کے حکم کی تعمیل پر آمادہ ہو گئے اور باپ نے ذبح کرنے کے لئے بیٹے کو ماتھے کے بل پچھاڑا، تو خدا کو ان کی فرمانبرداری بہت پسند آئی۔ اس نے ایک بڑی قربانی کو حضرت اسمٰعیل کا فدیہ دیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اے ابراہیم شاباش! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ اس خواب سے ہم کو تمھارا امتحان مقصود تھا اور اس میں تم پورے اترے۔

بہت خوب کی تم نے میری اطاعت
تمھیں اے مرے دوست صد آفریں ہے

مسعود نذیر

بانگِ دلگداز

بہ تارکانِ نماز

(از حضرت مولانا عبدالحق عباس مدظلہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۵ اما بعد یہ احقر اللہ عبدالحق عباس، انجمن تبلیغ اسلام جالندھر اور ان تمام بزرگوں کی طرف سے جو اللہ کی، اللہ کے رسول کی اور سب ایمانداروں کی نصیحت کو اپنا دین ایمان سمجھتے ہیں، یہ پیغام گذارش کرتا ہے کہ

اے میرے پیارے بھائی!

تو جو اسلام کا دعویٰ کرتا، ایمان کا دم بھرتا ہے! سُن اور یاد رکھ کہ تیرے مالک نے تجھ کو صرف اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے اور نماز کو جو سب عبادتوں میں افضل ہے، تیرے ایمان کی علامت، اسلام کا نشان قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:-

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ - وہ جو ایمان لائیں غیب پر، اور بجا لائیں نماز کو۔

اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلم کا پہلا کام، مومن کی اصلی پہچان فریضہ نماز کی بجا آوری ہے، جس کی تائید قرآن مجید میں دوسری جگہ اس طرح آئی ہے کہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (نماز بجالاؤ، اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ)۔ گویا یوں فرما دیا کہ نماز کی اقامت چھوڑ دینے سے آدمی مومنوں کی جماعت سے نکل کر مشرکوں کے جتھے میں مل جاتا ہے، اور ہے بھی سچ کہ مومن جو اللہ کو پہچانتا اور یہ جانتا ہے کہ زمینوں آسمانوں کی حکومت، سارے

جہانوں کی بادشاہی اسی واحد قہار کے ہاتھ میں ہے جس کے جلال کے سامنے کرّوبی کانپتے، نبی لرزتے، اولو العزم تھرّاتے ہیں۔ نہ کوئی فرشتہ بن اس کے اذن کے بول سکتا ہے۔ اس کا نافرمان حد درجے کا بدبخت، عذاب سخت، اور عذاب خانہ وہ جہنم ہے، جس کی آتش سیاہ، بے درمان، بے پناہ دل کو جلاتی، جان کو تپاتی، بدن کو توڑتی ہے، نہ مرنے دیتی ہے، نہ جیتے چھوڑتی ہے۔

وہ اپنے شہنشاہ کی شان کو جان کر، اور اپنی بندگی بے چارگی کو مان کر اس کے کسی حکم کی تعمیل میں کس طرح سستی کر سکتا ہے اور کسی وقت غفلت اور جہالت سے کوئی تقصیر ہو جائے تو بغیر پچھتانے کے، اور بغیر اس وقت تک رونے چلانے کے جب تک کہ اسکی رحمت، بخشش کی نوید نہ سنائے، کیسے بسر کر سکتا ہے۔

مؤمن

تو اپنے مالک کے ایسے ضروری حکم سے جس کے ماننے میں دونوں جہان کی کامیابی اور نہ ماننے میں تباہی و خرابی سمجھتا ہو کبھی سرتابی نہیں کر سکتا۔ یہ گستاخی تو مشرک

اور صرف

مشرک

ہی سے سرزد ہو سکتی ہے، جو خداوند کبریا کے سوا، اوروں کو بھی اپنے حاجت روا، اور مشکلکشا سمجھتا ہے، اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں کو پکڑتا اور سزا دیتا ہے، تو وہ حضرات جن کا کہ وہ معتقد ہے، جس طرح بن پڑے اس کی پکڑ سے چھڑانے اور عذاب سے بچانے کو بھی موجود ہیں۔ اور اسی بھروسے پر وہ اپنے حقیقی مالک سے بے پروا، اور اس کے حکموں سے رُوگردان ہو جاتا ہے اور مشیموں یعنی فرمانبرداروں کے فریق سے نکل کر مجرموں کا طریق اختیار کر لیتا ہے، اور نہیں دیکھتا کہ احکم الحاکمین کی بارگاہِ عدالت میں یہ دونوں گروہ برابر کس طرح ہو سکتے ہیں، اور نہیں سوچتا کہ اس جبار کی اس پکار کا اس کے پاس کیا جواب ہے؟ کہ

لے ... کوئی رسول بغیر اس کی رضا کے شفاعت کی زبان کھول سکتا ہے۔

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ۝ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۝ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۝

کیا پھر فرمانبرداروں کو ہم بدکاروں کے برابر کر ڈالینگے؟ کیا ہوگیا تم کو، کیسی بات کہتے ہو؟ یا تمہارے پاس کوئی نوشت ہے جس میں تم پڑھتے ہو (اور اسمیں یہ لکھا ہوا) کہ جو بات تم پسند کروگے، تم کو ملیگا۔ یا کوئی ایسا قول قسم ہے تمہارا ہم پر قیامت کے دن تک پہنچتا ہوا، کہ جو کچھ تم اپنے واسطے کہو وہ سب تمہارے واسطے ہوگا۔ ان سے پوچھو، کون ان میں سے اس کا ذمہ دار ہے؟ یا انکے کوئی کوئی شریک ہیں (حمایتی مددگار)، تو لے آئیں پھر اپنے شریکوں کو اگر سچے ہیں۔ جس دن جلوہ آرا ہوگی ساق (جو ایک خاص شان ہے اللہ کی) اور لوگ بلائے جائینگے سجدے کو، تو یہ سجدہ نہ کر سکینگے۔ ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہونگی، ان پر ذلت چھا رہی ہوگی، اور ان کو تو بلایا جاتا رہا سجدہ کرنے کو، جس وقت کہ یہ بھلے چنگے تھے۔

اے میرے پیارے بھائی!

انھی آیتوں سے یہ ثبوت بھی حاصل ہوگیا کہ جو لوگ اس دنیائے فانی میں خدائے بے نیاز کی آواز نہیں سنتے، اور سجود و نماز کی طرف نہیں آتے، وہ درحقیقت مشرک ہیں، اور ان کا حشر بھی مشرکوں اور کافروں جیسا ہی ہوگا۔ اور ایسا ہی ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے، جو نیچے لکھی جاتی ہیں:-

(۱) عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ سے مروی ہے کہ

أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً

آنحضرتؐ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا، تو فرمایا: جو کوئی اس کی حفاظت پر قائم رہیگا، یہ قیامت کے دن اس کی روشنی، اس کی سند، اور

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُوْرًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

اس کی نجات ہوگی، اور جو کوئی نماز کی حفاظت پر قائم نہ رہیگا تو وہ نہ تو اسکی روشنی ہوگی نہ سند، نہ نجات، اور وہ قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا (جو اپنی قوموں میں چوٹی کے کافر تھے) اور اُبَیّ ابن خلف کے ساتھ (جو اس امت کا سب سے بڑا بدبخت تھا) +

(۲) ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ

أَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِنْ قُطِّعْتَ أَوْ حُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ

میرے پیارے بانی نے مجھ کو یہ وصیت کی کہ تو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر، اگرچہ تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے تو نماز فرض کو جان بوجھ کر نہ چھوڑ، جو کوئی اسکو جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے اس سے اسلام کا ذمہ بری ہو جاتا ہے، اور تو شراب نہ پی کیونکہ وہ ہر بدی کی کلید ہے۔

(رواہ ابن ماجہ)

(۳) بریدہ رضی سے منقول ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَقَدْ كَفَرَ (احمد ترمذی - ابن ماجہ)۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے، جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا۔

(۴) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَ

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی اور کفر کی رشتہ داری نماز چھوڑ

بَیْنَ الْکُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔ دینے کی ہے (رواہ الترمذی)

اور صحیح مسلم میں انھی سے مروی ہے کہ آدمی اور شرک کا تعلق ترکِ نماز کا تعلق ہے۔

(۵) اور عبداللہ بن شقیق رضی کا ارشاد ہے کہ

كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرًا غَيْرَ الصَّلٰوةِ (رواہ الترمذی)	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔ سوائے نماز کے +

اب اے میرے بھائی! تجھے ان آیتوں اور روایتوں سے اچھی طرح تحقیق ہوگیا ہوگا کہ مُشرِک، مُوَحِّد، مُخلِص، مُنافِق اور مُسلِم و مُجرِم کے درمیان حدِ فاصِل اور خطِ مُمیِّز صرف نماز ہے۔ نماز ہی کے ذریعے سے یہ ایک دوسرے سے الگ جانے جاتے ہیں، اگر نماز کو بیچ سے نکال دیا جائے، تو پھر کافر اور مومن کی کوئی تمیز باقی نہیں رہتی، اور کیسے رہے، کہ کفر تو نام ہی اس تاریکی کا ہے کہ آدمی اس دنیا کی غفلتوں اور مستیوں سے سرشار اور حیوانی شہوتوں اور نفسانی خواہشوں میں گرفتار رہے۔ نہ اپنے پروردگار کو پہچانے، نہ اس کی عبادت کے واسطے تیار ہو۔ پھر اگر کوئی شخص مومن و مسلم کہلا کر بھی، اسی بے پروائی کے جال میں پھنسا اور پست ہمتی کے کیچڑ میں دھنسا رہے، تو اس کا ایمان ہی کیا ہوا۔ صرف ایک دھوکے کی ٹٹی، سراب کی نمود، نام بے نشان، نمودِ بے بود، اور پھر ترکِ نماز جو کفر کا نتیجہ ہے، اگر ایمان ہی کی شکل سے نکلنے لگے، تو کفر کے لئے کونسا کام باقی رہ گیا؟

قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝	کہدو، وہ بُری بات ہے جس کی تمھارا ایمان تمکو فرمائش کرتا ہے، بشرطیکہ دولتِ ایمان تم کو نصیب بھی ہو۔

سچ سچ وہ اعتقاد جو کہ ایمان کے نام پر کفر کا کام دے، اُس کو ایمان کہنا اندھے کا نام نین سُکھ رکھنا ہے۔ درحقیقت ایسا ایمان بھی کفر ہی کا ہمزاد ہے

جو کفر کا حال سو اُس کا حال، سگِ زرد برادرِ شغال ٭

پس اے میرے بھائی! یہ بینائی کا مقام ہے۔ یہاں چشمِ عبرت کھول دے اور ان مسکینوں کی حالتِ زار پر خون کے آنسو برسا۔ جن کو بغیر کسی دلیل کے دعویٰ ہے اپنے ایمان کا، اور وہ اپنے اس دعوے پر بہت مغرور ہیں، اور فتویٰ صادر ہو چکا ہے اُن پر کفر کا، شرک کا، نفاق کا، بارگاہِ الٰہی سے، دربارِ رسالت پناہی سے اور مؤکد ہو چکا ہے صحابہ کرامؓ کی گواہی سے۔ اور کیفیت ان نادانوں کی یہ ہے کہ اللہ کے دین کو زبان سے سچا بتاتے ہیں، دل سے جھٹلاتے ہیں۔
دعوے مومنوں کے ہیں عمل کافروں کے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا	اور جب انھیں کہا جائے کہ (مسلمانوں کی طرح بندہ ہو کر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور) رکوع کرو۔ تو
لَا يَرْكَعُوْنَ ۝	وہ رکوع نہیں کرتے۔

اور مسلمانوں کے رنگ ڈھنگ سے اپنے تئیں دور رکھتے ہیں۔ لیکن جب قیامت کے دن رکوع و سجود کرنے والوں پر رنگا رنگ نوازشیں مالکِ حقیقی کی دیکھیں گے تو مارے حسرت کے اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائیں گے کہ افسوس کیسا سستا سودا مفت ہاتھ سے کھو دیا۔ پس

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وائے ہے اس دن جھٹلانے والوں کو:

کہ ان بدبختوں نے دنیا میں پیغمبروں اور واعظوں کی ہدایت پر دل سے توجہ نہ کی اور جنھوں نے جو رستے اُن کو رستگاری کے بتائے تھے، اور جو گُر خدا کی بخششوں اور نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کے سمجھائے تھے، ان کو صرف ہنسی کھیل اور دل بہلاؤ کا ذریعہ سمجھتے رہے، اور قیامت کے حالات کو فسانہ، اور ثواب عذاب کو وہم و خیال تصور کرتے رہے، اور دراصل یہی ان لوگوں کا جھٹلانا تھا۔ جس نے ان کو بروقت عمل نہ کرنے دیا اور نماز سے جو نجات کی راہ اور جنت کی کلید تھی، باز رکھا۔ کما قال تعالیٰ:

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝	پس نہ تو اس نے اسی دن کا دھیان رکھا
وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝	جو کہ سر پر کھڑا ہے، [illegible]

مسافر ہو کر سینے کی ہڈیوں میں پہنچ جاتی ہے۔ چارہ گر ناچار ہو جاتے ہیں اور بیمار کو گمان کہ یہ تو جدائی کے سامان ہیں اور ایک پنڈلی دوسری سے لپٹ جاتی ہے اور غیب سے ندا آتی ہے کہ آج روانگی ہے مالک کی طرف۔ اور نہ اسنے روزِ نیاز ستی ہی سمجھا جانا، جو کہ مالک الملک کے دربارِ عام کا دن ہے، اور نہ نماز پڑھی جو کہ دنیا میں مالک کی ملاقات کا نمونہ ہے، اور لیکن کیا تو یہ کیا، کہ ان سب حقیقتوں کو جھٹلایا۔ اور نماز پڑھنے اور متوجہ ہونے کی بجائے پیٹھ دے کر چلتا ہوا۔

ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۝ — پھر گیا اپنے گھر والوں کی طرف اینٹھتا اکڑتا گویا نماز چھوڑ کر مالک سے رن جیت آیا ہے۔

أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝ — پھٹکار تجھ کو پھٹکار، پھر پھٹکار تجھکو پھٹکار۔

أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ۝ — کیا اس انسان کو یہ گمان ہے کہ نکما چھوڑ دیا جائیگا

اس لئے میرے بھائی! دیکھ لے، کہ کیسا خوفناک حشر ہے بے نماز کا۔ اور یہ وہیل کی ندا جو اس کے لئے آتی ہے، اس واسطے آتی ہے کہ یہی رکوع کا چھوڑنا، اور نماز سے منہ موڑنا۔ اس کی جہنم نصیبی کا پیش خیمہ ہوگا۔ اور دوزخ میں کر اس کو اچھی طرح معلوم ہو جائیگا کہ بس یہی سبب اس رنج و تاب کا موجب اس عذاب کا، اور سنگ بنیاد اس افتاد کا بھی یہی ہے کہ ہم نماز سے دور، اور نمازیوں سے الگ رہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ — ہر شخص (اپنی تقصیرواری یا بدکاری) کی وجہ سے (دوزخ کے پاس) گرو ہے۔

إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ — مگر داہنی طرف والے۔

فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ — بہشتوں میں مجرموں سے

عَنِ الْمُجْرِمِينَ — پوچھ رہے ہیں کہ

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ — تم کو دوزخ میں کس چیز نے پہنچا دیا؟

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ — انھوں نے کہا: ہم نماز گزاروں میں شامل نہ ہوئے۔

اور سب سے بڑی مایوسی اور انتہائی بدقسمتی یہ ہے کہ

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ ۝ — جن کو وہ اپنے شفیع سمجھتے تھے، ان کی شفاعت بھی ان کو نفع نہ دیگی۔

بس اب سقر سے مفر نہیں، جہنم کے سوا گھر نہیں، جہنم کا اوڑھنا ہے جہنم کا بچھونا، نہ کھانا، نہ پینا، نہ سونا، ہر وقت چلّانا، ہر ساعت رونا۔ غضب کی گرمی، تپش کی شدت، آتش کی سوزش، آلام کی حدت، نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ نہ چین نہ سکھ، نہ سبب نہ راحت۔ نہ اب وہ نخرے ہیں کہ وضو سے کفیں خراب ہوتی ہیں، کالر بگڑتے ہیں، اور رکوع و سجود سے پتلون میں بل پڑتے ہیں، نہ یہ مشترغمزے کہ میاں نمازی! ہم چار دن مر ڈوب ہی گئے تو تیری دُم پکڑ کر پار اتر جائینگے۔ آہ! ایک وہ دن تھا کہ آٹھ پہر میں چند لمحوں کے لئے اس کو نماز کی فرصت نہ ملتی تھی یا آج یہ وقت ہے کہ ابدالآباد کے لئے نماز کی حسرت میں مر رہے ہیں۔

آگے کے دن پاچھے بیتے اور ہر سے ہوے نہ ہیت
اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

پس اے میرے بھائی! آپ جب تارکینِ نماز کا ایسا بدتر حال اور عبرتناک مآل دیکھ چکے، تو اس وقت آپ کی رقت اور جوشِ شفقت کا یہ تقاضا ہونا چاہئے، کہ تو ان تمام بدحال اور گمراہوں کے سامنے جن کو اس سرائے غرور کی دلفریبیوں نے منزلِ مقصود سے بہکا رکھا ہے، اور جنہیں شہوتوں کی گہرائیوں، فانی لذتوں کی مشغولیوں نے جن کو عبودیت کے اعلیٰ علیّین سے بہیمیت کے اسفل سافلین میں گرا رکھا ہے۔ ایک واعظِ شفیق اور ناصحِ امین کی حیثیت میں آجائے۔ اور پورے اخلاص کے ساتھ ان کو یوں خطاب کرنے لگ جائے۔

پسران و دختران باتمیز!!! تم جو کفر کے دور میں پیدا، دہریت کے طور پر پروردہ ہوئے نصرانی تسلط کے نیچے بے دین حکومت کے محکوم رہے، اور بت پرستوں کے پڑوس میں حق سے نامی سے محروم، آج یہ سمجھ رہے ہو کہ اسلام نام ہے ایک قومیت کا جو شیخ و مغل اور افغان و سید وغیرہ ذاتوں سے مرکب ہوئی ہے، آج یہ سمجھ رہے ہو، کہ اسلام نام ہے، اُن چند رسموں اور عادتوں کا جو اس وقت اس قوم میں رائج ہیں، آج یہ سمجھ رہے ہو کہ اسلام نام ہے، اتفاقاً کسی ایسے شخص کے گھر میں پیدا ہو جانے کا، جو اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو۔ آج یہ سمجھ رہے ہو کہ مسلمانی نام ہے ختنے کا، اور اسلام کلو ماس چکھنے کا۔ سنو اور یاد رکھو کہ اسلام ان میں سے کسی چیز کا نام نہیں بلکہ اسلام اس دین فطرت کا نام ہے، جس کا ستون، جس کا سہارا نماز ہے۔ اور جو نماز کو قائم رکھنے سے قائم رہتا ہے اور نماز کو چھوڑ دینے سے گر جاتا ہے۔ اسلام اس دین فطرت کا نام ہے جس کی عملی بنا، جس کا سب سے بڑا رکن ایمان کے بعد نماز ہے۔

وہ نماز

جس کا چھوڑنا، اس اُمت کے سب اماموں کے نزدیک کفر و شرک کے بعد تمام کبیروں سے بڑا کبیرہ ہے۔ شراب پینا، جوا کھیلنا، سؤر کا گوشت کھانا، بیاج لینا، چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا، اغلام، قذف، زناکاری اور خون ناحق یہ سب بہت بڑے گناہ ہیں، لیکن تمام علمائے دین کے اتفاق سے جو گناہ ان سب گناہوں سے بڑا ہے، وہ نماز کا چھوڑنا ہے۔

بے نماز آدمی، خدا کی نگاہ میں چور سے، میخوار سے، زانی سے، قاتل سے غرضکہ ہر بدکار سے بڑھکر بدکار اور ہر شریر سے بڑھ کر شریر ہے۔

اسی واسطے اسلام کے تمام بڑے بڑے اماموں نے

بے نماز کی سزا

قتل اور قید کے سوا تجویز نہیں کی۔ سفیان بن سعید ثوری، ابو عمر، اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، [illegible] بن جراح، مالک بن انس، محمد بن ادریس

شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ وغیرہ، سب ائمہ کرام کا (رحمہم اللہ تعالیٰ) اس امر پر اتفاق ہے کہ

تارک نماز قتل کردیا جائے

اختلاف صرف اس بات میں ہے، کہ قتل کس طرح کیا جائے؟ جمہور کی رائے یہ ہے کہ تلوار سے اس کی گردن کاٹ دی جائے۔ بعض شافعیوں کا یہ مذہب ہے کہ اس کو لکڑی کے ساتھ اسوقت تک مارتے رہیں کہ یا تو نماز پڑھنا قبول کرلے یا اسی مار کے اندر مرجائے۔ اور ابن سریج کا یہ فتویٰ ہے کہ تلوار سے خستہ کرتے کرتے اس کو مرڈالیں۔

ابن شہاب زہری، سعید بن مسیب، عمر بن عبدالعزیز، ابوحنیفہ، داؤد بن علی، و مزنی رحمہم اللہ کا یہ مذہب ہے کہ جب تک نماز نہ پڑھنے لگے یا مرنہ جائے، تب تک قید رکھیں۔

اور یاد رکھو

... بزرگو! اور عزیزو!! کہ سچا ایمان اور نماز سے بے پروائی، یہ ... میں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ اسی واسطے تم دیکھوگے تو ... میں ... یا ند رکھتے، کسی کو بے نماز نہ پاؤگے۔ اس عہد کے مسلمانوں ... شرابخوار، کوئی قاتل، کوئی زناکار مل جائے، وہ بھی مُصر ... تائب ... بھی مخلص، لیکن تارکِ نماز نہیں ملیگا۔

... اس عہدِ مبارک کے تو منافق بھی نمازی ہی ہوتے تھے۔ ... نمازوں میں اتنا فرق ضرور ہوتا تھا کہ مومنوں کی نمازیں ذوق ... ہوتیں۔ اور ان کی یہ کیفیت کہ لَا یَاْتُوْنَ اِلَی الصَّلٰوۃِ ... نمازوں کی طرف کسلمندی کے بغیر کبھی نہ آتے۔

اور ... ہو

... ہے کہ صحت و مرض میں، اقامت و سفر میں، امن و خطر میں ... نہیں ہوسکتا۔ تم نے دیکھا نہیں کہ ہمارے اسلاف ... جان جوکھم کے معرکوں میں بھی، نماز کا دامن ہاتھ

سے نہیں چھوڑا :-

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز + قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز + نہ کوئی بندہ رہا، اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

نماز کی قدر

معلوم کرنی ہو، تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ وفات کا دن ہے، بدن مبارک گھائل، اور زخم ایسا کاری، کہ جو چیز منہ میں ڈالتے ہیں زخم کے رستے نکل جاتی ہے۔ آپ اس وقت آنے والے خلیفہ کے لئے وصیت فرما رہے ہیں۔ یکایک غشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور خیال ہوتا ہے کہ وصال ہو گیا۔ لوگ بلاتے ہیں، ہر چند چلاتے ہیں، مگر افاقہ ہے کہ نہیں ہوتا۔ حاضرین میں سے ایک شخص کہتا ہے : اس حالت میں اگر کوئی چیز، ان کو ہوش میں لا سکتی ہے تو نماز۔ فوراً ایک شخص پکارتا ہے

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ! اَلصَّلٰوۃ !

اے امیر المومنین ! نماز !

اسی وقت آنکھیں کھل جاتی ہیں، اور فرماتے ہیں :-

اَلصَّلٰوۃُ، ھَا اَنَا ذَا، وَلَا حَظَّ فِی الْاِسْلَامِ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ۔

نماز ! لو میں حاضر ہوں، اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جو نماز چھوڑ دے

نماز کی قدر پوچھنی ہو

تو اپنے نبی، سردارِ انبیا، حبیب خدا، احمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو، جو نماز کو آنکھ کی ٹھنڈک اور دل کی راحت فرمایا کرتے، اور جن کو کہ یہ نماز جسم و جان سے اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز تھی۔ اور دیکھو کہ آقائے نامدار نے جنگِ اُحد میں کفار نا ہنجار سے کیسے کیسے صدمے اُٹھائے ہیں۔ دندان مبارک شہید ہو گئے ہیں، جسمِ اطہر مجروح ہے۔ روئے انور کے زخموں سے خون جاری، صحابہ کرام ہیں کہ ان سے یہ مصیبت دیکھی نہیں جاتی۔ دردِ دل سے عرض

کرتے ہیں کہ حضور ان ستمگاروں کے حق میں دعائے بد فرمائیں، ارشاد ہوتا ہے

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّ — مجھے لعنت بنا کر نہیں بھیجا گیا، بلکہ میں

لٰکِنْ بُعِثْتُ دَاعِیًا وَّرَحْمَةً — تو دعا و رحمت کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ — اے خدا! میری قوم کو ہدایت دے، کہ

فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ٥ — وہ نہیں جانتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی تباہی کے واسطے دعا کی، اور کہا: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ٥ اے میرے رب! تو زمین پر ان کافروں میں سے کسی کو بستا نہ چھوڑ۔ اگر اسی طرح آپ بھی ہماری ہلاکت مانگتے، تو ہم میں سے کوئی جیتا نہ بچتا۔

آپ کی پشت مبارک پامال کی گئی، چہرہ انور مجروح ہوا، دانت توڑ ڈالے گئے، مگر آپ نے سوائے کلمۂ خیر کے کچھ منظور نہ کیا۔ یہی فرمایا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ

فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ٥ — بار خدایا! میری قوم کو بخش دے، کہ وہ نہیں جانتے

مگر باوجود اس صبر و بردباری کے، اور باوصف اس عفو و درگذر کے۔

خندق کی لڑائی میں، جب مشرکوں نے چاروں طرف سے دھاوا کرکے آپ کو ادائے نماز سے باز رکھا۔ تو رحمۃ للعالمین اس کو برداشت نہ کر سکے اور فرمایا:

شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ — ان لوگوں نے ہم کو نماز عصر سے روک

الْوُسْطٰى مَلَأَ اللّٰهُ بُطُوْنَهُمْ — دیا، اللہ ان کے شکموں اور ان کی گوروں

وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا۔ — کو آگ سے بھر دے۔

پس دیکھو اے غافلو! کہ تمھارے رسول کریم صلی اللہ علیہ کے قلب مقدس میں یہ قدر و منزلت اور عزت و وقعت ہے کہ دشمنانِ جان کے واسطے تو مغفرت و رحمت کی دعا ہے، مگر نماز سے روکنے والوں کے لئے بجز قہر و غضب کے کوئی شے نہیں۔

اب اپنے پیشوا خاتم انبیا کی آخری وصیت

بھی سن لو، جو آنجناب کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی پہنچی ہے۔ فرماتے ہیں: -

كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ: اَلصَّلٰوةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ حَتّٰى جَعَلَ يُغَرْغِرُ فِيْ صَدْرِهٖ وَمَا يُفِيْضُ بِهَا لِسَانُهٗ ٥

(رواه احمد والبيهقي)

جس وقت سے کہ موت کے آثار نمودار ہوئے، رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عام وصیت یہی رہی کہ اَلصَّلٰوۃُ، وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ یہاں تک کہ جب زبان مبارک بند ہوگئی، اور سینہ پاک میں صرف غرغرے کی صدا رہ گئی تو اس سے بھی یہی ندا پیدا تھی کہ اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ (نماز کی حفاظت اور ملک یمین کی پاسداری۔

اگر در خانہ کس است، ہمیں قدر بس است۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔

پس جو میں تمھیں کہتا ہوں، اس کو عنقریب یاد کروگے اور میں اپنا کام خدا کو سپرد کرتا ہوں، بیشک اللہ تعالیٰ بینا ہے، بندوں کا حال دیکھتا ہے۔

دعا

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ٥

اے رب میرے! مجھے ایسا بنا دے کہ نماز قائم کرتا رہوں اور ایسے ہی میری نسل میں بھی اور اے رب ہمارے دعا قبول فرمالے۔
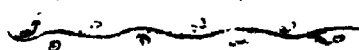
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے اور اس کا نقشہ

(از جناب سید محمد رافع حسنی۔ رائے بریلی)

عرب میں جوتہ ایسا نہیں ہوا کرتا جیسا کہ یہاں ہوتا ہے، یا اب جیسا عرب کا جوتہ ہے بلکہ ایک چمڑے کی چپٹی پر دو تسمے ہوتے تھے جیسا نقشے میں ہے ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چپلوں کے تسمے دوہرے تھے یعنی ہر تسمہ میں دو دو تسمے تھے یعنی ہر تسمہ دوہرا تھا۔

عبید ابن جریج نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ آپ بغیر بالوں کے چمڑے کے جوتے پہنتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی جوتا پہنتے ہوئے اور اس میں وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے، اسلئے میں ایسے ہی جوتے کو پسند کرتا ہوں۔ منشا سوال کا یہ تھا کہ عرب میں اس وقت تک تنعم و تمدن اس قدر نہ تھا، اس لئے بالوں سمیت جوتا پہنا جاتا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ خلافِ رواج کرتے تھے۔ اسلئے سوال کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرت ابن عمر اتباع کی شدتِ اہتمام میں اس کا لحاظ فرماتے تھے۔ دوسرے حضرات عام دستور کے موافق ویسے ہی چمڑے کا بنا لیتے تھے

جوتے کا نقشہ
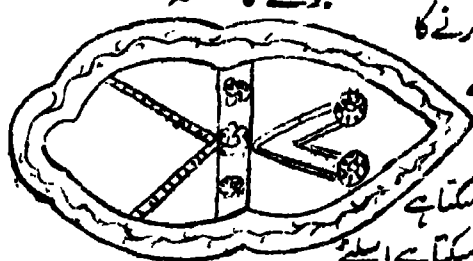
حدیثِ بالا میں وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے جوتے میں چونکہ پنجہ نہیں ہوتا اسلئے پہنتے ہوئے بھی وضو ہو سکتا ہے اور بے تکلف پاؤں دُھل سکتا ہے اسلئے حضور کبھی کبھی تعلیم جواز کیلئے ایسا فرماتے تھے +

دو سہیلیوں کی مراسلت

مرسلہ "داعی الی الخیر" ادارہ اصلاح و تبلیغ - لاہور

ام کلثوم کے نام

پیاری کلثوم!

آداب و نیاز۔ آپ کے دونوں خطوط کا شکریہ!

میں کافی عرصے سے خود بھی یہ سوچا کرتی تھی کہ تمام مذاہب ایک ہی سرچشمہ سے نکلے ہیں۔ ان کی بنیادی تعلیم ایک ہی ہے۔ لہٰذا ان میں امتیاز نہیں کرنا چاہیئے، اور آپس کے تفرقے مٹانے کے لئے یہ نظریہ بڑی مدد کر سکتا ہے۔

اسکے بعد میں نے گاندھی جی کا وہ فلسفہ پڑھا جو "واردھا کی تعلیمی سکیم" میں پیش نظر رکھا گیا ہے جس میں تمام مذاہب کو یکساں حیثیت دی گئی ہے۔ ابھی چند دن ہوئے "تھیوسافیکل سوسائٹی" کی ایک سرگرم کارکن سے گفتگو کا موقع ملا۔ ان کے خیالات سنکر میرا نظریہ اور بھی پختہ ہو گیا — دیال باغ آگرہ والے "رادھا سوامی" فرقہ سے تو آپ واقف ہی ہونگی۔ اُن کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ اسی لئے وہ اپنی عبادات میں تمام مذاہب کی کتب کے خاص حصے اپنی کتھا میں شامل کرتے ہیں۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ پھر ہم غیر مسلموں کو اپنے تعصب سے کافر کیوں کہیں اور جو کلمہ نہ پڑھیں انھیں دوزخ کا ایندھن کیوں تصور کریں؟ آخر اس چھوٹے سے کلمے میں وہ کونسا جادو ہے کہ اس کے پڑھنے سے ایک آدمی متقی، نیک اور پاک بن جائے؟ آخر اس میں کیا تاثیر ہے کہ اس کے زور سے آن کی آن میں ایک شخص کچھ سے کچھ بن جاتا ہے؟

اگر ہم تعصب کی عینک اُتار کر پوری سنجیدگی سے اس بات پر غور کریں تو مذاہب کے جھگڑے اور دنیا کے بہت سے فسادات کا خاتمہ

ہو جائے

آپ کی
شیریں

شیریں اختر کے نام

عزیز بہن شیریں!

سلامت رہو! تمھارے خط کے اس حصہ سے مجھے کامل اتفاق ہے کہ تمام "الہامی مذاہب" کی بنیادی تعلیم ایک ہی رہی ہے۔ البتہ تفاصیل و احکام میں ضروریات، ماحول، اور زمانہ کے لحاظ سے تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ اور قرآن عزیز کی تعلیم بھی یہ ہے: "ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے" (البقرہ رکوع ۴۰) ——— لیکن جو مذہب سرے سے الہامی ہی نہ ہو، انسان کے اپنے دماغ کی پیداوار ہو، وہ اس صف میں کیسے کھڑا ہو سکے گا؟

ایک مسلمان تمام دوسرے نبی، رسول اور بانیانِ مذہب کو سچا مانتا ہے الہامی کتب کی صداقت تسلیم کرتا ہے، اُن کی اصل تعلیم کو سچ کہتا ہے، اور اپنے اُس وقت کے دور کے لئے واجب العمل قرار دیتا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر رواداری اور اصول پرستی ہو سکتی ہے؟ لیکن اِن دوسرے قدیم اور وقتی مذاہب کے پیرو اسلام، قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا اور ان کی تعلیم کو واجب العمل تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ اب فرمائیے متعصب کون ہے؟ وہ یا ہم؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تسلیم کرنا کیوں ضروری ہے؟ اس مثال سے سمجھ لیجئے۔ جو لوگ حکومت برطانیہ کو درست تسلیم کرتے ہیں، کیا ان میں سے کسی نے ایسا کیا ہے کہ ایک گورنر یا وائسرے کو مانا ہو لیکن اس کے جانے پر دوسرے کی اطاعت نہ کی ہو۔ حکومت کے ایک قانون کو مانا ہو لیکن اس کے بعد بننے والے دوسرے قانون کا انکار کر دیا ہو۔ قانون کی کسی دفعہ میں تبدیلی (Amendment) حکومت نے کی ہو اور اسکو تسلیم نہ کیا ہو۔ اگر ایسا کرنے والا حکومت کا باغی ہے تو کیا حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ!

کسی دوسرے ہادی کو مانکر اُن کے بعد میں آنے والے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے والا باغی اور کافر نہیں ؟ یقیناً اس باغی کو وہی سزا ملنی چاہیئے جو منکرینِ حق کے لئے مقرر ہے۔

مذہبی مساوات کا وہ نظریہ جو گاندھی جی پیش کرتے ہیں ایک سیاسی چال ہے اگر وہ سب کو ایک مانتے تو "خاص پوجا" نہ کرتے بلکہ کبھی مسلمان کی نماز اور کبھی عیسائی کے سرمن اور کبھی یہودی کی عبادت میں بھی شریک ہوتے ــــــ یہی تھیوسافیکل سوسائٹی" اور "رادھا سوامی فرقہ" میں نے خود ان کا مطالعہ کیا ہے۔ دیال باغ جا کر دیکھا ہے۔ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ دیال باغ کے کارخانوں میں، صنعتی سکیموں میں، کلیدی کاموں میں، حتیٰ کہ مزدوری اور ملازمت میں اُن کا غیروں سے سلوک اس مساواتِ مذہبی کے دعاوی کے یکسر خلاف ہے۔

بہن! اس میں کوئی شک نہیں کہ کلمہ نہ جادو ہے نہ منتر، نہ ٹونا ہے نہ ٹوٹکا، جس کے الفاظ سے کوئی سحر یا طلسم پیدا کیا جا سکتا ہو، یا جس کے محض زبان سے ادا کرنے سے کوئی تبدیلی آسکتی ہو۔ بہت سے غیر مسلم کاتب پروف ریڈر، چھاپہ خانہ والے کوئی اسلامی کتاب لکھتے یا چھاپتے وقت کلمہ پڑھتے ہیں، بہت سے آدمی اسلامی کتاب پڑھتے وقت، مقرر تقریر کرتے وقت، بحث کرنے والے مباحثہ میں کلمہ دُہرا جاتے ہیں، لیکن وہ اس طرح مسلمان تو نہیں ہو جاتے۔

اصل بات یہ ہے کہ کلمہ طیبہ" لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ایک عہد اور حلفِ وفاداری ہے جو اسلامی برادری میں داخلہ کی شرط ہے، جس میں انسان عہد کرتا ہے: "ایک اللہ کے سوا کسی کو بندگی اور اطاعت کا حق نہیں اور ہدایت کے لئے محمد رسول اللہ کا قانون آخری اور حتمی ہے" یہ عہد جب انسان سوچ سمجھکر، دل و دماغ کو حاضر ناظر رکھکر زبان سے کرتا ہے، دل سے تصدیق ہے اور عمل سے ثبوت پر آمادہ ہوتا ہے تو یقیناً اسکی زندگی میں زندگی کے ہر شعبہ میں ایک تبدیلی آجاتی ہے۔

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب محمد احمد صدیقی علی پوری، ندوہ، لکھنؤ)

آپ ۱۸۵۷ء میں اعظم گڈھ کے ایک موضع بندول میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کچھ بڑے ہوئے، اپنے والد منشی حبیب اللہ صاحب وکیل کے پاس اعظم گڈھ چلے آئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مولوی شکر اللہ صاحب سے حاصل کی نیز اعظم گڈھ ہی میں آپ نے فارسی کی تکمیل کی۔ اس کے بعد آپ نے عربی شروع کی اور غازی پور میں مولانا فاروق صاحب [illegible] مدرس مدرسہ چشمۂ رحمت کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ مولانا فاروق صاحب چڑیاکوٹی سے معقولات کی انتہائی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں آپ نے حدیث کی تکمیل مولانا احمد علی صاحب محدث کی خدمت میں جاکر سہارنپور میں کی۔ لاہور جاکر مولانا فیض الحسن صاحب سے ادب کی تکمیل کی۔ خوش قسمتی سے مولانا شبلی کو بہت اچھے پڑھانے والے ملے۔ مولانا فاروق صاحب چڑیاکوٹی آپ کو بہت مانتے تھے۔

۱۸۷۶ء میں مولانا شبلی کی عمر ۱۹ سال کی تھی، جب ہی آپ بعض اعزا کے ہمراہ خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور حج ادا کیا۔ وہاں سے واپسی پر آپ نے اردو فارسی استاد شعرا کے کلام کا مطالعہ کیا۔ اب آپ کی عمر دنیا کے دھندوں میں لگنے کے لائق ہوچکی تھی، لہٰذا گھر والوں نے زمینداری آپ کے سپرد کی۔ لیکن قدرت کو آپ سے کچھ اور کام لینا تھا، لہٰذا آپ سے یہ کام نہ ہوسکا۔

اس کے بعد آپ نے اردو میں وکالت کا امتحان دیا اور کچھ دنوں تک اعظم گڈھ اور بستی میں وکالت بھی کرتے رہے لیکن چونکہ یہ بھی آپ کی فطرت کے خلاف تھا، لہٰذا آپ سے یہ بھی نہ ہوسکا۔ اس کے بعد آپ نے صیغہ [illegible] ملازمت کرلی اور نہایت دیانت داری سے کام کرتے رہے۔ [illegible] آپ کی آزاد طبیعت اور کہاں ملازمت، لہٰذا اسکو بھی چھوڑنا

پڑا۔ اور پھر پڑھکر کتب بینی میں مشغول ہو گئے۔

آپ کو سرسید کی تحریک کا پتہ چلا اور آپ اس سے کافی متاثر ہوئے۔ اسی زمانہ میں آپ اپنے بھائی مہدی صاحب سے جو اسوقت محمڈن کالج علی گڈھ میں پڑھتے تھے ملنے کے لئے علی گڈھ تشریف لے گئے۔ سرسید سے ملاقات ہوئی اور ان کی نظر نکتہ رس نے آپ کو قابل جوہر سمجھا اور ایک ہی نظر میں بھانپ لیا کہ آپ سے بہت سے کام نکل سکتے ہیں۔ لہذا پروفیسری کی دعوت دی اور آپ چونکہ پہلے ہی سے متاثر ہو چکے تھے، لہذا قبول کر لیا۔ سرسید کے یہاں کے علمی ماحول میں آپ کا دل لگا اور سرسید نے آپ کو اپنے ذاتی کتب خانہ سے استفادہ کی عام اجازت دے دی تھی، لہذا اور طبیعت لگی۔ حالی اور سرسید کی صحبت کی وجہ سے قوم کا درد سینہ میں کوٹ کوٹ کر بھر گیا۔ پروفیسری کے دوران میں آپ نے تصنیف تالیف کا کام جاری کیا۔

۱۸۸۶ء میں جب محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس قائم ہوئی تو غالباً آپ پہلی بار قومی پلیٹ فارم پر نظر آئے۔ اس کے بعد آپ نے تاریخ بابار اسلامیہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ آخر میں اسکی وسعت کو گھٹا کر صرف تاریخ بن العباس شروع کی۔ اس وقت یہ کام ذرا مشکل نظر آیا۔ لہذا نامورانِ اسلام کی فہرست تیار کی اور پہلے المامون لکھ کر شائع کی۔ بعدۂ بہت سے رسالے لکھتے رہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء امام ابو حنیفہؒ کی سوانح عمری سیرۃ النعمان لکھی۔ یہ دونوں کتابیں بہت مشہور ہوئیں، آخر میں آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ کی سوانح عمری الفاروق لکھنا چاہتے تھے۔ لیکن اس کے لئے آپ جس قسم کا مواد چاہتے تھے ہندوستان میں فراہم ہونا مشکل تھا۔ لہذا آپ نے روم و مصر و شام کا سفر کیا اور قسطنطنیہ، بیروت اور مصر کے کتب خانوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا، اور قسطنطنیہ میں دورانِ قیام میں مسیو محمد آفندی سے ترکی زبان پڑھی اور غازی محمد عثمان پاشا کی سفارش سے مولانا کی بارگاہ سلطانی میں باریابی ہوئی اور تمغۂ مجیدی دوم عطا ہوا۔ ۶ ماہ کے بعد

دعائے صحت کی ضروری درخواست

(از حضرت مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر۔ دیوبند)

"مسلمہ" پڑھنے والوں اور پڑھنے والیوں سے آٹھ دس سال کے قدیم اور مسلسل تعلقات کے پیش نظر میں یہ درخواست کرنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ میرے لئے دعائے صحت فرمائیں۔ میں آخر ۴۲ء سے ملیریا اور ضعف جگر و معدہ کے امراض میں مبتلا ہوں اور ان امراض کی شدت و مداومت نے اس جواں عمری میں مجھے بے حد ضعیف کر دیا ہے۔ دوا، پرہیز اور احتیاط پر میرا گذارہ ہے، اور کسی سخت کام کے کرنے سے بالکل مجبور ہوں۔ ہر چند ارادہ کرتا ہوں کہ موسم بہار میں اپنے وطن کشمیر چلا جاؤں اور کچھ دن وہاں سبزہ زاروں اور جوئباروں میں آرام سے رہ کر قیام صحت کی کوشش کروں کہ بقول عرفی

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر درآید
گر مرغ کباب است پر و بال برآید

مگر مکروہات زمانہ فرصت نہیں دیتے اور وطن کی جس خاک پاک نے اس ذرۂ بے مقدار کو اپنے سے جدا کر دیا ہے، وہ پھر سے اس غریب الوطن پر نظر التفات کرنے پر تیار نہیں۔ ہائے فانی بدایونی ؎

خاک وطن ہی راس نہ آئی غربت تو پھر غربت ہے
فانی اپنی خانہ بدوشی خانہ خرابی کیا کہئے

گذشتہ عید کے بعد دیوبند سے یو۔پی اور پنجاب کے ایک لمبے سفر کے ارادہ سے نکلا، گھر سے جا رہا تھا تو سب گھر والے میری خرابیٔ صحت پر غیر مطمئن تھے، مگر ہمت کر کے چل کھڑا ہوا۔ لکھنؤ پہنچ کر سخت بیمار ہو گیا اور اخیر ستمبر میں صاحب فراش ہو کر دیوبند واپس آ گیا اور اب تک بستر علالت پر ہوں۔

دعا تحصیل حاجات اور حل مشکلات کا بڑا ذریعہ ہے۔ مسلمہ بہنیں اور

بھائی بارگاہ کبریائی میں میری صحت کے لئے دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ زندگی دے تو صحت کی زندگی دے اور اچھا کام کرنے کا موقعہ عنایت کرے۔ حضرت مولانا عبدالحق عباس براہِ کرم میری یہ تفصیلی گذارش ناظرین مسلمہ تک پہنچا دیں اور مسلمہ بہنیں اس درخواست پر خصوصی توجہ فرما دیں۔

("مسلمہ" "مسلمہ" کے مضمون نگار قیصر صاحب سے اس تکلیف میں ہمیں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں شفائے عاجل و کامل عطا فرمائے اور وہ اپنے بے مثال باپ سید انور شاہ صاحب شیخ الحدیث دیوبند (مرحوم) کی میراث علمی سے فیضیاب ہوں اور دوسروں کو فیضیاب کریں)۔
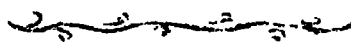
بزمِ مُسلمہ

غمی کی خبر:-

نہایت رنج و قلق کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ میرے پھوپھی زاد بھائی ایوب احمد مرغوب جو کہ ایف۔ایس۔سی کے پہلے سال میں تھے۔ ۱۴ ستمبر ۱۹۴۵ء کو بوقت عصر صرف تین روز علالت بخار میں رہ کر اس عالمِ فانی سے رخصت ہو کر اپنے والد صاحب مرحوم سے جا ملے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ راجِعُون۔

بھائی مرحوم نہایت خوش اخلاق، ملنسار اور بچوں سے محبت کرنے والے تھے۔ انھوں نے کل ۱۸ سال کی عمر پائی۔ سب بھائی اور بہنوں سے التجا ہے کہ اس غمناک خبر کو پڑھ کر مرحوم کے واسطے دعائے مغفرت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بھائی مرحوم کو جنت الفردوس میں داخل فرما دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے آمین۔ غمزدہ ص۔ ۲۔ ق بنت نذر احمد۔ دیپ سر

مسلم
۳۲
ناصر خان یوسفزئی
مصری شاہ - لاہور
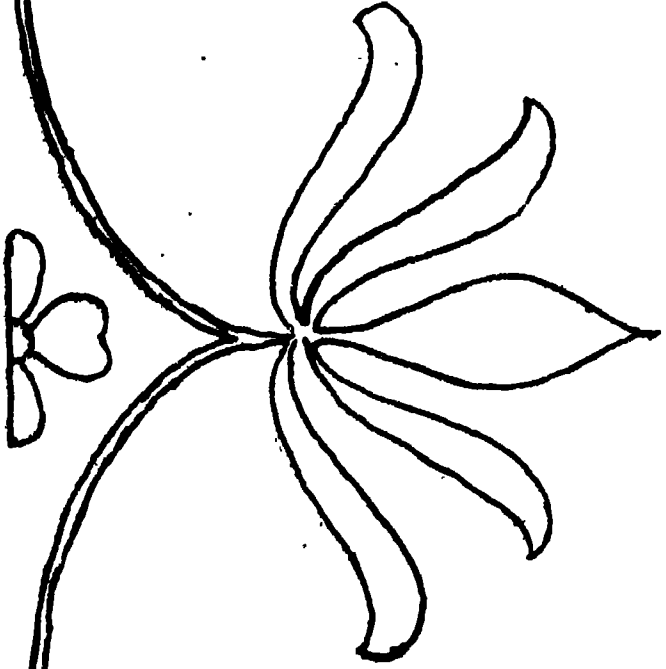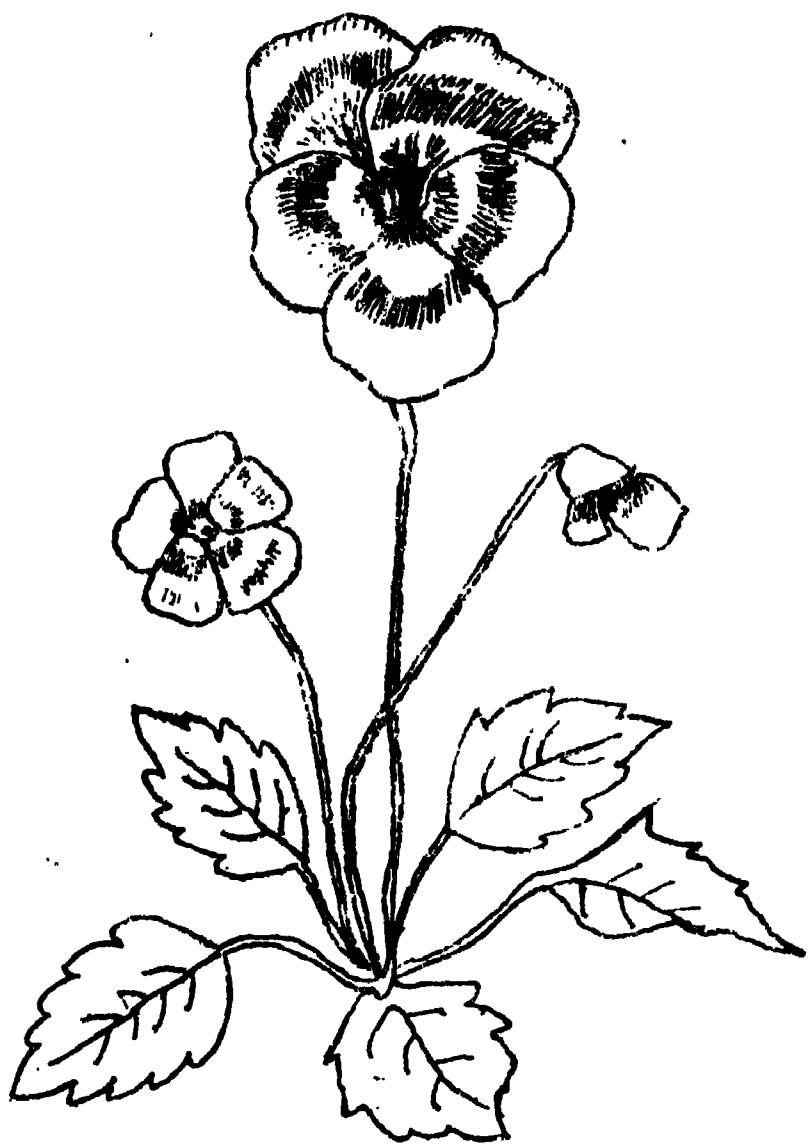
ناصر خاں یوسفزئی مصری شاہ - لاہور
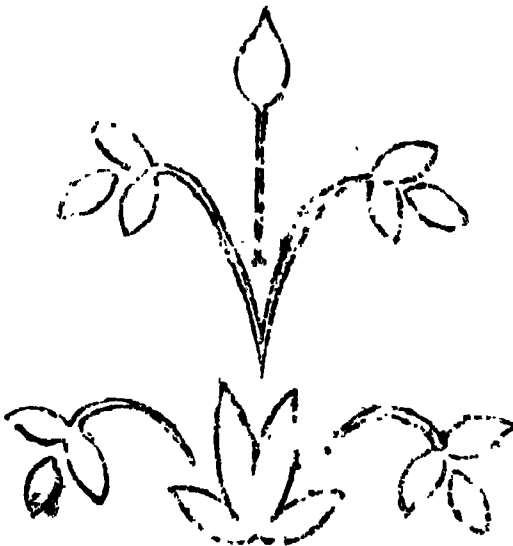
ناصر خاں یوسفزئی مصری شاہ لاہور

ناصر خاں یوسفزئی - مصری شاہ - لاہور
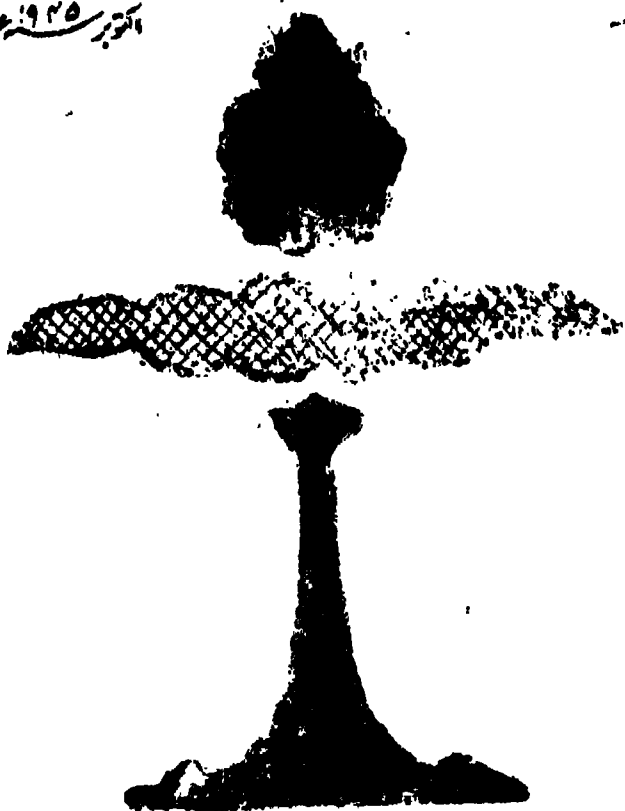
ناصر خاں یوسفزئی مصری شاہ

لاہور

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ ستمبر ۱۹۴۵ء

جناب عبدالکریم صاحب پھول والے شملہ ۵/-/-

" محمد اکبر صاحب جالندھر شہر ۶/-/-

محترمہ بیگم اعزاز الدین احمد صاحب آف لوہارو ۲۰/-/-

جناب خان بہادر ڈاکٹر اے ایچ بٹ صاحب شملہ ۵۰/-/-

" خان اسرار محمد خانصاحب کراچی ۵/-/-

" ملک بابو الہ بخش صاحب جالندھر شہر -/۸/-

" مولوی عظامی صاحب " -/۲/-

" سید محمد رفیق صاحب " -/۲/-

" شیخ رحمت علی صاحب " -/۱/۳

" " عزیز بخش " " -/۱/-

" چوہدری شرف الدین " " -/۱/۳

محترمہ طمرہ بی بی صاحبہ شملہ ۵/-/-

" بیگم ایم اے وحید خاں صاحب شملہ ۱۰/-/-

جناب عبدالصمد صاحب نئی دہلی ۳/-/-

" خانصاحب محمد حنیف خاں جبانیر ۵۰/-/-

محترمہ مسز ایچ نعیمہ صاحبہ بنگال ۲۰/-/-

جناب میاں [illegible] محمد صاحب چک [illegible] ۴/-/-

" حافظ فضل محمد صاحب جالندھر شہر ۵۰/-/-

" شیخ عبدالرحیم صاحب کلکتہ ۱۰/-/-

جناب الحاج مولٰنا حافظ محمد عبدالغنی صاحب شملہ ۱۰/-/-

" اے زید خانصاحب بھٹنڈہ ۱۰/-/-

" ۹۰۱۱ ایچ سی محمد حسین صاحب ۹/-/-

" احمد علی صادق قریشی پشاور ۵/-/-

" الحاج غلام محمد صاحب (سندھ) ۱۵/-/-

" شیخ نواب الدین صاحب جالندھر شہر ۱/-/-

" چوہدری رحیم بخش صاحب جالندھر شہر ۱/-/-

" کیپٹن ایس۔ آئی حسین صاحب ۲۰۰/-/-

" محمد سعید صاحب سہگل لاہور ۱۵/-/-

" این ایم ایس رانا صاحب صوبیدار ۶/۸/-

منجانب صاحبزادے بتوسط حضرت مولٰنا عبدالماجد صاحب دریا آبادی ۱۰۰/-/-

محترمہ استانی سرور صاحبہ جمال دین والی ۵/-/-

" طوبیٰ خانم صاحبہ جالندھر شہر ۵/-/-

" سمیرہ خانم " بستی بابا خیل ۵/-/-

" امیر جان " میانی افغاناں ۶/-/-

میزان ۶۶۴/-/-

بمد زکوٰۃ و صدقات

ماہ ستمبر ۱۹۴۵ء

جناب سید نور علی شاہ صاحب جالندھر شہر ۲/۰/۰
" محمد اکبر صاحب " ۵/۰/۰
" لفٹنٹ حسام الدین سندھو صاحب جمال پور ۱۰/۰/۰
" مبارک حسین خانصاحب بھٹی موگا ۵/۰/۰
" قاضی محمد صبغۃ اللہ صاحب پانی پت ۵/۰/۰
" ڈاکٹر محمد حسن علی صاحب عباسی حافظ آباد ۵/۰/۰
" پیرزادہ محمد دین صاحب قریشی ہوشیارپور ۱۰/۰/۰
" کپتان ڈاکٹر حاجی غلام محمد صاحب ریٹائرڈ جالندھر شہر ۲۰/۰/۰
" عبدالکریم صاحب ضلعدار تاندلیانوالہ ۱۰/۰/۰
" ماسٹر نذیر احمد بٹ صاحب جالندھر شہر ۲/۰/۰
" نثار احمد صاحب رہتک ۵/۰/۰
" ڈاکٹر سی۔ ڈی مرزا صاحب کراچی ۳/۸/۰
" ایس ایم رفیع اینڈ کو دہلی ۱۵۰/۰/۰
" شیخ سعید احمد صاحب جالندھر شہر ۱۰/۸/۰
محترمہ ریاض فاطمہ صاحبہ بلگرامی علیگڈھ ۱۰/۰/۰
جناب ڈاکٹر عطا محمد صاحب گدارو گبیروالہ ۱۰/۰/۰

جناب محمد امام بخش صاحب امرتسر ۵/۰/۰
" چوہدری عطا محمد " نقشبندی قصور ۱۰/۰/۰
" ابوسعید نبی بخش صاحب مظفرگڈھ ۱۰/۰/۰
" ملک بشیر احمد صاحب جینڈ ۲/۰/۰
" محمد یوسف " " ۲/۰/۰
" سید سید احمد صاحب تھلوی دہلی ۵۰/۰/۰
" ایم محمد یعقوب صاحب لمڈنگ ۵/۴/۰
" شیخ شہاب الدین محمد امین صاحبان قصور ۱۰/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ الحاج مولوی محمد امین صاحب کلکتہ ۱۰۰/۰/۰
" مسز ظفر صاحبہ "المسکن" لاہور ۱۰/۰/۰
" ثریا عبدالرحمٰن مدرسۃ البنات ۵/۰/۰
میزان ۵۶۱/۱۲/۰

تعمیر فنڈ

ماہ ستمبر ۱۹۴۵ء

جناب رانا فتح محمد خانصاحب واچور ۵/۰/۰

حسابات انجمن مدرستہ البنات جالندھر شہر پنجاب

بابت ماہ جولائی، اگست و ستمبر ۱۹۴۵ء

	جولائی	اگست	ستمبر
عالیجناب نواب فخر یار جنگ بہادر حیدر آباد دکن	۵/-/-	۵/-/-	۵/-/-
جناب محترمہ بیگم صاحبہ خان مشتاق احمد خان صاحب حیدر آباد دکن	۵/-/-	۵/-/-	۵/-/-
" " " " کرنل محمد اکبر خان صاحب جالندھر	۱۰/-/-	۱۰/-/-	۱۰/-/-
" الحاج شیخ بابو مہر علی احمد علی صاحبان جنرل مرچنٹس جالندھر شہر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" سید محمد انور علی شاہ صاحب ڈی۔آئی جالندھر شہر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" ڈاکٹر چوہدری رحیم بخش صاحب " "	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" سید محمد اصغر علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ٹانڈہ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" میاں مستنصر باللہ صاحب " اسلامیہ " جالندھر	۱/-/-	×	۱/-/-
" خان محمد اسحاق خان صاحب بھٹہ والے بستی شیخ	۳/-/-	×	۱/-/-
" خواجہ غلام محی الدین صاحب شملوی	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" ملک غلام محمد صاحب جالندھر شہر	دو ماہ ۱/-/-	×	دو ماہ ۱/-/-
" خواجہ غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک دفتر ڈی۔آئی جی	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" محترم ابو الحسیب صاحب جالندھر شہر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" خان نیاز محمد خان صاحب ہیڈ کلرک محکمہ زراعت جالندھر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " محمد احمد خان " درانی سٹاکسٹ ہیوٹرین "	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" مولوی محمد یعقوب اینڈ سنز "	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" " رحمت علی صاحب سینئر ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول	-/۲/-	-/۴/-	
" خان محمد عمر خان صاحب وکیل بستی شیخ	دو ماہ ۱/-/-	×	دو ماہ ۱/-/-
" مولوی عبد الرحمٰن صاحب سیکرٹری میونسپل کمیٹی	۱/-/-	×	۱/-/-
" بابو غلام محمد صاحب ریڈر ڈپٹی کمشنر بہادر	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" مولوی محمد امین صاحب عربک ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول۔	-/۸/-		

جناب خان عبداللطیف خان صاحب جالندھر شہر	دو ماہ ۳/-/-	۱/-/-	
″ مسٹر ٹی۔اے توصیف لودھی خانصاحب	دو ماہ ۴/-/-	″	۲/-/-
″ میاں عبدالکریم عبداللطیف صاحبان سوداگران چرم	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
″ ″ عبداللطیف صاحب سوداگر چرم	۳/-/-	۳/-/-	۳/-/-
″ مولوی محمد خلیل صاحب دوکاندار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
″ شیخ حبیب الہٰی صاحب ریڈر سشن جج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
″ بابو محمد حسین صاحب انجنئر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
″ حکیم عبدالرحیم صاحب بازار پنج پیر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
″ میاں عبدالکریم صاحب سوداگر چوب عمارتی	-/۵/-	-/۵/-	-/۵/-
″ ڈاکٹر ولی محمد صاحب جنرل میڈیکل ہال بازار شیخاں	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
″ محترمہ نجیبہ خانم صاحبہ بنت عطا محی الدین خان صاحب وکیل	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
″ بابو مستجاب حسین صاحب کلرک سب رجسٹرار صاحب	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
″ محترمہ خورشید زرینہ معرفت ایم۔اے وحید صاحب دہلی	۲/-/-	۱/-/-	
″ ″ بیگم صاحبہ خان بہادر عبدالمجید خان صاحب بستی بابا خیل	۵/-/- ۱۰/-/-		
″ بجناب میاں جی معین الدین و میاں غیاث الدین صاحبان لاہور	۲۵/-/-	۲۵/-/-	۲۵/-/-
جناب منشی محمد شریف صاحب محلہ سراج گنج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
″ مستری محمد اسماعیل صاحب کنٹریکٹر باغ شیخ کرم بخش	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
″ چوہدری عبدالکریم صاحب مٹھائی فروش چوک سوداں	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
″ مستری خادم حسین صاحب	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
″ ڈاکٹر چوہدری بدرالدین صاحب اسسٹنٹ سرجن	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
″ حکیم سید محمد شاہنواز صاحب	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
″ مستری عبدالعزیز صاحب متصل کچہری	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
″ شیخ نذیر محمد اینڈ سنز رینک بازار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
″ چوہدری ملک عبدالشکور صاحب	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
″ ″ ″ محمد امین ″	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-

تفصیل			
جناب میاں محمد اشفاق علی صاحب ایم۔اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
” شیخ محمد شریف صاحب بی اے ” ”	۱/-/-	۱/-/-	
” خانصاحب شیخ عبدالرحمن صاحب پنشنر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
” منشی سردار محمد صاحب خوشنویس	۲/-/-	۲/-/-	۲/-/-
محترمہ حمیدی خانم بنت ڈاکٹر کیپٹن محمد ابراہیم خان (از اکتوبر ۴۴ء تا جولائی ۴۵ء)		۱۰/-/-	
” عائشہ خانم ” ” ” ” ”		۱۰/-/-	
جناب بابو محمد شفیع صاحب محلہ کھولا رائے		دو ماہ ۲/-/-	
” منشی محمد عبداللہ محرر دارالاقامہ (ایک سال)		۳/-/-	
” بابو عبدالعزیز صاحب کلرک ڈی سنٹرل کوآپریٹو بنک		دو ماہ ۱/-/-	دو ماہ ۱/-/-
” چوہدری شاہ ولی صاحب کلرک آنریری کورٹ		۴ ماہ ۱/-/-	
” بابو فیروزالدین صاحب پوسٹل کلرک		دو ماہ ۱/-/-	
” چوہدری شاہ محمد صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ		۴ ماہ ۱/-/-	
” ماسٹر نذیر احمد بٹ صاحب		۴ ماہ ۱/-/-	
” منشی غلام محمد صاحب وثیقہ نویس کچہری صدر		۴ ماہ ۱/-/-	
” چوہدری غلام احمد صاحب شیر فروش رستہ محلہ		دو ماہ ۱/-/-	
” میاں فقیر اللہ صاحب ایچ۔ڈی۔سی۔ ڈی۔سی آفس		دو ماہ ۱/-/-	
” مولنا عماد الدین صاحب منیجر کتبخانہ انصاریہ		دو ماہ -/۸/-	-/۸/-
” بابو سردار علی صاحب انسپکٹر چونگیاں			۴ ماہ ۱/-/-
” ڈاکٹر غلام محمد صاحب کیپٹن پنشنر			۱/-/-
” منشی مولابخش صاحب ڈرافٹسمین کچہری صدر			۱/-/-

متفرق آمد

تفصیل	رقم
نصف حصہ بٹائی فصل اراضی مجوزہ مدرسۃ البنات	۹۰/-/-
واپسی منی آرڈر از کانپور اخبار غریب	۱/۸/-
محترمہ رئیسہ مدرسۃ البنات ۲۲ اپریل تا جون ۱۹۴۵ء [illegible]	۲۰۹/[illegible]

گوشوارہ آمدنی انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ جولائی، اگست و ستمبر ۱۹۲۵ء

نام ماہ	عطیات	صندوقچی	چندہ ماہوار	متفرق	زکوٰۃ و صدقات	تعمیر و مرمت	وظائف طالبات	پیام اسلام	مسلم	فروخت کتب	دارالاقامہ	رقم: پائی	رقم: آنے	رقم: روپے
جولائی	۵۹۳/۱۲/۶	۳/۱/۰	۱۰۳/۹/۰	۲۹۶/۱۲/۰	۲۳۰/۰/۰			۱۸/۲/۰	۱۶۲/۳/۰	۵۰/۲/۰	×	۶	۱۲	۱۵۱۶
اگست	۳۵۱۴/۲/۹	۳/۹/۰	۱۰۶/۹/۰	۲	۳۸۰/۲/۰	۶۵۰۰/۴/۰	۲۲/۰/۰	۱۳/۰/۰	۱۴۰/۱۲/۰	۲/۶/۰	×	۹	۱۴	۱۳۲۳۱
ستمبر	۲۹۷/۰/۰	۵/۳/۰	۲۳/۱/۰	×	۵۷۱/۱۲/۰	۵/۴/۰	×	۱۶/۶/۰	۲۹/۰/۰	×	×	۰	۱۱	۱۴۳۴
میزان کل	۴۲۰۵/۱۴/۳	۱۱/۴/۰	۲۹۳/۳/۰	۲۹۸/۱۴/۰	۱۲۰۲/۳/۰	۶۵۰۵/۰/۰	۲۲/۰/۰	۴۷/۰/۰	۳۹۹/۰/۰	۵۳/۶/۰	×	۳	۸	۱۶،۱۸۴

گوشوارہ مداخل و مخارج انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر پنجاب بابت ماہ جولائی اگست ستمبر ۱۹۴۵ء

	روپے	آنے	پائی
آمدنی سہ ماہی دوم	۱۶،۱۸۴	۸	۳
بقایا سہ ماہی اول	۱۳،۵۹۴	۴	۳½
جمع امانات بابت جولائی	۲۴۹	۱۳	۰
" " اگست	۱۱۹۹	۱۲	۰
" " ستمبر	۴۶۳	۶	۰
میزان کل	۳۲،۶۹۱	۱۰	۶½

	روپے	آنے	پائی
اخراجات سہ ماہی دوم	۳۹۵۲	۷	۳
واپسی امانات بابت جولائی	۲۵۸	۱۱	۰
" " اگست	۱۱۰۰	۰	۰
" " ستمبر	۰	۰	۰
بقایا	۲۷،۳۸۰	۸	[illegible]½
میزان کل	۳۲،۶۹۱	۱۰	۶½

نورالدین بٹ جنرل سیکرٹری

جراثیم کش ... اور دیگر جراثیم کش ... جو جلد کی بہترین ... اس کے ... نہیں ہوتے۔

ٹراکوموآئی ڈراپس
کا
موثر ترین
علاج
TRACHOMO
CURES TRACHOMA
IMPROVES EYESIGHT
AVAILABLE AT ALL GOOD CHEMISTS
کوفیکس نئی اور پرانی کھانسی، نزلہ، زکام، ہوا اور کالی کھانسی کیلئے نہایت
مجرب اور خوش ذائقہ
شربت
COFFAX
QUICK AND EFFICIENT COUGH SYRUP
INDICATIONS
INDIA
AVAILABLE AT ALL GOOD CHEMISTS
سکنولین
پھوڑا، پھنسی، داد، چنبل اور خاص طور پر خارش کیلئے مجرب ہے۔
سوڈیم تھائیو سلفٹ (جو جراثیم کش دوا ہے) کی صف دل میں شامل ہے اور دیگر جراثیم کش دویات اور روغن زیتون جو جلد کی بہترین غذا ہے) کا مرکب ہے۔ اس کے لگانے سے درد و تکلیف نہیں ہوتے۔ بلکہ پھوڑا پھنسی اور داغ تک دور ہو جاتے ہیں۔
قیمت چار اونس والی شیشی دو روپیہ نمونہ کی شیشی ۱۲ ؍ محصول ڈاک علاوہ۔
گرائپ ایکس
GRIPAX
بچوں کی صحت اور توانائی کا ضامن
دانت نکلنے کی تکلیف کا مکمل علاج
JULLUNDUR CITY
منہاس برادرز، بازار قینچیاں جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ مسلمہ

جالندھر شہر

نومبر سنہ ۱۹۴۵ء

مدیرہ: حمیرا

چندہ سالانہ: ایک روپیہ آٹھ آنے

جالی برقی پریس [illegible] شہر میں چھپ کر

باہتمام [illegible] ناشر دارالقرآن سے شائع ہوا

سستی، خون اور کمزوری کا موثر اور مکمل علاج

میٹاگلوبین

- میٹاگلوبین میں وہ حیاتین (VITAMINE) شامل ہیں جن کی وجہ سے اس کا درجہ دنیا کی ادویات میں بہت بلند ہے۔
- میٹاگلوبین بلحاظ اجزا جواہرات سے تولنے کے لائق اور قیمت ہر امیر و غریب کیلئے قابل برداشت۔
- میٹاگلوبین یرقان دل کی دھڑکن ضعف جگر بخص اور دورہ سر کو دور کرکے کافی صالح خون پیدا کرتی ہے۔
- میٹاگلوبین حلق سے اترتے ہی صالح خون پیدا کرنا شروع کر دیتی ہے۔
- میٹاگلوبین میعادی بخار ملیریا انفلوئنزا اور زچگی کے بعد کی کمزوریوں کا مجرب علاج ہے۔
- میٹاگلوبین امراض نسواں کیلئے مارالحیات ہے۔
- میٹاگلوبین کثرت طمث اور قلت طمث کو دور کرکے طاقت پیدا کرتی ہے۔
- میٹاگلوبین اختناق الرحم اور پرسوت کیلئے اکسیر نادر ہے۔
- میٹاگلوبین حاملہ مستورات کیلئے مولد دم اور محافظ صحت اور بعد زچگی بحالی صحت کیلئے مجرب ہے۔
- میٹاگلوبین بخار سے بگڑے ہوئے جگر اور تلی کو درست کرکے خون بڑھاتی ہے۔
- میٹاگلوبین وجع المفاصل کے لئے لاثانی دوا ہے۔
- میٹاگلوبین سل اور دق کے مریضوں کے لئے پیغام شفا ہے۔
- میٹاگلوبین پیچش کے بعد ورم امعا کے لئے بہت مفید ثابت ہو چکی ہے۔
- میٹاگلوبین سستی حافظہ اور دماغی امراض کا بہترین علاج ہے۔
- میٹاگلوبین ہر بیماری کے بعد کی کمزوری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔
- میٹاگلوبین لاتعداد ڈاکٹر و حکیم صاحبان اپنے مریضوں کے لئے تجویز فرماتے ہیں۔
- میٹاگلوبین کی شیشی اچھے دوافروش دو روپے آٹھ آنے میں فروخت کرتے ہیں جو ۱۵ دن کیلئے کافی ہے۔
- میٹاگلوبین اگر مقامی طور پر دستیاب ہو سکے تو اچھے دوافروشوں کو اس کا سٹاک رکھنے کا مشورہ دیتے رہیں۔
- میٹاگلوبین اگر مقامی طور پر نہ ملے تو تیار کنندگان سے بذریعہ ڈاک پارسل منگوائیے۔ ہر حالت میں خرچ ڈاک و پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔
- میٹاگلوبین "دی ایسٹرن انڈسٹریز انڈیا جالندھر شہر" کی زیر نگرانی تیار ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۴ نومبر ۱۹۴۵ء ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ نمبر ۵

خطبۂ صدارت

(از مفخر نسواں محترمہ سعیدہ حبیب اللہ خان لالو جی بادانی)

خدا کے کرم سے انجمن مدرسۃ البنات کا زنانہ سالانہ جلسہ ۴ اور ۵ نومبر کو کامیابی سے منعقد ہو کر ختم ہو گیا۔ مفصل روداد آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔ سردست ہم پہلے دو خطبات پیش کرنے کی مسرت حاصل کرتے ہیں (ادارۂ مسلمہ)

معزز خواتین! آپ کے شہر میں یہ شاندار مجلس جو منعقد ہوئی ہے، اس میں آپ بہنوں کی دعوت مجھے بھی کشاں کشاں اس محفل میں لئے آئی ہے مجھے اس سکول کو دیکھنے کا بہت مدت سے شوق تھا، کیونکہ میں نے اس کی بہت تعریفیں سنی تھیں۔ پھر کچھ حالات پڑھے اور آج خوش قسمتی سے خود آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں۔ جو سنا تھا اس سے بدرجہا بہتر پایا۔

میں محترمہ رئیسۂ مدرسہ سرور سلطانہ صاحبہ کی بہت مشکور ہوں کہ انھوں نے اس جلسہ کی صدارت کے لئے مجھے دعوت بھیجی۔ میرے لئے یہ بہت بڑی عزت افزائی

ہے کہ مجھے اس شاندار اجتماع کی صدارت کرنے کا موقع ملا ہے۔ میں پوری طرح سے جانتی ہوں کہ میں اس عزت افزائی کی مستحق نہ تھی۔ آپ میں بہت سی بہنیں مجھ سے علم و قابلیت میں بدرجہا اس کرسی کے لئے زیادہ موزوں ہوں گی۔ میں نے اس دعوت کو اسلئے قبول کرنے میں تامل نہ کیا، کہ مدرسہ کی انجمن نے جس خلوص اور محبت سے یہ دعوت مجھ ایسی خاکسار کو بھیجی ہے، وہ اسی قابل ہے کہ میں تہِ دل سے اس کی عزت کروں، اور اسے قبول کر کے اپنے لئے ثوابِ دارین حاصل کروں۔

جالندھر میں یہ اسلامی شان کا سکول دیکھکر جو اثر اور خوشی میرے دل پر ہوئی میں بیان نہیں کر سکتی، اور ہماری قوم کی خوش قسمتی ہے، خاصکر جالندھر شہر کی کہ اس شہر میں مولوی عبدالحق عباس صاحب کی قابلِ قدر ہستی وجود میں آئی۔ مولوی صاحب موصوف جیسا ایثار آجکل کے زمانہ میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ پھر مزید خوش بختی یہ کہ اس سکول کو ایسی رئیسہ، سیکرٹری و معلمات کی خدمات حاصل ہیں، جو شب و روز اس سکول کی ترقی میں کوشاں رہتی ہیں اور اپنی جانفشانی سے سکول کو اس درجہ تک پہنچایا ہے۔ کاش ایسے سکول ہندوستان کے ہر حصے میں نظر آتے، جہاں کہ دورِ زمانہ کے سب علم و ہنر سکھائے جاتے ہیں۔

یہ سکول سارے ہندوستان میں اسلامی شان کا واحد نمونہ ہے۔ یہاں کا ماحول بالکل اسلامی ہے۔ اسلام کا صحیح جذبہ یہاں پایا جاتا ہے۔ نصابِ تعلیم اسلامی رنگ میں رنگا ہوا ہے، جو گورنمنٹ سکولوں کا نصاب ہے، وہ بھی ہے۔ مولانا صاحب اپنے خاندان سمیت اس سکول کی ترقی کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ میں مولانا صاحب کو اس شاندار اسلامی ادارے کی عظیم الشان کامیابی پر مبارکباد دیتی ہوں اور باقی جالندھر کی بہنوں سے استدعا ہے کہ اس سکول کو ترقی دینے میں وہ بھی شامل ہوں، اور مولانا صاحب کو مدد دے کر

اس سکول کو کسی روز نہایت اعلیٰ اسلامی یونیورسٹی بنادیں۔ خدا تعالےٰ مولانا صاحب اور ان سب قابلِ قدر ہستیوں پر جو اس سکول کی ترقی مدد دیتی ہیں اپنی برکات نازل کرے اور انھیں دین و دنیا میں اپنی نعمتوں سے مالامال کرے، آمین۔

پیاری بہنو! دَورِ حاضرہ کے حالات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے چند خیالات آپکے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں۔ یہ خیالات بذاتِ خود کوئی نئی چیز نہیں، لیکن میں ضرورت محسوس کرتی ہوں کہ وقت آن پہنچا ہے جب مسلمان ان باتوں پر سنجیدگی سے غور کریں، اور آپ بہنوں کا یہ فرض ہے کہ اپنی قومی ترقی و فلاح و بہبود میں مردوں کا ہاتھ بٹائیں۔

میں سب سے پہلی چیز جس کی طرف آپکی توجہ دلانا چاہتی ہوں وہ لڑکیوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے۔ آج کل جب کہ لوگ بہت بیدار ہو چکے ہیں۔ بہت سے مسلمان مرد اور عورتیں اپنی بیٹیوں کو تعلیم دلوانا اپنی ہتک سمجھتے ہیں پنجاب وہ صوبہ ہے جہاں ستاون فی صدی مسلمانوں کی آبادی ہے، لیکن افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ اسی صوبہ میں مسلمان ہر قوم سے ہر کام میں پیچھے ہیں ممکن ہے لڑکیوں کی تعلیم کی مخالفت مسلمانوں کے دلوں میں اسلئے پیدا ہو گئی ہو کہ موجودہ انگریزی طریقۂ تعلیم کے نتائج بالکل تسلی بخش نہیں نکل رہے۔ اور یہ ہے بھی درست۔ گورنمنٹ کے رائج کردہ کالج و سکول اور انھیں کے نقشِ قدم پر چلنے والے قومی سکول بہت بڑی حد تک اسلامی تعلیم اور نظریہ سے دُور ہیں، اور خاصکر لڑکیوں کے لئے اُن میں دی ہوئی تعلیم بعض بہت ہی مہلک نتائج پیدا کر رہی ہے۔

ان حالات میں یہ تعجب کی بات نہیں کہ مسلمان جو پہلے ہی لڑکیوں کی تعلیم میں کوتاہی برت رہے تھے، اس وجہ سے اور بھی مخالف ہو گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں ابھی ایسی برگزیدہ ہستیاں موجود ہیں جو اصلاحیات

کی صحیح تعلیم اور مقصد کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر چکی ہیں
مدرسۃ البنات جالندھر نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تعلیم اگر خالص اسلامی طرز پر دی جائے تو نہ صرف مسلمان بچیوں کے لئے بلکہ تمام مسلمان قوم کیلئے نہایت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس لحاظ سے ہماری قوم کی اشد ضرورت یہ ہے کہ مدرسۃ البنات کے نمونہ پر سارے ہندوستان بھر میں سینکڑوں اور سکول کھولے جائیں۔ آپ دُور کیوں جاتے ہیں، اپنے شہر کو ہی لیجئے۔ آپ کا یہ شاندار مدرسہ سارے ضلع کی ضروریات کے لئے ناکافی ہے۔ سینکڑوں مسلمان لڑکیاں دوسرے سکولوں میں پڑھنے کے لئے جاتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ عنقریب وہ دن آئیگا جب جالندھر کی تمام مسلمان لڑکیاں مدرسۃ البنات کی ہی طالبات ہونگی۔

الغرض مدعا یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسوقت ایسے سکولوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ اسلئے میں آپ سب بہنوں سے یہ اپیل کرتی ہوں کہ جب آپ اپنے اپنے گھروں کو واپس جائیں، تو اس مسئلہ پر غور کریں۔ جو بہنیں اس شہر کی رہنے والی ہیں، وہ اس سکول کی توسیع کے لئے بافراخ امداد کریں۔ مجھے امید ہے کہ ان کی امداد سے اور اللہ کے فضل سے سکول کو اپنی عمارت بنانے میں جلد کامیابی ہوگی۔ جو بہنیں دوسرے شہروں سے آئی ہیں، وہ اس بات پر غور کریں کہ کیا اُن کے اپنے شہر میں ایسے سکول کھولے جا سکتے ہیں؟ لیکن میں یہ جتلا دینا چاہتی ہوں کہ مجھے اس امر کا پورا احساس ہے کہ یہ کام محض عورتوں کے کرنے سے نہ ہوگا۔ وقت ہے کہ مسلمان مرد اس طرف توجہ دیں اور ہر ایک شہر میں ایسے سکول قائم کریں جو مسلمان لڑکیوں کو انگریزی سکولوں کی مغربی تقلید سے بچائیں۔ اور حقیقی اسلامی تعلیم و تربیت سے آراستہ کریں۔

دوسرا ضروری پہلو مسلمانوں کی زندگی کا جو کہ میں آپکے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں، وہ مسلمانوں کی موجودہ حالت ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ

حالت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے تعلیم قرآن اور سیرت نبوی کی پیروی چھوڑ دی ہے۔ وہ اپنی روایاتِ اخوت و مساوات کو بھول چکے ہیں۔ ان میں اسلامی جذبہ و ایمان مفقود ہو چکا ہے۔ اسلامی خیالات عنقا ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کی پستی اور زوال کا بڑا سبب یہی ہے کہ ان میں آج اسلامی تعلیم کے برعکس فرقہ داری و فتنہ پردازی پیدا ہو چکی ہے۔ افسوس کہ ہم وہ نہ رہے جس کی کہ ہمارے پیغمبر حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے توقع تھی۔ آپ نے جان ربُّ العالمین کے سپرد کرتے وقت بھی اس امت کے لئے دعائیں فرمائیں، اور اس کے غم میں جانِ مبارک جاں آفرین کے سپرد کر دی۔ اور یقیناً آپ ہی کی دعاؤں کا اثر ہے، کہ ہم اب تک باوجود ہزارہا حوادثِ عالم کے ابھی زندہ نظر آ رہے ہیں۔ دشمن کے حملے اور مشرکوں کی چالبازیاں اور کافروں کے لائے ہوئے بے پناہ طوفانِ مصائب ہمیں موت سے ہمکنار نہ کر سکے۔ ہم اپنے اعمال و افعال کی کمزوریوں سے ایسی دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ جہاں سے نکلنے کے لئے نورِ ایمان اور جوشِ عمل کی ضرورت ہے۔ ہمیں نظر آ رہا ہے کہ اور کوئی تدبیر کام نہیں آ سکتی۔ صرف ہمارا دین اور عزم اور ذوقِ عمل ان تباہ کن مصیبتوں سے نجات دلا سکتا ہے۔

مسلمانوں کی بیماری کا علاج اس کا اپنا نیک عمل ہے۔ مسلم قوم پر اس کے اعمال کے باعث فالج کا دورہ ہو چکا ہے۔ ہمارے سجدے اور بے اثر آنسو ہماری حالت کو نہیں سدھار سکتے۔ ہماری نمائشی مجلسیں ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کر سکتیں۔ اور ہمارے ظاہری الفاظ ہمیں مومن نہیں بنا سکتے، جب تک کہ ہمارے اخلاق نہ درست ہوں۔

اسلام نہ صرف عبادت کا ہی ذکر کرتا ہے، بلکہ دنیاوی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے متعلق بھی تعلیم دیتا ہے۔ مذہب اسلام ایک مکمل سیاسی اور معاشرتی نظام پیش کرتا ہے۔ خود غرضی اور کینہ پروری جذباتِ اسلامی کے...

(باقی)

نعتِ رسولؐ

(جناب اختر ربانی بہاولپوری)

مخزنِ علم و ہنر ہو منبعِ جود و سخا　　　واقفِ اسرارِ حق ہو رحمتِ ہر دو سرا
صاحبِ خلدِ بریں ہو شافعِ روزِ جزا　　　نور میں شمس الضحےٰ تنویر میں بدرالدجےٰ
"از جمیعِ انبیاء و اولیا اولےٰ توئی"

زینتِ عرشِ علا ہو باعثِ کون و مکاں　　　تاجدارِ انبیاء ہو واقفِ سرِ جہاں
رہبرِ جن و بشر ہو ہادیٔ ہر دو جہاں　　　تم حبیبِ کبریا ہو قبلۂ کرّوبیاں
"پا نہادہ بر سرِ گنبدِ خضرا توئی"

ہادی و رہبر تمھیں ہو ساقیٔ کوثر تمھیں　　　نیرِ اعظم تمھیں ہو نور کے پیکر تمھیں
مظہرِ نورِ خدا ہو شافعِ محشر تمھیں　　　ہاشمی اُمی لقب ہو سید و سرور تمھیں
"از برائے ما غریباں مونس و مولا توئی"

آپ وہ ہیں جن پہ شیدا ہے خداوندِ جہاں　　　آستانے پر ترے جھکتے ہیں سارے انس و جاں
آپ ہی محبوب ہیں ربِ علا کے بیگماں　　　وصف سے عاجز ہوئی ہے اب تو اختر کی زباں
"یا رسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی"

ضروری اطلاع ◯ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونیکی علامت ہے
آیندہ رسالہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا، جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ وی۔ پی بھیج دیں۔ خدارا وی پی واپس فرماکر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔ منیجر

عید قربان

(از جناب محمد طیب لودیانوی)

ایثار اور قربانی ہی ایسی شے ہے جو انسان کے لئے سعادت اور کامیابی کا باعث ہے۔ دنیا میں کوئی قوم اسوقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اپنے ملک یا اپنی قوم کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار نہ ہو۔ اسی طرح اُخروی اُمور میں بھی قربانی، محنت اور مشقت کی ضرورت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ان برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں جنھوں نے ہر وقت اور ہر لحظہ اس کی رضا اور خوشنودی کو مدنظر رکھا اور اس کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے سے دریغ نہ کیا۔

آپ کی نسل سے کثرت سے انبیاء علیہم السلام پیدا ہوئے۔ آپ بابل میں اس وقت تشریف لائے جبکہ وہاں کا ہر ہر گھر بتکدہ بنا ہوا تھا۔ ہزاروں اور لاکھوں انسان خود اپنے ہاتھ سے بت بناتے اور پھر ان بتوں کو معبود سمجھکر ان کے سامنے سربسجود ہو جاتے۔ اور یہ امر ہی ان لوگوں کے فہم و ادراک سے باہر تھا کہ اس کارخانۂ عالم کا کوئی چلانے والا بھی ہے جس کے اشارہ سے یہ تمام امور انجام پاتے ہیں۔ آپ اس ظلمتکدہ میں آفتاب بن کر چمکے اور دنیا کو درسِ ہدایت دیا۔ لیکن آپ کی قوم نے اس طرف توجہ نہ کی، مگر آپ برابر توحید کا سبق دیتے رہے۔

جب آپ نے دیکھا کہ قوم آپ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتی، تو آپ نے پجاریوں سے برملا فرمایا:

تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ ۔ خدا قسم میں تمہارے بتوں کو توڑ دونگا۔

پجاریوں نے آپ کی اس بات کو بدحواسی پر محمول کیا اور اپنے بتوں کی حفاظت سے

بے خبر رہے۔ آپ نے ایک روز موقع پا کر جبکہ قوم اپنا ایک تہوار منانے کے لئے شہر سے باہر گئی ہوئی تھی' ان کے بتوں کو توڑ دیا، اور سب سے بڑا بت شمس نامی چھوڑ دیا۔ جب قوم واپس آئی اور انھوں نے اپنے معبودوں کو سربسجود پایا، تو اُن کے سر ندامت سے جھک گئے۔ پجاریوں نے اس خوف سے کہ قوم بدظن نہ ہو جائے، ابراہیمؑ کے چیلنج کو ظاہر نہ کیا، بلکہ اس طرح ایک دوسرے سے سوال کرنے لگے:

مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا — ہمارے معبودوں سے یہ فعل کس نے کیا؟

اس پر بعض نے کہا:

سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ — ہم نے ایک شخص ابراہیم نامی کو ان بتوں کا ذکر برائی سے کرتے سنا ہے۔

اس پر قوم مشتعل ہو گئی اور انھوں نے کہا:

فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ۔ اُسکو لوگوں کے سامنے لاؤ۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے، تو ان پجاریوں نے آپ سے پوچھا:۔

ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ؟ — کیا تو نے ہمارے خداؤں سے یہ فعل کیا ہے؟

آپ نے برجستہ فرمایا:

لَا بَلْ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ — فرمایا: نہیں، بلکہ اس انکے بڑے نے سو انھیں سے پوچھو اگر یہ بولتے ہیں

پجاریوں نے کہا: "کہیں بُت بھی بولا کرتے ہیں"؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم ان بتوں کی کیوں پوجا کرتے ہو جو نہ تم کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔ خداوند حقیقی کو چھوڑ کر تمھاری اور تمھارے خداؤں کی حالت پر افسوس ہے۔ آپ کی اس تبلیغ سے بجائے اس کے کہ قوم آپ کی باتوں پر عمل کرتی، اوران بتوں کی

پرستش کو چھوڑ کر احکم الحاکمین کی طرف متوجہ ہوئی اور زیادہ برانگیختہ ہو گئی، اور پجاریوں سے کہا: اس بے باک باغی سے اپنے خداؤں کا بدلہ لینا چاہئے۔

قدیم زمانہ میں یوں دستور تھا کہ اس قسم کے مذہبی باغی کو یا تو سنگسار کر دیا جاتا، یا آگ میں زندہ جلا دیا جاتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بھی قوم نے یہی فیصلہ کیا کہ آپ کو زندہ جلا دیا جائے۔ چنانچہ ایک بھٹی تیار کی گئی، اور جب اسکے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا گیا۔ اس منظر کو دیکھ کر زمین کانپ گئی اور آسمان تھرا اٹھا انسان نے انسانی احکام کی تعمیل کی اور آگ نے احکم الحاکمین کے حکم کو واجب التعمیل گردانا۔ یہ خداوند کریم کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا۔ حضرت ابراہیمؑ اس امتحان میں کامیاب ہوئے، فوراً خداوند کریم کی طرف سے آگ کو حکم ملا:

وَقُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۔ اور ہم نے کہا: اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

آگ کا اثر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ظاہر نہ ہوا، اور پجاری اپنا سا منہ لیکر رہ گئے۔

حضرت ابراہیمؑ اس کامیابی کے بعد مصر کی جانب ہجرت کر گئے۔ آپ کے کوئی اولاد نہ تھی، اور نہ آیندہ ہونے کی بظاہر کوئی صورت نظر آتی تھی، اسلئے کہ آپ بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ ظاہری اسباب میں تمام ذرائع زندگی کے مسدود ہو چکے تھے۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خداوند حقیقی! مجھے بیٹا عطا فرما، کہ جو اس عالم پیری میں میری زندگی کا سہارا بن سکے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کیا، آپ کو ایک ہونہار فرزند عطا فرمایا۔ آپ بحکم خداوندی وہاں سے مکہ معظمہ چلے آئے اور خانۂ خدا کی امان میں آباد ہو گئے۔

بچہ ابھی سن بلوغ کو پہنچا ہی تھا کہ ایک روز آپ نے خواب میں دیکھا

کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ چونکہ آپ بہت بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے اسلئے اس اشارہ کو بھی کافی سمجھا، اور صبح ہوتے ہی بیٹے سے فرمایا:

یٰبُنَیَّ اِنِّیۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ	اے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا
اَنِّیۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا	ہے کہ میں تجھکو ذبح کر رہا ہوں تیری
تَرٰی۔	اسمیں کیا رائے ہے۔

بیٹے نے باپ کے فرمان کو سنا اور ہونہار سعادتمند بیٹے کی طرح ایسا جواب دیا کہ جس پر ہزاروں سعادتیں اور اطاعتیں قربان ہوں، فرمایا:۔

یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ	ابا جان! آپ وہی کریں جس کا
سَتَجِدُنِیۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ	آپکو حکم ملا، آپ مجھکو، انشاءاللہ،
مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔	صابروں میں سے پائینگے۔

باپ نے بیٹے کے اس سعادتمندانہ جواب کو سنا اور اسکو ساتھ لیکر قربان گاہ میں پہنچا۔ جب باپ ذبح کرنے کے لئے آگے بڑھا، تو بیٹے نے کہا: ابا جان! آپ میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیجئے اور اُلٹا لِٹا لیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کو میری حالت پر رحم آجائے اور حکم خداوندی کی تعمیل نہ ہوسکے۔ مشورہ معقول تھا۔ باپ نے بیٹے کے کہنے پر عمل کیا، اور اُلٹا لٹا کر چھری چلانی شروع کر دی۔ ایثار کا یہ منظر دیکھ کر تمام کائنات میں ایک تہلکہ مچ گیا، اور آسمان سے یہ ندا آئی:

وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ	اور ہم نے ابراہیم کو پکارا کہ تونے
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا	اپنا خواب سچا کر دیا۔

یہ تھی سب سے پہلی عید قربان، جو حضرت ابراہیم کے یہاں منائی گئی اور عمل پیرایانِ ملت کے یہاں ہر سال نہایت خوشی کے ساتھ منائی جاتی ہے۔

غور و فکر کا مقام ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم ملا۔ اور ہمیں اسکی یاد میں اس مثال کو زندہ رکھنے کے لئے بھیڑ، بکرا، دنبہ

وغیرہ کی قربانی کا حکم ہے۔ اس جگہ پر صاف طور پر یہ بات واضح ہے کہ نہ وہاں پر بیٹے کو ذبح کرنا مقصود خداوندی تھا اور نہ ہمارے لئے بکرے، دنبے وغیرہ کی قربانی، بلکہ مقصد یہ ہے کہ خداوندِ حقیقی کے راستہ میں ہر بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے کس قدر تمناؤں اور آرزوؤں کے بعد اس عالمِ ضعیفی میں یہ لڑکا عطا فرمایا تھا اور بظاہر یہی آپکی زندگی کا سہارا تھا، اس لئے آپ کو اس بچہ سے بیحد محبت تھی۔ خدا تعالے اسی کو اپنی راہ میں قربان کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ آپ نے باوجود بچہ سے الفت اور محبت کے خدا تعالیٰ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا، اور اس امتحان میں بھی کامیاب ہوئے۔ خدا تعالےٰ نے اس یادگار کو باقی رکھنے کے لیے ہم کو قربانی کا حکم دیا۔ لہٰذا ہمارا اولین فریضہ یہ ہے کہ ہم خدا کی راہ میں قربانی دیں اور اس مثال کو باقی رکھ سکیں جس کو حضرت ابراہیمؑ نے قائم کیا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

(جناب احمد خورشید صدیقی علی پوری (اعظم گڈھ)

آئیے آج آپ کو عالم اسلام کے ایک امام کے حالات زندگی سنائیں!

آپ کا اسم گرامی ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل تھا۔ آپ کے والد بزرگوار فوج میں سپاہی تھے اور انھوں نے جبکہ آپکی عمر دو سال تھی انتقال فرمایا۔ آپکے مقام پیدائش میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات مرو اور بعضے بغداد بتاتے ہیں۔

آپ نے سنہ ۱۷۹ھ میں پندرہ یا سولہ سال کی عمر میں سماعت حدیث شروع کی اور سنہ ۱۸۷ھ میں پہلا حج ادا کیا اور اس کے بعد متواتر اس فریضہ کو انجام دیتے رہے۔ آپ نے تحصیل علم کے لئے بہت سے سفر کئے اور بعض نہایت ہی تنگدستی کے عالم میں کئے۔

آپ حضرت امام شافعی کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ عسرت میں گذرا۔ پھر بھی آپ نے کبھی خودداری کے دامن کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

آپ اپنی دھن کے پکے اور ارادے کے دھنی تھے۔ آپ نے ایک بار عہد کرلیا کہ کوئی جاگیر نہ لونگا، تو پوری زندگی اپنے اس ارادے پر قائم رہے اگرچہ خلیفہ نے بہت چاہا کہ کچھ قبول کریں، لیکن آپ نے نہ کیا۔ ایک بار آپ کو کچھ رقم قبول کرنی پڑی جسے آپ نے فوراً ہی مستحق علماء میں تقسیم کردیا۔

آپ نے کبھی کسی عہدہ دار حکومت کے یہاں کی کوئی چیز نہیں استعمال کی۔ ایک بار کا قصہ ہے کہ آپ تین دن کے فاقہ سے تھے۔ گھر میں کچھ موجود نہ

تھا۔ آپ کی بیوی پڑوس سے آٹا قرض لائیں اور اسے گوندھا۔ گوندھنے کے بعد انھوں نے خیال کیا کہ آگ جلانے میں زیادہ دیر ہوگی اس لئے اپنے بیٹے صالح (جنھوں نے حکومت میں کوئی عہدہ قبول کر لیا تھا) کے یہاں جا کر فوراً ان کے تنور سے روٹی لگا لائیں۔ کھانا طیار کرکے حضرت کے سامنے رکھا گیا، تو آپ نے دریافت فرمایا کہ اسقدر جلدی کیسے ہوئی؟ بیوی نے کل حالت بتائی۔ اس کو سننے کے بعد حضرت فوراً اُٹھ گئے اور بھوکے رہے۔

آپ نے اسلام میں بدعت کو روکنے کے لئے جس قسم کی قربانی کی ضرورت پڑی، دینے میں دریغ نہ کیا۔ اسی لئے آپ زندگی میں کئی بار جیل خانے گئے جب "خلق قرآن" کا فتنہ اُٹھا اور معتصم باللہ نے آپ سے دریافت فرمایا تو آپ نے نہایت بے باکی سے اس کے خلاف رائے ظاہر کی اور اپنے خیال پر اٹل رہے، جس کی پاداش میں اسی درّے کھانے پڑے اور پیٹھ کا چمڑہ اُدھڑ گیا۔ آخر میں معتصم باللہ کو شرمندگی کا اظہار کرکے آپ کو رہا کرنا پڑا۔

آپ شروع ربیع الاول ۲۴۱ھ میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر اس دارفانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ راجِعُون۔ آپکے جنازے میں کم ازکم دو لاکھ آدمی تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اتباع سنت میں گزاری

سچے نبیؐ کی سچی بات

(جناب محمد احمد صدیقی علی پوری)

آدابِ مجلس

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجلس میں کسی کو اٹھا کر اسکی جگہ نہ بیٹھو بلکہ وسعت پیدا کرکے جگہ بنا لو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی جگہ سے اُٹھ کر جائے اور پھر واپس آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

حضرت عمرو ابن شعیبؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آدمیوں کے درمیان سے بغیر ان کی اجازت کے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھکر نہیں گذرنا چاہئے، اور ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان بغیر اجازت بیٹھنا بھی نہ چاہیئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور بغیر خدا کا ذکر کئے ہوئے اٹھ جائیں، تو انکی مثال گدھے کی لاش کی ہے۔

لباس

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (مرد) ریشمی کپڑے نہ پہنو اس لئے کہ جو اسے یہاں ...

پہنے گا۔ آخرت میں نہ پہنے گا۔ نیز آپ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں ریشمی کپڑا پہنیگا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا تھا اور آپ نے فرمایا کہ میری اُمت کے مردوں کے لئے یہ دونوں حرام ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا اور سونا میری امت کے مردوں کے لئے حرام کیا گیا، لیکن ان کی عورتوں کے لئے حلال رکھا گیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے اور ریشمی کپڑوں کے پہننے اور اُن پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے

(ترجمہ ریاض الصالحین)

ایک عام تنبیہ

آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اسکے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے۔ اسلئے ہم اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اسکے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جوابدہ ہے۔

نورالدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

بقیہ صفحہ ۵ : — بالکل مخالف ہے۔ لیکن افسوس کہ دورِ حاضرہ کے مسلمان جذبۂ ایثار و قربانی کو بھلا چکے ہیں۔ اسلام نے جہاں عورت کو اعلیٰ رتبہ دیا ہے۔ وہاں اس کے اوپر چند ذمہ داریاں بھی عاید کی ہیں۔ آپ بہنوں کا یہ فرض ہے کہ آپ اپنے گھروں میں ایک اسلامی ماحول پیدا کریں۔ خودغرضی اور ظاہر پرستی کو اپنے دلوں سے نکال دیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کا اچھی طرح سے مطالعہ کریں۔ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف واقعات پر غور و فکر کریں۔ اُن کی زندگی صحیح معنوں میں تعلیم قرآن کی ایک زندہ تفسیر ہے۔ ایثار و قربانی، سچائی، عبادت، بندگانِ خدا سے صحیح، ہمدردی اور بے لوث محبت، یتیموں اور بیواؤں کی حمایت، اور دشمنوں سے بھی منصفانہ برتاؤ۔ یہ ہیں وہ چند خوبیاں جو اُن کی زندگی میں نمایاں نظر آتی ہیں۔ ہر مصیبت میں صبر و تحمل سے کام لینا اور خالق پروردگار پر مکمل بھروسہ رکھنا ایک سچے مسلمان کے امتیازی نشانات ہیں۔ آپ پر یہ واجب ہے کہ اپنی روزمرّہ کی زندگی میں ان خوبیوں اور صفات کو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید میں نہ کھو جائیں۔ مغرب والوں میں بھی بیشک کئی خوبیاں ہیں، اور اُن سے سبق لینا بُری بات نہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو مغرب کی بیشمار خوبیاں دراصل ایسی چیزیں ہیں، جنکی بنیاد و ابتدا اسلام نے کی، لیکن اب مسلمان بھلا چکے ہیں، اور اہلِ مغرب انھیں اچھی طرح سمجھ کر اپنا چکے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں کئی ایک درخشندہ مثالیں ملتی ہیں، جن سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مسلمان عورت بہادری اور عقلمندی اور جذبۂ خدمت میں دنیا کے کسی مذہب و قوم سے پیچھے نہیں۔ آپ اپنی درخشندہ ہستیوں کو ذہن میں رکھیں۔ ان کی زندگیوں کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں اور دوبارہ مسلمان عورت کی عظمت و عفّت دنیا پر روشن کر دیں۔

اگر ہم سب مسلمان عورتیں اپنی زندگیوں میں ان گزارشات کو مدّنظر رکھتے

ہوئے کفیرد تحمل کریں۔ تو ہم انشاء اللہ ان مصائب و آلام اور آزمائشوں سے نکل جائینگے۔ پھر اقوام عالم میں آفتاب عالمتاب بنکر چمکیں گے۔ ہماری موجودہ مصائب میں امید کی شعاع انشاء اللہ تعالیٰ ہم بہنوں کی کوششوں سے چمک گئی ہے۔ غلامانِ حبیبؐ نے اس وقت غیروں کی غلامی کے طوق پہن رکھے ہیں لیکن ہمارے اپنے تعاون و اعمال ہمارا مستقبل شاندار بنا دینگے۔

میں آپ بہنوں کا زیادہ وقت نہیں چاہتی۔ میرے بعد اور بھی فاضل بہنیں تقریریں کرینگی۔ اور مختلف مسائل پر روشنی ڈالیں گی۔ اسلئے میں ایک آخری گذارش کے ساتھ اپنے اس خطبہ کو بند کرنا چاہتی ہوں۔ آپ سب جانتی ہیں یہ صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن عنقریب ہونے والے ہیں۔ اس الیکشن کے نتائج پر بہت حد تک ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کا انحصار ہے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ اس آڑے وقت میں بھی ان میں اتفاق مفقود ہے۔ مسلمانوں کی کئی چھوٹی چھوٹی سیاسی جماعتیں دشمنوں کے ہاتھوں میں بک چکی ہیں اور اپنے قومی مفاد کو تباہ کر رہی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے قائدِ اعظم محمد علی جناح جیسا انسان اس دور میں پیدا کیا۔ اور اُسے مسلمانوں کی سیاسی رہبری کیلئے منتخب کیا۔ صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ کون مسلمان ایسا ہو سکتا ہے کہ جسے مسلم لیگ کے نصب العین یعنی حصولِ پاکستان سے اختلاف ہو۔ میں پاکستان کے متعلق اسوقت زیادہ کہنا فضول سمجھتی ہوں، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آپ سب بہنیں پاکستان کے غرض و غایت سے بخوبی واقف ہونگی۔ مختصر الفاظ میں یہ سمجھ لیجئے کہ مسلمان قوم اپنے لئے اپنی اسلامی سلطنت چاہتی ہے، تاکہ مکمل مذہبی، سیاسی اور اقتصادی آزادی سے زندگی بسر کر سکے۔ آنے والے انتخابات کے بعد اس امر کا فیصلہ ہونا ہے کہ آیا مسلمانوں کو پاکستان حاصل ہوگا یا نہیں۔ اسلئے ہر مسلمان کا یہ قومی اور مذہبی فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو اور اُسکی طاقت میں [illegible] کیونکہ مسلم لیگ کی طاقت دراصل مسلمان قوم کی طاقت ہے۔ آپ بہنیں اس پر بیساکھا

میدان میں کام نہیں کر رہیں لیکن میں آپ سے یہ اپیل کرتی ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنے اثر و رسوخ سے اپنے مردوں کو مسلم لیگ کی حمایت پہ آمادہ کریں۔ جو مسلمان اپنی ذاتی اغراض کی بنا پر یا بد نصیب گمراہی کی وجہ سے مسلم لیگ کی مخالفت کر رہے ہیں خدا انھیں ہدایت دے، اور آپ بہنیں یہ مصمم ارادہ کر لیں کہ ایسے تمام مسلمانوں کا مکمل بائیکاٹ کردینگی اور انھیں محسوس کرائیں گی کہ وہ مسلمانوں کے غدار ہیں۔ میں پوری طرح سے سمجھتی ہوں کہ یہ جلسہ تعلیمی جلسہ ہے اور اسمیں سیاسیات پر بحث کرنا بہت موزوں معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکی ہوں اسلام مسلمانوں کی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے۔ اسلئے سیاسی مسائل بھی اسلامی تعلیم کا ایک جزو ہیں اور اسی لئے میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ آپ بہنوں پر یہ واضح کردوں کہ اس نازک موقع پر مسلمانوں کا مذہبی اور سیاسی فرض کیا ہے اور آپ بہنیں کہاں تک اس مقصد کے حصول کیلئے مدد کر سکتی ہیں۔ مجھے امید واثق اور یقین کامل ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان انتخابات میں مسلم لیگ شاندار کامیابی حاصل کریگی۔ اور مسلمانوں کی سیاسی زندگی کے ایک بہتر دور کا آغاز ہوگا۔ آپ سب اس بات کو ذہن نشین کر لیں ۔ کہ آپ کا یہ نہایت اہم فرض ہے کہ مسلم لیگ کی طرف سے جو بھی امیدوار مرد اس انتخاب میں کھڑے ہوں آپ اُنکو اپنے قیمتی ووٹ دیں اور اپنے حلقۂ اثر و رسوخ سے اپنے عزیزوں اور پر تعلق داروں سے ووٹ دلائیں۔ ایک بھی مسلمان کا ووٹ غیر لیگی امیدوار کو نہ جائے

محترم خواتین! یہ تھے چند خیالات جو میں آپکی خدمت میں پیش کرنا چاہتی تھی۔ میں آپکی مشکور ہوں کہ آپ سب نے نہایت صبر و تحمل سے میری اس سمع خراشی کو برداشت کیا ہے۔ آؤ سب مل کر دعا کریں کہ خدا گمراہ مسلمانوں کو ہدایت دے اور ہم سب کو قربانی و ایثار، ہمدردی و اتفاق اور نیک اعمال کی توفیق دے۔ آمین +

خطبۂ صدارت

جو مفخر نسواں محترمہ نورجہاں صاحبہ زیدمجدہا نے
مورخہ ۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو زنانہ سالانہ جلسے کی صدارت
فرماتے ہوئے پڑھا ۔

سب تعریف ہے واسطے اس خالقِ کون ومکان کے جس نے ہمیں پیدا کیا جو سب کا مالک ہے، جو سب کا پروردگار ہے، جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور جس سے ہر کام میں ہم مدد چاہتے ہیں ۔ اور درود و سلام اس برگزیدہ نبی پر جس کی ہم سب اُمت ہیں ۔ اور جو رحمۃ للعالمین ہے اور جسکی اطاعت میں ہماری نجات اور فلاحِ دارین مُضمر ہے ۔

خواتین کرام !

میں شکریہ ادا کرتی ہوں اس معبود کا جس نے مجھ جیسی ناچیز کو موقع دیا کہ آج کے جلسے کی صدارت کروں، اور میں نہایت ممنون ہوں بانی مدرسہ اور ناظمین مدرسۃ البنات کی جنھوں نے مجھے اس سالانہ اجلاس میں شرکت کی دعوت دی اور مجھے صدر تجویز فرما کر میری عزت افزائی کی ۔

یہ انتخاب درانحالیکہ مجھ سے بہت زیادہ قابل اور معزز خواتین موجود تھیں، میرے لئے نہایت فخر کا باعث ہے ۔ لیکن مَن آنم کہ مَن دانم ۔ اسلئے دعا کرتی ہوں کہ خداوند کریم مجھے توفیق دے کہ میں اپنے فرض کی انجام دہی اور اس مدرسے کی خاطر خواہ خدمت کرنے میں کامیاب ہوں ۔ بہ ہر حال میں آپ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں ۔

ہمارا قیام گزشتہ سالوں میں ملک آسام میں رہا ہے، جو یہاں سے پونے دو ہزار میل دُور ہے ۔ یہ خطہ نہایت سرسبز ہے ۔ لیکن آپ کے شاداب ضلعے سے بھی

ہمارا ایک خاص تعلق ہے، اور وہ یہ کہ میرے شوہر کا ابتدائی زمانۂ تعلیم آپ ہی کے شہر میں گذرا ہے، اور انکے والد مرحوم نے اسی شہر کے ایک درویش سے چشتیہ خاندان کے مدارج سلوک طے کرکے خلعتِ خلافت حاصل کیا تھا۔ اس دیرینہ تعلق کو آج یہاں حاضر ہوکر تازہ کرنا میرے لئے بڑی مسرت کا باعث ہے۔

خواہرانِ ملت!

میں آپکی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ ہماری اور غیر مسلم قوموں کے تعلیمی مقصد میں ایک خاص فرق ہے۔ اور اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا اسلامی عقیدہ علاوہ دنیاوی مقاصد کے ہم کو ایک ایسی طلب کی طرف متوجہ کرتا ہے، جسکی حقیقت سے غیر مسلم غافل ہیں، خدائے واحد پر ایمان، اللہ کے ذکر سے کسی وقت غافل نہ ہونا، عاقبت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کا احساس، اعمال کے خیر اور شر کی بنا پر عاقبت میں راحت یا کلفت۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے غیر مسلم بیگانہ ہے، لیکن ہمارے لئے ان سے زیادہ وقیع کوئی امر نہیں۔ پس ایک مسلم کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ وہ اپنی زندگی کو ایک اچھے شہری (citizen) کی طرح گذار کر مطمئن ہوجائے، یا غیر اقوام کی طرح اپنے وطن یا قوم پر جان نثار کرنے کو اپنے لئے بڑے سے بڑا کارنامہ سمجھتے بلکہ ہمارے سامنے شرافتِ انسانی اور حُسنِ اخلاق سے بڑھکر بھی مقاصد ہیں جنکو ہم اسلام میں رہ کر کبھی نظرانداز نہیں کرسکتے اور وہ معرفتِ ربانی اور حصولِ قربِ الٰہی ہے، اور ہماری منزلِ مقصود اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں ہے جس کو قرآنِ کریم نے فوزِ عظیم سے تعبیر کیا ہے۔

غور کیجیے کہ اللہ تعالیٰ پر اور اسکی کتاب پر ایمان لانے کے بعد ان احکام کو جو قرآنِ پاک میں صریح طور سے درج ہیں کس طرح نظرانداز کیا جاسکتا ہے اور ان سے انحراف کس طور سے ممکن ہے۔ اگر کوئی مسلم ایسی طرزِ زندگی سے جس کی غایت محض دنیاوی عروج ہو، اگرچہ اسمیں خدمتِ خلق بھی شامل ہو کیسے مطمئن رہ سکتا

ہے، جبکہ اس میں اصلاح اور تزکیۂ نفس اور معرفتِ الٰہی کے لئے کوئی جگہ نہ ہو۔
ایسی زندگی میں ہر چند کہ ہم اپنے علم و فضل اور دولت و اعزاز کے ذریعے قوم اور
وطن اور مخلوقِ خدا کے مفاد کے لئے بہت کچھ نیک کام کرتے ہوں یہ مطلقاً ضروری
نہیں ہے کہ انسان راستباز، فریب و دغا سے بچنے والا، بدکاری اور فحش سے
پرہیز کرنے والا، دوسروں کے مال کو غصب نہ کرنے والا ہو، اور اپنے ہر فعل
کے وقت اسکو احساس ہو کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور اسلئے خدا کی مقرر کردہ
حدود سے تجاوز نہ کرے۔ ایسی زندگی کی ابتدا اور انتہا اسی دنیا سے وابستہ
ہے اور اسمیں اس خیال کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا کہ ہمارے دنیاوی اعمال کی بنا
پر ہماری اُخروی زندگی مُترتّب ہوگی، جو زندگی ابدی ہے، اور جہاں کی فلاح
اور بہبود اصل چیز ہے نہ کہ اس دنیا کی نفسانی لذّات۔ ایسی زندگی میں حصولِ
تقربِ الٰہی کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں ہوتی، اور ایسے لوگ وہ ہیں جنکو قرآنِ پاک
میں خسرین کہا گیا ہے، یعنی گھاٹے والے۔ جو کچھ میں نے عرض کیا اسکی
وضاحت قرآن پاک کی اس آیت میں خوب ہوتی ہے:۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
مِنْ خَلَاقٍ ۝

(ترجمہ: پھر لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار
جو کچھ ہمکو دینا ہے دنیا میں دے، چنانچہ انکو دنیا میں مل جاتی ہے اور آخرت میں اُن
کا کچھ حصہ نہیں۔)

آپ اہلِ مغرب کی زندگی کو دیکھئے، اسمیں علم و فضل والے، فلاسفر، سائنسدان،
انجنئر، ڈاکٹر اور دوسرے ماہرین و کاملینِ فن بیشمار ملینگے۔ بڑے بڑے مدبر
مدبّر اور قوم اور ملت کے فداکار بہت سے نظر آئینگے۔ ان کے کارنامے دیکھکر
انسان عش عش کرتا ہے، لیکن ان میں ایسے نام کو بھی نہ ہونگے جن کی ذاتی زندگی
برگزیدہ ہو۔ انکے ذہن میں یہ خیال عمر بھر بھی نہیں آتا کہ ہم اپنے فعل کے جوابدہ

اپنے رب کے سامنے ہیں، ہمارے عروج کا اسی دنیا میں خاتمہ نہیں ہوتا کہ ہم مقرب سلطان ہو کر بڑے بڑے خطابات اور القاب حاصل کریں۔ آرل اور ڈیوک Earle or Duke بن جائیں، بلکہ حقیقی عروج کچھ اور ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کے عبد ہونے میں ہے۔ جو اللہ کے پیارے ہیں اور جن کو خدا پیارا ہے اور جن کو خدا یوں خطاب کرتا ہے

یٰعِبَادِ لَاخَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ہ

اے بندو نہ تم کو آج خوف ہے اور نہ تم کو رنج ہوگا۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہمارے اور غیر مسلموں کے مقاصد میں بہت کچھ فرق ہے، اور ہماری قوم کے افراد کی تعلیم اور تربیت ہمارے مقاصدِ خاص کو مدِّنظر رکھکر ہونی چاہیئے۔ پس ہماری تعلیم کو جس نہج سے ہونا چاہیئے، وہ لازمی طور سے دوسری قوموں سے بہت کچھ مختلف ہوگا۔ اور جہاں دنیاوی علوم و فنون اور تمدنی امور میں ہماری اُن سے ہم خیالی ممکن ہے۔ وہاں اخلاقی، مجلسی اور اقتصادی باتوں میں ہمارا نصب العین لازمی طور سے مختلف ہوگا۔ اور ہم کو اپنی درسگاہوں میں نصابِ تعلیم اور طریقِ پرورش و تربیتِ اطفال و بنات مرتب کرتے میں اپنے خصوصی نصب العین کو خاص طور سے جگہ دینی ہوگی، کیونکہ ہم اپنی سعی کو حصولِ حسناتِ دنیوی تک محدود نہیں رکھ سکتے بلکہ حسناتِ اُخروی کو مقدم سمجھتے ہیں، ہم رات دن دعا مانگتے ہیں:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اس دعا کے استجابت کے لئے ہمارا عملی استقدام لازمی ہے۔

پس لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق ہمارا مقصد صرف یہی نہ ہونا چاہیئے کہ وہ

فارغ التحصیل ہو کر اچھی بیٹیاں، اچھی بیویاں، اچھی مائیں بن سکیں، یا زیادہ روا داری سے کام لیکر اچھی بہویں، اچھی ساسیں، اچھی سمدھنیں بن سکیں، یا اخلاقی نظر کو اور بلند کرکے اچھے محب وطن یا خلق کی خدمت گذار بن سکیں، بلکہ ہماری غایت اس سے کہیں ارفع اور بلند ہونی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو ایک ہی جوہر سے پیدا کیا جیسا کہ اسکے ارشاد

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

سے ظاہر ہے۔ دونوں میں ایک ہی صلاحیتیں رکھیں۔ دونوں کو ایک ہی قانون کے ماتحت رکھا، چنانچہ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

والی آیات سے ظاہر ہے کہ مردوں اور عورتوں کے لئے ایک ہی دستور العمل رکھا گیا ہے۔ ایک ہی معیار اور ایک ہی سی جزا۔ اور ھُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ فرما کر ازدواجی رشتے میں مرد اور عورت کے درجے کو مساوی کر دیا۔ پس چاہیئے کہ مردوں کی طرح ہم میں بھی علم و فضل کا شوق، معرفت الٰہی کا ذوق، اقتدار کی اُمنگ، اور اُمور عالم میں مردوں کے دوش بدوش کام کرنے کی ترنگ موجود ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت بی بی رابعہ بصری، اور رضیہ سلطانہ کی زرّین مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ کونسی ترقی ہے جس کا دروازہ مسلمہ پر کھلا ہوا نہیں ہے، خواہ وہ روحانی ہو، خواہ علمی اور خواہ تمدّنی۔

حجاب ۔ غضِّ بصر، اور اپنی زینت کو چھپانے کے احکام قرآنی پر عمل کرتے ہوئے ہماری ادنےٰ بہنوں میں بھی وہ اعتماد نفس اور قابلیت پیدا کر دینی چاہیئے کہ وقتِ ضرورت سفر کرتے ہوئے، انتظام خانہ داری میں دوسروں سے معاملہ کرتے ہوئے، یا اپنی آمدنی میں اضافے کے لئے کمائی کرتے ہوئے، دوسروں کی محتاج نہ رہیں، اور بقدر خداداد صلاحیت اور اکتسابی استعداد ہم میں سے ہر ایک بام ترقی تک پہنچنے کی کوشش کرتی رہے۔ آپ دیکھتی ہیں کہ کاشتکار اور

پیشہ ور مردوں کے دوش بدوش ان کی عورتیں بھی برابر کام کرتی ہیں۔ بغیر اسکے وہ اپنے اخراجات پورے نہیں کر سکتے۔ اسکو ہم رات دن دیکھتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ اوسط طبقے کی عورتیں بھی اپنے خالی وقت کو کارآمد مصرف میں نہ لائیں، اور گھریلو دستکاری، پیوتی موتی تجارت، ٹیوشن وغیرہ سے اپنی آمدنی میں اضافہ نہ کریں۔

اونچے طبقے کی عورتیں دوسرے طبقے والوں کی اصلاح، علمی تصانیف، غریبوں کی امداد، اور قومی کاموں میں حصہ لینا۔ اس قسم کی سرگرمیوں میں مصروف رہ سکتی ہیں۔ لیکن ان کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہنرمندی سب سے بڑی دولت ہے اور ممکن ہے کہ انقلاب زمانہ سے کبھی ایسا وقت آن پڑے کہ انکو بھی کمائی کرنے کی ضرورت پڑے۔ گھرانوں کو بنتے بگڑتے دیر نہیں لگتی۔ اور اُن کو کسی نہ کسی ہنر سے بہرہ مند ہونا لازمی سمجھنا چاہیئے۔

میرا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ گھر کے کام دھام، بچے جننے اور انکی پرورش اور تربیت کے عظیم بار کے باوجود عورتوں سے کمائی کی بھی توقع رکھی جائے، جس کا ذمہ پورے طور سے مرد کا ہے۔ لیکن ہمکو یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ ہماری قوم غریب ہے اور ہر گھرانے کو اپنی آمدنی میں اضافہ کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جہاں عورت کو وقت ملے وہاں اسکو کوئی نہ کوئی Productive یعنی روپیہ پیدا کرنے والا کام کرنا چاہیئے۔ میں نے ضلع سلہٹ کی مسلمان عورتوں کو بیکاری اور بے ہنری کی زندگی میں پلنگ توڑتے اور دن بھر پان چباتے دیکھا ہے۔ وہاں متوسط گھرانوں میں بھی دو تین مامائیں ہوتی ہیں، جو ایک ماما کا کام بھی پورے طور سے نہیں کرتیں اور اپنا تمام دن بیہودگی میں گذار دیتی ہیں۔ اگر یہ بیبیاں اور مامائیں درحقیقت اپنا وقت مفید طور سے استعمال کرتیں اور سینے پرونے، دستکاری وغیرہ میں صرف کرتیں، تو یہ کئی لاکھ عورتیں قومی آمدنی میں اچھے خاصے اضافے کا باعث ہو جاتیں اور اکثر گھرانوں کو مقروض ہونے سے بچا لیتیں۔ علاوہ بریں ان بیہودگیوں اور

لغویتوں سے بچ جائیں جو بیکاری کا نتیجہ ہیں۔ کسی نے کہا ہے: "ایک بیکار دماغ شیطان کا کارخانہ ہے" (An idle brain is a devils work shop.) — اس سے آپ سمجھ جائینگی کہ عورتوں کو اپنا خالی وقت کارآمد مشاغل میں لگانا ذاتی اور قومی مفاد کے لئے کس قدر ضروری ہے مسلمانوں کی اقتصادی کمزوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے، کشمکش حیات میں خود کو سلامت رکھنے کے لئے اپنی مالی تقویت کا سامان کرنا ایک ایسا اہم پہلو ہے جسکو ہم نظرانداز نہیں کرسکتے۔ اور مسلمان لڑکیوں کے تعلیمی نصاب میں دستکاری اور کسی نہ کسی ہنر کا سیکھنا لازمی طور سے داخل کرنا چاہئے۔

میں امید کرتی ہوں کہ میں نے اپنا مطلب واضح کر دیا ہوگا، یعنی یہ کہ ایک مسلمہ کی تعلیم کے لئے ایک خصوصی نصاب کی ضرورت ہے جس کا اساس مذہبی ہو لیکن جس میں دنیاوی ترقی کے ضروری اجزا شامل ہوں، علمی، اقتصادی اور اخلاقی۔ جہاں دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے میں مسلمان طالبات کسی اور قوم سے پیچھے نہ رہیں، وہاں انکے دلوں میں جذبہ یہ ہو کہ انکی تمام سعی کا مقصد خوشنودی باری تعالیٰ کا حصول ہے اور انکی تمام سرگرمیاں اسی جذبے کے ماتحت ہوں۔

معزز خواتین! جو معیار اوپر بیان کیا گیا، اس پر سرکاری مدارس پورے نہیں اترتے، لیکن الحمدللہ! مدرسۃ البنات کی یہ خصوصیت ہے کہ یہاں بچیوں کو مشرقی تہذیب اور تمدن کے ساتھ ساتھ ایسے علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں، جنکی روزمرہ زندگی میں ضرورت ہے، مثلاً حساب، تاریخ، جغرافیہ اور اس پر زور دیا جاتا ہے کہ طالبات مختصر تفسیر، مختصر حدیث، ضروری فقہ اور عقائد کی کتابوں میں بھی اچھی استعداد حاصل کریں۔ اس طور سے مدرسہ کے نصاب میں دینی تعلیم کا عنصر بہت کچھ داخل ہو جاتا ہے اور طالبات پر اسلامی رنگ غالب ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ مدرسہ تمام ہندوستان میں یکتا ہے اور وہ کمی پوری کر رہا ہے جس کو مسلمان برسوں سے محسوس کر رہے تھے۔

آپ غور فرمائیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ معصوم ہوتا ہے، اس کے دل اور دماغ پر کوئی آلودگی، کوئی رنگ نہیں ہوتا۔ جس طرح کیمرے کا فلم تصویر لینے سے پہلے بالکل سادہ اور صاف ہوتا ہے، اور ہم جیسا چاہیں سین اس پر کھینچ سکتے ہیں، خوشگوار ہو یا ناخوشگوار، پھول ہوں یا خوار۔ صرف مطلوبہ سین کو کیمرے کے سامنے سب سے اوّل پیش کرنا ضروری ہے، اور جب وہ عکس فلم پر آجاتا ہے تو یہ ممکن نہیں کہ اسکو بدل دیا جائے یعنی عکس تو جھاڑ جھنکاڑ کا لیا جائے اور تصویر میں گلزار نظر آئے۔ اسی طور سے معصوم بچے کے آئینۂ دل پر آپ جیسا چاہیں نقش جما سکتے ہیں، بشرطیکہ یہ نقش اوّل ہو، اور مطلوبہ نقش کا سین بچپن میں صاف صاف اور واضح طور سے اسکے سامنے پیش کیا جائے۔ اگر آپ اسمیں کامیاب ہوگئے۔ تو پھر وہ نقش اسقدر صاف اور گہرا ہوگا کہ کبھی نہ مٹے گا اور بچے کے احساسات اور جذبات اسی کے ماتحت رہینگے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن اسکے والدین اسکو یہودی یا نصارٰے یا مجوس بنا لیتے ہیں۔ یہ کس قدر سچ ہے۔ پس ہماری بچیوں کو جو فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتی ہیں، اسلام پر رکھنا کیا مشکل ہے اور اگر بچپن میں انکے سامنے صرف وہی اسلامی نقشہ لایا جائے جسکو ان کے دل پر نقش کرنا ہے۔ تو پھر ہمکو اپنے مقصد میں کامیاب ہونا کچھ بھی مشکل نہیں اور یہ بچیاں قلبِ سلیم کی مالکہ بن کر فطرتِ اسلامی اختیار کرلیں گی، اور اپنے خاندان اور قوم کے لئے موجبِ فخر ثابت ہونگی۔ اگر یہ اصول ہر بیوی کے ذہن نشین ہو جائے، اور وہ ماں یا استانی کی حیثیت سے اپنے بچوں کی تعلیم اور تربیت میں اس اصول کو مدِ نظر رکھیں، تو وہ بچے آسانی سے صالح اور شائستہ بن سکتے ہیں اور انکی طبیعتیں صحیح اسلامی رنگ میں رنگی جا سکتی ہیں۔

اس زمرے میں ایک اور بات پر میں زور دینا چاہتی ہوں، وہ یہ کہ ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ بچیوں کے دلوں میں حُبِّ اللہ اور حبِّ رسول پیدا کی جائے

یہی کافی نہیں کہ بچیاں نماز روزے کے فرائض ادا کرتی رہیں، بلکہ ماؤں اور استانیوں کو یہ تلقین کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہی ہمارا مقصدِ اصلی ہے۔ اوّل تو بچیوں کے ذہن نشین کرائیں کہ خدا تعالیٰ ہر دم ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہر بچے پر اسکے ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ اسی نے پیدا کیا، وہی روزی دیتا ہے، وہی ہمکو ہدایت کرتا ہے، وہی بیماری میں شفا دیتا ہے، وہی مصیبت آنے پر اس سے نجات دیتا ہے، اسی کے ہاتھ میں ہماری زندگی اور موت ہے، وہی ہمکو مرنے کے بعد پھر جلائیگا۔ غرض یہ کہ وہی ہمارا رب ہے جس کے فضل وکرم سے ہم ایک مشتِ خاک سے عروج کرکے اشرف المخلوق بن جاتے ہیں۔ اور آخرکار اسی کی طرف چلے جائینگے، وہ ہر وقت ہمارا مددگار رہے اور جو ہم مانگیں دینے کو طیار رہے۔ اگر کوئی مستحق ہے کہ ہم اسکا کہنا مانیں اور اس سے محبت کریں تو سب سے پہلے یہ حق خدا کا ہے۔ اس طور سے ان کے دلوں میں اُس رحیم وکریم کی محبت کا جذبہ پیدا کر دیجئے۔

اسکے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور آپکی اپنے امتیوں پر شفقت بتا اور جتا کر حضور پُر نور کی اُلفت کا جوش انکے دلوں میں پیدا کیجیئے۔

جب آپ بچے کے دل میں خدا اور رسولؐ کی محبت جاگزیں کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو سمجھئے کہ آپ نے اُس بچے کی صحیح اسلامی تربیت کی بنیاد ڈال دی اور آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جو بچے یہ جذبات لیکر دنیا میں نکلینگے، وہ سب سے تندرست، سب سے دلیر، سب سے خوش، سب سے کامیاب ہونگے، اور ملت، قوم اور ملک اُن پر فخر کریگے۔

خواتین محترم! یہ تو اصول کی باتیں تھیں۔ اب میں آپکی توجہ اس درسگاہ مدرسۃ البنات کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ جو اہمیت اس مدرسہ کو حاصل ہے اور جو مفید کام یہاں ہو رہا ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ یہی ایک مدرسہ ہے جس میں مسلمان بچیوں کی تعلیم اُس طریقہ پر ہو رہی ہے جس کا میں ذکر کرچکی ہوں۔ لیکن یہ دیکھکر کہ اس مدرسے کی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں نہایت

افسوس ہوتا ہے، نہ اس کا کوئی بلڈنگ فنڈ ہے، نہ اس کی اپنی عمارات ابھی بنی ہیں، جو کم از کم مکانوں کے کرائے کا خرچ بچ سکے۔ ظاہر ہے کہ اس مدرسے کی مالی حالت مسلمانوں کی خاص توجہ کی محتاج ہے۔ میں تمام معزز بہنوں سے جو یہاں موجود ہیں، درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں کام کر کے اس قدر روپیہ فراہم کر دیں کہ مدرسہ کی عمارات تعمیر ہو سکیں، اور ایک بلڈنگ فنڈ بھی قائم ہو جائے۔ علاوہ بریں میں امید کرتی ہوں کہ مدرسہ کے ارباب حل و عقد جگہ جگہ ڈیپوٹیشن بھیجکر اور اپنے مستقل معاونین پیدا کر کے فراہمی زر کی سعی فرمائیں گے۔

جو مصارف زکوٰۃ سے چلائے جا سکتے ہیں، ان کیلئے زکوٰۃ فنڈ خاص طور سے جمع کیا جا سکتا ہے۔ میرے نزدیک اگر اس کے لئے خاص کوشش کی گئی، تو کامیابی آسان ہو گی۔

ایک تجویز اور میرے خیال میں یہ آتی ہے کہ غریب عورتوں کیلئے سلائی کی کلاس کھولی جائے جسمیں سلائی کا کام سکھایا جائے۔ اور جو اچھا کام کرنے لگیں انکو کچھ اُجرت کے طور پر دینے کے بعد جو کپڑے تیار ہوں، انکو فروخت کر دیا جائے شہر شلانگ میں ایسی ایک کلاس کھلی ہوئی ہے جس سے سو روپیہ ماہانہ آمدنی ہوتی ہے۔ اسی طور سے کشیدہ کاری یا اور دستکاری کی کلاس بھی کھول سکتے ہیں، اور غریب مسلمان عورتوں کی بیکاری کے علاج کے ساتھ ساتھ مدرسے کیلئے آمدنی کی صورت بھی کی جا سکتی ہے۔ پردہ نشین مگر محتاج عورتوں کے گھر پر کام بھیج کر انکی بھی امداد ممکن ہے، لیکن اس قسم کی تجویز پر عمل اسی صورت میں کرنا مفید ہو گا جبکہ اس نئی شاخ کے کھولنے سے مدرسے کے معمولی انتظامات میں کوئی خلل نہ پڑے اور اصلی مقصد یعنی تعلیم و تربیت بنات اُسی عمدگی سے پورا ہوتا رہے جیسا کہ اب ہے۔

خواتین کرام! میں آپ کا بہت کچھ وقت لے چکی ہوں۔ میں آپکی تہ دل سے ممنون ہوں کہ جو خیالات میں نے پیش کئے انکو آپنے صبر سے سُنا۔ میں خداوند کریم

دعا کرتی ہوں کہ وہ اس مدرسۃ البنات کو ہر طور سے کامیابی دے، اور یہاں کی طالبات کو ایسی دولتِ علم اور عمل سے مزین کرے کہ ہم سب ان پر فخر کر سکیں۔
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ +

سگھڑ سہیلی

(از خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔اے، ایل ایل بی)

تعمیر مکان: صحت بخش بود و باش کے لئے چند شرائط ضروری ہیں، جو یہ ہیں:۔ خوشگوار پانی کی کافی فراہمی۔ کوڑا کرکٹ وغیرہ نکالے جانے کا اطمینان بخش انتظام۔ صحت بخش موقع۔ مناسب ہوادار مقام اور اچھی تعمیر۔

(۱) گاؤں میں کنوئیں پانی مہیا کرنے کا اہم ذریعہ ہیں۔ گہرے کنوئیں اچھے پانی کے ذخیرے ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں پانی اچھی طرح مقطر ہوتا رہتا ہے کنوئیں کا گھیرا اوپر سے نیچے تک پکی اینٹوں اور چونے اور سیمنٹ کا ہونا چاہئے۔ کنوئیں کی من چھ فٹ کے رقبہ میں پختہ رکھی جائے اور اس کا ڈھلاؤ باہر کی طرف ہو (۲) مکان کھیت کے برابر ہو تاکہ کھاد، کوڑے، ایندھن کی نگرانی بخوبی رہ سکے۔ (۳) موقع:۔ چونکہ زمین کی خشکی اس بات پر منحصر ہے کہ بارش کا پانی آسانی سے نکلا چلا جائے، اس لئے جس زمین پر مکان بنایا جائے اسے کافی بلند رکھ کے اس کا ڈھلاؤ باہر کی طرف رکھا جائے تاکہ بارش کا پانی جلدی سے نکلتا چلا جائے۔ سیلی ہوئی جگہ سے گٹھیا، زکام، نزلہ، دق اور پھیپھڑے کے امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ (۴) زمین سخت اور ٹھوس ہو۔ کرسی زمین کی سطح سے کم از کم ۱½ فٹ اونچی رکھی جائے۔ (۵) دھوپ، ہوا اور بارش کا خیال رکھ کے مکان بنایا جائے۔ شمال یا شمال مشرقی رُخ سب سے بہتر ہے۔ (۶) کمرے فرش سے

چھت تک کم از کم آٹھ فٹ بلند ہوں۔ کم از کم ایک دروازہ ایسا ضرور رکھا جائے جو یا تو بالکل باہر یا برآمدہ میں کھلے۔ دیواروں پر سال بھر میں ایک دفعہ ضرور سفیدی کی جائے۔ اس سے کمرے روشن رہتے ہیں اور صفائی کا انتظام خود قائم ہو جاتا ہے۔ (۷) باورچی خانہ علیحدہ ہونا چاہئے، ذرا دور رکھا جائے تاکہ دھواں رہنے سہنے کے کمروں میں نہ آئے۔ باورچی خانہ میں دھواں نکلنے کا انتظام خوب ہونا چاہئے تاکہ فوراً نکل جائے، ورنہ آنکھوں کو سخت نقصان پہنچ جائیگا۔ (۸) مویشی خانہ اور مرغی خانہ بالکل الگ رکھا جائے۔ (۹) گھر کے اردگرد کافی زمین چھوڑ دی جائے تاکہ تازہ ہوا اور روشنی خوب آتی رہے۔ احاطہ اس قدر وسیع ہو کہ اس میں ترکاریاں وغیرہ بوئی جا سکیں۔ (۱۰) غسل خانہ اور نہانے کا چبوترہ اونچا رکھا جائے تاکہ پانی آسانی سے نکل جائے اور چھینٹیں نہ آئیں۔ (۱۱) باہر حوبچہ بنایا جائے تاکہ استعمال شدہ پانی اس میں جمع ہو کے بھنگی سے ایک وقت مقررہ پر روزانہ نکلوایا جاتا رہے یا اس پانی کو نالی کے ذریعہ ترکاری کی کیاریوں میں پہنچتے رہنے کا انتظام کیا جائے۔

چٹکلے:۔ ہر ۱/۲ ۱۴ چھٹانک گرم پانی میں امونیہ کا ایک چمچہ ملا کے صابن گھول دیا جائے، یا پہلے صابن گھول کے امونیہ ملایا جائے۔ اس محلول کو ہلکا رکھا جائے۔ جب یہ معلوم نہ ہو کہ کپڑے پر دھبہ کس چیز کا ہے تو اس محلول میں کپڑے کی گدی بھگو کے دھبہ پر رگڑیں اور نہ کوئی تیز صابن استعمال کیا جائے۔ صابن چھیل کے آگ پر اُبال کے گاڑھا کیا لیا جائے۔ اس سے کپڑے دھونا زیادہ اچھا ہے۔

چہرہ پر شکنیں پڑ جائیں تو ٹنکچر آف بنزوئین ایک پائنٹ (۱/۲ اپاؤ) ٹنکچر آف ٹولو ۔۔۔ نصف پائنٹ۔ آئل آف روزمیری ۱/۲ اونس

لے کے ملائیں۔ ایک گل (آدھ پاؤ) پانی میں اس مرکب کی ایک چمچہ ملائیں اور تولیہ اس میں ڈبو ڈبو کے ہر رات اور صبح کو چہرہ پر خوب ملتے رہیں۔

آدھی چھٹانک کڑوے بادام بکے چھیل ڈالیں اور میٹھے باداموں کے تیل اور انڈے کی زردی کے ساتھ پیس کے ٹکڑی بنالیں اور اس میں ذرا سی ٹنکچر آف بنزوئین ملائیں تاکہ گڑھیا جائے۔ اب اس میں زیرہ کے تیل (Oil of carawy) کے چند قطرے ملائیں۔ رات کے وقت اسے پھٹے ہوئے ہاتھوں پر ملیں اور چمڑے کا ملائم دستانہ پہن کے سوجائیں۔ زخمی ہاتھوں کو آرام ہوجائیگا۔
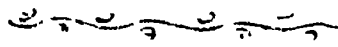
بزم مسلمہ

یاد جب اُن کی آتی ہے تو دل میں بھٹی دہکتی ہے
آگ بدن میں لگتی ہے اور ساری جان بھڑکتی ہے
آرام گہِ فردوس میں تُو تو خوابِ نوشیں لیتا ہے
اُنیس برس سے تیری حلیمہ ہجر میں تیرے پھڑکتی ہے

ہائے ابّا جان مرحوم! آج کا دن پورے اُنیس سال ہوئے کہ دائمی مفارقت کا تھا۔ میں اُسوقت پورے چھ سال کی تھی۔ جب سے ہوش سنبھالا مرحوم کی یاد میں برسی کرتی ہوں اور اُن کی رُوح کو ایصالِ ثواب میں خیر و دعا کے ساتھ صرف کرتی ہوں۔

اس سال سے اپنے محبِ صادق کی روشن رائے سے ۵ روپے بر سالہ "مسلمہ" کی امداد کے لئے بھیجنا تجویز کیا ہے۔ امید ہے کہ قبول فرمائینگے۔ دعا ہے کہ خداوند تعالٰی اس کارِ خیر کا ثواب میرے والد مرحوم آنحضرت کپتان معز الدولہ نواب اعزالدین احمد خان والیٔ ریاست لوہارو کی رُوح مبارک کو بخشے گا۔ میں اپنے

عقائد کی رُو سے یقین کرتی ہوں کہ حضرت والد مرحوم کی رُوح بھی اس طریقۂ خیر سے خوش و خورسند ہو گی کیونکہ اُن کو اُردو ادب سے قلبی لگاؤ ہی نہیں بلکہ وہ اپنے زمانۂ حیات میں اس کے محسن و مربی بھی رہے ہیں۔

نیرنگِ اعظم جیسا دیوان اور گلزارِ اعظم جیسی تابندہ سلکِ مروارید مثنوی اپنی معدن سے پیدا کر کے اپنی دوامی یادگار دنیا میں چھوڑ گئے۔ ناظرینِ "مسلمہ" کے واسطے اُن کا کچھ کلام آئندہ کبھی پیشِ خدمت ہو گا۔

۵ روپے کی رقم "مسلمہ" کے لئے بھیج رہی ہوں، مسکین بچیوں کو شیرینی کھلا دیں اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کرائیں۔

اشکبار احقرہ حلیمہ بانو

میں انتہائی مسرت کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں کہ اللہ جل شانہٗ نے میری پھوپھی جان کو بعد آرزوؤں اور تمناؤں کے بعد آٹھ لڑکیوں پر ایک ننھا مُنا چاند جیسے مکھڑے والا لڑکا مورخہ ۲۰ر اکتوبر ۹ بجے شام کو عطا فرمایا۔ میری یہ دلی دعا ہے اور مسلمہ بہنیں آمین کہیں کہ خداوند تعالیٰ اس لاڈلے کو عمرِ خضر اور بختِ سکندر عطا فرمائے۔ نیز یہ نونہال والدین عزیز و اقربا اور ملک و ملت کا صحیح خدمتگذار اور فخر کا سبب بنے۔ آمین ثم آمین۔

اس خوشی میں مدرسۃ البنات کو دس روپے بطور ہدیہ ارسال کرتی ہوں۔

کلثوم پدی۔ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات۔

دو روپیہ کے ٹکٹ از طرف زبیدہ خاتون، جام نگر، یتیم بچیوں کے لئے ملفوف کرتا ہوں۔ موصوفہ نعت اور مناجات کی اچھی و مقبول کتابوں کے نام اور پتے دریافت کرتی ہیں۔ جواب رسالہ مسلمہ میں شائع ہو جائے تو بڑی نوازش ہو گی۔

محمود عفی عنہ

محترمہ حامدہ الحمید صاحبہ ۱۰/-/- ، شیخ عبدالرحمن صاحب ۵/-/- ، حکیم محمد انور صاحب ۱/-/- ، محترمہ خورشید بیگم صاحبہ ۳/-/-

بذریعہ محترمہ رضیہ فضل الٰہی درجہ مولوی فاضل ۱۰۰/-/-

کیپٹن عبداللہ صاحب قصور ۵/-/- ، جناب عبدالرحیم صاحب ۵/-/- ، کیپٹن فضل الٰہی صاحب سردار بہادر گجرات ۹/-/-

بذریعہ محترمہ نعیمہ ڈاکٹر رحیم بخش درجہ مولوی فاضل ۱۰۰/-/-

محترمہ بانو بیگم صاحبہ بیت المعمور ۱۰/-/- ، چوہدری مہا دلہ محکم الدین صاحب ۱۰/-/- ، میاں مہر الدین صاحب ۵/-/-

چوہدری فتح محمد صاحب ۲/-/- ، پیر دا... ۲/-/- ، میاں اللہ دتا صاحب ۲/-/- ، میاں غلام محمد صاحب ۲/-/-

پنڈت بابو رام صاحب ۲/-/- ، چوہدری پیر داد صاحب ۲/-/- ، مولوی غلام حسین صاحب ۲/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ میاں برکت علی صاحب ۵/-/- ، محترمہ بیگم صاحبہ میاں فرزند علی صاحب ۵/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ میاں فضل کریم صاحب ۲/-/- ، محترمہ بیگم صاحبہ عبدالعزیز صاحب ۲/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ فضل الحق صاحب ۱/-/- ، محترمہ حمیدہ صاحبہ ۱/-/- ، محترمہ بیگم صاحبہ عبدالکریم صاحب ۱۰/-/-

محترمہ مسز سلطان ملک صاحب ۲/-/- ، محترمہ مسز عزیز صاحب ۱/-/- ، محترمہ مسز صوبیدار صاحب مرحوم ۵/-/-

محترمہ مسز فیض الرحمٰن ۲/-/- ، جناب فضل کریم صاحب ۱۵/-/- ، محترمہ مسز رحیم بخش صاحب ڈاکٹر ۲/-/-

بذریعہ زبیدہ و صوفیہ و ماریہ و حمالیہ بستی بابا خیل ۸/-/-

بذریعہ سعیدہ بنت عظمت علی صاحب لدھیانہ ۵۰/-/-

بذریعہ محمودہ بیگم متعلمہ جونیئر ۱۳۰/۸/-

رابعہ صاحب خانصاحب ۳/۸/- ، مرزا خداداد خانصاحب ۷/-/- ، مرزا سردار خانصاحب ۱۰/-/-

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ ۴/-/-

بذریعہ صغیرہ شاہ محمد جماعت چہارم ۱۰/-/-

جناب شاہ محمد صاحب ۵/-/- ، محترمہ [illegible] صاحبہ ۲/-/- ، محترمہ عالم بی بی صاحبہ ۲/-/- ، جناب عبدالرؤف صاحب ۱/-/-

بذریعہ زبیدہ فضل محمد جماعت چہارم ۱۱/-/-

جناب رمضان محمد صاحب ۵/-/- ، جناب محمد اظہر صاحب متعلم ۱/-/- ، محترمہ حرمت بی بی صاحبہ ۵/-/-

بذریعہ سعیدہ محمد حسین جماعت سوم ۳۲/۱۲/-

نامعلوم الاسم ۷/-/- ، جناب رحیم داد خانصاحب ۱/-/- ، حاجی نور محمد صاحب ۷/-/- ، آغا سعادت علی خانصاحب ۲/-/- ، میاں صابر حسین صاحب ۲/-/- ، جناب نیاز احمد خانصاحب ۲/-/-

جناب اصغر علی شاہ صاحب ۲/-/- ، جناب محمد زمان خانصاحب ۱/-/- ، جناب محمد حسین خانصاحب ۲/-/-

چوہدری غلام قادر صاحب -/۳/۱ • چوہدری سلطان علی صاحب -/-/۴ •

بذریعہ نعیم محمد لطیف جماعت خصوصیہ اولیٰ -/۸/۸

چوہدری غلام قادر صاحب -/۸/۱ • سید احمد حسن شاہ صاحب -/۸/- • سید رحمت علی شاہ صاحب -/۸/- • جناب منشی خان صاحب -/۸/۱ • ماسٹر رحمت محمد صاحب -/-/۱ • جناب سردار خان صاحب -/۸/۱ • سید محمد اکرم صاحب -/۸/۱ • سید محمد شفیع صاحب -/۸/- • سید محمد شریف شاہ صاحب -/۸/۱ • سید گنج بخش صاحب -/۸/۱ •

بذریعہ مختار اللہ و سراج الدین جماعت ادنیٰ -/۴/۵

جناب محمد یسین و فضل صاحب -/-/۱ • جناب تاج دین صاحب -/۸/- • جناب شوکت علی صاحب -/۴/- • جناب محمد سراج الدین صاحب -/-/۱ • جناب شفیع محمد صاحب -/-/۱ • جناب خوشی محمد صاحب -/-/۱ • جناب عبدالغنی صاحب -/۸/- •

بذریعہ رشیدہ خوشی محمد جماعت چہارم -/۶/۲

جناب فضل الدین صاحب -/۴/- • جناب شفیع محمد صاحب -/۸/- • جناب خوشی محمد صاحب -/۲/- • جناب عزیز صاحب -/۸/- • جناب حمید صاحب -/۴/- • نامعلوم الاسم -/-/۱ •

بذریعہ ضرار احمد بخش جماعت سوم -/۷/۲

جناب عبداللطیف صاحب -/۳/- • محترمہ قمر زمان صاحبہ -/۴/- • قاری صاحب -/۳/- • جان محمد صاحب -/۴/- • مشتاق علی صاحب -/۱/- • نذیر احمد صاحب -/-/۱ • محترمہ والدہ صاحبہ ضرار -/-/۱ •

بذریعہ حشمت عبدالعزیز جماعت ادنیٰ -/-/۱ جناب عبدالعزیز صاحب -/-/۱ •

بذریعہ حلیمہ عبدالغنی جماعت چہارم -/-/۴ میاں عبدالغنی صاحب -/-/۴ •

بذریعہ آمنہ عبدالغنی جماعت دوم -/-/۴ میاں محمد اکبر صاحب -/-/۴ •

بذریعہ حمیدہ عبدالغنی جماعت چہارم -/-/۴ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب -/-/۴ •

بذریعہ سلیم رحمت اللہ جماعت چہارم -/-/۴

جناب عطا محمد صاحب -/-/۱ • چوہدری رحمت اللہ صاحب -/-/۱ • جناب خیر الدین صاحب -/-/۱ • ماسٹر الٰہی بخش صاحب -/-/۱

بذریعہ نذیر فرزند علی جماعت اعلیٰ -/-/۱ محترمہ بیگم صاحبہ فرزند علی صاحب -/-/۱ •

بذریعہ محمد یوسف عنایت اللہ درجہ سوم -/۴/-

بذریعہ امت الرسول درجہ اعلیٰ -/۴/-

بذریعہ محترمہ سرور جان صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات -/-/۱۴ جناب خالد منصور صاحب -/-/۵

جناب عبدالسلام صاحب ۱/۔/۔ و جناب اکرام الحق صاحب ۱/۔/۔ محترمہ کمالہ صاحبہ ۱/۔/۔ محترمہ اختر سلطانہ صاحبہ ۱/۔/۔
محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ ۱/۔/۔ و سید الطاف حسین صاحب ۱/۔/۔ و محترمہ بیگم صاحبہ اشفاق زین الدین صاحب ۳/۔/۔

بذریعہ سمیع عبدالغنی درجہ اعلیٰ ۴/۔/۔

جناب اشفاق احمد صاحب ۱/۔/۔ و جناب آفتاب محمد صاحب ۱/۔/۔ مسٹر عبدالکریم صاحب ۱/۔/۔ مسٹر عبدالغنی صاحب ۱/۔/۔

بذریعہ شفقت نذیر درجہ الصف السادس ۲۵/۔/۔

بذریعہ وحیدہ اختر بنت عبدالمجید درجہ رابع ۱۰/۔/۔

رانا غفر اللہ خانصاحب ۵/۔/۔ و چوہدری عزت علی صاحب ۵/۔/۔

بذریعہ رقیہ عبداللہ جماعت اولیٰ ۱/۔/۔ جناب عبداللہ صاحب ۱/۔/۔

بذریعہ سکینہ خوشی محمد جماعت ششم ۱۲/۔/۔

ماسٹر فضل محمد صاحب ۴/۔/۔ و جناب عاشق حسین صاحب ۴/۔/۔ و جناب امانت علی صاحب ۱/۔/۔ و جناب ولی محمد صاحب ۱/۔/۔
محترمہ مسز عزیز صاحبہ ۲/۔/۔

بذریعہ طلعت اختیار خان جماعت چہارم و رفعت طالع محمد خان جماعت پنجم ۱۴۸/۔/۔

نواب صاحب بہادر نواب محمد فرید خان صاحب والی ریاست امب ۵۰/۔/۔ نوابزادہ محمد سعید خانصاحب ولیعہد
ریاست امب ۱۰/۔/۔ محترمہ بیگم صاحبہ نواب صاحب والی ریاست امب ۵۰/۔/۔ خانبہادر رانا میجر طالع محمد
خانصاحب ۱۵/۔/۔ محترمہ بیگم صاحبہ رانا فرزند علی خانصاحب پشاور شہر ۵/۔/۔ محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری محمد اسلم
خانصاحب ۵/۔/۔ جناب سیف اللہ خالد صاحب ۱/۔/۔ محترمہ صالحہ پروین صاحبہ ۱/۔/۔ محترمہ
فریدہ صاحبہ ۱/۔/۔ محترمہ بیگم صاحبہ امیر حبیب اللہ خانصاحب ۱۰/۔/۔

بذریعہ محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات ۲۴/۔/۔

محترمہ سلمیٰ صاحبہ ۱/۔/۔ محترمہ بیگم صاحبہ یعقوب صاحب ٹھیکیدار سیالکوٹ ۱۰/۔/۔ جناب یعقوب صاحب ٹھیکیدار ۱۰/۔/۔
جناب یوسف اقبال صاحب ۵/۔/۔ محترمہ بیگم صاحبہ قاضی اسد صاحب ۲/۔/۔

بذریعہ محترمہ کلثوم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات ۱۰۷/۔/۔

محترمہ مسز آغا ابراہیم شاہ ۵/۔/۔ محترمہ مسز اکرم صاحبہ کراچی ۱۲/۔/۔ محترمہ مسز حاجی عبدالرحیم صاحبہ ۴/۔/۔
جناب السید نادر حسین شاہ صاحب ۲/۔/۔ جناب سیٹھ صادق علی صاحب ۵/۔/۔ محترمہ مسز حاجی عبدالکریم صاحبہ ۳۲/۔/۔
محترمہ مسز اکبر خانصاحب ۱/۔/۔ محترمہ مسز محمد شفیع صاحب ۱۲/۔/۔ محترمہ مسز نعمت اللہ صاحب ۱/۔/۔ محترمہ مسز قریشی صاحبہ ۱/۔/۔
محترمہ طاہرہ خانم صاحبہ جماعت ششم ۱/۔/۔ محترمہ بیگم صاحبہ یعقوب صاحب ۶/۔/۔ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ ۱/۔/۔

بذریعہ رشیدہ عمر الدین درجہ مولوی -/-/۶۰

جناب اکرام الدین صاحب ہوشیار پور -/-/۶۰

بذریعہ محترمہ الطاف بیگم صاحبہ معلمہ مدرستہ البنات -/۱۲/۱۹۷

محترمہ بیگم صاحبہ سید محمد صاحب گارڈ -/-/۵ ، محترمہ بیگم صاحبہ محمد عبد اللطیف صاحب سشن جج -/-/۹ ، محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری عبد الرسول صاحب جالندھر -/-/۵ ، محترمہ بیگم صاحبہ میاں رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر -/-/۷ ، محترمہ بیگم صاحبہ عبد الرحمن صاحب -/-/۴ ، محترمہ بیگم صاحبہ مولوی عماد الدین صاحب -/-/۱ ، محترمہ السلام اختر صاحبہ معلمہ -/-/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ مہر عطا محمد صاحب -/-/۲ ، محترمہ بیگم صاحبہ غلام محمد صاحب -/-/۲ ، محترمہ بیگم صاحبہ غلام حسین صاحب -/-/۲ ، محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری احمد بخش صاحب -/-/۲ ، محترمہ بیگم صاحبہ پیرزادہ عبد الحمید صاحب -/-/۲ ، محترمہ بیگم صاحبہ سید ابرار احمد صاحب -/-/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ ماسٹر نذیر احمد صاحب بٹ -/-/۴ ، محترمہ بیگم صاحبہ علی شبیر صاحب -/-/۵ ، محترمہ بیگم صاحبہ محمد حسین صاحب -/-/۲ ، محترمہ بیگم صاحبہ شیخ احمد صاحب -/-/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ فتح محمد صاحب -/-/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ حسین بخش صاحب -/-/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ نذیر محمد خاں صاحب -/-/۲ ، محترمہ بیگم صاحبہ نیاز محمد صاحب -/-/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ حاجی عبد الغفور صاحب -/-/۲ ، محترمہ بیگم صاحبہ ملک محمد امین صاحب -/-/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ لعل حسین صاحب -/-/۲ ، محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر شرف الدین صاحب -/-/۱ ، خانصاحب حیات خاں ایکسائز انسپکٹر -/-/۲۷ ، محترمہ بیگم صاحبہ بشیر احمد صاحب ملک -/-/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ صفدر حسین صاحب -/-/۱ ، جناب صفدر حسین صاحب -/-/۱۰ ، محترمہ بیگم صاحبہ سردار محمد صاحب -/-/۱۰ ، محترمہ بیگم صاحبہ محمد دین صاحب -/-/۵ ، محترمہ بیگم صاحبہ لال محمد صاحب -/-/۴ ، محترمہ بیگم صاحبہ فتح محمد صاحب -/-/۱ ، محترمہ بیگم اشتیاق علی صاحب -/-/۲ ، محترمہ شوکت جہاں صاحبہ -/-/۵ ، جناب عبد الہادی خانصاحب -/-/۵ ، محترمہ بیگم صاحبہ محمد احمد خانصاحب -/-/۱ ، محترمہ بیگم چوہدری عبد الشکور صاحب -/-/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ رمضان صاحب -/۴/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ تاج الدین صاحب -/-/۲ ، محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر شیخ محمد اسلم صاحب -/-/۱ ، محترمہ بیگم صاحبہ بشارت حسین صاحب -/-/۴ ، محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ غلام قادر صاحب -/-/۴ ، محترمہ بیگم صاحبہ نواب الدین صاحب -/-/۱۰ ، محترمہ بیگم صاحبہ عمر الدین صاحب -/-/۱۰ ، جناب شیخ جمیل خانصاحب -/-/۴ ، محترمہ بیگم صاحبہ صوفی محمد علی صاحب -/-/۴ ، محترمہ بیگم صاحبہ خواجہ غلام محی الدین صاحب -/-/۳ ، محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ -/-/۳ ، محترمہ شاداں فرحاں صاحبہ -/۴/-

میزان : -/۲/۲۱۴۳
چندہ ماہانہ : -/۱۲/۸۴

میزان کل : -/۱۲/۲۲۲۷

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ اکتوبر ۴۵ء

نام	رقم
جناب ایس ایم چشتی نذیر چشتی صاحب کراچی	۳/-/-
پروفیسر محمد شریف صاحب میرٹھ	۱/-/-
ڈاکٹر کیپٹن غلام محمد صاحب جالندھر شہر	۱/-/-
خان بشیر الدین احمد خاں صاحب 〃	۱۲/-/-
مہر فاضل صاحب 〃	۱/۹/-
جناب آ۔ زید خاں صاحب گارڈ بھٹنڈہ	۱۰/-/-
جناب بھائی المخاطب عرف محمد عاقل صاحب دہلی	۱/-/-
محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ جام نگر	۲/-/-
محترمہ سلمہ بیگم صاحبہ کلکتہ	۵/-/-
محترمہ بیگم میاں عبد اللطیف صاحب سشن جج فیروزپور	۵/-/-
محترمہ حفیظہ صاحبہ (دہلوی)	۲/-/-
ایک محترمہ	۱/-/-
خانبہادر خورشید محمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر جالندھر (بتقریب شادی برادرزادہ خود)	۱۰۰/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ جہانگیر برائے حل طالبات	۲/-/-
جناب محمد یعقوب صاحب ایڈوکیٹ لدھیانہ	۴/-/-
محترمہ مسز ایس۔ اے رحمٰن صاحب ایڈوکیٹ بہاولنگر	۱۰/-/-

بذریعہ حکیم برقی صاحب

نام		رقم
شیخ جلال الدین صاحب قریشی	بمبئی	۵۱/-/-
شیخ نذیر احمد صاحب	〃	۲۵/-/-
جناب عبد المجید صاحب	〃	۵/-/-
جناب ایچ۔ ایچ شیخ صاحب	〃	۵/-/-
متفرق از مسجد گجری	〃	۶/۱/-
جناب محمد شفیع صاحب	〃	۱۰/-/-
جناب بھائی کانجی اے روڈ	〃	۵۱/-/-
جناب سیٹھ عثمان جوسب	〃	۱۵/-/-
جناب قادری صاحب	〃	۵/-/-

بمد زکوٰۃ وصدقات ماہ اکتوبر ۴۵ء

نام	رقم
حکیم محمد عبد العزیز صاحب کوٹ مومن	۵/-/-
محترمہ روشن اختر صاحبہ (مولوی عالم) لدھیانہ	۴۵/-/-
محترمہ النور النساء بیگم صاحبہ سرگودھا	۲۰/-/-
خان محمد اسلم خاں صاحب انیس برہ خانخیل	۵۰/-/-
جناب غلام دستگیر خاں صاحب دھوگڑی	۱/-/-
حاجی فیروز الدین صاحب بمبئی (بذریعہ برقی صاحب)	۱۰۰/-/-

بمد طائف فنڈ ماہ اکتوبر ۴۵ء

نام	رقم
خان محمد یوسف خاں صاحب نئی دہلی (ماہ ستمبر اکتوبر ۴۵ء)	۱۰/-/-
جناب ایم ایس فاروقی صاحب دسا تمام از اپریل ۴۵ء	۵/-/-

ملنے کا پتہ: منہاس برادرز۔ بازار شیخاں جالندھر شہر

قسط ۱

اسلام کا پہلا درس

مسلم مائیں بچوں کو سمجھائیں

(از جناب عبدالرحیم اشرف۔ ویروال افغاناں)

پیارے بچو! تم نے اسلام اور مسلمان کا نام کئی مرتبہ سنا ہوگا اور اگر تم سے کوئی سوال کرے کہ تم کون ہو اور تمھارا مذہب کیا ہے تو شاید تم نے کئی دفعہ یہ جواب بھی دیا ہو کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا پیارا مذہب ہے اسلام!

لیکن کیا تم نے کبھی غور کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آؤ آج تمھیں یہ بتایا جائے کہ اسلام کیا چیز ہے۔ آج کی ملاقات میں ہم تمھیں اسلام کا پہلا درس دینگے اور پھر ہر ملاقات میں اسلام کے دوسرے حصے بھی تمھیں بتائے جائیں گے تاکہ تم خود اسلام کو سمجھو اور پھر ساری دنیا کو اسلام کا پیغام دے سکو۔

سنو! اسلام نام ہے زندگی گزارنے کے اس طریقہ کا جسے تمہارے اور ساری مخلوق کے پیدا کرنے والے اللہ نے تمہارے لئے خود ہی تجویز فرمایا۔ جب سے اللہ پاک نے اس دنیا میں انسان کو پیدا کیا، اُسی وقت سے اس نے اسلام کو سکھلانے اور اس پر عمل کرکے دنیا کو دکھلانے کیلئے اپنے نیک و پاک اور ساری مخلوق کے خیرخواہ بندوں کو بھیجنا شروع کر دیا۔ ہر زمانہ اور ہر دور میں اسلام کو بتانے والے نیک بندے دنیا میں آتے رہے اور اپنے اپنے وقت اور حالات کے مطابق لوگوں کو زندگی گزارنے کا خدائی طریق بتلاتے رہے، یہاں تک کہ یہ سلسلہ ساری دنیا کے سردار اور تمام دنیا کے بڑے محسن خدا کے سب سے بڑے پیغمبر حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اس لئے ختم کر دیا گیا کہ اب دنیا کو کسی نئی تعلیم اور دوسرے تعلیم دینے والے کی ضرورت باقی نہ رہی کہ آپ نے جو پیغام خدا

کی طرف سے بندوں تک پہنچایا، وہ اتنا کامل اور مکمل تھا کہ انسان کی پوری
زندگی اور دنیا کے مختلف حالات میں جو واقعہ بھی کسی کے سامنے پیش
آئے اس کا پورا اور صحیح حل اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب ایک واضح قانون کی
شکل میں پیش کرتی ہے اور اسکے ساتھ خود حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے (جن پر ہمارے ماں باپ قربان ہوجائیں) اپنے عمل سے انسانی
زندگی کے سارے پہلوؤں کو اس طرح پیش کیا کہ دنیا کا کوئی انسان یہ
شکایت نہیں کر سکتا کہ میرے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی زندگی میں کوئی سبق، نمونہ اور طرز موجود نہیں ہے۔

پس آج اگر اسلام کو دیکھنا ہو تو اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب (قرآن مجید)
اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی کے واقعات
(سنت) اور فرمائے ہوئے ارشادات (حدیث) میں اس کی پوری شکل نظر
آجائیگی۔ ان دونوں چیزوں کو ملانے سے ہی اسلام صحیح طور پر معلوم ہو سکتا
ہے۔ اس اسلام کا پہلا سبق جو ہمارے آقا نے ہمیں دیا اور ہمارے خدا
نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ

اے انسانو! تم اپنے رب کی بندگی کرو جس نے تمھیں پیدا کیا
اور تم سے پہلے تمہارے بڑوں کو بھی اسی نے پیدا کیا۔ (یَا اَیُّھَا النَّاسُ
اعْبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ)۔

اللہ پاک کے اس حکم سے معلوم ہوا کہ ہم سب اور اس دنیا کی تما
چیزیں خود بخود پیدا نہیں ہوگئیں، اور اگر اللہ تعالیٰ یہ بیان نہ بھی فرما
تو بالکل واضح ہے کہ کوئی چیز کبھی بھی خود بخود نہیں بن جایا کرتی۔ تم ذرا
اپنی طرف غور کرو! تمھارے بدن پر جو قمیص پہنی ہوئی ہے، اگر کوئی بڑے
سے بڑا آدمی یا تمہارے سکول کا ماسٹر اور منشی یہ کہے کہ قمیص کا کپڑا کسی جولاہے
نے نہیں بنایا، بلکہ خود ہی بنا گیا، کسی درزی نے اسے نہیں کاٹا اور کسی مشین
سے یہ نہیں سیا گیا، تو تم فوراً کہہ اٹھو گے کہ یہ شخص بالکل غلط کہتا ہے۔ اس

قمیص کے بازو، اس کی گردن، اس کی کمر، اس کی سلائی صاف بتلا رہی ہے کہ اس کو بہرحال کسی نے کاٹا، بنا اور سیا ہے۔ بالکل اسی طرح سمجھ لو کہ اس دنیا کی ہر چیز کا بنانے والا کوئی ضرور ہے اور یہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ اس ساری دنیا کے بنانے والا ایک ہی ہے، دو نہیں ہو سکتے۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ سورج اپنے پورے وقت پر باقاعدگی کے ساتھ دنیا کو روشن کرتا ہے۔ چاند اپنی مقررہ تاریخوں میں چھوٹا اور بڑا ہوتا ہے۔ موسم ہر سال اپنے انداز سے بدلتے ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ابھی رات کا کچھ حصہ باقی ہو اور سورج نکل آئے۔ اسی طرح یہ بات بھی دیکھی نہیں گئی کہ دن ابھی کچھ باقی ہو اور رات آجائے، تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں کسی ایک مالک کی ملک، کسی ایک بادشاہ کی وفادار رعیت، کسی ایک پیدا کرنے والے کے حکم کی تابعدار اور کسی ایک حفاظت اور نگرانی کرنے والے منتظم کی ماتحت ہیں، جو کبھی ایک دوسری کے ساتھ مقابلہ کرکے غالب آنے کی کوشش نہیں کرتیں۔

ان ساری باتوں سے معلوم ہوا کہ تمھارا اور اس دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا ضرور ہے اور وہ ہے بھی ایک، جس کا حکم ہر چھوٹی اور بڑی چیز پر ہر وقت جاری ہے۔ کوئی شے اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرنے پاتی۔ اس بات کا اثر تم پر کیا ہے اور تم کس طرح اپنے پیدا کرنے والے کے حکم کو اپنی مرضی کے بغیر بھی مانتے ہو؟ اس کا ذکر ہم تمھیں اگلی ملاقات میں سنائیں گے۔ خدا سے دعا کرو کہ ہمیں وہ پھر صحت و خوشی کے ساتھ بلائے۔ آمین ❖

خطبۂ صدارت

(محترمہ مکرمہ ملکہ زمانی خانم صاحبہ، عقیلہ نبیلہ
جناب خان فضل محمد خان صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج جالندھر)

میری عزیز بہنو! اور بیٹیو! سب سے پہلے میں خدائے رحمن و رحیم کی حمد و ثنا کرتی ہوں۔ اور اس رب العالمین کا شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے انسان کو [illegible] سے سرفراز فرمایا۔ اسکے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتی ہوں جن پر خود خدائے ذوالجلال والاکرام [illegible] کے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اسکے بعد منتظمین و منتظمات مدرسۃ البنات کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے از راہ کرم مجھے اس جلسہ کی صدارت کیلئے دعوت دی۔ میں جانتی ہوں کہ میں اس علمی جلسہ کی صدارت کے قابل نہیں ہوں لیکن آپ سب بہنوں کی محبت کی کشش مجھے بہت دور سے کھینچ کر یہاں لے آئی۔ اور میں نے آپ سے ملنے کی خوشی حاصل کرنے کیلئے اس موقع کو ایک نعمت غیر مترقبہ جانا اور آپکی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ اس کے علاوہ اس مدرسہ کی خدمت بھی ہمارا سب کا فریضہ ہے۔

چند سال ہوئے میری ایک بہن اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہی تھیں۔ اس زمانے میں میری خوش قسمتی سے مجھے اس مدرسہ کو دیکھنے کا موقعہ ملا تھا۔ اس وقت سے لیکر اب تک جو ترقی اس مدرسہ نے کی ہے اس سے مجھے بہت حیرت ہو رہی ہے۔ اسکے ساتھ ہی یہ خیال آتا ہے کہ جنگ کی وجہ سے بیشمار دقتوں کا سامنا کارکنان مدرسہ کو کرنا پڑا ہوگا۔ تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ میں کارکنان مدرسہ خصوصاً مولوی عبدالحق عباس صاحب اور ان کے خاندان کے جملہ افراد اور ان کے جملہ عزیزان اور احباب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جن کی پرخلوص محنت اور کوشش اس قدر بار آور ہوئی۔ اور جنکے ایثار کی مثال دنیا میں کم ملتی ہے۔ انکی کامیابی کا راز کارکنان مدرسہ کا خلوص اور ایثار ہے۔

میری عزیز بہنو! اور بیٹیو! میں نے شروع میں خدا تعالےٰ کی نعمتوں کا شکر ادا

کرنے کی عزت حاصل کی۔ ان نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہم مسلمانوں کے لیے مدرسۃ البنات ہے۔ اس نعمت کا شکر ہم جسقدر ادا کریں کم ہے۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت عجیب ہے۔ اور اسکی بندہ نوازی کے طریقے عجیب ہیں۔ جس طرح ایک ذرا سے چشمے ایک بہت بڑا دریا بن جاتا ہے اور ایک جہان کو سیراب کرتا ہے۔ اسی طرح مولوی عبدالعلی صاحب کے دل کے خلوص اور ان کے جذبہ ایثار کا نتیجہ صرف چند سال میں مدرسۃ البنات جیسا عظیم ادارہ بن گیا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی موجودہ پستی کی حالت میں اس قسم کے تعلیمی ادارہ بنانا تو کجا اس کے لیے ہم سوچ بھی نہ سکتے تھے۔ یہ مولوی صاحب کے خلوص اور ایثار کا معجزہ ہے۔

میں اب پھر اس حلم حقیقی کی نعمتوں کا ذکر کرنے کی مسرت حاصل کرتی ہوں۔ وہ رب کریم جو نعمتیں بخشتا ہے۔ ان میں تعلیم بھی ایک بڑی نعمت ہے۔ خدا تعالےٰ اپنے کلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و بارک وسلم کے ذریعہ ہم گنہگاروں کی تعلیم دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو تم کو اور زیادہ نعمتیں دونگا۔ اور یہ فرماتا ہے کہ اگر تم نعمتوں کو گننے لگوگے تو شمار نہیں کر سکوگے۔ میں تو آج صرف ایک نعمت کا ذکر کر رہی ہوں۔ جو اللہ تعالےٰ نے ہم جالندھر کے مسلمانوں کو عطا فرمائی ہے۔ یعنی مدرسۃ البنات میں اب اپنی بہنوں سے اور انکے ذریعہ اپنے بھائیوں سے دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ سب اس نعمت کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ اگر آپ نے خدا تعالےٰ کی کسی نعمت کا شکر ادا کرتی ہوں تو یہ ہرگز کافی نہیں۔ اس نعمت کا شکر صرف ایک ہی طرح ادا ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ ہماری قوم اس مدرسہ کی اتنی امداد کرے کہ مدرسہ کے دوامی قیام و بقا کے لئے مستقل آمدنی کی صورت پیدا ہو جائے۔ اور جیسا قائد اعظم محمد علی جناح صاحب نے فرمایا تھا۔ یہ مدرسہ مزید ترقی کرکے ایک یونیورسٹی بن جائے۔ مجھے اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ یہ کہ ہماری قوم کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ اب قوم کے اکثر افراد کو لڑکیوں اور لڑکوں کی تعلیم کی ضرورت کا پورا احساس ہے۔ اور قوم کی پستی بھی اب سب کو معلوم ہے۔ زیادہ ضرورت اب اس بات کی ہے۔ کہ پستی

کے گڑھے سے نکلکر کامیابی کی بلندیوں پر پہنچنے کے لئے عملی کوشش کی جائے بغیر محنت اور کوشش کے قوم کی ترقی ناممکن ہے۔ لیکن یہ محنت اور کوشش اگر قوم کے چند افراد کریں تو ترقی تو ہوگی لیکن بہت محدود۔ ساری قوم کی ترقی ساری قوم کی کوشش سے ہوسکتی ہے۔ کوئی قومی کام ہو پوری قوم کی کوشش سے ہوسکتا ہے۔ ورنہ ادھورا رہیگا۔

جالندھر کے مسلمانوں پر خدا کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ان کو اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس توفیق کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ تعلیم ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے قومیں ترقی کرسکتی ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ جالندھر کے مسلمان ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہیں۔ لیکن ابھی تک ابتدائی منزلیں ہی طے کر رہے ہیں۔ اور ان کی ترقی کی رفتار بہت سست ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ صرف یہی وجہ ہے جو میں اوپر بیان کرچکا ہوں یعنی یہ کہ قوم کے چند افراد جنکو قوم کا درد ہے۔ کوشش کر رہے ہیں۔ ساری قوم ان کے ساتھ نہیں ہے۔ قوم کے جملہ افراد کو چاہئے۔ کہ انکا ہاتھ بٹائیں۔ عملی کام سے امداد دے سکتے ہیں۔ روپیہ سے امداد دے سکتے ہیں۔ بہرحال ہر ایک کا فریضہ ہے کہ کچھ نہ کچھ قوم کے لئے کریں۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کا ہر ایک قومی کام جہاد فی سبیل اللہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس زمانہ کی زندگی بہت پیچیدہ مسئلہ بن گئی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں کش مکش ہے۔ اور یہ کشمکش قوموں کی موت اور زندگی کا سوال ہے۔ اب یہ نہیں ہوسکتا کہ قوم کا ایک فرد بھی ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا رہے۔

جو جنگ ابھی ختم ہوئی ہے۔ اسکی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جو قومیں جنگ میں شریک ہوئیں۔ ان کے مرد۔ عورتیں اور بچے سب جنگ کے کام میں امداد دے رہے تھے۔ ہر قوم کے جملہ افراد کام کر رہے تھے۔ اسی طرح جنگ میں کامیابی حاصل کی گئی قوم کی ترقی بھی ایک جنگ ہے۔ اس میں کامیابی بھی تبھی حاصل ہوسکتی ہے جب قوم کے جملہ افراد خلوص سے کام کریں۔ ہماری ہمسایہ قوموں کی مثال ہمارے

ہمارے سامنے ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ دوسری قومیں مسلمانوں سے سبق حاصل کرتی
تھیں۔ افسوس کہ کبھی ہم سے دوسری قوموں نے سبق حاصل کرتی تھیں۔ افسوس کہ
اب ہمیں دوسری قوموں سے سبق حاصل کرنا پڑ رہا ہے۔ میں نے اس سے پہلے جالندھر
کے [illegible] خداتعالیٰ کے بڑے احسان کا ذکر کیا ہے۔ یہ خدائے رحمٰن کی بڑی
نعمت ہے کہ ان کو اپنی درسگاہیں نصیب ہوئیں۔ ان نعمتوں کی اگر ہم قدر نہیں کرینگے
تو یہ نعمتیں ہم سے چھن جائینگی۔ ان نعمتوں کی قدر یہی ہے کہ ان درسگاہوں کو انتہائی
ترقی کی انتہاؤں پر پہنچایا جائے۔ مجھے جب کپورتھلہ کی سڑک پر جانیکا اتفاق ہوتا ہے
تو سڑک کی دونوں طرف دیکھ کر میرے دل میں بہت سے خیالات اور جذبات اور
امیدیں موجزن ہو جاتی ہیں۔ دونوں طرف اسلامی درسگاہوں کی حاصل کردہ اراضی
ہے۔ میں اس اراضی کو دیکھ کر بارگاہ رب کریم میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ قادر مطلق
وہ دن جلد لائے جب یہ دونوں درسگاہیں یعنی ایک طرف مدرستہ البنات اور دوسری
طرف اسلامیہ کالج ترقی کر کے اور دونوں ملکر ایک عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی
بن جائے جس میں ہمارے لڑکے اور لڑکیاں اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ اخلاق حاصل کر کے
نکلیں اور قوم کی تقویت کا باعث ہوں۔

اب میں کچھ عملی تجویزیں پیش کرتی ہوں۔ سب سے پہلے میں آپ بہنوں کے ذریعہ اپنی
قوم کی بزرگ ہستیوں سے یہ استدعا کرتی ہوں۔ کہ ایک وفد تیار کر کے جملہ مسلم
ریاستوں میں اور مسلم مخیر اصحاب توفیق کی خدمت میں لیجائیں۔ اور جالندھر کی اسلامی
یونیورسٹی کے لئے چندہ فراہم کریں۔ اس کے علاوہ ابھی سے دوراندیشی سے کام
لیکر آئندہ کے لئے مناسب مقامی انتظامات کریں۔ اور آنے والی مشکلات پر قابو
پانے کیلئے ابھی سے احتیاطی تدابیر اختیار کریں۔ میری دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ
حاضرات جلسہ میں سے ہر ایک بہن اور بیٹی انفرادی طور پر ہر روز یا ہر ہفتے قوم کے
لئے کچھ نہ کچھ کریں۔ مثلاً یہ کہ ہر گھر میں مدرستہ البنات کا ایک مقفل بکس رہے
اسمیں ایک چھوٹا سا سوراخ نقدی ڈالنے کیلئے ہو۔ اسمیں ہر روز یا ہر ہفتے کچھ نہ
کچھ فی سبیل اللہ ڈالتے رہیں۔ قطرہ قطرہ دریا ہو جاتا ہے۔ ہر ایک سال کے بعد

دیکھیں کہ ان بکسوں کے ذریعہ کیا آمدنی ہوتی ہے۔ قوم کے افراد سے پوری امید ہے
کہ ایک معتدبہ رقم مدرسۃ البنات کو اس طرح حاصل ہو جائے گی۔ اسکا بہت بڑا فائدہ
یہ ہوگا کہ مدرسۃ البنات کے مقاصد ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہیں گے۔ اگر اس سال
مدرسۃ البنات کی طرف سے تجربہ کے طور پر کم از کم ایک سو مقفل بکس مختلف گھروں میں
بھجوا دیئے جائیں۔ اور آئندہ سالانہ جلسہ پر کھلوائے جائیں تو کافی آمدنی ہو جائیگی توقع
ہے۔

اسکے علاوہ میں ایک اور تجویز پیش کرتی ہوں۔ وہ یہ کہ مدرسۃ البنات کی طالبات
کی بنائی ہوئی مختلف اشیاء سالانہ جلسہ پر فروخت کی جائیں۔ جو بہنیں ثواب کی خاطر
زیادہ سے زیادہ قیمت ادا کریں صرف ان ہی کے پاس یہ اشیاء فروخت کی جائیں
جو بہنیں یہ چیزیں خرید کر لے جائیں۔ وہ فخر اور خوشی سے ان چیزوں کو استعمال کریں
اور دوسری بہنوں کو اس طرح خریدی ہوئی اشیاء کے استعمال کا شوق دلائیں۔
آخر میں اس علیم و حکیم سے دعا کرتی ہوں کہ مدرسۃ البنات کو ہر لحظہ ترقی نصیب ہو
تاکہ قائداعظم کی امید جلد پوری ہو اور مدرسۃ البنات نسوانی یونیورسٹی بن جائے۔ آمین۔

ایک عام تنبیہ

آتے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے۔ کہ بعض
مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اسکے لئے
چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں۔ اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے
دیتے ہیں۔ کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے۔ اسلئے ہم اشتباہ کو دور کرنے
کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی
کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اسکے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جوابدہ
ہے

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

بچھڑی ہوئی

(عزیزہ روشن اختر - لاہور)

میں اس دفعہ جلسہ پر آنے کے لئے پوری تیاری کر چکی تھی۔ مگر افسوس ٹکٹ نہ ملنے کی وجہ سے سٹیشن پر سے واپس جانا پڑا۔ چونکہ دیوالی تھی۔ لوگ امرتسر جا رہے تھے۔ اسلئے دوسری گاڑی میں بھی جگہ ملنے کی امید نہ تھی بھیڑ زیادہ سے زیادہ ہوتی جا رہی تھی۔ میں نے آپکے حکم کے موافق ایک تقریر بھی لکھی تھی۔ مگر افسوس وہ ارادہ بھی پورا نہ ہو سکا۔ اب میں وہی تقریر کچھ کاٹ کر آپ کو روانہ کر رہی ہوں۔ بجائے مہربانی اسے مسلہ میں چھپوا دیں۔

محترمات سب سے پہلے میں آپ سے اپنا تعارف کراتی ہوں۔ میں گذشتہ چند سالوں میں اس سکول کی متعلمہ تھی۔ مگر اب میں اس بچہ کی مانند ہوں جسکو ماں کی گود سے چھڑا لیا گیا ہو۔ اور وہ اس پر روتا چیختا چلاتا ہو۔ مجھے اس مدرسہ سے بچھڑے ہوئے تقریباً چار سال ہو گئے ہیں۔ مگر ابھی تک میرے دل میں یہی حسرت ہے کہ کاش میں ایک دفعہ پھر یہاں آ جاؤں۔ بچوا شروع شروع میں تو میری یہ حالت تھی۔ کہ کوئی دن ایسا نہ جاتا تھا کہ خواب میں اپنے پیارے مدرسہ کو نہ دیکھتی تھی۔ لیکن جب صبح کو اٹھکر اپنے آپ کو مدرسہ سے دور پاتی تو دل کو ایک دھکا سا لگتا کہاں! وہ صبح صبح نماز کی گھنٹی پر چونک کر اٹھنا۔ مانیٹرس کا سب لڑکیوں کو جگاتے پھرنا۔ جب پمپ کے پاس جاتا تو وہاں پھر گھما گھمی کا نظارہ ہوتا ایک لڑکی کھڑی وضو کر رہی ہے۔ اور پانچ لڑکیاں کر رہی ہیں۔ جب وہ چار پانچ وضو کر چکیں۔ تو ان میں سے ایک لڑکی وضو کرنے لگ جاتی اور انکی جگہ پانچ چھ اور آ بیٹھیں۔ ان میں سے ہر ایک لڑکی جلدی کرتی تاکہ جماعت نماز سے پیچھے نہ رہ جائے۔ جب تمام لڑکیاں صفوں پر اکٹھی ہو جائیں۔ تو ایک لڑکی وضو کرنے لگ جاتی اور انکی جگہ پانچ چھ اور آ بیٹھیں۔ ان میں سے ہر ایک لڑکی جلدی کرتی تاکہ جماعت نماز سے پیچھے نہ رہ جائے،

جب تمام لڑکیاں صفوں پر اکٹھی ہو جائیں تو ایک لڑکی نہایت خوش الحانی سے نماز پڑھاتی۔ نماز پڑھ چکنے کے بعد تمام لڑکیاں اپنے اپنے کمروں میں چلی جاتیں۔ وہاں جا کر تھوڑی تلاوت قرآن پاک کی کرتی پھر اپنے کمروں کو صاف کیا جھاڑو دیا بستر صاف کر کے بچھایا کپڑے تبدیل کئے بستہ ٹھیک کیا۔ اتنے میں ناشتہ کی گھنٹی بج جاتی گھنٹی کی آواز سنتے ساتھ ہی تمام لڑکیاں میانہ روی کے ساتھ چل کر میزوں کے پاس بیٹھ جاتیں اور ناشتہ کر کے آہستگی سے اٹھ جاتیں اتنے میں سکول کی گھنٹی بج جاتی جس سے لڑکیاں جوق در جوق صحن میں اکٹھی ہونی شروع ہو جاتیں۔ ایکا صحن بھرپور ہو جاتا ہے اور طالبات نہایت دلکش آواز میں حمد باری تعالےٰ میں مصروف ہو جاتیں۔ حمد کے بعد بستہ بغلوں میں دبا اپنی اپنی جماعتوں میں چلی جاتیں۔ جماعتوں میں جانے اور اپنی کلاس کی لڑکیوں سے ملنے کی اسقدر خوشی ہوتی جو شاید سگی بہنوں کے ملنے سے بھی نہ ہو۔ وہ مجھ سے اور میں ان سے اسطرح ملتی جیسے برسوں سے بچھڑی ہوئی ہیں۔ عزیز بہنو! میں اسکے علاوہ گورنمنٹ سکولوں میں بھی تعلیم پا چکی ہوں لیکن وہاں کبھی اپنی کلاس یا سکول کی لڑکیوں سے ملنے کی اسقدر خوشی نہ ہوتی تھی۔ وہاں کبھی دلوں میں یہ خلوص نہ پیدا ہوا تھا۔ اس موقعہ پر مجھے ایک بات یاد آ گئی۔ ایک دفعہ ہمارے گھر میری چھوٹی بہن کی سہیلی جو کہ زنانہ کالج میں تعلیم پاتی تھی آئی ہوئی تھی۔ باتوں باتوں میں میں نے ذکر کیا کہ آپکی مدرسہ کی لڑکی یہاں آئی ہوئی ہے۔ اور آپ سے ملنا چاہتی ہے میں ایکدم بیقرار ہو گئی۔ وہ کہاں ٹھہری ہے کب آئی ہے۔ کب ملنے کو کہتی تھی وہ کہنے لگی کہ آپ تو بہت زیادہ بے چین ہو گئی ہیں کیا آپ کی بہن ہے میں نے کہا نہیں کہنے لگی کیا کلاس فیلو ہے میں نے کہا نہیں۔ کیا کمرے کی لڑکی ہے۔ میں نے کہا نہیں تعجب سے بولی پھر میں نے کہا وہ میرے مدرسہ کی لڑکی ہے۔ وہ مدرسہ جس کی مجھے ایک ایک طالبہ پیاری ہے۔ جہاں کی معلمات مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ جہاں کی ناظرات دل میں بستی ہیں۔ جہاں کی مائیاں کبھی نہیں بھولتیں۔ وہ مدرسہ ہے جس نے مسلم کو مسلم سے محبت کرنا سکھایا ہے۔ یہ وہ مدرسہ ہے جس نے اخوت کو ہماری رگ و جاں میں دھنسا دیا ہے، جہاں کی در و دیوار تک مجھے پیاری ہے یہ سنکر وہ میری بہن کا منہ تکنے

لگی اور آہستہ سے کہا۔ شاید یہ یہاں کی تعلیم کا اثر ہے۔

میری عزیز بہنو! مجھے کوئی اس سکول سے پروپیگنڈا کرنے کی تنخواہ نہیں ملتی۔ یا میری بانی مدرسہ سے رشتہ داری ہے یا کسی اور قسم کی سکول سے نسبت نہیں۔ صرف اس مدرسہ کی خوبیوں نے اس کی صفات نے اس کے عملوں نے مجھے اپنا والا شیدا بنا لیا ہے۔ میں اس کی تربیت کا کچھ نمونہ آپ کو بتا چکی ہوں کہ کس طرح یہاں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے سے سلوک و ہمدردی کرنے کی تلقین کی جاتی ہے اس پابندی سے پانچ وقت کی نماز پڑھائی جاتی ہے۔ کس طریقہ سے ان کو کمرے کا بستروں کا کپڑوں کا برتنوں کا صاف رکھنا سکھایا ہے۔ پھر جسمانی صفائی کا روزانہ ملاحظہ ہوتا ہے۔ دانت گندے نہ ہوں سر گندا نہ ہو ناخن گندے یا بڑھے ہوئے نہ ہوں۔ کھانے اور پینے میں بھی تہذیب کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ چیخ چیخ کر بولنا زیادہ قہقہے لگانا۔ بیہودہ بولنا۔ بات کو جا بجا کر کہنا تو بجائے خود ہر بات کا ناظرہ جائزہ لیتی رہتی ہے۔ اور سب سے بڑی خوبی اس تعلیم کی یہ ہے کہ یہاں کی طالبات خدا کے فضل سے اسلام کو پوری طرح اور صحیح معنوں میں جانتی ہیں۔ وہ قرآن پاک کو صرف طوطے کی طرح رٹتی نہیں بلکہ اس کے معنے جانتی اور اس پر عمل کرنا سیکھتی ہیں۔ انہیں تمام حدیثیں ازبر ہوتی ہیں۔ وہ اسلام کی پوری سوانح عمری سے واقف ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ انگریزی میں اردو میں سلائی میں دھلائی میں کھانے پکانے میں دوسرے کسی سکول سے پیچھے نہیں۔ اب ہمارے سکول کی چھوٹی سی لڑکی سے بھی کوئی مسئلہ پوچھا جائے۔ تو وہ آپ کو ٹھیک ٹھیک جواب دے دیگی مگر برخلاف اس کے آپ کسی کالج کے لڑکے یا لڑکی سے صرف اتنا ہی پوچھیں۔ کہ خلفائے راشدین کون تھے۔ تو وہ بغلیں جھانکنے لگ جائینگے چاہے وہ بی۔ اے یا ایم اے میں کیوں نہ پڑھتے ہوں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ان باتوں کو جاننے کے باوجود بھی اکثر والدین اپنے بچوں کو گورنمنٹ سکولوں میں تعلیم دینا فخر سمجھتے ہیں

عزیز بہنو! و محترم مائیو! حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو والدین اپنی اولاد کو مذہبی اور نیک تعلیم دیتے ہیں۔ وہ ہمیشہ کیلئے اسکے ثواب کے حقدار ہو جاتے ہیں۔ یعنی

زندگی بھر اولاد جو بھی نیک کام کریگی۔ والدین کو بھی اس نیکی کا ثواب پہنچے گا۔ اس
سے میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنی اولاد کو بالکل ہی درویش بنا کر چھوڑ دیں۔ بلکہ یہ
عرض کرتی ہوں۔ کہ بچپن میں ہی انہیں گورنمنٹ یا کرسچن سکولوں میں بھیجکر مذہب سے
بالکل بیگانہ لاپرواہ نہ بنا دیں۔ شروع میں بچوں کو ہمیشہ مذہبی تعلیم دینا چاہئے
تاکہ انہیں پتہ لگ جائے کہ اسلام کیا ہے ایمان کیا چیز ہے۔ ایک مسلمان کے کیا
فرائض ہیں۔ انہیں بچپن میں نماز کی عادت ڈالئے۔ ایک دفعہ اسلام کو انکی رگ جان
میں سمو دیا پھر چاہے آپ انہیں بی اے تک تعلیم دلائیں۔ ایم اے تک پڑھائیں
انگریزی سکھائیں اردو پڑھائیں فارسی رٹائیں۔ غرضیکہ دنیا بھر کے علوم پڑھائیں
پھر دنیا کی کوئی طاقت انہیں متزلزل نہیں کر سکتی۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ ضرور ہی
مدرسہ کے ذریعہ مذہبی تعلیم دلائیں۔ اگر آپ کو اللہ تعالےٰ نے توفیق دی ہے۔ تو
کسی اچھے معلم یا معلمہ کو گھر پر ابتدائی تعلیم بھی دیں۔ تاکہ اس میں آپ کی بھلائی
بھی ہو اور آپکی سعادت بھی ہو اور آپ کی اولاد کی بھی۔ محترم ماؤ و عزیز بہنو!
اس کے علاوہ مجھے آپ سے کچھ عرض کرنا ہے۔ وہ آپکی نماز سے لاپرواہی ہے
شاید آپ اسکو ایک معمولی سا فرض سمجھی ہوئی ہیں۔ محترمات یہ وہ نماز ہے۔ جس کا
باری تعالےٰ نے ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں سینکڑوں دفعہ حکم دیا ہے۔ جس کو
ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔ جس کے ترک کرنے پر اماموں نے قتل کرنے تک کا فتویٰ
لگایا ہوا ہے۔ اس نماز کو آپ اس آسانی سے چھوڑ دیتی ہیں۔ بہنوں آپ اپنی طرف
ہی دیکھیں۔ اگر آپ اپنے نوکر یا اپنی اولاد کو کہو کہ مجھے پانی پلادو پھر کہو کہ پانی
پلادو دوبارہ بولو کہ پانی پلادو۔ دس بارہ دفعہ کہنے پر بھی اگر وہ آپ کو پانی نہ
پلائے تو بتلائیے۔ آپکو کتنا غصہ چڑھے گا۔ اور کیا کچھ نہ سزا دینگے۔ حالانکہ صرف
چند بار کہا ہے۔ اور اس بزرگ ہستی نے دو چار دفعہ نہیں۔ بلکہ سینکڑوں دفعہ اسکی
تاکید کی ہے۔ ہاں مجھے یاد آگیا ایک دفعہ ہمارے آقا جی یعنی بانی مدرسۃ البنات
نے نماز کے متعلق تقریر کرتے ہوئے بتلایا تھا۔ کہ نماز کیسے فرض ہوئی۔ اور یہ کہ وہ
اصل میں ایک تحفہ ہے فرمایا کہ جب خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج

کو آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اور تمام عالم بالا کی سیر کر چکے۔ اللہ تعالےٰ یعنی اپنے خلیل سے راز و نیاز کی باتیں کر کے رخصت ہونے کا ارادہ فرمایا کہ اے محمد چونکہ تو دیر سے گھر آیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں جاتے وقت ایک تحفہ دیتا ہوں یہ سنکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے کہ ایک معمولی بادشاہ یا وزیر کا تحفہ بھی خوشحال کر دیتا ہے۔ یہ تو بھلا بادشاہوں کا تحفہ ہے۔ مگر وہ امت کے غمخوار دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہے تھے کہ اے فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ وہ چیز عطا کر جو صرف میرے لئے نہ ہو میری امت کے لئے بھی اتنی ہی نفع رساں ہو جتنی کہ میرے لئے۔ اے خدا میرے بعد انہیں کون تیری طرف بلائیگا۔ کون اعمال قبیحہ سے روکے گا وہ مستجاب الدعوات جو کہ دلوں کی باتیں جاننے والا ہے۔ اس دعا کو دامن قبولیت میں پناہ دے رہا تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ اے محمد میں آج سے تیری امت پر نماز کو فرض کرتا ہوں۔ جو کہ ان صفات کی حامل ہے۔ تنهىٰ عن الفحشاء والمنكر (یعنی روکنے والی بے حیائی کی باتوں سے اور برے کاموں سے) اور اسکے علاوہ اسکے پڑھنے کا ثواب میرے ذمہ ہے۔ یہ سنکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش ہوئے کیونکہ ان کا یہ شکوہ رہ گیا کہ میرے بعد کون میری امت کو سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین کریگا۔ سو اے بہنوں یہ نماز کی صفت ہے۔ اور اس پر میرا ایمان ہے۔ کہ صدق دل سے پنجگانہ نماز پڑھنے والا کبھی تکرار گناہ کا موجب نہیں ہوگا یعنی اگر ایک دفعہ اس سے کوئی گناہ ہو گیا ہے۔ تو دوبارہ کبھی نہ کرے گا۔ بلکہ فوراً تائب ہو کر آئندہ اجتناب کریگا۔ یہ سب ترک نماز کا نتیجہ ہے۔ کہ ایک شخص اگر آج شراب پیتا ہے۔ تو مرتے دم تک اسکو نہیں چھوڑ سکتا۔ محترم بہنو! نماز سے منہ موڑنا گویا خداوند رحیم کریم کے تحفہ کو رد کرنا ہے۔ وہ تحفہ جو کہ ہمارے پیغمبر نے دعائیں مانگ مانگ کر لیا ہے۔ یاد رکھئے نماز ہی ہمیشہ آپ کو اور آپکی اولاد کو دین و دنیا میں کامیاب بنائے گی۔

روشن اختر مولوی عالم

ہندوستان کا مستقبل

(از محترمہ مسز نعیم۔ راجپورہ)

اگر رہنمایان قوم ہندوستان کا مستقبل خوشگوار بنانا چاہتے ہیں۔ تو انہیں چاہئے کہ اپنی بہو بیٹیوں کو اعلیٰ مذہبی تعلیم دلوائیں۔ کیونکہ قوم کا بنانا یا بگاڑنا عورت کے ہاتھ میں ہے۔ اسکی صحبت میں نونہال قوم پرورش پاتے ہیں۔ اگر وہ خود ہی صحیح راہ پر گامزن نہ ہوگی۔ تو دوسروں کی رہنمائی کیا کر سکتی ہے مثل مشہور ہے کہ پنگوڑے کو ہلانے والا ہاتھ دنیا پر حکومت کرتا ہے یعنی پنگوڑے کا اشارہ بچہ کی طرف اور اسکا ہلانے والا ہاتھ ماں کی طرف ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دست شفقت سے بچے کی تربیت و عادات و اطوار کو سنواتی ہے۔ باپ کا اسمیں بہت کم حصہ ہوتا ہے۔ جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ تلاش معاش میں ہر وقت سرگرداں رہتا ہے جسکی وجہ سے وہ بچے کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکتا۔

اس کے برعکس ماں کا ہر وقت کا ساتھ ہے۔ بچہ کا پہلا اسکول ہی ماں کی گود ہے۔ اگر وہ اسکو اچھی طرح تربیت دیتی ہے۔ تو وہ درخشاں ستارہ کی مانند اپنی ضیا سے عالم کو منور کر دیتا ہے۔ اگر اس کے برعکس ماں جاہل ہے۔ توکسی طرح اولاد کی صحیح پرورش نہیں کر سکتی۔ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے بجائے خود ہی تنزل کے عمق غار میں گر جاتا ہے۔ بلکہ اپنے ساتھ کئی آنے والی نسلوں کو بھی برباد کر دیتا ہے۔"

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کا مستقبل کس قدر افضل ہے کیونکہ ایک عورت پہلے ماں کی حیثیت سے مرد کی دستگیری کرتی ہے۔ پھر بیوی کی حیثیت سے مرد کی رہنمائی کرتی ہے۔

قوم کا بگاڑنا یا سنوارنا اس کے ہاتھ ہے۔ اسکی پند و نصیحت قوم کے مستقبل کی تصویر کا شفاف آئینہ ہے۔ ہندوستان کی ترقی کا راز اسی فی صدی عورت کی

تعلیم میں مضمر ہے۔ یوں بھی مذہبی نقطہ نگاہ سے ماں کے پیروں تلے جنت ہے ایک دور اندیش ماں پہلے سے اپنے بچے کی طرف غور کرتی ہے بچے کے سامنے وہ ایک عالی نصب العین پیش کرتی ہے۔ بعدازاں وہ بچے کو اس نصب العین کا اہل بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ بعض مائیں ایسی بھی ہیں۔ جن کو بچوں کی پرورش کا مطلق خیال نہیں اور نہایت اطمینان سے انکی نگہداشت نرسوں کے سپرد کر دیتی ہیں۔ اس سے بچے ماں کی مامتا سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور ان میں حقیقی محبت کا جذبہ زائل ہو جاتا ہے۔ عموماً ہندوستانی مائیں اپنے بچے کو کبھی اپنے سے جدا نہیں کرتیں۔ ابتدا ہی سے ماں کا دست شفقت انہیں محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی محبت ان کو حب الوطنی خدا ترسی کے زریں اقوال کا پیرو بنا دیتی ہے۔

سرسید جیسی جلیل القدر اور محمد علی جناح جیسی مایۂ ناز ہستیوں کے بنانے اور سنوارنے میں ماؤں کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ ہندوستان کی زنانہ تعلیم و تربیت کا حلقہ بہت ہی محدود ہے۔ اگر اسکول و کالج وغیرہ ہیں۔ تو ان کا نصاب کچھ ایسا ہے۔ جہاں نہ لڑکیوں کو خانہ داری کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ ایک لائق اور سمجھدار اولاد پیدا کر سکیں۔ بلکہ انہیں تو صرف فیشن پرستی اور میوزک وغیرہ کی جانب توجہ دلائی جاتی ہے۔ تاکہ آئندہ چلکر سوسائٹی کی نگاہوں میں ہر دلعزیز ہوں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب عورتوں کی یہ حالت ہو گی تو آئندہ اقوام کا تو خدا ہی حافظ ہے۔

ہمیں چاہیئے کہ اپنی بچیوں کو مدرسۃ البنات ایسے اسکولوں میں تعلیم دلائیں تاکہ وہ علم دین سے بھی باخبر ہو سکیں۔ بلکہ یہی نہیں حقیقی معنوں میں بہترین بیویاں اور بہترین مائیں ثابت ہونگی۔

اظہارِ مسرت

(از خامہ جناب وحید اللہ صاحب نظمی)

(بموقع ولادت باسعادت عزیزی محمد متین عثمانی سلمہٗ)

۱۔ اے نونہالِ گلشنِ ہستی خوش آمدی — ارمان کی امید کی بستی خوش آمدی

۲۔ اللہ یہ عدم سے سوئے منزلِ وجود — کس درجہ خوش گوار ہے ہم کو تری نمود

۳۔ ظلمت کا سحر ختم کیا آب و تاب نے — برجِ حمل سے کھیت کیا آفتاب نے

۴۔ تو پیکرِ عزیز ہے اے پیکِ آرزو — پیغام تازہ لایا ہے اپنے وطن سے تو

۵۔ تا ارتقا کا درس ملے کائنات کو — کھولا ہے تو نے بابِ رموزِ حیات کو

۶۔ [illegible] ہے درس تیری پیامِ [illegible] — انسان کی خموشی ہے اس کی سلامتی

۷۔ تیری جبین سادہ ہے قدرت کی اک کتاب — آنکھوں سے تیری جھانک رہا ہے ترا شباب

۸۔ روحِ سخن ہے جنبشِ خاموش میں تری — انسانیت نہفتہ ہے آغوش میں تری

۹۔ اماں کی تیری گود ہمیشہ بھری رہے — نخلِ امید و شاخِ تمنا ہری رہے

۱۰۔ ہو زندگی بہار کی مانند کامراں — وہ مستقل بہار کہ جس کو نہ ہو خزاں

۱۱۔ بیدار دل میں جذبِ حقیقت پسند ہو — تقدیر اوج پر ہو نصیبہ بلند ہو

۱۲۔ لطفِ خرامِ راہِ شریعت پہ ناز ہو — ایماں پہ فخر دینِ طریقت پہ ناز ہو

۱۳۔ ہو کر رہے جہاں میں تقدس مآب تو — کانٹوں کے بیچ میں نظر آئے گلاب تو

۱۴۔ آراستہ ہو علم کے زیور سے حسنِ ذات — وہ علم کسبِ نور کرے جس سے کائنات

۱۵۔ ہو فیض یاب قوم بھی تیرے دماغ سے — جیسے کوئی چراغ جلائے چراغ سے

یا رب تری پناہ میں تیری امان میں
ہو کامراں متین بھی دونوں جہاں میں

حق و شرافت کے نام پر

(پہلی کھلی چٹھی)

داعی الی الحق کے نام سے ناظرین مسلم روشناس ہیں۔ میں نے تحریک اصلاح کی ابتداء
۱۹۱۲ء میں کی۔ بیس سال کے کام کے بعد ۱۹۳۲ء میں پہلی آزمائش حق نے مجھ سے طبیہ کالج
لاہور کی معلمی اور ایک کامیاب مطب کے تعطل کی قربانی کا مطالبہ کیا۔ میں نے سر تسلیم
خم کر دیا اور لاہور چھوڑ دیا۔ یہ آزمائش صرف مذہبی فضا میں تھی۔ ۶ سال کے بعد
پھر لاہور نے مجھے پکارا۔ میں امراء وقت میں خدمت وطن کے لئے حاضر ہو گیا
۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک ۷ سال جو خدمت مجھ سے ہو سکی میں نے کی۔ اس مرتبہ
تحریک اصلاح کا نقطۂ آغاز آسٹریلین مسجد تھی۔ پھر اس تحریک نے ادارہ اصلاح و تبلیغ
نظارت دینیہ اسلامیہ کالج کے علاوہ سیاسی فضا میں علم پاکستان بھی بلند کیا
اب دوسری آزمائش مذہبی اور سیاسی دونوں حربوں سے مسلح ہو کر سامنے آئی
اور مجھے اسلامیہ کالج لاہور کی معلمی اور ایک مضبوط حلقۂ عمل کو قربان کرنا پڑا
اللہ کا شکر ہے کہ دل مطمئن ہے اور میرا خدا مجھ سے راضی ہے۔ میں نئے
محاذ عمل پر پہنچ گیا ہوں —— اب تحریک کا مرکز کلکتہ ہوگا —— یہ سب کچھ
سمجھنے کے لئے میرے دو ٹریکٹ راہ حق کی آزمائش اور تحریک اصلاح کا نیا
محاذ عمل ضرور پڑھئے۔ جو بلا قیمت سیکرٹری ادارہ اصلاح و تبلیغ ۵۶ لوئر
چت پور روڈ سے مل سکتے ہیں۔ اس اشاعت میں ایک کھلی چٹھی کے اقتباسات
دیتا ہوں جو جہاں حق پرستوں کے لئے سرمایۂ موعظت ہیں۔ وہاں نظام باطل کے
لئے سرمۂ دیدۂ عبرت بھی ہے (داعی الی الحق)

(۱)

ناراض ہو جانیوالے عزیز دوستو!

اللہ آپ پر سلامتی اور رحمت کی بارش کرے! میں نے آپ کی تلخ سے تلخ آپ سن لیں۔ میں نے آپ کے الفاظ و کلمات کے زہر میں بجھائے ہوئے تیروں سے اپنا جگر چھلنی کر لیا۔ لیکن اس دل کو کیا کروں، یہ اب بھی آپ کو دعا دیتا ہے۔ اللہ آپ کے غصہ کو ٹھنڈا کرے۔ اگر معاملہ صرف میری ذات کا ہوتا تو میں آپ کو معاف کر دیتا۔ مگر تبلیغی مشن کی حفاظت کا بھی سوال ہے۔ اس لئے ایک مرتبہ پھر درد بھرے دل سے خطاب کرتا ہوں سنو اور غور کرو!

آپ کا نظریہ میرے لائحہ عمل سے مختلف ہے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ دس سے کر دو نظریوں کا مقابلہ سمجھ میں آسکتا ہے۔ دو نصب العین ایمانداری سے ایک دوسرے کے مقابلہ میں لائے جا سکتے ہیں۔ دو رائیں خلوص اور دیانت کے ساتھ الگ الگ پیش کی جا سکتی ہیں مگر انسانی شرافت کا تاج بدمعاشوں کے ہاتھوں میں نہیں دیا جا سکتا۔ مجھے بہت ہی افسوس کے ساتھ۔ درد کے ساتھ اور ایسے رنج و غم کے ساتھ جس میں آنسوؤں کے آبدار موتی بھی شامل ہیں۔ یہ کہتا ہے۔ کہ محاذ فتح کرنے کے لئے ایسی فوج کا بھیجنا۔ جو گالیوں کی وردی زیب تن کئے بہتان طرازی اور الزام تراشی کے ہتھیاروں سے مسلح ہو۔ اس علم و دانش کے زمانہ میں پہلے ہی قدم پر شکست کھا جانے کے مرادف ہے ایسی فوج پسپا ہوتی ہے۔ ایسے ہتھیار کند ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے لوگ ناکامی و حسرت کے ماتم سائے میں پناہ لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہ طریقہ اختلاف و جنگ جاہلیت کی گھناؤنی یادگار ہے۔ اور ایک ہارے ہوئے جواری اور پٹے ہوئے شرابی کی ترنگ کے سوا کچھ نہیں۔ جو قافلہ بدزبانی سے چلنا شروع کرے اور قاتلانہ سازشوں کی شاہراہ تک پہنچ جائے۔ اس کی منزل کا کیا کہنا!

کیا بد تہذیبی کا یہ طوفان، بدتمیزی کا یہ سیلاب اور بدقماشی کا یہ تلاطم صرف اس وقت ہوتا ہے۔ جب دنیا کو معلوم ہو جائے کہ مخاطب ان ہتھیاروں سے جواب نہیں دیگا۔

اگر ایسا ہے تو پھر یہ قافلہ سمجھ لے کہ اسے نہ خدا کا ڈر ہے اور نہ دنیا کی شرم

نہ شرافت کی لاج ہے۔ اور نہ عزت کی پروا۔ نہ جھوٹ سے عار ہے۔ اور نہ سچائی سے سروکار۔ نہ مذہب سے تعلق ہے۔ اور نہ اخلاق سے واسطہ۔ ایسے لوگ بد دماغ ہی نہیں بدمزاج بھی ہوتے ہیں۔ مذہب کا نام لیتے ہیں۔ اور مذہب کو ہی مٹاتے ہیں۔ جماعت اور ملت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اسی کی شیرازہ بندی کو بغاوت اور عدم اطاعت سے فنا کرتے ہیں۔ جرم خود کرتے ہیں۔ اور الزام بے گناہوں کو دیتے ہیں۔

(۲)

میں کہتا ہوں — آؤ مل کر بیٹھیں۔ مل کر کام کریں۔ عمل کے معیار پر وسائل حاصل کریں۔ جواب ملتا ہے یہ تجویز دھوکہ۔ فریب اور چالاکی ہے"!

میری دعوت اتحاد کا کیا شریفانہ جواب ہے! مجنوں نے پیار کیا۔ لیلےٰ نے پتھر دے مارا۔ آپ نہیں سوچتے۔ کہ اس نازک اور پرفتن دور میں آپ کو غلط کار سمجھتے ہوئے بھی میں خلوص کے ساتھ مل بیٹھنے کو تیار ہوں۔ صرف اس لئے کہ جب مل کر بیٹھیں گے تو کیا عجب ہے کہ قسمت کی گرہ کھل جائے۔ اور آقایان سفید فام کے دئے ہوئے اقتدار کا نشہ محبت دینی کی فضاء میں اتر جائے۔

شرافت اور کمینہ پن میں ہمیشہ فرق رہا ہے اور رہے گا۔ اگر کچھ غیر ذمہ وار لوگ بدلگامی کے ساتھ میدان میں اتر آئے ہیں۔ اور کچھ شوریدہ سر ظاہری اور باطنی شہ پاکر بدتمیزی کا مظاہرہ کرنے پر آمادہ ہیں۔ تو میں نے بھی یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ آخری وقت تک شرافت، صبر اور برداشت سے کام لوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جو دل تقویٰ سے خالی ہیں۔ اُن کے لئے نہ تو یہ حربہ کارگر ہوگا۔ اور نہ طریق کچھ مفید۔

(۳)

مسلمان ہر مسلمان کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں (انما المومنون اخوۃ) — مسلمان کو گالی دینا۔ فسق اور قتل کرنا کفر ہے۔ بحث اصول سے ہونی چاہئے۔ ذاتیات کو بحث میں لانا فضول

بھی ہے۔ اور بے نتیجہ بھی اور اپنے مقصد کو شکست دینے والا بھی ۔۔۔ تاریخ عالم۔ خدا کی مرضی کا نام ہے۔ ہماری دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے۔ خدا کے حکم سے ہوتا ہے۔ ہم سب عرشِ عظیم کے سامنے میں کھڑے ہیں۔ اور اپنی نجات کے لئے خدائے واحد کے محتاج ہیں۔

اگر کوئی شخص تکبر کی ترازو میں اپنا تو دھڑی وزن لے کر بیٹھ جائے۔ اسلئے کہ اس کے سر پر اقتدار حکومت کا چتر شاہی ہے۔ اور حق کو تنکہ بے وزن سمجھے اسلئے کہ اس کے حصہ میں صرف خدا کی رحمت کا سایہ ہے۔ تو وہ یاد رکھے کہ فانی دنیا کے تمام حربے باقی خدا کے مقابلہ میں کتنے دن چلیں گے۔ غرور کی ڈنڈی ٹوٹ جائے گی۔ بلکبر کی ترازو آٹ جائیگی۔ اور دلوں کے تمام دانے زمین پر بکھر جائیں گے۔ اگر کج فہم حق چینیوں کے ظلم وجبر کی یہی حالت رہی۔ اور ذہن رسا رکھنے والے مخلصوں کی مجرمانہ خاموشی کا یہی عالم رہا۔ تو پھر یاد رکھئے کہ آپ کا سایہ سمٹ رہا ہے۔ فتح کی خواب کے نقشے خود آپکے اپنے ہاتھوں سے چھوٹ چکے ہیں۔ اور یہی آپ کے عزائم کی موت ہے۔

آپ کا فرض ہے کہ اپنے شریفانہ مقاصد کے لیے شریفانہ عناصر کو میدان میں لائیں۔ ورنہ آپ کی شکست انہیں ہتھیاروں سے مکمل ہو جائے گی۔ جو آپ میرے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ اگر بلند و بالا اشاروں پر ناچنے والے دوستوں کے حملے اسی طرح جاری رہے اور اس دور کے شداد و ہامان اپنی فردوس کو کٹھیوں میں بیٹھ کر ان مہروں کو اسی طرح چلاتے رہے۔ تو اس کا نتیجہ بہت بُرا ہوگا۔ اسلئے کہ ابھی اس وسیع زمین میں اللہ والوں کے وجود ناپید نہیں ہوئے اور جہاں رحمت حق کا سایہ ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہے۔ وہاں خدا کے غضب کی بجلیاں بھی چمکتی رہتی ہیں۔ ۔۔۔

نیشتر بہ قلب درویشان مزن
خویش را در آتش سوزاں مزن

"داعی الی الحق"

علم بہتر ہے یا مال

(از عزیز سید محمد واضح لکھنؤ)

جنگ صفین کے بعد جو لوگ حضرت علی سے الگ ہو گئے تھے۔ وہی خوارج ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ان کے دس علماء نے ملکر حضرت علی سے یہ سوال کیا۔ کہ فرمائیے علم بہتر ہے یا مال۔ آپ نے سب کو اس سوال کا علیحدہ علیحدہ اس طرح پر جواب دیا۔

(۱) مال میراث فرعون اور علم میراث پیغمبر ہے۔
(۲) مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ اور علم تیری کرتا ہے۔
(۳) مال والے کے دشمن ہوتے ہیں۔ اور علم والے کے دوست
(۴) مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم بڑھتا ہے۔
(۵) مال والے کو بخیل کہتے ہیں اور علم والے کو سخی
(۶) مال کو چور چرا لیتا ہے۔ اور علم کو نہیں چرا سکتا۔
(۷) مالدار سے قیامت کے دن پرسش ہوگی اور علم والے سے نہیں۔
(۸) مال پڑے پڑے خراب ہو جاتا ہے۔ اور علم خراب نہیں ہوتا۔
(۹) مال سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور علم سے روشن
(۱۰) مال آدمی کو خود بنا دیتا ہے۔ اور علم حلیم

آپ نے فرمایا کہ اگر تم سو آدمی یا ہزار آدمی ملکر آتے تو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ جواب دیتا۔

اقوال حضرت علیؓ

(محمد بن ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب)

(۱) خدا سے ہر وقت ڈرتے رہو۔
(۲) کسی چیز کی لالچ نہ کرو۔
(۳) میانہ روی ہر طرح اچھی ہے۔
(۴) سستی میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔
(۵) دوست ہو یا دشمن سب کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔
(۶) غریبوں اور ہمسایوں پر ہمیشہ رحم کرو۔
(۷) سچی بہادری یہ ہے کہ برا کہنے والے کو اچھا کہو۔
(۸) والدین کا سب سے پہلا فرض بچے کی تعلیم و تربیت ہے اور بچے کو اطاعت پذیر بنانا۔
(۹) دینی باتوں پر بالکل غرہ نہ ہو۔
(۱۰) بدی کا بدلہ بدی بہت آسان ہے لیکن نیکی سب سے اچھی ہے۔
(۱۱) وقت کو غنیمت سمجھو۔
(۱۲) خدا ہر حال میں ہمارا نگہبان ہے۔
(۱۳) تلوار سے ملک اور شیریں زبانی سے دل فتح ہوتے ہیں۔
(۱۴) راستی ہمیشہ کامیاب ہوتی ہے۔
(۱۵) پہلے تو وعدہ ہی کم کرو اور اگر کرو تو پورا کرو۔
(۱۶) جو شخص تم کو برا کہے تم اسکو بھلا کہو۔
(۱۷) جو شخص تم سے رائے پوچھے اسکو نیک صلاح دو اسمیں دو فائدہ ہیں۔ جو تمہارے کہنے پر اس نے عمل کیا اور نتیجہ اچھا ہوا۔ پھر تمہارا دوست ہو جاویگا۔ اور جو خلاف کرنے پر برا ہوا وہ خود بھگتے گا اور تمہارا ہوا خواہ بنیگا۔

اسلام کا پیغام بادشاہوں کے نام

(مرسلہ بنت ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب بی۔ ایس سی ایم بی بی ایس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شاہان عالم کو خطوط لکھے اسوقت تک کوئی مہر نہیں بنی ہوئی تھی۔ اسکی ضرورت محسوس ہوئی تو خاتم تیار کی گئی جس پر لا الہ الا اللہ کندہ تھا۔

عمرو بن امیہؓ شاہ نجاشی کے پاس نامہ مبارک لیکر گئے تھے۔ نجاشی نے نامہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگایا۔ اور تخت سے اتر کر اسلام لائے اور آنحضرت کی زندگی ہی میں وفات پائی۔

(۲) اور دحیہ کلبیؓ کو ہرقل (شاہ روم) کے پاس بھیجا۔ ہرقل کے سامنے دلائل سے نبوت ثابت ہو گئی۔ اور ہرقل نے اسلام کا قصد کیا۔ مگر اسکی قوم نے موافقت نہ کی اور ہرقل اسلام نہ لایا۔

(۳) اور عبد اللہؓ بن حذافہ کو خسرو پرویز شاہ فارس کے پاس روانہ کیا۔ اسنے نامہ مبارک پارہ پارہ کر دیا۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالے اسکی حکومت کو پارہ پارہ کر دے گا۔

(۴) حاطبؓ بن بلتعہ کو مقوقس کی طرف روانہ کیا۔ مقوقس نے آنحضرت کو ہدیہ میں ماریہ قبطیہ اور شیریں اور ایک سفید خچر جسکا نام دلدل تھا بھیجا۔

(۵) عمرو بن عاص کو جیفر و عبد کی طرف روانہ کیا۔ یہ دونو مسلمان ہوئے۔

(۶) سلیطؓ بن عمرو کو ہوذہ بن علی (رئیس یمامہ) کے پاس بھیجا۔ ہوذہ نے سلیط کی عزت کی مگر اسلام نہ لایا۔

(۷) شجاع ابن وہبؓ کو حارث غسانی (شاہ بلقا) کے پاس بھیجا۔ مگر یہ بھی مسلمان نہ ہوئے۔

(۸) مہاجر بن امیہ کو حارث حمیری کے پاس بھیجا۔

(۹) علا بن الحضرمی کو منذر بن ساوی کے پاس بھیجا یہ مسلمان ہوئے۔
(۱۰) ابو موسیٰ الاشعری اور معاذ بن جبل کو یمن بھیجا اور رعیت یمن مسلمان ہوئی۔

شکر پارے

(از جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔اے، ایل ایل بی)

جلنے کا علاج۔ اس لڑائی میں جلے ہوئے بدن کے علاج کا طریقہ بالکل بدل گیا ہے۔ اس انقلاب کی وجہ یہ ہوئی کہ جہازوں میں بری طرح جل جانے کے حادثات پیش آتے رہتے ہیں۔ ہوائی ملاحوں کے لئے ہاتھوں کی تھیلیاں ایجاد کی گئی ہیں جن میں سفوف کی شکل میں [illegible] ہوتی ہے۔ بیمار انہیں ہاتھوں پر چڑھا لیتا ہے۔ اور ہاتھوں کو ملتا ہے جس کی وجہ سے سفوف جلے ہوئے مقامات میں بھر جاتا ہے۔ اُس کے ہاتھ برابر کام کئے جاتے ہیں۔

پہلے طریقہ یہ تھا کہ ٹینک ایسڈ زخم پر لگایا جاتا تھا۔ اس سے خون جانا بند ہو جاتا تھا۔ اور دُکھ بھی کم ہو جاتا تھا۔ مگر جگر پر اس کا بہت بُرا اثر پڑتا تھا۔ اب اسے دوا نہیں۔ بلکہ زہر قرار دیا گیا ہے۔ اب سب سے پہلی ہدایت یہ ہے کہ بیمار کو فوراً شفا خانہ میں پہنچا دیا جائے۔ کیونکہ اب طبی نظریہ یہ ہے۔ کہ جس طرح خون بند کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح درد کو دور کرنا لازمی ہے۔ پہلے افیون (مارفین) کے ڈاکٹر خلاف تھے۔ اب اسے ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ یہ نیند لاتی ہے کیونکہ تکلیف بھی بیمار کے لئے خطرناک ہے۔ اگر شفا خانہ میں بیمار جلد تر نہ پہنچایا جا سکے تو نمبر۹ کریم دیدینی چاہیئے۔ بیمار کے بدن میں خون پہنچانا بھی بہت مفید قرار دیا گیا ہے۔ یہ چہرہ پر جلے ہوئے مقامات میں دوسرے آدمی کی کھال کا پیوند اچھا سمجھا جاتا تھا۔ اب مریض ہی کی کھال کی دھجی لگانا بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے خاص طبی طریقوں سے بیمار کی کھال کی پرورش کر کے اسے بڑا کیا جاتا ہے

کچھ اسمیں سے ٹکڑا کاٹ کے سی دیا جاتا ہے۔ چہرہ میں ذرا بھی فرق نہیں معلوم ہوتا۔

جاپان کا میکاڈو۔ ہیرو ہی تو جاپان کا ۲۸ واں بادشاہ تھا۔ جس نے اب جاپان کی جانب سے ہتھیار ڈال کے جاپان کی قسمت کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اسکی عمر ۴۴ سال ہے۔ قد چھوٹا ہے۔ جاپانی اسے خدا سمجھتے ہیں۔ آنکھوں پر عینک لگاتا ہے۔ جاپانیوں کی جان و مال کا مالک رہا ہے۔ وہ اپنا لباس دو بارہ نہیں پہنتا۔ کپڑے درباریوں کو عطیات و تبرکات کے طور پر دیدیئے جاتے ہیں جو خاندان کے لئے باعث برکت سمجھے جاتے اور بڑی احتیاط سے رکھے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ اسنے اپنی جرابوں میں رفو کرا لیا تو ملک ششدر رہ گیا۔ وہ رعایا کو شاذونادر نظر آتا تھا۔ سفر کرتے وقت کھڑکیاں بند کر لی جاتی ہیں۔ بازار میں سے نکلتا تھا تو راستہ بھر کے سارے دومنزلہ مکانات اوپر سے خالی کرا دیئے جاتے تھے۔ تاکہ کوئی اوپر سے نیچے کی طرف نظر ڈال کے اسکی ہتک نہ کرے۔ اسنے کبھی ریڈیو پر اپنی آواز نہیں سنائی۔ البتہ ہتھیار ڈالنے کا اعلان گذشتہ اب خود اپنی زبان سے جاپانیوں کو مخاطب کر کے کیا۔ وہ تصویر دیکھنے کا شائق ہے۔ ۲۱ سال کی عمر میں وہ دنیا کی سیر کو گیا یعنی ۲ ہزار برس میں وہ پہلا شہزادہ تھا۔ جو جاپان سے نکلا۔ اس نے برطانیہ امریکہ اور یورپ کی سیر کی۔ واپسی پر اس نے شاہی رواج کے خلاف اسی لڑکی سے شادی کی جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ اس نے اپنے خاندان کی اُس شاخ سے شادی نہیں کی۔ جو جاپان کو ہشرہ سے ملکائیں مہیا کرتا رہا ہے۔ اس کے چھ بچے ہیں ولی عہد کی عمر ۱۱ سال ہے۔ وہ محل سے نکلتا رہتا ہے۔ باقی بچے محل میں قید رہتے ہیں۔ شاہ نہ شراب پیتا ہے۔ نہ سگرٹ۔ کفایت شعار ہے۔ اچھا شوہر اور باپ ثابت ہوا ہے۔

جاپان کے جزیرہ ہوکائیڈر کے جنوب سے تین بڑے ہوائی جہاز ۵۹۹۵ میل کا فاصلہ طے کر کے شکاگو اترے۔ یہ نیا کارنامہ ثابت ہوا۔ انہوں نے وہ راستہ اختیار کیا۔ جس سے جاپانیوں نے امریکہ پر بے ملاح کے غبارے پھٹنے والے بموں سے لدے

ہوئے بھیجے تھے۔

ایک ایسی ایجاد کی گئی ہے جسکی پچکاری کرنے یا لگانے سے آدمی سوجاتا ہے۔ اس کے جسمانی رگ پٹھے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اور وہ نیند میں سارا حال سچ سچ بتا دیتا ہے۔ ایک ۱۹ سالہ لڑکے پر جس نے اپنے باپ کے ۱½ ہزار روپیہ چرائے تھے تجربہ کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ لڑکے نے پہلے ہی اپنے جرم سے اقبال کر لیا۔

ستمبر ۱۹۳۹ء میں صرف برطانیہ میں ۲۸۱۸۳۴۳ عورتیں مردوں سے زیادہ تھیں۔ لڑائی میں تین لاکھ مرد مارے گئے۔ اور ہزاروں اسقدر اپاہج ہو گئے کہ بستر سے بھی عمر بھر نہ اُٹھ سکیں گے۔ اگر برطانیہ کا ہر مرد ایک ایک شادی کرے تو اندازہ ہے کہ ۴۰ لاکھ لڑکیاں ساری عمر کنواری رہنے پر مجبور رہینگی۔ لیکن مردم شماری سے معلوم ہؤا ہے۔ کہ برطانیہ کی نصف سے کچھ ہی کم مرد آبادی کنواری رہنے کو پسند کرتی ہے۔ امریکہ میں ۹۰ لاکھ مرد کنوارے ہیں۔ اور ایک کروڑ ۲۰ لاکھ لڑکیاں کنواری ہیں۔ یورپ کے بعض علاقوں میں مرد ختم ہو چکا ہے۔

بلجیم کے ایک شہر کے بیس درزیوں کو پانچ سے بیس سال تک قید سخت اور جرمانہ کی جسکی میزان ایک کروڑ ۳۵ لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے۔ محض اس بنا پر سزا دی گئی۔ کہ انہوں نے جرمنوں کی طرف سے اُن اتحادی آدمیوں کے لئے پاجامے بنائے جنکو جرمنوں نے قید خانوں میں بند کر رکھا تھا۔

مدرسۃ البنات پر میرے تاثرات

(از محترمہ ثریا عندلیب منشی فاضل، ادیب فاضل،
بنت ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب پی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لا لاہور)

مدتوں سے اس آرزو نے دل میں جگہ کر رکھی تھی کہ مدرستہ البنات کو اپنی آنکھوں دیکھوں نیز اسکے سالانہ جلسے میں شرکت کروں۔ لیکن جب تک میرے اس ارادے میں اللہ کی مرضی کا دخل نہ ہؤا۔ جالندھر جانے میں کوئی نہ کوئی وجہ مانع ہوتی رہی۔ تا آنکہ اس مرتبہ وہ وقت مقررہ آپہنچا کہ میں مدرستہ البنات کے سالانہ جلسہ میں موجود تھی۔ اور اس دفعہ یہ پہلا موقع تھا کہ جلسہ ہذا دو دن ہؤا۔ اس عظیم الشان اور یادگار جلسے میں مدرستہ البنات کی متعلمات کی تقاریر سنیں۔ ان کے طرز بیان۔ اعلےٰ گفتگو اور پاکیزہ خیالات نے دل پر ایک نہ مٹنے والا نقش چھوڑا۔ اردو تو خیر اپنی مادری زبان ہوئی۔ لیکن عربی و فارسی میں بلا جھجک بولتے جانا۔ اور اپنے مافی الضمیر کو اس خوش اسلوبی سے واضح کرنا شاید یہ مدرستہ البنات کی طالبات کا ہی کام تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ جب ایک چھوٹی سی طالبہ نے انگریزی زبان میں نہایت شستہ اور صحیح تلفظ کے ساتھ تقریر کی تو منہ سے بے اختیار آفرین نکل گئی۔ قرآن شریف جس لڑکی نے بھی پڑھا۔ اس عمدگی سے تلاوت کی کہ دل مسرت سے بھر گیا۔ ہر ایک چھوٹی بڑی متعلمہ کلام اللہ کے معانی و مطالب پر بقدر استعداد حاوی نظر آئی۔ اس بہترین تعلیم کے علاوہ انکی کھیلیں بھی دکھائی گئیں۔ کھیلیں محض تفریح طبع کا مقصد پورا نہ کرتی تھیں۔ بلکہ انکی کھیلیں دیکھ کر ہر ایک لڑکی ایک سپاہی کی حیثیت میں نظر آئی۔ حرکات الجسم اور فنون سپاہ گری کے دل افروز نظاروں نے قلب و روح کو حقیقی مسرت سے سرشار کیا۔ عربی زبان میں قواعد عربی زبان میں ترانہ حبش۔ عربی میں اشارے غرضیکہ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہندوستان گویا عرب بن گیا۔ جلسہ سے فراغت ہونے پر مدرسہ دیکھا محترمہ صدر معلمہ اور دیگر معلمات نے ازراہ نوازش اپنا کام چھوڑ کر مدرسہ دکھلانے کی زحمت

گوارا فرمائی جس کے لئے میں تہ دل سے انکی شکر گزار ہوں۔ مدرسہ دیکھنے سے قبل جسقدر اسکی تعریف سنی تھی۔ مدرسہ کو عین میں اسی طرح پایا۔ اور اسے اپنی انتہائی خوش قسمتی تصور کرتی ہوں۔ بلکہ ہم سب مسلمانان ہند کی یہ خوش بختی ہے کہ ہمارے پاس ایک ایسی بہترین درسگاہ موجود ہے۔ جہاں سے قوم کے لئے صحیح معنوں میں سچی اور قابل مائیں حاصل ہو سکتی ہیں اور ہوتی ہیں یہی ایک مدرسہ دیکھا۔ جہاں ہم اپنی بچیوں بہنوں کو بلا خوف و خطر رکھ سکتے ہیں۔ یعنی انکی تعلیم و تربیت سے بے فکر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہاں کی ہی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پہ ہے۔ اس کا نظام تعلیم اور نصاب یونیورسٹی سے علیحدہ ہے۔ اور اسی لئے لڑکیوں کیلئے یہ بہترین ہے۔ اس مدرسہ کی فضیلت کیلئے یہ بات کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی کہ یہاں نہ صرف ہندوستان کے دور دراز شہروں سے بچیاں پڑھنے آتی ہیں۔ بلکہ ہندوستان کے باہر کی لڑکیاں بھی موجود ہیں۔ اور وہ والدین قابل صد آفرین ہیں۔ جو یہاں اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بھیجنا قابل فخر سمجھتے ہیں۔ اور اپنی شفقت بھری گود سے علیحدہ کرنے پر راضی ہو جاتے ہیں یہ مدرسہ تو ایسا ہے۔ کہ ہندوستان کی ہر مسلمان لڑکی کو یہاں سے تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ یہ مدرسہ ایک وسیع پیمانے پہ یونیورسٹی کی شکل اختیار کر لے۔ مگر یہ کیسے ہو! اس کے لئے سب مسلمانوں کی قومی حمیت و تعاون کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے سنہری و الہٰی محل کی تعمیر کے بعد سب سے پہلے اس مدرسۃ البنات کی طرف توجہ دینا مسلمانوں کا فرض اولیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ پاکستان کے لئے صحیح اسلامی سپاہیوں کی ضرورت ہوگی۔ اور وہ سپاہی اسی صورت میں پیدا ہوں گے۔ جبکہ ان کی مائیں اسلامی مائیں بننے کے لئے اسلامی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ اور اس تعلیم و تربیت کی واحد درسگاہ مدرسۃ البنات ہے۔ عربی زبان کی ترویج و اشاعت میں جسقدر یہ مدرسہ حصہ لے رہا ہے۔ میرے خیال میں اور کوئی دوسری اسلامی درسگاہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دینی امور پہ یہاں جس پابندی اور

ضابطے سے عمل کروایا جاتا ہے۔ اور کسی مدرسے میں ملنا محال ہے۔ اس درسگاہ کے نظام تعلیم اور عربی سے وابستگی کو دیکھ کر میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کاش کچھ مدت کے لئے مجھے بھی یہاں پڑھنے کا موقع حاصل ہوتا۔ تاکہ میں بھی عربی زبان پر پوری طرح حاوی ہو سکتی۔ خدا نے ایک مدت کی آرزو کو پورا کر دیا۔ ہو سکتا ہے کبھی یہ دوسری بھی پوری ہو جائے۔ فقط

بزم مسلمہ

مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر صاحب دیو بند نے اس مسلمہ میں دعا کے صحت کیواسطے فرمائش کی ہے۔ ہم سب ان کے واسطے دست بدعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جان کی سلامتی اور صحت و توانائی عطا فرمائے آمین۔

میں یہ دعا آپ کو لکھ کر بھیج رہی ہوں۔ کہ اسے مسلمہ میں شائع کرا دیجئے تاکہ اور ضرورت مند بہن بھائی بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ دعا کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اسے ہر روز تین دفعہ پڑھ کر مریض کے کان اور تمام بدن پر پھونکیں۔ انشاء اللہ خداوند تعالیٰ اپنی رحمت سے صحت و توانائی عطا فرمائے گا۔ اس دعا کے اثر سے تو پہاڑ بھی ہل جائیں۔ بیماری تو کیا چیز ہے

دعا یہ ہے " اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

خاکسار: مسلیمہ ہردوئی

خواتین کلکتہ نے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی!

حسب سابق زیر اہتمام آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس (بنگال پراونشل برانچ) نماز عید الضحیٰ خواتین کلکتہ نے باجماعت مسلم انسٹی ٹیوٹ ہال میں ادا کی۔ لیڈی براؤرن کالج۔ اور دیگر سکول کی طالبات بھی شریک نماز ہوئیں۔

مولانا ابو اللیث صاحب نے نماز پڑھائی۔ اور خطبہ کے بعد انہوں نے ایک پر جوش اور موثر وعظ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی قربانی پر کیا۔ اور اصلی قربانی روح و نفس پر تبصرہ کیا۔

گذشتہ سالوں سے اس سال کی جماعت کثیر تھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلم خواتین نماز جماعت کی اہمیت کو سمجھنے لگی ہیں۔ باوجود عید کی مصروفیت کے نماز کے لئے . . . . وقت نکال کر دور دور سے حاضر ہو کر اسلامی اخوت کا ثبوت دیتی ہیں۔ نماز کے بعد بہنوں کا ایک دوسرے سے گلے ملنا بلا امتیاز درجہ کے اسلامی شان کو دوبالا کرتا ہے۔ اور رسول برحق کی پیروی سے دنیا کو بتا دیتا ہے کہ اسلام ہی ایک واحد مذہب ہے جس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے۔ اور جو امیر و غریب شاہ و گدا کو ایک ہی صف میں خدائے قدوس کے سامنے جھکا دیتا ہے۔

خادمۂ اسلام: جی آر ابیگم (مسز ایچ۔ اے۔ حکیم)
آنریری سیکرٹری

خوشی کی خبر!

میں نہایت خوشی کے ساتھ بہنوں کو یہ خبر سناتی ہوں۔ کہ میری بھانجی امۃ المحمود بیگم سید اطہر مسعود کو اللہ تعالیٰ نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کو صاحب عمر اور صاحب نصیب کرے۔ اپنے ملک و قوم کے لئے باعث فخر ہو (آمین) اس خوشی میں میں اپنی چھوٹی بھانجی رضیہ سلطان کو خریدار بناتی ہوں۔ ان کا پتہ یہ ہے۔ اس پتہ پر مسلسل روانہ فرمائیے گا۔ خاکسار: سلیمہ نسرو مئی

سابقہ متعلمہ مدرسہ -/۲/- + عصمت صاحبہ -/۴/- + والدہ ظہیر الدین صاحب -/۱/- + مسز محمد شریف محلہ سراج گنج -/۸/- + دختر صاحبہ ملک حاکم صاحبہ -/۵ + صاحب جان صاحبہ -/۱ محمودہ بیگم لدھیانوی -/۲/- + محبوب بیگم لدھیانوی -/۳۰ + کنیز فاطمہ سابقہ متعلمہ مدرسہ -/۵ عنایت بیگم صاحبہ -/۱ + والدہ محبوب صاحب -/۱ + والدہ عبدالرزاق صاحب -/۱ + مسز سید بلال امین صاحب لدھیانوی -/۴۰ + سکینہ بیگم صاحبہ لدھیانوی -/۱ + مسز صوبیدار رضا محمد صالح -/۲ + ثنیہ طالبہ جماعت اول -/۱ - فقیر اللہ صف اعلیٰ -/۱ + محمودہ خانم -/۱ + انور سلطان -/۱ + بیگم محبوب احمد بستی دانشمنداں -/۲ + بیگم حبیب الرحمان بستی دانشمنداں -/۱ بیگم فضل محمد صاحب بستی دانشمنداں -/۱ + رشیدہ صاحبہ -/۸/- + نسیم صاحبہ -/۸/- + مسز حاجی علی محمد چہار باغ -/۲ + مسز بابو اکبر علی -/۲ + مسز بشیر احمد ریڈیو کمپنی -/۲ زبیدہ فضل محمد صف رابع -/۱ + ممتاز صف خامس -/۱ + صغیرہ صف رابع -/۱ + زبیدہ اقبال -/۱/- + صفیہ بیگم -/۶/- + حمیدہ بیگم -/۱ + خورشید -/۳/- + مسز فیض خاں بستی شیخ -/۲ + مصباح بستی شیخ -/۱ + مسز حاجی علی محمد -/۲ + مسز بابو اکبر علی -/۲ + مسز بشیر احمد -/۲ + زبیدہ صف رابع -/۱ + ممتاز صف خامس -/۱ + ثریا اکبر علی -/۱ + خورشید اکبر علی -/۱ امۃ الرؤف -/۱ + اقبال بیگم -/۱ + عابدہ بیگم -/۱ + بشریٰ خانم بستی دانشمنداں -/۵ مسز عبدالحمید -/۱ + مسز عبدالرحمٰن -/۲ + مسز طالب حسین -/۲ + مسز اختر صاحبہ -/۲ + فرخندہ صاحبہ -/۱ + امۃ اللہ صاحبہ -/۱ + مریم بیگم -/۱ + رقیہ خاتون -/۱ + کشور سلطانہ -/۲/- + سرور سلطانہ -/۲/- + شمیم -/۱ + شاہدہ بیگم -/۱ + سعیدہ -/۴/- + شمیم -/۱/- مسز دین محمد -/۱ + مسز محمد حسین -/۱ + صفیہ خانم -/۱ + خدیجہ -/۱ - راحت -/۱ سعیدہ خاتون -/۱ + بیگم تصدق حسین -/۳ + بیگم محمود حسن -/۲ + بیگم عبدالستار -/۴/- + قریشیہ صاحبہ -/۱ + آمنہ صاحبہ -/۲ + آمنہ صاحبہ -/۱ + ضمیر صاحبہ -/۲ + مسز عبدالعزیز -/۵ انوری صاحبہ -/۱ + مسز احمد حسن صاحبہ -/۲ + مسز عبدالعزیز -/۲ + زبیدہ صاحبہ -/۲/- مسز مولوی بدرالدین گڑھا -/۵ + بنت مولوی بدرالدین گڑھا -/۵ + ماریہ صف ثالث -/۲ + کنیز فاطمہ بنت فضل محمد سابقہ متعلمہ مدرسہ -/۲ + بی بی خیراں -/۱ + طالع بیگم بستی دانشمنداں -/۱ + شمیم برکت صف خامس -/۲۰ + آمنہ نذیر صف رابع -/۸/-

[illegible] محمد [illegible] ۱/ ÷ مسز فیروز خاں صاحب ۱۰/ ÷ بیگم ڈاکٹر ممتاز ۵/ ÷
[illegible] صاحبہ ۱۰/ ÷ امۃ الحمید و امۃ الحکیم ۱۰/ ÷ بیگم ڈاکٹر سید محمد گیلانی ۱۰/ ÷
[illegible] منشی فاضل ۵/ ÷ محترمہ [illegible] خانم صاحبہ ۵/ ÷ صوفیہ خانم [illegible]
[illegible] صاحبہ ۵/ ÷ مسز عبد الرحمن صاحب ۲/ ÷ امۃ الحفیظ ہوشیار پوری ۱۰/
[illegible] ۲/ ÷ مسز ڈاکٹر ممتاز ۵/ ÷ مسز عبد القیوم ۱۰/ ÷ ہمشیرہ
[illegible] ناظرہ خورد لوروڈ نگ ۵/ ÷ مسز عبد الحمید ۲/ ÷ مسز عبد الحمید
[illegible] خانصاحب ۵/ ÷ محمد اسلم ۱/ ÷ فضل کریم بکا باغ ۱/ ÷ مسز
[illegible] صاحبہ پیرزادہ عبد الحمید ۵/ ÷ بیگم صاحبہ محمد اسماعیل خانصاحب
[illegible] ÷ محترمہ [illegible] بیگم صاحبہ ۱۰/ ÷ مولوی نذیر احمد خاں کراچی ۲/ ÷ مولوی
محمد انور حسین کراچی ۲/ ÷ مولوی عبد الحمید کراچی ۲/ ÷ مولوی عثمان خاں کراچی ۲/ ÷ محترمہ
[illegible] بانو بیگم شجاع الدین کراچی ۵/ ÷ مسز صاحبہ امتیاز علی سب انسپکٹر کراچی ۵/ ÷
[illegible] محمودہ ۲/ ÷ معلمہ رقیقہ محمود ۲/ ÷ عزیزات شکیلہ و جمیلہ ۲/ ÷ بیگم صاحبہ
عبد الحق [illegible] ۱/ ÷ صوفیہ خانم ۵/ ÷ ثریا صف رابع ۱/ ÷ وحیدہ صف رابع ۱/ ÷ صفیہ بیگم ۱/
رشیدہ [illegible] ۱/ ÷ زبیدہ اختر ۱/ ÷ رسول بی بی ۸/ ÷ عزیزہ شوکت ۴/ ÷ فضل بی بی
۲/ ÷ عابدہ [illegible] ۵/ ÷ قمر سلطانہ بستی بابا خیل ۱/ ÷ قدسیہ خانم ۱/ ÷ بیگم صاحبہ
[illegible] ۸/ ÷ محترمہ [illegible] خانم صاحبہ صمدانیہ ۱۰/ ÷ بیگم صاحبہ مرزا
امان اللہ [illegible] ÷ نسیم اختر [illegible] ۱/ ÷ والدہ نسیم آراء درجہ مولوی ۱/ ÷ والدہ انور علی
خاں بستی دانشمنداں ۵/ ÷ مسز عبد الحمید ۱/ ÷ ادیبہ خانم ۱/ ÷ مسز عبد الغفور ۱/ ÷
مسز عبد المجید خاں [illegible] ÷ سکینہ خانم ۱/ ÷ زبیدہ خانم بستی بابا خیل ۱/ ÷ عمر بی بی بیگم
[illegible] ÷ [illegible] بیگم فضل محمد ۵/ ÷ محمد لطیف پوسٹ ماسٹر جالندھر ۲۰/ ÷
[illegible] اسسٹنٹ نبیلہ بستی قاسم خاں ۵/ ÷ والدہ محمد فضل
۱۰/ ÷ زبیدہ [illegible] ۵/ ÷ عائشہ بیگم بستی شاہ قلی ۱/ ÷ جمیلہ سلطانہ
سابقہ متعلمہ مدرسہ [illegible] ÷ مسز [illegible] محمد جمیل خاں ۵/ ÷ امیر بیگم راستہ محلہ ۵/ ÷
مسز [illegible] وحید الدین احمد خاں ۱۰/ ÷ عذرا سیف اللہ خاں بستی شاہ قلی ۱۰/ ÷

ام حبیب صاحبہ ۱/ ÷ رضیہ بیگم ۴/ ÷ نواب بی بی ۴/ ÷ طاہرہ
گورنمنٹ ہائی سکول ۸/ ÷ والدہ عنایت الحق ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول ۱/ ÷ رانا
عبدالمجید نیازی دانشمنداں ۲/ ÷ والدہ ظہیر احمد سوری ۱/ ÷ نصرت پیکر صف رابع ۱/ ÷
عفت آرا بی اے ۲/ ÷ سکندر اقبال ۱/ ÷ مسز خان خالق خاں بستی بابا خیل ۵/
مسز اسحاق خاں بستی بابا خیل ۲/ ÷ زبیدہ خانم متعلمہ مدرسۃ البنات ۱/ ÷ سعیدہ خانم
سابقہ متعلمہ مدرسہ ۱/ ÷ رضیہ خانم ۱/ ÷ نعیمہ خانم ۴/ ÷ رشیدہ خانم درجہ تکمیل ۱/ ÷
کلثوم بیگم ۲/ ÷ مسز عظامی صاحبہ ۱/ ÷ حمیدہ بیگم ۱/ ÷ عبدالرحمن عرف لوٹا خاں ۱/ ÷
فخر عالم بستی بابا خیل ۱/ ÷ رفیقہ خانم ۴/ ÷ مسز طفیل محمد بستی غداں ۵/ ÷ مسز
حاجی شیخ لال محمد ۵/ ÷ غلام فاطمہ ۴/ ÷ مریم ۲/ ÷ کنیز امین معلمہ مدرسہ ہذا ۱۰/
بیگم محمد ابراہیم ۵/ ÷ مسز فضل محمد ۴/ ÷ مسز نیاز محمد ۱/ ÷ امۃ الحفیظ ۱/ ÷
محمد فاروق ۱/ ÷ ثریا بیگم ۱/ ÷ حسن آرا ۱/ ÷ مسز حفیظ معلمہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ۸/
نسیم اختر سابقہ متعلمہ مدرسہ ہذا ۱/ ÷ مسز علی اکبر خاں ۳/ ÷ بابو نذیر احمد ۱/
مسز محبوب عالم ۴/ ÷ اقبال بیگم ۴/ ÷ شکور خانم درجہ خصوصیہ اولیٰ مدرسہ ۱۰/
مسز عباس حسین ۳۱/ ÷ مسز شجاع الدین بستی شاہ قلی ۱۰/ ÷ گل حمید ۱۰/ ÷ مسز شانی
محمد معراج الدین ۳/ ÷ عائشہ بی بی ہیڈ معلمہ زنانہ سکول کھرک گنگرہ ۲/ ÷ زبیدہ خانم
متعلمہ مدرسۃ الصبیات ۴/ ÷ بیگم عبدالمجید وکیل مردان ۵/ ÷ کلثوم صاحبہ معلمہ مدرسہ
ہذا ۲۰/ ÷ صفیہ بیگم صف ثالثہ ۱/ ÷ خدیجہ ۱/ ÷ والدہ معراج الدین ۵/ ÷ مسز رشید نواب
جالندھر ۵/ ÷ نامعلوم الاسم ۲/۹/ ÷ محترمہ استانی حمیدہ صاحبہ ۵/ دو عدد ÷ مسز
مسعود صاحبہ ۲/ ÷ محترمہ استانی راضیہ مرضیہ صاحبہ ۵/ ÷ ثریا صاحبہ ۱/ ÷ نمارہ
ڈاکٹر رشید ۱/ ÷ ہیڈ معلمہ صاحبہ ۵/ ÷ سعیدہ یعقوب درجہ سادس ۵/ ÷ سعیدہ و
حمیدہ تقدیس ۵/ ÷ زینب النساء درجہ سابع ۵/ ÷ محترمہ زینب بی بی ۴/ ÷ عائشہ
دولت دخت عبدالکریم ۵/ ÷ جمیلہ حبیب اللہ خاں ۵/ ÷ جمیلہ خیر الدین ۸/ ÷ غلام فاطمہ
۲/ ÷ فاطمہ بی بی ۱/ ÷ خیر بی بی بستی شیخ ۸/ ÷ صدیقہ بیگم ۸/ ÷ والدہ وحیدہ ۲/ ÷
شمشاد بیگم ۱/ ÷ والدہ ثریا ۴/ ÷ محترمہ مسز احمد صاحب ۲/ ÷ محترمہ محمودہ بیگم ۲/

عائشہ ... ۱۰/ [illegible]

محترمہ مسز انور علی صاحب ۲/ ؛ محترمہ عظمت بی بی ۸/ ؛ محترمہ زینب بی بی ۱/ ؛ محترمہ
حفیظہ بیگم ۴/ محترمہ سردار بیگم ۲/ ؛ محترمہ نامعلوم الاسم ۵/ ؛ محترمہ نسیم شاہ درجہ
سابع ۵/ ؛ محترمہ عائشہ منشی فاضل ۱/ ؛ محترمہ معلمہ عزیز صاحبہ ۱/ محترمہ طاہرہ بیگم
سابقہ متعلمہ منشی فاضل ۲/ ؛ محترمہ حامد زہرہ بیگم صاحبہ ۵/ ؛ مسز خان بہادر عبد المجید
سشن جج ۲۰/ ؛ محترمہ بیگم جسٹس محمد شریف صاحب ۱۵/ ؛ محترمہ والدہ جسٹس
محمد شریف صاحب ۵/ ؛ مسز عبد المجید اقبال ۲۰/ ؛ محترمہ بیگم صاحبہ غلام قادر ۱/
محترمہ عزیز بی بی ۴/ ؛ بیگم عبد الواحد ۲/ ؛ مسز کیپٹن ڈاکٹر غلام محمد ۱/ ؛ مبارک بی بی
۱/ ؛ مسز محبوب ۲/ ؛ ارشاد جاندار ۲/ ؛ بیگم سید حکیم شاہ نواز ۵/ ؛ کنیز فاطمہ محلہ سیداں
۴/ شمیم ۲/ ؛ محترمہ صوفیہ صاحبہ بستی یا انیل بنت خان بہادر عبد المجید صاحب ۲/
محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ ۱/ ؛ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ ۴/ ؛ محترمہ مسز محمد اسلم صاحبہ ۵/
محترمہ رضیہ رفیعہ سابقہ متعلمہ مدرسہ ۲/ ؛ محترمہ خورشید جمیلہ سابقہ متعلمہ مدرسہ ۱/
محترمہ نسیم آرا سابقہ متعلمہ مدرسہ ۸/ محترمہ رشیدہ سابقہ متعلمہ مدرسہ ۴/ محترمہ عصمت
صاحبہ ۸/ محترمہ کنیز فاطمہ ۴/ ؛ محترمہ والدہ ریاض اختر درجہ ثالثہ ۱/ ؛ محترمہ مسز
عبد الحق صاحبہ ۱/ ؛ محترمہ والدہ نسیم اختر درجہ ثانیہ ۱/ ؛ محترمہ والدہ ثریا درجہ اعلیٰ ۱/
جدہ مقبول بیگم طالبہ مدرسہ ۱/ ؛ ایک صاحبہ ۱/ ؛ مقبول بیگم کلاس مولوی ۱/ ؛ والدہ مقبول
بیگم کلاس مولوی ۴/ ؛ مسز عنایت علی شاہ ۱/ ؛ اختر بالندہری ۴/ ؛ طلعت رشید
بنت سید عبد الرشید صاحب ۱/ ؛ ثریا عندلیب ۵/ ؛ محترمہ قمر سلطانہ ۵/ ؛ حفیظہ بیگم ۲/
مسز عبد الکریم ۵/ ؛ اللہ رکھی ۱/ ؛ والدہ خدیجہ درجہ ثالثہ ۱/ ؛ مسز عبد الحمید ۲/ ؛ مسز
عبد الحمید انجینئر ۲/ ؛ عزیز بیگم علی محمد ۱/ ؛ محترمہ نیک بخت ۱/ ؛ زبیدہ سردار محمد سابقہ
متعلمہ ۲/ ؛ محترمہ عقیلہ خانم ۱۰/ ؛ ثریا بیگم ۸/ ؛ ممتاز بیگم ۱/ ؛ مسز محمد شریف ۱/ ؛
امتیاز سابقہ متعلمہ ۴/ ؛ رحیم بی بی ۸/ ؛ بیگم صوبیدار عبد القیوم ۲/ ؛
رفیعہ بیگم ۲/ ؛ محترمہ شفقت صاحبہ ۱/ ؛ ستارہ آفتاب سابقہ منشی فاضل ۱۰/ ؛
سعیدہ خاتون ۱/ ؛ ثریا بیگم ۱/ ؛ کلثوم بیگم ۱/ ؛ رحمت بی بی جالندہر چھاؤنی ۲/ ؛ محترمہ بی بی
نواں پنڈ جھکیاں ۲/ ؛ محترمہ حشمت بیگم نواں پنڈ جھکیاں ۱/ ؛ مسز صغیر حسین سب انسپکٹر

پولیس ۱/- ۔ مسز علی حسین اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس ۱/- ؛ صغرا بیگم ۲/۴/- ؛ والدہ ریاض الحق صاحب ۵/- ؛ مسز محمد حنیف ۵/- ؛ بیگم محمد انور ربانوی ۲/- ؛ والدہ محمد انور ربانوی ۲/- والدہ محمد انور ربانوی ۲/- ؛ امت الحمید صاحبہ ۱/- ؛ امت الرشید صاحبہ ۱/- ؛ امت الرفیق صاحبہ ۱/- ؛ بیگم ماسٹر کریم بخش نیائیں دانشمنداں ۲/- ؛ والدہ عبد القدیر صاحب ۱/- ؛ مریم صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسہ ۲/- ؛ محترمہ نواب بیگم طالبہ اسلامیہ کالج ۱/- ؛ محترمہ رشیدہ اختر بستی غذاں ۵/- ؛ والدہ اقبال محمد بستی غذاں ۱/- ؛ محترمہ وحیدہ خانم الصف الرابع ۱/- محترمہ مسز عبد المجیب صاحب ۵/- ؛ محترمہ استانی عشرت صاحبہ ۱/- ؛ محترمہ حمیدہ بانو منشی فاضل ۲/- ؛ محترمہ مسز اکبر علی ٹھیکیدار ۱/۰/- ؛ بنت نور احمد ۲/- ؛ ستی بی عبد الرحمن سیکریٹری میونسپل کمیٹی ۵/- ؛ مسز عطا محمد ۱/- ؛ خورشید عالم سابقہ متعلمہ مدرسہ ۲/- شاداں و فرحاں صاحبہ ۱/- ؛ خالدہ لطیف از دسوہہ ۲/- ؛ اختر منشی فاضل ۵/- ؛

محترمہ بیگم صاحبہ نواب مظفر خاں جالندھر شہر ۵/- ؛ محترمہ جناب بیگم صاحبہ میاں حمید علی صاحب جالندھر شہر ۵/- ؛ محترمہ جناب بیگم صاحبہ شیخ معراج الدین صاحب ۱/- ؛ محترمہ جناب بیگم صاحبہ میجر ایس۔ اے خاں ۱/- ؛ محترمہ جناب بیگم صاحبہ رانا عبد الحمید خاں ۵/- ؛ محترمہ بیگم صاحبہ شیخ محمد شریف صاحب جج ہائی کورٹ لاہور ۵/- ؛ بیگم صاحبہ کیپٹن سید عبد الودود صاحب ۲/- ۔ محترمہ جناب بیگم صاحبہ شیخ اقبال دین صاحب ۱/- ؛ محترمہ جناب بیگم صاحبہ سید مقبول حسن صاحب ۲/- ؛ محترمہ جناب بیگم صاحبہ پیرزادہ عبد الحمید صاحب ۵/- ؛ محترمہ جناب بیگم صاحبہ عبد الحمید صاحب انجنیئر ۱/- ؛ محترمہ جناب بیگم صاحبہ عبد النبی صاحب ۱/- ؛ محترمہ بنت جناب عبد الرحیم صاحب ۱/- ؛ بیگم صاحبہ حاجی محمود صاحب انسپکٹر پولیس کراچی ۱/- ؛ بیگم صاحبہ حاجی محمد طفیل صاحب افریقہ والے ۱/- [illegible] صاحبہ بابو ابراہیم صاحب ۱/- ؛ بیگم صاحبہ امان اللہ خاں صاحب ۲/- ؛ والدہ [illegible] محمد انوار صاحب قاری ۲/- ؛ بیگم صاحبہ اشرف ریاض، ڈی۔ او۔ سی ۱/- ؛ بیگم صاحبہ میجر خوشدل خاں جبوال ۲/- ؛ بیگم صاحبہ خان وزیر الدین خاں بستی دانشمنداں ۲/- ؛ بیگم صاحبہ محمد ابراہیم خاں صاحب بستی شیخ ۱/- ؛ بیگم شیخ عبد الرحمن صاحب ۱/-/- ؛ بیگم صاحبہ سید اکرام اللہ صاحب ۱/- ؛ بیگم صاحبہ خان بہادر عبد المجید خاں رئیس اعظم باباخیل ۴/-

بیگم صاحبہ خان بہادر خان عبدالمجید خاں بابا خیل برائے ہار صدر جلسہ ۱۰/- + بنت محترمہ جناب خان بہادر عبدالمجید خاں ۲/- +

عطیات ماہ نومبر ۱۹۴۵ء

چوہدری محمد حسین صاحب آئی۔ اے۔ ایم۔ سی ۱/- + جناب محمد اعجاز احمد خانصاحب ڈگی نہ سرگودھا ۱۰/- چوہدری محمد افضل صاحب ایس۔ ڈی۔ او دہلی چھاؤنی ۱/- + محترمہ بیگم رضا خان بشیرالدین احمد خانصاحب ایڈووکیٹ جالندھر شہر ۲۵/- + حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر شہر ۲/۴/- + مولوی عطامی صاحب جالندھر شہر ۲/- + سید محمد رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر ۲/- + خان بشیرالدین احمد خانصاحب جالندھر شہر (کھال عقیقہ) ۲/۱۲/- + ڈاکٹر سردار محمد صاحب فتح پور سیکری ۲۰/- محترمہ عصمت صاحبہ لدھیانہ ۵/- +

+ محترمہ ملکہ زمانی خانم صاحبہ بیگم خان فضل محمد خانصاحب ایم۔ اے (کسن) ۱۰۰/- + میاں محمد سعید میاں محمد یوسف صاحبان سہگل کلکتہ ۱۰۰/- + چوہدری شرف الدین صاحب جالندھر شہر ۳/۱/- + شیخ عزیز بخش صاحب جالندھر شہر ۱/- + چوہدری رحیم بخش صاحب جالندھر شہر ۳/۱/- + شیخ نواب الدین صاحب جالندھر شہر ۱/- شیخ رحمت [illegible] صاحب جالندھر شہر ۱/- + خان عظیم اللہ خانصاحب جالندھر شہر ۱/- جناب نظام [illegible] صاحب جالندھر شہر ۲/- + جناب خوشی محمد صاحب جالندھر شہر ۲/- جناب شاہ محمد صاحب جالندھر شہر ۲/- + جناب محمد بخش صاحب جالندھر شہر ۲/- جناب محمد شریف صاحب جالندھر شہر ۲/- + جناب ماسٹر شاہ محمد صاحب جالندھر شہر ۲/- جناب چوہدری فیض محمد صاحب جالندھر شہر ۲/- + جناب چوہدری ولی محمد محمد بخش صاحبان جالندھر شہر ۲/- جناب چوہدری نور محمد صاحب جالندھر شہر ۲/- + جناب چوہدری نظام الدین صاحب جالندھر شہر ۲/-

ڈاکٹر غلام محمد صاحب جالندھر شہر (کھال قربانی) ۱۰/- ÷ جناب محمد علی فضل محمد صاحبان
جالندھر شہر (کھال قربانی) ۱۱/- ÷ بتقریب نکاح خوانی محترمہ ضیاء البیگم بنت شیخ عبدالرحیم صاحب
۴/- ÷ محترمہ منور بی بی صاحبہ اہلیہ مولوی غلام رسول صاحب ۱/- ÷ جناب ماموں جان
مع اہلیہ وحیدہ صاحب دہلی ۱۰/- ÷ محترمہ ثریا بخش قیمت کھال قربانی ۲/- ÷ محترمہ
بلقیس متعلمہ مدرسۃ البنات قیمت کھال قربانی ۲/۸/- ÷ خان عبداللطیف خانصاحب
قیمت کھال قربانی ۵/- ÷ محترمہ نسیمہ غلام قادر صاحبہ قیمت کھال قربانی ۳/- ÷ فراہم کردہ
متعلمات و طالبات (بتقریب پارٹی [illegible] مٹھائی) ۹۲/۶/- ÷ محترمہ صدیقہ بیگم
صاحبہ بنت نور محمد (قیمت کھال قربانی) ۱۰/- ÷ بتقریب نکاح خوانی شیخ اعجاز احمد صاحب
۵/- ÷ نامعلوم الاسم (قیمت کھالیں عقیقہ) ۳/۸/- ÷ خان سردار محمد خانصاحب بستی
دانشمنداں (کھال قربانی) ۱/- ÷ محترمہ حلیمہ مبارک بانو بیگم صاحبہ لوہاروی بلند شہر ۵/-
محترمہ گلزار بیگم صاحبہ ڈیرہ دون ۲/- ÷ ڈاکٹر عباس علی صاحب بتقریب شادی ہمشیرہ خود ۲۰/-
محترمہ والدہ صاحبہ خان ضیاء اللہ خانصاحب بستی دانشمنداں ۱۲/- ÷ سید
محمد ازہر شاہ قیصر صاحب دیوبند (کھال قربانی) ۱۳/- ÷ کل میزان ۳۴۱/۴/۶

بمد زکوٰۃ و صدقات ماہ نومبر ۱۹۴۵ء

خانصاحب چوہدری علی محمد صاحب رانوتہ ۲۰/-/-

وظائف فنڈ ماہ نومبر ۱۹۴۵ء

جناب سیکرٹری صاحب انجمن مسلمانان پنجاب کراچی وظیفہ چھ طالبات ماہ جولائی
اگست ستمبر ۱۹۴۵ء ۱۸/-

عطیات جمعیۃ الوحدۃ والعمل ماہ نومبر ۱۹۴۵ء

بذریعہ خالد عبدالودود جماعت اعلیٰ ۱۴/۱۱/-

محترمہ مسز سید تصدق حسین صاحبہ بھگواڑہ ۱/-/- ٭ محترمہ مسز سید صدیق حسن صاحبہ بھگواڑہ ۱/-/- ٭ سید مقبول حسن صاحب ذیلدار بھگواڑہ ۱/-/- ٭ محترمہ مسز سید تجمل حسین صاحبہ بھگواڑہ ۲/-/- ٭ سید خالد [illegible] ۱/-/- ٭ چوہدری محمد حسن صاحب تحصیلدار بھگواڑہ ۵/- محترمہ والدہ صاحبہ ڈاکٹر عبدالودود صاحب ۱/-/- ٭ محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ بھگواڑہ ۸/- محترمہ [illegible] سید مختار حسین صاحبہ بھگواڑہ ۱/-/- ٭ محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عبدالحمید صاحب [illegible] جناب فاروق صاحب [illegible]

بذریعہ مدثرہ عبدالودود جماعت دوم ۱۴/۸/-

محترمہ مسز سید صدیق حسن صاحبہ بھگواڑہ ۱/-/- ٭ محترمہ مسز تصدق حسین صاحبہ بھگواڑہ ۱/-/- سید مقبول حسن صاحب ذیلدار بھگواڑہ ۱/-/- ٭ محترمہ مسز تجمل حسین صاحبہ بھگواڑہ ۲/-/- چوہدری محمد حسن صاحب تحصیلدار بھگواڑہ ۵/- ٭ محترمہ مدثرہ صاحبہ بھگواڑہ ۱/-/- محترمہ والدہ صاحبہ ڈاکٹر عبدالودود صاحب ۱/-/- ٭ محترمہ جنت بی بی صاحبہ بھگواڑہ ۸/- ٭ سید فاروق صاحب ۱/-/- ٭ محترمہ مسز ڈاکٹر سید مختار حسین صاحب بھگواڑہ ۱/-/-

بذریعہ سیدہ امت الحمید صاحبہ بنت سید فتح محمد شاہ گیلانی صاحب ۵۳/-

محترمہ امت الحمید صاحبہ میانی ۵/-/- ٭ محترمہ امت الحکیم صاحبہ ہیڈ مسٹرس لائل پور ۱۸/- محترمہ امت السعید صاحبہ ۵/-/- ٭ محترمہ سردار بیگم صاحبہ لائل پور ۱۰/-/- ٭ چوہدری امام الدین صاحب لائل پور ۵/-/- ٭ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ میانی ۱۰/-

بذریعہ ضیاء القمر صاحبہ متعلمہ منشی فاضل ۴۲/-/-

جناب محمد اسلم خانصاحب بستی شیخدر دیش ۵/-/- ٭ محترمہ شفیقہ خانم صاحبہ ۲/-/- خان محمد یوسف خان صاحب ۲/-/- ٭ خان محمد علی اکبر خانصاحب ۲/-/- ٭ میاں وزیر محمد خانصاحب ۱/-/- ٭ خان فضل محمد خانصاحب ۱/-/- ٭ خان خداداد خانصاحب ۱/-/- ٭ خان محمد ارشاد احمد خانصاحب ۱/-/- ٭ خان محمد اسمٰعیل خان صاحب ۵/-/-

ملنے کا پتہ: منہاس برادرز بازار شیخاں جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۰۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

فروری ۱۹۴۶ء

مدیرہ: حمیرا

چندہ سالانہ: ایک روپیہ آٹھ آنے

بت ہو
رسولی پہ
ادارہ سکے۔ قرآن
ہا ن ہنے توہم پرستی

جمال برقی پریس جالندھر شہر میں چھپ کر
باہتمام خان محمد احمد خان ڈاکٹر طابع و ناشر دار القرآن

کا اس میں کوئی شائبہ نہیں کسی خاص قوم اور خاص جماعت کی ہدایت کے لئے نہیں۔ بلکہ نسلی۔ لسانی
صنعتی وطنی۔ قبائلی غرضیکہ تمام غیر فطری حدود کو توڑ کر تمام دنیا کے لئے یکساں طور پر
آئین حیات ہے۔ عدالت خداوندی کے میز پر آج قرآن عزیز کے علاوہ اور کوئی ضابطہ
نہیں جس کے مطابق اقوام عالم کی موت وحیات کے فیصلے ہوتے ہوں۔ پھر جس طرح یہ صحیفۂ
فطرت مطابق حدود سے بلند ہے۔ اسی طرح زمانی قیود سے بھی نا آشنا ہے۔ لیکن جس طرح
فطرت کی کوئی شے ایسی نہیں جو کبھی زمانہ میں بھی یہ کہہ دے کہ میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی
اسی طرح قرآن کریم بھی یہ کبھی نہ کہے گا۔ کہ بس اب میں تھک گیا۔ اب کسی اور راہ بر کی تلاش
کرو۔ سہ

صد جہانِ تازہ در آیاتِ اوست
عطرہا پیچیدہ در آفات اوست

قرآن کریم کی آیات کو کھولتے جائیے۔ جہاں اندر جہاں۔ زمانہ در زمانہ ان کے پیچ و خم
میں لپٹا ملے گا۔ فطرت کی کسی چیز کو لیجئے مثلاً پانی کے متعلق ابتدائی انسان اتنا ہی جانتا تھا
کہ اس سے پیاس بجھائی جاسکتی ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس سے نہایا جاسکتا ہے۔ لیکن
پانی کے اندر چھپی ہوئی خصوصیتیں زمانہ کے عقل وعلم اور تجربہ ومشاہدہ کے ساتھ یوں کھلتی
گئیں۔ گویا وہ اس کی لہروں کے بیچ میں لپٹی ہوئی تھیں۔ آج پانی سے جسقدر کام لئے جاتے
ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں بھی یہ خواص پانی کے اندر موجود تھے اور آج بھی یہ کہا جاسکتا
کہ پانی کے اندر جس قدر قوتیں خوابیدہ ہیں وہ سب کی سب بیدار ہو چکی ہیں ---- اس فضا
کو دیکھئے جو کل تک خالی سمجھی جاتی تھی۔ آج اسمیں اسیتھر کی لہروں نے ایک نئی دنیا آباد کر دی
ہے۔ اسیتھر تو پہلے بھی موجود تھا۔ اسی خلا میں لپٹا ہوا اس انتظار میں تھا کہ انسانی علم ودانش
کی سطح بلند ہوتے ہوتے اسے آن چھوئے اور وہ اپنی چھپی ہوئی قوتوں کے خزانوں کی چابیاں
اس کے حوالہ کر دے۔

آج مظاہر ایٹم اور کائناتی کرنیں ہمیں حیران وششدر کر چکی ہیں۔ لیکن یہ بھی ازل سے
موجود تھیں۔ ہاں انسانی دانش اس بلندی پر آج پہنچی۔

قرآن عزیز صحیفۂ فطرت ہے اس کی حالت بھی یہی ہے۔ زمانہ علم وعقل کی جن بلندیوں
تک اڑتا چلا جائے۔ قرآن کریم اس سے بھی دس قدم آگے نظر آئے گا۔ اس لئے کہ یہ اس

خدا کی کتاب ہے جس کی نگاہوں سے کوئی حقیقت پوشیدہ نہیں اور جس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں۔ پھر قرآن کریم محض چند نظری عقیدوں کا مجموعہ نہیں۔ بلکہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں ضابطۂ قوانین ہے۔ مذہب سیاست۔ تمدن۔ تہذیب۔ معاشرت معاشیات غرض کہ دین و دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کے متعلق اس کے اندر اصول ہدایت موجود نہوں۔ وہ اصول ہدایت جس پر عمل کر کے ایک اونٹ چرانے والی جھونپڑوں کی کٹھلیوں پر گزارا کرنیوالی قوم دیکھتے ہی دیکھتے ایک طرف قیصر و کسریٰ کی دولت و سلطنت کی وارث بن گئی اور دوسری طرف دنیا نے جہانداری و جہانبانی میں مکارم اخلاق کے اس بلند مقام تک پہنچ گئی جسے چشم فلک نے ایک مرتبہ دیکھا ہے اور دوبارہ دیکھنے کے لئے آجتک سرگرداں ہے۔

قرآن کریم کے متعلق جو کچھ میں نے کہا ہے وہ محض خوش عقیدگی کی بنا پر نہیں کہا۔ بلکہ اللہ کے فضل و کرم سے علیٰ وجہ البصیرت کہا ہے ــــ آج کا مسلمان نہیں جانتا کہ قرآن صرف کتاب نہیں، کتاب خداوندی ہے۔ اور دلوں کی آبادٔ دنیا کے لئے ایک ایسا قانون انقلاب جو ہر آن باطل کے مضبوط سے مضبوط قلعوں کو مسمار کرسکتا ہے۔ ؎

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است ؛ ایں کتابے نیست چیزے دیگر است
چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود ؛ جاں چوں دیگر شد جہاں دیگر شود

(۵)

ایمان و عمل۔ لہٰذا آج ہمارے لئے سب سے پہلا مرحلہ قرآن عزیز کو اپنی عملی زندگی میں راہ نما بنانا ہے۔ اور دوسری چیز جماعتی زندگی کا تخیل ہے۔ ان دونوں کے امتزاج (یعنی ایمان اور عمل صالحہ) کا لازمی نتیجہ استخلاف فی الارض ہوگا۔ لیکن یہ کیفیت ایک دن میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ آدم کو دوبارہ جنت حاصل کرنے کے لئے جن تدریجی مراحل سے گزرنا پڑا ہے۔ ان ہی مراحل کو ہمیں بھی طے کرنا ہوگا۔ ہم پہلی ہی جست میں اس مقام بلند تک نہیں پہنچ سکتے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ انقلاب زمانہ کی برق رفتاری کو دیکھتے ہوئے جی بھی چاہتا ہے کہ کسی طرح ہم میں یہ تبدیلی آج ہی پیدا ہو جائے ــــ ہم رات کو موجودہ حالت میں سوئیں اور صبح اٹھیں تو ہمارے گرد و پیش عہد فاروقی کا ماحول گہر بار ہو۔ یہ آرزو ٹھیک

بڑی مقدس ہیں۔ لیکن ان کا تعلق عملی دنیا سے زیادہ عالم تصورات سے ہے۔ آپ کی
بنیادی تمنا بجا اور درست لیکن عملی دنیا میں آپ کو ان تمام ارتقائی کیفیات سے لذت آشنا
ہونا پڑیگا۔ جو قطرہ پر گہر بننے تک گزرتی ہے۔

ایک قدسی نفس رسول کے زیر تربیت تو یہ ممکن ہے کہ انسانیت جلیوں کے کندھے پر
سوار ہو کر ارتقائی منازل طے کرتی جائے لیکن جب ہماری اصلاح خود ہمارے ہی ہاتھوں
اور ہم میں سے منتخب ارباب قلب و دماغ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ تو قرآنی معیار کے مطابق
اصلاح کی آخری منزل تو بتدریج ہی آئے گی ــــ ہماری اصلاح کے ابتدائی مراحل
تو ایسے غیر محسوس ہونگے۔ کہ بظاہر ان میں اصلاح کا شائبہ مشکل نظر آئے گا۔ لیکن اگر ہم یہ
خیال کرکے کہ اصلاح تو وہی قابل اعتنا ہے جس میں پہلا قدم آخری زینہ پر ہو ــــ زینہ
چھوڑ کر بیٹھ جائیں تو اس سے ہم اپنی موجودہ سطح سے ایک انچ بھی اوپر نہیں اٹھ سکیں گے ــــ

آج جس نے قدم بھی انفرادی زندگی کی بجائے اجتماعی زندگی پیدا کرنے کے لئے
اٹھائیں مبارک ہیں اور مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی بساط کے مطابق ساتھ دے اور
اصلاح و ارشاد کے ہر پہلو کو نگاہ میں رکھے ــــ اگر ہم نے اس نقطۂ آغاز کو سمجھ لیا اور
اس انداز میں آگے بڑھنے پر آمادہ ہو گئے تو مجھے یقین ہے کہ ہماری لٹی ہوئی ثروتیں چھنی
ہوئی دولتیں اور مٹی ہوئی عظمتیں ایک ایک کرکے پھر ہم سے ہم کنار ہوں گی۔ اور دنیا پھر
دیکھ لے گی کہ

فروغ خاکیاں از نوریاں افزوں شود روزے
زمیں از کوکب تقدیر ما گردوں شود روزے

میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ قرآن عزیز کے ہوتے ہوئے کوئی مسلمان مایوس ہو
جائے ــــ میں تو عام انسانوں سے بھی مایوس نہیں چہ جائیکہ مسلمان سے مایوس ہو جاؤں
مسلمان ہزار گئے گزرے سہی۔ لیکن میری آنکھوں کا نور ہیں۔ میرے دل کا سرور ہیں۔ یہ محض
خوش عقیدگی یا قومی عصبیت کی بنا پر نہیں۔ بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔

غیر مسلم ــــ آئین خداوندی سے انکار، استہزا اور سرکشی کا برتاؤ کر سکتا ہے۔ لیکن
مسلمان خواہ نام کا ہی مسلمان ہو۔ ایسی روش کبھی اختیار نہیں کر سکتا۔ لاکھوں اور کروڑوں

مسلمانوں میں سے شاید ہی کوئی ایسا بدنصیب ہو جو کبھی استہزاء یا سرکشی کا مرتکب ہو ورنہ عام مسلمان سرکشی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ہمارے اکثر بھائی تو وہ ہیں۔ جو محض جہالت کی بنا پر روح اسلام سے دور ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جنہیں اتنی قوت ایمانی نہیں کہ وہ اپنے ذاتی رجحانات اور مصالح و مقاصد کو آئین الٰہی کے تابع رکھ سکیں۔ دانستہ سرکشی اور عمداً انکار و استہزاء کی اصلاح نہیں کی جا سکتی۔ لیکن جہالت یا کمزوری کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ اس لئے آج بھی جب کہ دنیا فساد در فساد کا ہولناک منظر بن رہی ہے۔ ہماری امیدیں اسی سوختہ بخت قوم سے وابستہ ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ دنیا جب اس بحران سے نکلے گی تو ہندی مسلمان اپنا مقام حاصل کرنے کے لئے بہادرانہ آگے بڑھے گا۔ اس اقدام کے لئے مسلمان کو آج ہی سے تیار ہونا چاہئے۔ اگر اس تشکیل جدید میں کہیں بنیادیں غیر قرآنی رکھ دی گئیں تو پھر ثریا تک عمارت غلط ہوتی جائے گی اور ہم ایک لعنت سے نکل کر دوسری لعنت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ جس میں باقی دنیا کے مسلمان گرفتار ہیں۔ یعنی قرآن کریم سے بُعد۔ لہٰذا وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ نوجوانان ملت میں (جو تعمیر نو کے معمار ہوں گے) قرآن عزیز پھیلا دیا جائے۔ اس کے لئے ہمیں موجودہ دنیوی اور دینی درسگاہوں سے بہت کم امید ہے اس لئے کہ وہ یا تو غلامی کے انداز عمل پر مطمئن ہے۔ یا اس آتشیں روح سے محروم ہیں جو انقلاب و تغیر حال کی محرک بن سکے۔ تحریک اصلاح کا اصل مقام یہ ہے۔ کہ ہم اس صحیح وقت پر قرآن عزیز کا انقلابی تصور ذہن نشین کراؤں۔ یہ آثار نیک ہیں۔ کہ نوجوانان ملت میں بتدریج قرآن کی طرف رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ لیکن جب تک قرآنی تعلیم کا صحیح نظام اور اس نظام کی عملی تشکیل سامنے نہ ہو یہ رجحان اپنے فطری نتائج پیدا نہیں کر سکتا بلکہ ہو سکتا ہے کہ اگر ہم صرف پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے تک ہی محدود رہے۔ اور کوئی عملی تنظیم نہ پیدا کی تو یہ رجحان بھی مدہم پڑ جائے۔

اسے کبھی نہ بھولئے کہ قرآن ایک عملی نظام حیات ہے اور ذوق عمل کی لذت ہی وہ چاشنی ہے جس سے اسکی جاذبیتیں نکھر کر سامنے آتی ہیں۔

میں اپنی جماعت کے ہر رکن کو اگر مجبور کر رہا ہوں کہ وہ قرآن عزیز کے درس کی سکیم میں

غافل ہو جاؤ تو ہمت سے کام لو۔ اپنے ارادوں کو بلند اور اپنے عمل کو مضبوط کرو۔ میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ

عزائم کو سیسوں میں سب کے کر دے۔
نگاہ مسلمان کو تلوار کر دے (داعی الی الحق)

قرآنی قصے

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایام طفلی میں خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ خواب انہوں نے اپنے والد حضرت یعقوب سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹا! جیسا تم نے خواب میں دیکھا ہے۔ خدا تم کو فی الحقیقت موقر و ممتاز کرے گا۔ اور خوابوں کی تعبیر بھی سکھائیگا۔ اور جس طرح اس نے اپنے انعامات سے تمہارے دادا پر دادا اسحاق اور ابراہیم کو بہرہ مند کیا تھا۔ اسی طرح تم کو اور نسل یعقوب کو بہرہ ور کریگا مگر دیکھنا یہ خواب اپنے بھائیوں[1] سے بیان نہ کرنا۔ ورنہ وہ تم کو آفت میں پھنسانے کی کوشش کریں گے۔

یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب کو اپنی اولاد میں سب سے زیادہ عزیز تھے۔ ان کے بھائی ان سے حسد کرتے اور جلتے۔ ایک دن انہوں نے باہم صلاح کی کہ والد صاحب یوسف کو ہم سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ یہ بات ہم سے گوارا نہیں ہو سکتی۔ یا تو یوسف کو جان سے مار ڈالنا چاہیئے۔ یا کہیں پھینک آنا چاہیئے۔ ایک نے کہا جان سے مارنا مناسب نہیں بہتر یہ ہے کہ کسی کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ کوئی آتا جاتا مسافر نکال کرلے جائے گا۔ یہ مشورہ کر کے وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ابا جان! کیا سبب ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے۔ حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ کل کو جنگل کی سیر کریں اور آپ یوسف کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں۔ کہ وہاں چل کر خوب میوے کھائے اور کھیل کود کر جی خوش کرے اور آپ اسکی نسبت کسی طرح کا اندیشہ نہ فرمائیں۔ ہم اسکی حفاظت کے ذمہ دار ہیں یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ ایک تو اس کا مجھ سے جدا ہونا مجھے غمناک کر دیگا۔ دوسرے یہ بھی ڈر

[1] علاتی بھائی مراد ہیں۔

ہے کہ مبادا تم آستہ تنہا چھوڑ کر اس سے غافل ہو جاؤ۔ اور اسے بھیڑیا کھا جائے۔ وہ کہنے لگے۔ نہایت تعجب کی بات ہے۔ کہ ہماری موجودگی میں کہ بفضل خدا جماعت کی جماعت ہیں۔ اس کو بھیڑیا کھا جائے۔ اگر خدانخواستہ ایسا وقوع میں آیا۔ تو ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہوگا۔ ان لوگوں نے اس قسم کی تسلی بخش باتیں کیں تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔ جب وہ ان کو ساتھ لے گئے۔ تو سب نے بالاتفاق یہی بات ٹھہرائی کہ ان کو کسی کوئیں ڈال دینا چاہئے۔ اس وقت خدا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ یوسف علیہ السلام گھبرا نا مت عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ ان کو انکے سلوک سے آگاہ کروگے۔ اور یہ اپنی اس حرکت پر سخت منفعل ہونگے۔ غرض برادران یوسف نے یوسف کو ایک اندھے کوئیں میں گرا دیا۔ اور رات کو باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔ اور کہنے لگے کہ حضرت سخت افسوس ہے کہ ہم جنگل میں یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ کر کھیلنے اور دوڑ دوڑ کر ایک دوسرے سے آگے نکل جانے میں مصروف ہو گئے۔ اور ہماری غیبت میں بھیڑیا آکر ان کو کھا گیا۔ یہ بات حقیقت میں بالکل سچ ہے۔ مگر امید نہیں کہ آپ اس کو باور کریں ان لوگوں نے ایک بڑی چالاکی یہ کی کہ یوسف علیہ السلام کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا لہو بھی لگا لائے۔ یعقوب علیہ السلام نے بھی دھوپ میں بال سفید نہیں کئے تھے۔ سمجھ گئے کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ اور فرمانے لگے کہ یوسف کو نہ تو بھیڑیئے نے کھایا۔ نہ اس کے کرتے پر اس کا خون ہے۔ بلکہ تم الزام سے بچنے کے لئے اپنے جی سے یہ بات بنا لائے ہو۔ اچھا صبر

ادھر یوسف علیہ السلام کوئیں میں پڑے خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ کہ وہاں ایک قافلہ۔ آوارد ہوا۔ اور انہوں نے سقے کو پانی لانے کے لئے کوئیں پر بھیجا۔ سقے نے کوئیں پر بھیجا۔ سقے نے کوئیں میں ڈول لٹکایا۔ تو یوسف علیہ السلام اسمیں ہو بیٹھے۔ جب اس نے ڈول نکالا تو دیکھا کہ ایک نہایت بدیع الجمال لڑکا اسمیں بیٹھا ہے۔ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ آہا یہ تو لڑکا ہے۔ اور ان کو خوشی خوشی قافلے والوں کے پاس لے گیا۔ قافلے والے بھی بہت خوش ہوئے کہ مفت کا مال تجارت ہاتھ آیا۔ چنانچہ مصر میں جا کر یوسف کو فروخت کر ڈالا تو خریدار یوسف یعنی عزیز مصر نے اپنی عورت سے (جس کا نام زلیخا تھا) کہا کہ اس کی اچھی طرح سے پرداخت کیجیو۔ عجب نہیں کہ یہ ہمارے کام آئے یا شائد ہم اسے بیٹا ہی بنا لیں

الغرض یوسف زلیخا کے پاس پرورش پاتے رہے۔ جب جوان ہوئے تو ایسا جوبن نکالا کہ زلیخا ان کے حسن وجمال پر فریفتہ ہی تو ہو گئی۔ اور اس فکر میں ہوئی کہ ان سے ناجائز مطلب حاصل کرے چنانچہ ایک دن مکان کے دروازے بند کر کے یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس بلانے لگی۔ یوسف علیہ السلام نے کہا۔ معاذ اللہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تمہارے میاں میرے آقا ہیں۔ اور انہوں نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے۔ میں ایسی نمک حرامی نہیں کر سکتا کہ ان کی امانت میں خیانت کروں۔

وہ تو خدا کو منظور تھا کہ یوسف علیہ السلام کا دامن عصمت گناہ کی آلائش سے داغدار نہ ہو۔ ورنہ زلیخا ارادۂ بد کر ہی چکی تھی۔ غرض یوسف علیہ السلام زلیخا کی خواہش کو پورا نہ کر کے اور اس کو صاف جواب دے کر باہر کو بھاگے۔ زلیخا نے ان کو پکڑنے کے لئے پیچھے دوڑی آگے وہ پیچھے یہ! اس دوا دوش میں زلیخا نے جو یوسف علیہ السلام کو کرتے سے پکڑنا چاہا تو کرتہ پیچھے سے پھٹ گیا۔ جب دونوں بھاگا بھاگ دروازے پر پہنچے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ زلیخا کا خاوند دروازے کے پاس کھڑا ہے۔ ذرا عورتوں کے چلتروں کو دیکھ اس وقت کیا بات بنائی ہے۔ کہ اس شخص نے میرے ساتھ ارادۂ بد کیا تھا۔ میں نے چاہا کہ اس کو پکڑ لوں یہ بھاگ چلا اور مجھ کو اس کے پکڑنے کے لئے دروازے تک دوڑ کر آنا پڑا۔ ایسے خائن کو یا تو قید کر دینا چاہئے۔ یا کوئی اور سخت سزا دینی چاہئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ یہ بالکل غلط کہتی ہے۔ میں نے اس کے ساتھ ہرگز ارادۂ بد نہیں کیا۔ بلکہ اس نے میرے ساتھ ارادۂ بد کیا تھا۔ چونکہ میں ایسی حرکت کرنی نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ بھاگ کر بچ نکلوں۔

زلیخا کا شوہر دونوں کے ایک دوسرے کے خلاف قول سنکر حیران تھا کہ کس کو سچا سمجھے کس کو جھوٹا۔ استے میں زلیخا کے خاندان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یوسف کا کرتہ دیکھنا چاہئے اگر آگے سے پھٹا ہے۔ تو زلیخا سچی اور یوسف جھوٹا۔ اور اگر پیچھے سے پھٹا ہے۔ تو یوسف سچا اور زلیخا جھوٹی جب کرتہ دیکھا گیا تو پیچھے سے پھٹا ہوا ہے۔ تب اس کو یقین ہو گیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں۔ اور اس نے زلیخا سے کہا کہ بیوی صاحب یہ تو تمہارے ہی چلتر ہیں اور کچھ شک نہیں کہ عورتوں کے چلتر بڑے غضب کے ہوتے ہیں۔

یہ ماجرا شہر کی عورتوں کے کانوں میں پہنچا۔ تو انہوں نے بڑا چرچا کیا کہ عزیز مصر کی عورت

عجب نالائق اور بدعقل ہے۔ کہ اپنے غلام پر فریفتہ ہو رہی ہے۔ اور اس سے ناجائز مطلب مطلب حاصل کرنے کے درپے ہے؟

زلیخا نے جب ان عورتوں کی اس طرح کی باتیں سنیں تو اس نے انکا منہ بند کرنا چاہا۔ اور ایک محفل طیار کر کے اُن کو اپنے ہاں بُلا بھیجا۔ اور پھل تراش تراش کر کھانے کے لئے ایک ایک چھری ہر ایک کے حوالے کی۔ وہ پھل کاٹ کاٹ کر کھانے لگیں۔ تو زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا۔ کہ یوسف ذرا باہر آن کر ان کو اپنی شکل تو دکھاؤ۔ جب یوسفؑ علیہ السلام باہر نکلے۔ تو وہ عورتیں ان کے دیدار میں ایسی محو ہو گئیں۔ کہ پھل کاٹتے کاٹتے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بے ساختہ بول اُٹھیں کہ اللہ اللہ یہ حسن و جمال۔ یہ آدمی تو نہیں ایک بزرگ فرشتہ ہے اس وقت زلیخا نے کہا کہ یہ وہی تو ہے۔ جس کے بارے میں تم مجھ کو طعن و تشنیع کیا کرتی تھیں[1]۔

اس میں شک نہیں کہ میں نے اس سے مطلب حاصل کرنا چاہا ہے مگر یہ بھاگ نکلا اور اگر یہ میرا کہا نہیں مانے گا۔ تو میں اس کو قید کرا کر رہوں گی اور بہت ذلیل کراؤں گی۔ یہ سن کر یوسف علیہ السلام نے خدا سے عرض کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو قید منظور لیکن جو کام یہ عورتیں چاہتی ہیں۔ اس کا کرنا منظور نہیں۔ اور یہ استقلال محض تیری مدد پر منحصر ہے۔ اگر تو نے مجھ کو ان کے مکروں سے نہ بچایا تو عجب نہیں کہ مجھ سے بہ تقاضائے بشریت نادانی ہو جائے اور میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں۔

شعر

ان بلاؤں سے خدایا میری عصمت محفوظ
تو ہی رکھے تو رہے۔ ورنہ بھروسا کیا ہے

خدا نے یوسف علیہ السلام کی التجا قبول فرمائی اور ان کو عورتوں کے دام تزویر میں نہ پھنسنے دیا۔ لیکن باوصفیکہ لوگوں نے حضرت یوسفؑ کی عصمت کی نشانیاں دیکھ لیں۔ اور ان کی بیگناہی کا یقین کر لیا۔ پھر بھی ان کو کچھ میعاد کے لئے قید کر دینا ہی قرین مصلحت سمجھا۔ اب یوسف علیہ السلام کو ناچار زنداں کی مصیبت جھیلنی پڑی[2]۔ باقی آئندہ

---

[1] سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا ۔ کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

[2] نہ تنگ کر ناصح نادان مجھے اتنا ۔ یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

[3] کون سنتا ہے فغان درویش ۔ قہر درویش بجان درویش

رسولِ ہاشمی

(از جناب خواجہ فیض لدھیانوی)

اے رسولِ ہاشمی! اے نازشِ کون و مکاں
تیرا اسم روح پرور ہے سرودِ جاوداں

کیا عیاں ہو تیری عظمت وائے عاجز ہے قلم
کیا بیاں ہو تیری رفعت ہائے قاصر ہے زباں

نیک سیرت، خوبصورت، خوش عمل، صادق امیں
رحمدل، ہمدرد، مخلص، عدل پرور، مہرباں

دین کی تبلیغ میں تو رات دن کوشاں رہا
حق پرستی کے عوض جھیلیں ہزاروں سختیاں

آ گئی آخر خدا کے فضل سے آخر بہار
گلشنِ ہستی سے رخصت ہو گیا دورِ خزاں

تو نے پستی کے مکینوں کو بلندی کی عطا
تو نے صدیوں کے غلاموں کو بنایا حکمراں

تشنہ کامانِ صداقت کو صلائے عام ہے
اب بھی دنیا میں ہے تیرے فیض کا دریا رواں

محمد عربی

از عزیزہ زاہدہ خاتون بنت مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانہ

عزیزہ زاہدہ مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کی صاحبزادی ہیں
اس گیارہ برس کی ہونہار بچی نے یہ مضمون لکھا ہے جو بہت مختصر
اور غیر جامع ہی لیکن بچی کے جذبۂ دینی کے لحاظ سے حوصلہ افزائی
کا مستحق ہے۔ خدا اسے علم و عمل کی مزید توفیق بخشے۔

(ادارۂ مسلم)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ معزز پیغمبر ہیں جن کی اتباع میں جملہ مسلمانانِ عالم اپنی زندگی گذار رہے ہیں۔ آپ عرب کے مرکزی مقام مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے قبل دنیا میں کفر کی وجہ سے ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ خصوصاً عرب کی حالت بہت نازک تھی۔ لوگ درختوں اور بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ چاند اور سورج کی پرستش باعثِ فخر تصور کرتے تھے۔ معمولی معمولی باتوں پر اس قدر جھگڑا ہوتا کہ نوبت جنگ و جدال تک پہنچ جاتی۔ ڈکیتی ان لوگوں کا پیشہ تھا۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینا اُن کے معمول میں داخل تھا۔

آپ نے لوگوں کو دنیا میں زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی اور بتایا کہ یہ چمکتا ہوا سورج، اور یہ جگمگاتے ہوئے ستارے، یہ روشن ماہتاب، اور یہ آسمان سے باتیں کرنے والے پہاڑ، سب کے سب خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں، جس نے تمام کائناتِ عالم کو پیدا کیا۔ اور یہ تمام چیزیں جن کی تم پرستش کرتے ہو، خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ آپ نے اہلِ دنیا کو مخلوقِ خدا کی خدمت، بے کسوں کی حمایت، بے نفسی، دیانت اور امانت کا سبق دیا۔ اور خود بھی ہمیشہ ان باتوں پر عمل کرتے رہے۔

آپ کے اخلاق نہایت عمدہ تھے۔ آپ کی زندگی کی سب سے بڑی اور معتبر تاریخ قرآن کریم ہے۔ ارشاد خداوندی ہے
اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (اے محمدؐ) بے شک تو خلق عظیم رکھتا ہے۔
آپ ہمیشہ سچ بولتے اور دوسروں کو بھی سچ بولنے کی تلقین کرتے۔ آپ نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، حتیٰ کہ آپ کے دشمن بھی معترف ہیں:
فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ : وہ تجھکو جھوٹا نہیں سمجھتے۔

جس حصۂ عمر میں ہر ایک انسان کے دل میں جذبات حیوانی کا غلبہ ہوتا ہے، اور ان جذبات کی رو میں بہکر انسان ہر قبیح سے قبیح فعل کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے، اس کے انجام پر غور نہیں کرتا۔ جن کو ایام جوانی کہتے ہیں آپ کے وہ ایام بھی اس طرح گذرے کہ کوئی شخص کسی قسم کا عیب ظاہر نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم میں اس کا دعویٰ کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے
لَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔
آپ کے پاک اور بے عیب چلن، دیانت، راستبازی کی وجہ سے تمام لوگ آپ کو امین کے نام سے پکارتے تھے۔

ایک مرتبہ جبکہ آپ کی عمر تقریباً ۳۵ برس کی تھی، خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوچکی تھی، لیکن حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھنا باقی تھا۔ اس پر چند قبیلوں میں آپس میں فساد ہوگیا۔ بالآخر فیصلہ اس پر ہوا کہ جو شخص کل صبح حرم شریف میں سب سے پہلے داخل ہو، وہی اس پتھر کو اس جگہ نصب کرے۔ صبح کے وقت حرم شریف میں سب سے پہلے داخل ہونے والے آپؐ تھے۔ چونکہ آپ کی دیانت کا شہرہ چہار دانگ عالم میں پھیل چکا تھا، اس لئے آپ کو دیکھکر سب نے پکارا: امین آگیا، امین آگیا۔ آپ نے حسن تدبیر سے پتھر کو ایک چادر پر رکھا اور ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی لیکر اس پتھر کو اٹھوایا اور اپنے دست مبارک سے نصب کردیا۔ غرضیکہ آپ کی زندگی جملہ مسلمانوں کے لئے نمونۂ عمل ہے ہمیں چاہیئے کہ رسول اکرمؐ کی سیرت پاک سے سبق لیں اور انہی

کی روشنی میں اپنی زندگی کو بنائیں تاکہ قوم کی یہ ڈوبتی ہوئی کشتی کنارہ پر جا لگے۔

اُن سے کہہ دینا

(عزیزہ انجم شملوی درجہ منشی فاضل مدرسۃ البنات)

اُن سے میرا سلام کہہ دینا ۔۔۔ اور یہ اک پیام کہہ دینا
مٹ چکا راج تیری اُمت کا ۔۔۔ غیر کے ہیں غلام کہہ دینا
ذلت و مسکنت کی حالت میں ۔۔۔ صبح ہوتی ہے شام کہہ دینا
ترک اب کردیا مسلماں نے ۔۔۔ جپنا اللہ کا نام کہہ دینا
دن میں پاتا ہے پُر شکم سب کو ۔۔۔ آکے ماہ صیام کہہ دینا
ملی وحدت تو ہو گئی عنقا ۔۔۔ فرقہ بندی ہے عام کہہ دینا
جس نے کندن بنایا مٹی کو ۔۔۔ اب وہ ہے جنس خام کہہ دینا
رکھ دیا طاق پر ہے مدت سے ۔۔۔ اپنے رب کا کلام کہہ دینا
یا زمانے کی پیروی سے ہے ۔۔۔ یا ہے فیشن سے کام کہہ دینا
غیر سیراب جن کے چشموں سے ۔۔۔ خود وہ ہیں تشنہ کام کہہ دینا
پیچھے ہٹتے ہیں اپنی منزل سے ۔۔۔ ہائے یہ تیز گام کہہ دینا
ظاہری شان بھی نہیں اب تو ۔۔۔ صرف باقی ہے نام کہہ دینا
کافروں کو خوشی سے کرتے ہیں ۔۔۔ کیسے جھک جھک سلام کہہ دینا
بے حیائی و عیش و بدعت ہیں ۔۔۔ رُفقائے مدام کہہ دینا
چگ گئیں اپنے کھیت کو چڑیاں ۔۔۔ اب ہے رونے سے کام کہہ دینا
سُن کے دم کیا کہیں گے اے قاصد ۔۔۔ کچھ نہ کہنا سلام کہہ دینا
یاد میں تیری، تیری انجم کی ۔۔۔ زندگی ہے حرام کہہ دینا

تاجدارِ مدینہ

(از محترم محمد طیب صاحب لدھیانوی- دیوبند)

دنیا تاریک تھی، سخت تاریک۔ کفر و ظلمت کی تاریک گھٹائیں ہر طرف چھائی ہوئی تھیں۔ بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" کی حقیقت کو سمجھنے والا کوئی موجود نہ تھا۔ ناکارہ انسان خداوند قدوس کی ہستی سے بغاوت کرنے میں مشغول تھا۔ یہی بغاوت انسان کا مقصدِ حیات بنکر رہ گئی تھی۔

اس حالت میں اور اس دور میں ضرورت تھی کہ کوئی ایسا انسان دنیا میں پیدا ہو جو اس ظلمت اور تاریکی میں ایک آفتاب عالمتاب بنکر چمکے۔ اور اس کی روشنی ظلمت اور تاریکی کے تمام پردوں کو چاک کرکے چہار دانگ عالم میں پھیل جائے۔ گمراہ انسان اس کی روشنی سے راہ پائیں۔ راستہ بھولا ہوا انسان راہ راست پر آجائے۔ اپنے مقصدِ حیات کو پہچانے۔ ظلم و تعدی کو دور کرے۔ غریبوں اور بیکسوں کے دکھ درد میں شریک ہو۔ بچوں بوڑھوں مفلسوں اور اپاہجوں کا ہمدرد ہو، بیواؤں کی خدمت کرنے والا ہو، معذوروں اور مجبوروں کو آرام پہنچانے والا ہو۔

خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو جوش آیا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے۔ آپ نے دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا، اور ایسا انقلاب پیدا کیا کہ نہ آج تک دنیا اس کی نظیر پیش کر سکی اور نہ رہتی دنیا تک پیش کر سکے گی۔ آپ نے گمراہ لوگوں کو صراط مستقیم پر لا کر کھڑا کر دیا۔ ظلم و تعدی کو مٹا کر امن و سلامتی کی تعلیم دی، اور ان لوگوں کو جو خدا تعالیٰ کی ہستی سے باغی ہو رہے تھے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا۔ آپ نے معاملات اور اخلاق کا وہ بلند نمونہ پیش کیا کہ دنیا خود بخود آپ کی طرف مائل ہونے لگی۔

دنیا کا کوئی انسان اُس وقت تک انقلاب پیدا نہیں کر سکتا جب تک روایت پرستی کے خلاف علمِ بغاوت بلند نہ کرے۔ دنیا کے تمام انقلابی لیڈروں کی تاریخیں اٹھا کر پڑھیئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انھوں نے ہمیشہ روایت پرستی کے خلاف نعرہ بلند کیا۔ آپ نے بھی اس کی مخالفت کی بت پرستی کے خلاف آواز اٹھائی۔ ظلم و تشدد سے بغاوت کر کے غریبوں، بے کسوں، مفلسوں کا ساتھ دیا، اور دنیا کے سامنے ایک ایسا نظام پیش کیا جس کی نظیر دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔ روایت پرستی کے خلاف آواز اٹھانے پر آپ کے قبیلہ اور خاندان نے، آپ کی قوم نے، بلکہ دنیا کے جملہ انسانوں نے آپ کی مخالفت کی۔ آپ کی آواز کو ٹھکرایا، لیکن آپ برابر درسِ ہدایت دیتے رہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا کے ہر خطہ اور ہر بستی میں خدائے واحد کے پرستار یعنی مسلمان موجود ہیں۔

آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔ پیغمبر حاکم اور قوم کے درمیان پیغام پہنچانے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ اور پیغمبر وہی ہو سکتا ہے، جو حاکم کے حکم اور قوانین پر پورے طور پر کاربند ہو۔ آپ نے پورے طور پر خداوندِ قدوس کے احکامات کی تعمیل کی۔ ہر وقت اور ہر لحظہ احکم الحاکمین کے حکم کو واجب گردانا۔

خدا تعالےٰ نے دنیا کی تمام بھلائیاں آپ کی ذات میں جمع کر دی تھیں زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کا عمدہ نمونہ آپ کی پاک سیرت میں موجود نہ ہو۔ آپ نے ایک پیغمبر کی حیثیت سے وہ تمام احکامات جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے، صحابہ کرام تک پہنچائے اور صحابہ کرام سے بتدریج ہم تک پہنچے۔ ارشادِ خداوندی ہے :-

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ، یعنی تمہارے لئے رسولِ اکرمؐ کی سیرتِ پاک بہترین نمونۂ عمل ہے، لیکن یہ ہماری بدقسمتی

ہے کہ ہم آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت پر آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔ یہ ہماری نظر اور ہمارے فکر کا قصور ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہماری حالت اسی صورت میں درست ہو سکتی ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں پوری کاوش سے کام لیں۔ اسی میں ہماری فلاح اور بہبود مضمر ہے۔ اور خداوند قدوس سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں سیرت پاک کی روشنی میں زندگی بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات پریشان حال امت کی طرف منعطف رہیں۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ایک عام تنبیہ:- آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اسکے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے۔ اسلئے ہم اشتباہ کو دور کرنے کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ اسکے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جوابدہ ہے۔

نورالدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

ضروری اطلاع ○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا، جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ خدارا وی۔ پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔

منیجر

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب اختر ربانی بہاولپوری)

پرتوِ نورِ مبیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
تم ظہورِ اوّلیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

رحمۃٌ للعالمیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
مالکِ خلدِ بریں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

تم مرادالعاشقیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
راحتِ قلبِ حزیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

مثلِ پروانہ فدا ہوتا رہوں گا عمر بھر
تم سراج السالکیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

قلب روشن ہے تمہارے پرتوِ انوار سے
کیا خیالِ دلنشیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

مجھ غریب و بے نوا کی کیجئے للّٰہ مدد
تم شفیع المذنبیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

اخترؔ عاصی کی حالت پر توجہ کیجئے
عرشِ مولیٰ کے قریں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

حضرت علیؓ کا ایک فیصلہ

(جناب ایم۔ الیاس عثمانی سی ایس ایم۔ ٹی ٹی سی)

ایک دن دو عورتیں آپس میں لڑتی ہوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے اُن سے لڑائی کی وجہ دریافت فرمائی تو اُن میں سے ایک نے بڑھ کر عرض کی کہ یا امیرالمومنین! ہم دونوں جنگل بیابان میں تھیں کہ اتفاق سے ہمارے دو بچے پیدا ہوئے۔ اُن میں سے ایک لڑکا ہے اور دوسری لڑکی۔ دردِ زہ کی تکلیف کی وجہ سے ہمیں خود بھی معلوم نہیں کہ درحقیقت لڑکا کس کا ہے اور لڑکی کس کی؟ میں کہتی ہوں کہ لڑکا میرا ہے اور لڑکی اس کی ہے۔ یہ کہتی ہے "لڑکا میرا ہے اور لڑکی تیری ہے"۔ اب ہم آپ کے پاس فیصلہ کرانے حاضر ہوئی ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تھوڑی دیر غور کیا، پھر اپنے غلام کو جس کا نام قنبر تھا، آواز دی۔ غلام حاضر ہوا، تو آپ نے دو ہم وزن کٹوریاں اور ترازو لانے کے لئے فرمایا۔ غلام کٹوریاں اور ترازو لے آیا۔ تو آپ نے ایک کٹوری ایک عورت کو اور دوسری کٹوری دوسری عورت کو دیتے ہوئے فرمایا کہ تم دونوں اپنی اپنی چھاتیوں کے دودھ سے کٹوریوں کو بھر دو۔

جب آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی تو آپ نے دونوں کٹوریوں کو الگ الگ ترازو کے پلڑوں میں رکھ کر وزن کیا۔ تو ایک کٹوری بھاری اور دوسری ہلکی نکلی جس عورت کی کٹوری کا دودھ وزنی تھا، اس سے فرمایا کہ لڑکا تیرا ہے، اور جس کی کٹوری ہلکی تھی، اسکو لڑکی سپرد کی۔

جو لوگ اُس وقت وہاں موجود تھے انھوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ فیصلہ کیسے کیا؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ یعنی مرد عورتوں سے زیادہ طاقتور ہیں۔ اس سے

معلوم ہوا کہ جب مرد میں عورت سے زیادہ طاقت موجود ہے، تو اُس کی ماں کا دودھ بھی وزنی ہونا چاہیئے۔

اس حیرت انگیز انکشاف پر لوگ حیران رہ گئے۔

ہمارا پیمبر
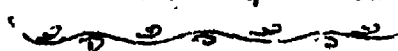
(از جناب طبیب آنور لدھیانوی، دیوبند)

جگایا جس نے اقوامِ جہاں کو خوابِ غفلت سے
کیا آزاد جس نے عقل کو دامِ جہالت سے
منظم کر دیا جس نے سب اجزائے پریشاں کو
خدا کے سامنے جس نے جھکایا نوعِ انساں کو
بتایا جس نے رازِ زندگی حق کی عبادت ہے
بچانا ظلم سے اللہ کے بندوں کی فطرت ہے
ہلایا جس نے آزادی کے پرچم کو ہواؤں میں
غلامی کی اُڑائیں دھجیاں جس نے فضاؤں میں
جنھیں شاہِ رسل صلِّ علیٰ سب لوگ کہتے ہیں
جنھیں حضرت محمد مصطفیٰ سب لوگ کہتے ہیں
ہمارا وہ پیمبر ہے، ہمارا وہ پیمبر ہے

اہلِ مکتب کی یاد

(عزیزہ نجمہ عزیز از پشاور)

یہ مضمون نہیں، ایک خط کی چند سطریں ہیں جو مدرسۃ البنات جالندھر کی ایک سابق طالبہ نے مدیر مدرسہ مولانا عبدالحق عباس مدظلہٗ کی خدمت میں کچھ رقم بھیجتے ہوئے لکھی ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ بانیٔ مدرسہ اور مدرسے کا عملہ (سٹاف) طالبات سے جس طرح پیش آتا ہے، وہ کیا ہے؟ اس کا نتیجہ وہ محبت ہے جس کا اظہار اس شکرگزار طالبہ نے اس مضمون میں کیا ہے۔

درسِ ادب اگر بود زمزمۂ محبتے
جمعہ بہ مکتب آورد طفلِ گریز پائے را

ایسے بیشمار خطوط آتے رہتے ہیں۔ یہ خط اتفاقاً ہمارے سامنے آگیا، جس کا اقتباس درج کر دیا گیا۔ (ادارۂ مسلمہ)

آپ لوگوں کی یاد اور آپ کا حُسنِ سلوک ہر وقت میرے نوکِ زبان رہتا ہے۔ ہر آئے گئے سے آپ ہی کی باتیں کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس طرح میرے چار سال راحت و آرام اور اعلیٰ ترین تعلیم کے حصول میں آنکھ جھپکتے گزرے ہیں، خداوند کریم ہر طالبہ کو نصیب کرے، اور مجھے پھر وہی دور دیکھنا نصیب کرے۔ آمین ٭

چند آہیں

(از محترمہ زبیدہ اسحٰق - لاہور)

میرا مقصد مضمون نگاری نہیں، ایک زخم خوردہ دل کا بیان غم ہے جسے مسرور دل شاید خوشگوار نہ سمجھیں۔ ایک عرصہ سے ہجوم افکار و آلام نے مجھے اس قدر مضطرب کر رکھا ہے کہ میں آپ بیتی سادہ اور مختصر لفظوں میں سُنا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہوں، شاید میرے حق میں کسی طبع نیک سے دعا نکلے اور وہ قبولِ بارگاہِ الٰہی ہو جائے!

ننیں ابھی ۱۰ سال کی عمر تھی کہ میرے والد صاحب اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ بچپن کی بہاریں بیوہ ماں کے سایہ تلے بسر کیں۔ ہوش سنبھالا تو اپنی والدہ ماجدہ کو بیکس پایا۔ مجھے تعلیم دلانے کا ارادہ محض والدہ ماجدہ تک محدود تھا۔ کیونکہ خاندان کے بڑے رکن تعلیم کے حامی نہ تھے۔ پھر مجھے اس معاملہ میں زبان ہلانے کی کہاں جُرأت ہو سکتی تھی۔ بڑی کشمکش سے درجہ ادیب تک تعلیم مکمل ہوئی۔ پھر ایک سال تک گھر کی چار دیواری میں محدود رہی اور تعلیم بند کر دی گئی۔ میں نے اسی غم میں اندر ہی اندر گھلنا شروع کر دیا، حتیٰ کہ اہلِ خانہ کو بھی میری پژمردگی کا احساس ہونے لگا۔ مگر والدہ ماجدہ دُور اندیش تھیں سلسلۂ تعلیم کو پھر جاری کر دیا۔ اب میرا سارا وقت اسی شغل میں صرف ہونے لگا۔ گو تعلیم کا شوق اب بھی ہے مگر جذبات میں پہلا سا اضطراب نہیں۔

میں ضدی اور تنہائی پسند تھی۔ میری کوئی ہمراز اور ہمدم نہ تھی۔ طبیعت میں لڑکیوں کی سی شوخی اور چنچلاپن بالکل نہ تھا۔ ظاہرداری کا علم اور بناوٹ سے شناسائی تک نہ تھی۔ مجھے اب تک یاد ہے، جب کہ بچپن میں کہا کرتی تھی: "بے جی! کیا میرے ابا جی عید کو نہیں آئینگے؟" تو مایوسانہ جواب ملتا: بیٹیا! وہ تو بہت دور۔۔۔ بصرہ میں گئے ہوئے ہیں۔ جب آئینگے، تو بہت سی چیزیں لائینگے۔"

میری پُرامید نگاہیں آسمان کی طرف اٹھتیں اور مایوس لوٹ آتیں۔ ہنسی رُک جاتی۔ مسکراہٹ کھل کھلا نہ سکتی۔ میرے لب سمٹنے کے سمٹنے رہ جاتے۔ تخیلات کی کشمکش جو ماضی کی یاد میں ہل چل مچا رہی تھی، اب یک لخت رُک گئی ہے۔ جذبات پہ عقل غالب آگئی ہے۔

چاند کی راہ بھی سیدھی ہموار نہیں۔ نشیب کہیں فراز کہیں۔ صاف ستھری اُفق کے اُس پار شفق پھولنے لگی۔ مجھے سلسلۂ ملازمت میں جن واقعات سے دوچار ہونا پڑا، وہ ناقابلِ اظہار ہے۔ زمانے کے فریب نے مجھے حد سے زیادہ تشکک بنا دیا ہے۔ دھوکے ہزاروں قسم کے ہیں، مگر مجھے جس قسم کے دھوکوں سے واسطہ پڑا ہے وہ بہت عجیب ہیں، جن کے نقوش میرے دل پر اس قدر گہرے ہیں کہ تا زیست محو نہ ہونگے۔ مجھے اب دنیا کے ہر کاروبار میں دھوکا ہی دھوکا نظر آتا ہے۔

انسان خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے، مگر وہ خوشی خوشی کیسے ہو سکتی ہے، جو ایمان وضمیر فروشی اور نفسانیت کا شکار ہو کر حاصل کی جائے۔ یہاں کی ہر شے فانی اور ناپائدار ہے۔ سورج بھی اپنی بساطِ سلطنت اُلٹ کر عمیق اتھاہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اب جو آفتاب کی آخری کرنوں نے شکستہ ہو کر غمگین گیت چھوڑے ہیں، مجھے بھی گانے دو۔ کیا یہ سچ مچ کے گانے ہیں؟ نہیں نہیں، نادان عقل دھوکہ کھا گئی۔ عقل حیران تھی کہ کن الجھنوں میں آن پھنسی۔ قدرت کا تماشا انداز میں دور

...مرای گنگنا رہی تھی ہے پھول تو وہ دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرتان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

معلمات کی ضرورت ہے

جو اسلامیہ پرائمری گرلز سکولز (زنانہ اسلامی ابتدائی مدارس) میں بطور معلمہ یا ...سر معلمہ کام کر سکیں اور عربی زبان اور دینیات اسلامی کی تعلیم دے سکیں اور قرآن مجید بطور ایک زباندان معلمہ کے پڑھا سکیں۔ جو کم از کم مشاہرہ وہ قبول فرما سکتی ہوں، درخواست میں تحریر کریں۔

مندرجہ ذیل مدارس کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں:-

(۱) زنانہ اسلامیہ مدرسہ پھگواڑہ۔ بخدمت صدر منتظم شیخ وہاب دین صاحب ممبر کپورتھلہ سٹیٹ اسمبلی، مالک انڈین ٹاٹری سٹور۔ پھگواڑہ۔ ضلع جالندھر۔

(۲) اسلامیہ زنانہ پرائمری سکول پنڈی بہاؤ الدین کے لئے۔ بخدمت ملک محمد دین صاحب ایڈیٹر صوفی، پریذیڈنٹ انجمن اسلامیہ صوفی منزل، پوسٹ آفس صوفی آبحیات، پنڈی بہاء الدین ضلع گجرات۔

(۳) مدرسہ اسلامیہ رامپور کے لئے۔ بخدمت جناب خان فازی صاحب، معرفت نیجر صاحب مدرسۃ البنات شہر جالندھر۔

(۴) مدرسہ زنانہ صلاح المسلمین پنڈی بھٹیاں کے لئے۔ بخدمت سیکرٹری صاحب انجمن صلاح المسلمین۔ پنڈی بھٹیاں۔ ضلع گوجرانوالہ۔

(۵) برائے پرائیویٹ ٹیوشن۔ تنخواہ للعہ ماہوار۔ اقامت مفت۔ بخدمت حافظ صاحب محمد الٰہی صاحب ریٹائرڈ ریلوے ڈے انسپکٹر۔ دروازہ لاہوری وزیر آباد۔

(۶) نیجر مدرسۃ البنات جالندھر شہر۔

(۷) ایک معلمہ کی ضرورت ہے، ڈسٹرکٹ کیمبل پور میں، مدرسۃ البنات کی لائنز پر پرائمری سکول چلانے کیلئے۔ تنخواہ چالیس روپیہ ماہوار۔ پتہ:- جہانداد خاں آئی۔ ای۔ ایم۔ ای۔

Attd: J. M. A. W/S Dehra Dun U. P.

(۸) اورنگ آباد ضلع بلند شہر میں مدرسۃ البنات کی تعلیمیافتہ معلمہ کی ضرورت ہے۔ خط و کتابت بذریعہ: جناب سید حمید علی صاحب دفتر تہذیب نسواں - لاہور۔

حقائق آزاد

(محمد احمد صدیقی علی پوری۔ لکھنؤ)

علامہ ابوالکلام آزاد کی سیاست کے متعلق تو لوگ نکتہ چینی کرتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کی زباندانی یا انشاء کی خوبیوں پر کوئی پردہ نہیں ڈال سکتا۔ ان سطور میں آپ کے چند وہ جملے نقل ہیں جنہیں میں نے الہلال مرحوم کی فائل میں نگینہ کی طرح جڑا ہوا پایا۔

(۱) تم اپنے اندر قوت پیدا کروگے تو قوت بھی تمہارا ساتھ دیگی۔

(۲) استقامت اصل کار اور نصرت کاریوں کا سبب اصلی ہے۔

(۳) ہر شے کی زندگی صرف اس کی قوت کے اظہار میں ہے نہ کہ تذلل اور عجز و انکساری میں۔

(۴) جبر و قہر ہی کا پانی وہ آبحیات ہے جو آزادی کے بیج کو جادوگروں کے تماشہ کی طرح منٹوں اور لمحوں میں بار آور کردیتا ہے۔

(۵) قانون جابر حکومتوں کیلئے ایک بہانہ ظلم سے زیادہ نہیں۔

(۶) قانون جرم کی سزا دیتاہے پر مجرم کو جرم کرنیکے لئے مجبور نہیں کرتا۔

(۸) قانون تار عنکبوت ہے جو اپنے سے کمزور کو پھانس لیتا ہے مگر اپنے سے قوی سے ٹوٹ جاتا ہے

(۷) مصائب تازیانہائے عبرت ہیں جو سوتوں کو بیدار اور غافلوں کو ہوشیار کرتے ہیں۔

(۹) جو لوگ دنیا سے تعریف و مدح مانگتے ہیں انکو بتلانا چاہئے کہ اس کے لئے انہوں نے کیا کھویا ہے

(۱۰) جو قوم اپنی قوت اور قربانی کے زور سے اپنے حقوق مانگتی ہے وہ قوم قابل رشک لائق تحسین ہے

(۱۱) کوئی دوستی بغیر دشمنی کے کوئی مجبوری بغیر غرض کے اور کوئی تعریف بغیر تحمل مذمت کے حاصل نہیں ہوسکتی۔

(۱۲) سچائی غربت و کسمپرسی سے اٹھتی ہے اور فتح و کامرانی کا علم بن کر لہراتی ہے۔

(۱۳) جو کوششیں حق اور سچائی کے اعلان کیلئے کی جاتی ہیں زمانہ کتنی ہی انکی مخالفت کرے لیکن وہ دریا کے پانی کی طرح اپنی راہ خود نکال لیتی ہیں۔

(۱۴) کبھی ان لوگوں کی محنت ضائع نہیں ہوتی جو اپنے دلوں کی معیت چھوڑ کر بھی رسد فتح کا ساتھ دیتے ہیں

(۴۲) اظہارِ حق اور امر بالمعروف نتیجۃً خیال سے بے پرواہ وہ ... فرض ایمانی اور ... تعہد ہو ہے وقت کے بدلنے اور لوگوں کے منہ پھیر لینے سے اس کا حکم نہیں پھر سکتا۔

(۴۳) در حقیقت جہل کا سرچشمہ وحشت نہیں بلکہ خود کامی ہے جس کے پیشِ نظر کبھی اعتبار ... زندگی اور کبھی افسری و سیادت ہوتی ہے۔

شکر پارے

(نوشتہ محمد ظفر ایم اے ایل ایل بی)

اچانک دوا - بعض اوقات ایسا واقع ہو جاتا ہے کہ آدمی بیماری سے مایوس ہو جاتا ہے حکیم جواب دے دیتے ہیں جو چیز نقصان کیا سمجھے ہلاکت کا ذریعہ اتفاق سے بیمار نے اسے کھا لیا اور جلد مر جانے کی بجائے وہ بالکل اچھا ہو گیا اور حکیم حیران رہ گئے۔ ایک چماری ... بے بیدم تھی اور علاج نے فائدہ نہ دیا۔ زندگی سے مایوس تھی جنگل میں اس نے آک کا توڑ توڑ کے اس کا دودھ خوب پیا کہ اسکے تیزابی اثر سے ابھی مر جاؤنگی مگر وہ مرتی نہیں۔ اسے زور کی قے آتی ہے اور اس میں ایک گوشت کی گلی نکل پڑتی ہے جو پتھر سے زیادہ سخت ہے، وہی اسکی بیدمی کا باعث تھی۔ وہ بالکل تندرست ہو گئی چھوٹے ناگپور کے منڈلوں میں ... سے ایسے علاج ہو رہے ہیں کہ آج تک ان کے کامیاب نتائج کے لئے مغربی سائنسدان سرگرداں دھیان دے رہے ہیں۔ زہریلے سانپوں کا انکو آج تک تریاق نہ ملا مگر منڈے جنگل والے بڑے سے پتوں اور بوٹیوں سے زہر دور کر دیتے ہیں خواہ سانپ کیسا ہی زہریلا ہو۔ سانپ کاٹے ہوئے کو میرے تجربہ کھنٹے ہو جانے کے باوجود وہ ان جنگلی بوٹیوں کی مدد سے زندہ کر لئے جاتے ہیں۔ اس میں نہ کوئی ٹونا ہے نہ نظربندی۔ سیدھے سادے عمل ہیں بعض بوٹیاں اتفاق سے معلوم ہوتی رہیں ایک روز ایک منڈا اکنوار نے ... چھپکلی کو کالے ناگوں کے ... دشاہ سے لڑتے دیکھا۔ سانپ کے خوفناک حملوں سے چھپکلی خون میں نہائی ہوئی تھی۔ لیکن وہ بھاگ جانے کا نام نہ لیتی تھی۔ جب اسے زہر کا اثر چڑھتا معلوم ہوتا وہ دوڑ دوڑ کر ایک جھاڑی تک جاتی اور گھاس کے ایک پتے میں گھسیٹ دیتی اور چند لمحہ جلد جلد چھینکنے کے بعد پھر آگے لڑنے جاتی۔ آخر کار سانپ تھک

گھسا گیا اور چھپکلی نے محض استقلال اور دوا ڈھونڈ نکالنے کی عقل حیوانی سے میدان مار لیا اس منڈے کو سانپ کے کاٹے کا بہترین اور کامیاب ترین قدرتی راز معلوم ہو گیا۔ بعد میں آدمیوں پر اس کی آزمائش کی گئی اور نتائج مسرت بخش نکلے چنانچہ انکے جنگلی علاج الامراض میں ایک اور بوٹی کی دریافت کا اضافہ ہوا۔

لونیہ اور بحشی سے منڈے بالکل نہیں ڈرتے۔ ایک سخت درد پسلی کے بیمار کو ڈاکٹر نے تیرھویں دن جواب دیدیا ایک منڈا بلایا گیا۔ پندرھویں دن یعنی دوسرے ہی دن بیمار بستر پر سے اٹھ کے چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ ڈاکٹر نے جب اسے دیکھا۔ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اور اس نے اُسے معجزہ قرار دیا۔

ہڈی ٹوٹنے پر ایک خاص بیل کی کونپلوں کا لیپ شکستہ مقام پر لگایا جاتا ہے۔ اور اُسے باندھ دیا جاتا ہے۔ بعض دوائیں مقام پر پانچ دن لگی رہنے دی جاتی ہیں۔ اس طریقہ سے جو ہڈیاں چور چور بھی ہو گئی ہوں بالکل درست ہو کے جڑ جاتی ہیں۔ آجکل کے طبیب ان منڈوں اور انکی سی دیگر اقوام کی خوشامد کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔ تاکہ دکھی دنیا کو آسانی سے آرام میسر آجایا کرے۔

مجبورے اور تنکے ۔ گول میز والے جلسوں کی اصلیت یہ ہے کہ انگریزوں کے ملک کا ایک بہت پرانا بادشاہ آرتھر ضیافت یا کسی اہم مشورہ کیوقت ایک گول میز کے ارد گرد اپنے سرداروں کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ سرے پر کوئی نہ بیٹھتا اور نہ آخر میں۔ اس طریقہ سے اعلیٰ و ادنیٰ کی تمیز جاتی رہتی اور کسی کو کسی سے حسد نہ ہوتا۔ لہٰذا گول میز مساوات یعنی برابری کے معنوں میں استعمال ہونے لگا۔ گول میز جلسہ میں گویا سب برابر کے درجہ میں بیٹھ کے مشورہ کرتے ہیں

رومیوں میں تنخواہ کے طور پر روزانہ نمک کی ایک مقدار ملا کرتی تھی۔ اسی لئے ہر زبان میں نمک حلال اور نمک حرام استعمال ہوتے لہٰذا نقدی جاری ہونے پر تنخواہ کو سیلے ری ام یعنی سالٹ منی (نمک کی نقدی) کہا جانے لگا اور اس سے انگریزی میں سیلری لفظ بن گیا۔

امریکی سپاہیوں کا بہادر سہرا۔ جنگ ختم ہونیکے بعد امریکہ میں اترنے والا ہے ان میں ۶۶ ہزار میں ۶۰ ہزار ڈیفنس اور بچے یورپ کے مختلف ملکوں کے ہیں۔ اور باقی ۲ ہزار نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کی۔

سانپ بے کھائے پئے دو سال تک زندہ رہ سکتا ہے۔

سگھڑ سہیلی

(نوشتہ محمد ظفر ایم اے ایل ایل بی)

چوہوں کے فائدے۔ دنیا کی بعض چیزیں گندی ہونے کی وجہ سے نفرت سے پھینک دی جاتی ہیں۔ لیکن قدرت نے اُن میں بڑے بڑے فائدے رکھے ہیں۔ پرانے زمانہ میں ایک حکیم نے ایسا سرمہ بنایا جس سے اندھا بھی بینا ہو جاتا تھا۔ اس کے زمانہ کے ایک اور حکیم نے اس نادان دسمنہ کو سونگھ سونگھ کر ساری دوائیں معلوم کر لیں اور سرمہ طیار کر لیا۔ مگر اس کا نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ یہ حکیم ایک روز پاخانہ میں بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ قدرت کی کوئی چیز بیکار نہیں۔ پاخانہ میں لپٹا ہوا باریک باریک کیڑا اُسے بیکار معلوم ہوا۔ اُس نے اصلی سرمہ بنانیوالے حکیم سے اپنے سرمہ کا ذکر کیا اور اُس سے پوچھا کہ فائدہ کیوں نہ ہوا۔ اس نے اُس کے طیار کئے ہوئے سرمہ کا اجزا اُس سے پوچھے۔ چنانچہ اس نے بتایا کہ سرمہ کا جزو اعظم پاخانہ کا باریک کیڑا تو شامل کیا ہی نہیں جسے سونگھ کے معلوم نہ کیا جا سکتا تھا۔ تو یہ کیڑا اکسقدر بلند پایا گیا۔

اسی طرح چوہے کی مینگنیاں بڑی نفرت سے پھینک دی جاتی ہیں۔ چوہوں کو پکڑ پکڑ کے تباہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارا نقصان بہت کرتا ہے۔ مگر اس کی مینگنیاں بڑی مفید بتائی جاتی ہیں۔ کئی قسم کے خطرناک امراض ان سے بالکل دور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ سنیئے صرف دل کو گوارا کرنے کی شرط ہے

چوہے کی مینگنیاں باریک پیس کر کپڑے میں سے چھان لیں۔ پانی ملا کے مٹر کے برابر گولیاں بنائیں اور سایہ میں سکھائیں۔ دو گولی صبح دو گولی شام بکری کے دودھ کی لسی یا صرف تازہ پانی سے سیلان الرحم والی عورتوں کو کھلائیں۔ راوی کہتا ہے کہ پہلی ہی خوراک میں بنا اثر دکھاتی ہے۔ خونی بواسیر بھی دور ہو جاتی ہے پھیپھڑوں سے خون آنا بند ہو جاتا ہے یعنی سل کے لئے مفید ہے۔ پیشاب میں خون آنا بند کر دیتی ہیں۔ خون کے دست۔ خون کی قے اور نکسیر کے لئے مجرب بتائی جاتی ہیں۔

جس جگہ باولے کتے نے کاٹ لیا ہو۔ اسجگہ نشتر سے پچھنے لگا کے چوہے کی مینگنی کاٹے کے

پیشاب یا پانی میں پیس کے لیپ کر دیں اور دو دو ماشہ مینگنی باریک پیس کے دونوں وقت ہم رنگ تک کھلانا بھی راوی تجویز کرتا ہے۔ جس جگہ سے بال جھڑ جاتے ہوں مینگنی سرکہ میں پیس کے دن میں دو دفعہ لیپ کریں۔ بال جھڑنے بند ہو جائینگے۔ اور نئے بال پیدا ہو جاتے ہیں۔ پیشاب بند ہو تو مینگنی پانی میں پیس کے پا دیتی ہیں۔ ملا کے قدرے گرم پیڑو پر لیپ کریں۔ راوی دو ماشہ باریک پسی ہوئی مینگنی کو پانی کے ساتھ کھانا بھی تجویز کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ پیشاب کھل جائیگا۔ درد گردہ کے لئے بھی اسی طرح کا لیپ فوراً آرام کر دینے کا باعث بنایا جاتا ہے۔ ورم کے درد میں بھی اسی طرح ناف کے ذرا نیچے لیپ کرنا مفید ہے۔ مینگنی پانی میں پیس کے بواسیر کے مسوں پر دن میں دو دفعہ لیپ کرنا نہایت مفید ہے۔ اسی طرح آک کا بھڑ اور زہریلی مکھی وغیرہ کے ڈنک پر لیپ درد جلن اور ورم کو دور کر دیتا ہے۔

چھائیاں۔ ذرا سا کپور کافی روغن بادام میں ملا کے کبھی کبھی چہرہ پر ملتے رہنے سے بالکل جاتے رہتے ہیں۔ یہ احتیاط رکھیں کہ یہ آنکھوں میں نہ لگنے پائے۔

بھینس کے کان کا میل ناف پر ملنے سے بند پیشاب کھل جاتا ہے۔

چاکسو کا چھلکا اتار دیں اور اندر کا مغز پانی میں گھس کے دن میں دو تین مرتبہ آنکھوں میں لگائیں آنکھوں کے اندر کی پھنسیاں پھوٹ کے لہو اور پانی باہر نکل جائیگا۔ روہے (ککرے) جاتے رہینگے ایسے مریض کو بھینس کا دودھ نہ پینا چاہئے۔

ایک طبی رسالہ میں ککروں کا یہ علاج درج پایا گیا تھا کہ بھینس کا گوبر صاف ستھرے دھلے ہوئے لٹھے میں نچوڑیں۔ یہ عرق اسقدر پڑا رہنے دیں کہ گاڑھا حصہ نیچے بیٹھ جائے اوپر کے نتھرے ہوئے حصہ کو الگ کر کے اسکی دو دو بوندیں صبح و شام آنکھوں میں ڈالیں۔

بزمِ مُسلمہ

غمی کی خبریں :-

میرے محترم چچا سلیمان شاہ صاحب کشمیری برادر مولانا انور شاہ صاحب صاحب کشمیری کا دس پندرہ روز کی علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ افسوس ہم بدنصیبوں کو زیارت بھی نصیب نہ ہوئی۔

وائے بدقسمتی جب سے ہوش آیا ہے، آئے دن اپنے عزیزوں کی جدائی ہوتی رہتی ہے

ریاضِ دہر میں نا آشنائے بزمِ عشرت ہوں
خوشی روتی ہے جس کو میں وہ محرومِ مسرت ہوں

مسلمہ بہنیں اپنے خاص وقت میں مرحوم کے لئے مغفرت کی اور ہم شکستہ دلوں کے لئے صبرِ جمیل کی دعا کریں۔ باری تعالیٰ ہمیں ان حوادثات سے نجات دے۔ آمین۔

دل فگار

راشدہ نزہت بنت حضرت علامہ انور شاہ۔ دیوبند

نہایت ہی حزن و ملال کے ساتھ یہ رنج دہ خبر حوالہ قلم کر رہی ہوں کہ میری عزیز ترین نانی اماں جی ہماری ہمدرد و شفیق ترین ہستی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس دارِ فنا سے عالمِ بقا کو سدھار گئیں۔ اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیہِ راجِعُون۔

مرحومہ و مغفورہ نہایت عبادت گذار اور سخی تھیں۔ خوفِ خدا کو ہر حالت میں ملحوظ رکھتی تھیں۔ دکھیوں کی دلجوئی کرنا اور ناداروں کی دستگیری آپ کا شیوہ تھا۔

مسلمہ بہنوں سے التجا ہے کہ وہ میری مرحوم اماں جی کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ باری تعالےٰ انھیں اپنے فضل و کرم سے نوازتے ہوئے جنتِ فردوس میں داخل کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

مرحومہ اپنی زندگی میں مدرسہ کے لئے دو روپے عطیہ دے گئی تھیں نیز دس روپے کی حقیر سی رقم بھی پیش خدمت ہے۔

نجمہ عزیز
سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات

ناظرین مسلمہ بھائی اور بہنوں کو اس دردناک خبر سے مطلع کرتے ہوئے دل پاش پاش ہوتا ہے کہ میرا لخت جگر عبدالرؤف خاں بعمر تین سال ایک ماہ سات دن، ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء بروز بدھ دن کو پونے دس بجے ہم سب کو داغ مفارقت دے کر اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روتا چھوڑ کر ہم سے رخصت ہو گیا۔ مرحوم صرف بارہ روز بیمار رہا تھا۔ شروع میں ڈاکٹروں نے ملیریا بخار سمجھا، مگر چند دن بعد ٹائیفائڈ تشخیص کیا، جس کے ساتھ نمونیا اور دماغی پیچیدگیاں ہو گئیں اور ہر چند علاج کے باوجود بچہ جانبر نہ ہو سکا۔

ناز تھا جس پہ ہمیں ہائے ہمارا نہ رہا
اب کوئی ٹوٹے ہوئے دل کا سہارا نہ رہا

تمام بھائی بہنوں سے درخواست ہے کہ معصوم بچے کے لئے دعائے خیر اور ہمارے لئے دعائے صبر کریں۔ نیز شعراء صاحبان سے التماس ہے کہ کوئی حسب حال قطعہ مع تاریخ وفات تحریر فرما کر اس پتہ پر روانہ کر کے ممنون فرمائیں۔ بچے کا نام عبدالرؤف خاں ولد بابو عبدالظہور خاں، ساکن قصبہ کلیانہ، ریاست جیند۔ جائے پیدائش کراچی شہر بخانہ مولانا عبدالغفور خاں، انسپکٹر سی آئی ڈی پولیس سندھ مورخہ ۲۶ اگست سنہ ۱۹۴۲ء۔ و تاریخ وفات مورخہ ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء بمقام بھٹنڈہ۔

مبلغ دس روپے کی حقیر رقم ارسال خدمت ہے۔ فاتحہ کے بعد نادار اور کمسن بچیوں کے مصرف میں لائیں۔

غمزدہ اے۔ زید خاں گارڈ
ریلوے بھٹنڈہ جنکشن

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ جنوری ۱۹۴۶ء

محترمہ بیگم مولوی بدرالدین صاحب گڑھا ۱۰/-/-

جناب شیخ محمد اسلم صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس ۴/-/۹

" بابو عبدالحق صاحب جالندھر شہر ۹/۰/۱

صدیقی دوکان حاجی بابو مہر علی احمد علی صاحبان جالندھر ۲/۱/۴

جناب مولوی عطائی صاحب " -/۲/-

" حکیم جالینوس " " -/۲/-

" سید رفیق شاہ " " -/۲/-

" محمد اسمٰعیل صاحب منڈی بوریوالا ۱۰/-/-

محترمہ نصرت آرا بیگم صاحبہ بہاولپور ۰/-/-

نامعلوم الاسم ۲/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر عبدالقیوم صاحب بہاولپور بذریعہ عبدالمجید خاں صاحب ۱۰۰/-/-

جناب چوہدری محمد شفیع اینڈ برادرس بتقریب بسم اللہ برخورداران ۲۵/-/-

محترمہ اقبال بیگم صاحبہ جالندھر (صدقہ جاریہ) ۵۰/-/-

جناب جمعدار احمد حسین صاحب جالندھر شہر ۹۰/-/-

" منشی جلال الدین صاحب کپورتھلہ ۲۰/-/-

میرزا شیر محمد نور محمد صاحبان لاہور ۵/-/-

عالیجناب مخدوم الملک الحاج سید غلام میراں شاہ الحسنی الحسینی رئیس اعظم و سجادہ نشین جمال الدین والی ۱۰۰/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ نیاز علی صاحب رحیم آباد ۵/-/-

جناب نمو بیدار اول خان صاحب کراچی صدر ۱۰/-/-

" محمد مہدی صاحب پٹواری کوئٹہ ۱۵/-/-

" چوہدری شرف الدین صاحب جالندھر ۴/۱/-

" شیخ رحمت علی " " ۳/۱/-

" " فیض محمد " " -/۲/-

" چوہدری رحیم بخش " " ۳/۱/-

" شیخ عزیز بخش " " -/۱/-

" " نواب دین " " -/۱/-

بذریعہ حکیم برق صاحب

جناب بشیر صاحب سرگودھا ۱۰/-/-

" شیخ بشیر احمد صاحب نالہ ۹/-/-

" نذیر صاحب رحیم سائیکل ورکس " ۲/-/-

" شیخ پیر محمد صاحب " ۱۰/-/-

" خان محمد رمضان صاحب " ۱/-/-

" خان بہادر مرزا اورنگ زیب " ۵/-/-

" چوہدری غلام نبی " " ۱/-/-

جناب رائے انور خاں صاحب انچارج	۱۰/-/-
" چوہدری عطا محمد صاحب "	۱۰/-/-
" ڈاکٹر محمد نواز صاحب "	۵/-/-
" چوہدری علی احمد خاں " "	۵/-/-
" میاں عزیز احمد " "	۵/-/-
" میاں فضل احمد " "	۲۵/-/-
" چوہدری عبداللطیف " "	۱۰/-/-
" شیخ محمد رفیق "	۵/-/-
" میاں فیروز الدین فضل حق صاحبان "	۵/-/-
" خلیق قریشی صاحب "	۲/-/-
" حافظ عبداللہ " "	۵/-/-

بمد زکوٰۃ وصدقات ماہ جنوری

معلوم الاسم	۵۲/۱/۹
جناب محمد اسمٰعیل صاحب منڈی بورے والا	۲۰/-/-
محترمہ خورشید رزینہ صاحبہ دہلی	۳/-/-
جناب ڈاکٹر عطا محمد صاحب بیرو الا	۴/-/-
" بابو سردار محمد صاحب سرگودھا	۴۰/-/-
محترمہ اختر ربانی صاحبہ بہاولپور	۹/-/-

وظائف فنڈ ماہ جنوری

جناب سیکرٹری صاحب انجمن مسلمانان پنجاب کراچی
وظائف چھ طالبات بابت ماہ
ستمبر تا نومبر دسمبر ۱۹۴۵ء ۱۸/-/-

ہدیۂ تشکر

ہم جناب خلیق صاحب قریشی ایڈیٹر لائل پور اخبار کے بیحد ممنون ہیں کہ انھوں نے اپنا قیمتی وقت صرف فرما کر حکیم برق کے ساتھ فراہمی چندہ میں قدمے سخنے امداد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہمدردانِ ملت اور کرم گسترانِ قوم کو تا دیر سلامت رکھے۔ اور جزائے جزیل عطا فرمائے۔

سیکرٹری

میں چوہدری نذیر احمد صاحب کی تحریک پر اپنی زندگی کے کسی خاص لمحہ کی یاد میں مبلغ دس روپیہ کی حقیر رقم مدرسۃ البنات کی امداد کے لئے بھیج رہا ہوں قبول فرمائیں۔

بشیر از سرگودھا

ناصر خاں یوسفزئی

ناصر خان
یوسفزئی

INDICATIONS

COFFAX
QUICK AND EFFICIENT COUGH SYRUP.
COFFAX
INDICATIONS
INDIA

GRIPAX

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

مارچ سنہ ۱۹۴۶ء

مدیرہ : حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

جنرل برقی پریس میں باہتمام خان محمد احمد خان ذاکر طابع و ناشر چھپکر دار القرآن سے شائع ہوا

کمی خون اور کمزوری کا مؤثر اور مکمل علاج

ویٹا گلوبین

- ویٹا گلوبین میں وہ حیاتین (vita mine) شامل ہیں جن کی وجہ سے اس کا درجہ
- دنیا کی ادویات میں بہت بلند ہے۔
- ویٹا گلوبین بلحاظ اجواجواہرات سے تو لینے کے لائق اور قیمت ہر امیر وغریب کیلئے قابل برداشت۔
- ویٹا گلوبین خفقان دل کی دھڑکن ضعف جگر بھس اور ورم جگر کو دُور کر کے کافی صالح خون پیدا کرتی ہے
- ویٹا گلوبین حلق سے اترتے ہی صالح خون پیدا کرنا شروع کر دیتی ہے۔
- ویٹا گلوبین میعادی بخار ملیریا، انفلوائنزا اور زچگی کے بعد کی کمزوریوں کا مجرب علاج ہے۔
- ویٹا گلوبین امراض نسواں کے لئے ماء الحیات ہے۔
- ویٹا گلوبین کثرت طمث اور قلت طمث کو دُور کر کے طاقت پیدا کرتی ہے۔
- ویٹا گلوبین اختناق الرحم اور پرسوت کے لئے اکسیر نادر ہے۔
- ویٹا گلوبین حاملہ مستورات کیلئے مولد دم اور محافظ صحت اور بعد بیماری بحالی صحت کا ضامن ہے
- ویٹا گلوبین بخار سے بگڑے ہوئے جگر اور تلی کو درست کر کے خون بڑھاتی ہے۔
- ویٹا گلوبین وجع المفاصل کے لئے لاثانی دوا ہے۔
- ویٹا گلوبین سل اور دق کے مریضوں کے لئے پیغام شفا ہے۔
- ویٹا گلوبین ہیضہ کے بعد ورم امعاء کے لئے بہت مفید ثابت ہو چکی ہے۔
- ویٹا گلوبین مستوی حافظہ اور دماغی امراض کا بہترین علاج ہے۔
- ویٹا گلوبین ہر بیماری کے بعد دل کی کمزوری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔
- ویٹا گلوبین لاتعداد ڈاکٹر و حکیم اپنے مریضوں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔
- ویٹا گلوبین دو روپے آٹھ آنے میں ملتی ہے جو پندرہ بیس یوم کے لئے کافی ہے۔
- ویٹا گلوبین اگر مقامی طور پر نہ ملے تو اچھے دوا فروشوں کو اسکا سٹاک رکھنے کا مشورہ دیں۔
- ویٹا گلوبین " " تو تیار کنندگان سے بذریعہ ڈاک پارسل منگوائیے۔
  ہر حالت میں خرچ ڈاک و پیکنگ بذمہ خریدار ہو گا۔
- ویٹا گلوبین "دی ایسٹرن انڈسٹریز" انڈیا۔ جالندھر شہر کی زیر نگرانی تیار ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مُسلِمہ جالندھر شہر

جلد ۱۲ مارچ ۱۹۴۶ء ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ نمبر ۹

مسلمان عورت کے فرائض

(از محترمہ زبیدہ مولویہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر)

مسلمان بہنو! یاد رکھو۔ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ وہ ایک دوسرا جہان ہے جہاں ہمیں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ اُس کا نام عالمِ آخرت ہے۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اس دنیا میں آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے دنیاوی اسباب کی ضرورت ہے جسے وہ میسر ہیں، وہ آرام میں ہے اور جسے میسر نہیں اس کی زندگی تلخ ہے۔ اسی طرح آخرت کی زندگی کا حال ہے۔ اس لئے مسلمان بہنوں کو ہر ممکن طریقے سے آخرت سنوارنے کی کوشش کرنی چاہیے اور کچھ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کر رکھنا چاہیے۔ اللہ کی عبادت اور حقوق و فرائض ادا کرنے چاہئیں، تاکہ آخرت میں عزت و آرام ملے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا حق

(حدیث شریف) معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، مجھے ایسے عمل بتلائیے جو مجھے بہشت میں پہنچائیں اور دوزخ سے دور ہٹائیں"۔ آپ نے فرمایا: "تم نے بہت بڑی چیز پوچھی ہے، مگر جس پر اللہ

تعالیٰ آسان کر دے، اُس کے لئے آسان بھی ہے - (وہ یہ ہے) تُو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا۔ نماز اچھی طرح سے پڑھ۔ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھ۔ بیت اللہ کا حج کر۔

اب آپ پر فرض ہے کہ رسولِ کریمؐ کے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کریں۔ ورنہ مثال ایسی ہوگی جس طرح ایک مریض اعلیٰ درجہ کے حکیم یا ڈاکٹر سے نسخہ تو دریافت کر لیتا ہے، مگر استعمال نہیں کرتا، وہ کبھی شفایاب نہیں ہو سکتا۔ اب ہمیں ان باتوں میں یقین کرنا چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ کا حق حاصل کر سکیں۔ (۱) اس جہان کا بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے (۲) اس جہان کا چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ (۳) رزق میں تنگی یا کشادگی کرنے والا وہی ہے (۴) بیمار یا تندرست کرنے والا وہی ہے۔ (۵) ہر چیز میں نفع یا نقصان اُسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ (۶) زندگی اور موت کی باگ اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ (۷) انسان کو جب کوئی ضرورت پیش آئے، اسی سے مانگے۔ (۸) جب چیز مل جائے، شکر اُسی کا بجا لائے۔ (۹) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو سجدہ نہ کرے۔ مستحق عبادت صرف اُسی کو ٹھہرائے۔ ان پر یقین نہ رکھنے کی صورت میں مشرک ہو جاؤ گی اور شرک کبھی معاف نہیں ہوگا۔ (قولہٗ تعالیٰ) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ شرک کبھی معاف نہیں کریگا اور شرک کے سوا جو گناہ جسے چاہے معاف کر دے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق یہ ہے کہ آپ جو فرائض اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں، اُن کو جھٹلانا نہیں چاہئے بلکہ سچا جان کر ہر بات پر کاربند رہنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ جن بُری باتوں سے آپ نے منع فرمایا، اُن سے رُک جانا چاہئے، اور جن کا حکم دیا، ان پر دل وجان سے عمل کرنا چاہئے۔

(۳) ماں باپ کا حق

(ترجمہ حدیث شریف) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس کی ناک خاک آلود ہو، اُس کی ناک خاک آلود ہو۔ (یہ کلمہ ایک طرح کی بد دعا ہے) آپ سے عرض کی گئی کہ کس کے لئے یہ بد دعا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص بڑھاپے کی حالت میں ماں اور باپ دونوں یا اُن میں سے ایک کو پائے، پھر بہشت میں داخل نہ ہو۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ والدین کی خدمت کرنا بہت ضروری ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور بہشت میں داخل فرماتا ہے۔ پیاری بہنو! ذرا سوچئے، اللہ تعالیٰ نے کیا حکم فرمایا ہے۔ مگر آج کل کیا ہو رہا ہے۔ شرم و حیاء رخصت ہو رہے ہیں۔ فتنہ و فساد کا دَور دَورہ ہے۔ والدین اور بڑوں کا ادب نہیں رہا۔ عام طور پر آپ دیکھیں گی، کہ بیٹیاں اپنی بوڑھی ماؤں کو اس طرح ڈانٹ دیتی ہیں جس طرح خادمہ کو ڈانٹا جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر ماں باپ سے کوئی غلطی ہو جائے، تو اُف بھی مت کرو۔ اس بُری بلا سے بچنا چاہئے، اور جتنی بھی ہو سکے والدین کی خدمت کرنی چاہیئے جس سے آخرت میں اچھا پھل ملے، کیونکہ بہشت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے۔

(۴) رشتہ داروں کا حق

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ رشتہ داروں سے ہمیشہ اچھا سلوک کرو، خواہ وہ تم سے اچھا سلوک نہ کریں، اور جو رشتہ داروں کی بدسلوکی پر صبر کریگا، اللہ تعالیٰ اس کی مدد کریگا اور اسے عزت دیگا۔ بہنو! ذرا سوچئے، آجکل کیا ہو رہا ہے؟ رشتہ داروں کی بجائے پرائے عزیز بننے لگے، اور رشتہ دار دشمن بن رہے ہیں۔ یہ کیا ہو گیا ہے؟ دل بدل گئے ہیں اخلاق بدل گئے ہیں۔ شریعت تباہ ہو گئی ہے، اور معاملہ یہ ہو گیا ہے کہ ایک دوسرے سے تو ڈرتے ہیں، خدا سے نہیں ڈرتے، حالانکہ ڈرنا خدا تعالیٰ سے ہی چاہیئے۔ مگر یاد رکھو

ہر ممکن طریقہ سے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہو۔

(۵) اولاد کا حق

اے مسلمہ بیبیو! یہ آجکل کیا رواج ہو گیا ہے کہ لڑکی گھر کی مالکہ اور مال کی وارث نہیں بن سکتی۔ کیا ایک لڑکی کا والدین پر صرف یہی فرض ہے کہ اسکی پرورش کریں۔ کچھ لکھائیں پڑھائیں اور دیگر کام سکھائیں۔ جوان ہونے پر کچھ جہیز وغیرہ دے کر شادی کر دیں نہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں ہے۔ آپ غلط فہمی میں نہ رہیئے۔ اس حالت میں خدا تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤ گی۔ یہ تو آجکل کوئی جانتا ہی نہیں کہ لڑکیاں بھی مالِ میراث کی وارث ہیں، بلکہ سب مال لڑکے ہی سنبھال لیتے ہیں۔

لڑکیوں سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے اور ہر حالت میں اُسے حصہ دار ٹھہرانا چاہیئے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی فاطمہؓ سے یہ سلوک تھا کہ جب وہ تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔ ہمیں اس سے سبق لینا چاہیئے اور ہر حالت میں لڑکیوں سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے۔

(۶) خاوند کا حق

(ترجمہ حدیث شریف) انسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت پانچ نمازیں پڑھا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عفت کی حفاظت کرے، اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے، تو بہشت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

پیاری بہنو! فقط مسلمان کہلوانے، مسلمانوں کے سے نام رکھوانے، مسلمان کے گھر بیاہے جانے، مسلمانوں کے تہواروں میں خوشیاں منانے سے بارگاہِ الٰہی میں مسلمان نہیں کہلا سکتی ہیں اور نہ عذابِ الٰہی سے نجات پا سکتی ہیں۔ بلکہ خداوند کریم کے بھیجے ہوئے

ہر چھوٹے بڑے حق کو پوری طرح سے سرانجام دینا چاہیئے۔ آجکل یہ مرض بھی بڑھتا جا رہا ہے کہ بجائے اس کے کہ عورت مرد کی فرمانبردار ہو، اُلٹا مرد کو اپنا تابع بنانا چاہتی ہے، تاکہ مرد جو کمائے اسکی ہتھیلی پر لا کر رکھ دے۔ نہ ماں باپ کو دے، نہ کسی بہن بھائی کا حق ادا کرے۔ ایسی صورت میں مرد اگر بیوی کا کہا مان بھی لیگا، تو دونوں ہی دوزخ کا ایندھن بنینگے۔ بہنو! ہر ممکن طریق سے ایسی غلط فہمیوں سے بچنا چاہیئے۔ خاوند کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر میں کسی شخص کو کسی کے سجدہ کرنے کا حکم دے سکتا، تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ بہنو! ذرا سوچیئے! ہمارے رسولِ کریمؐ کے دل میں خاوند کی فرمانبرداری کا کتنا بڑا درجہ تھا۔ اس لئے ہر عورت کو ہر حالت میں مرد کی فرمانبردار رہنا چاہیئے۔ اگر مرد ناراض ہو جائے تو یہی سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔

(۷) پڑوسی کا حق

(ترجمہ حدیث شریف) ابوہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا، ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! فلاں عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ بہت نمازیں پڑھتی، بہت روزے رکھتی، اور بڑی خیرات کرتی ہے، مگر اپنے ہمسائے کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "وہ دوزخ میں جائیگی" پھر اس نے کہا: "یارسول اللہ! فلاں عورت روزے کم رکھتی ہے، خیرات کم کرتی ہے اور نمازیں کم پڑھتی ہے (پہلی کی نسبت)، وہ پنیر کے ٹکڑے خیرات کرتی ہے اور اپنی ہمسائیوں کو نہیں ستاتی"۔ آپ نے فرمایا: "وہ بہشت میں جائیگی"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمسائیوں سے اچھا سلوک کرنے کی صورت میں خدا تعالیٰ کتنا اجر دیتا ہے۔ اس لئے ہر ممکن طریق سے ہمسایوں کی خوشنودی کا خیال رکھنا چاہیئے، اور جاہل عورتوں کی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے۔

(۸) عام لوگوں کے حقوق:

(ترجمہ حدیث شریف) جریر بن عبداللہؓ سے

روایت ہے، انھوں نے کہا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔ اس سے ثابت ہوا، جو شخص اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا رحم چاہے، اسے چاہئے کہ ہر انسان پر (خواہ مسلمان ہو یا کافر) رحم کرے اور ہر ایک کی مدد کر کے دعا لیا کریں۔ اس کے علاوہ زمین پر رہنے والے چرند پرند حیوانات پر بھی رحم کرنا چاہئے اور ہر ایک جاندار کو دُکھ دینے سے پرہیز کرنی چاہئے۔

پیاری بہنو! یہ آٹھ حقوق ہیں۔ ہر بہن کو کوشش کرنی چاہئے کہ یہ سب حقوق پورے ہوں، تاکہ آخرت میں مراد نصیب ہو۔ جو بہنیں خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہیں، قیامت پر یقین رکھتی ہیں، عذاب الٰہی سے نجات چاہتی ہیں، انھیں تو خود بخود اپنی ایمانی قوت سے فرائض اسلامی کے بجا لانے کا شوق پیدا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ ان حقوق کو آسانی سے ادا کر سکیں گی۔ آخر میں خداوند کریم سے دعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں کو نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ دنیا میں بھی عزت ملے اور آخرت میں بھی اچھا ٹھکانا نصیب ہو۔ آمین۔ ثم آمین +

عرضِ حال

(از جناب خواجہ فیض لودیانوی)

داستانِ دل بیاں اے واعظِ فرزانہ کر
آپ بھی دیوانہ ہو محفل کو بھی دیوانہ کر

گرم ہے رُوئے زمیں پر آج بازارِ جہاد
نقدِ جاں دے کر خدا سے خُلد کا بیعانہ کر

تیرا سر تن سے جدا ہو کر گرے آنکھوں کے بل
زیرِ خنجر اس ادا سے سجدۂ شکرانہ کر

شرم رہ جائے الٰہی کوششِ ناکام کی
اپنی نصرت کو شریکِ ہمتِ مردانہ کر

گریہ وزاری سے قسمت کا گِلہ جاتا رہے
میرے ہر آنسو کو یارب گوہرِ یکدانہ کر

یا مجھے سرمستیٔ آغاز سے بیخود بنا
یا مجھے اندیشۂ انجام سے بیگانہ کر

فیض وہ تجھ کو اجازت دیں جو عرضِ حال کی
طول دے کر ہر ذرا سی بات کو افسانہ کر

سَو کی ایک

بُھول جائے دوست فوراً بُھول جا ✦ اپنی ہر نیکی، کسی کی ہر بدی
یاد رکھ اے دوست ہر دم یاد رکھ ✦ مَوت کی آمد، خدا کی برتری

فیض

بانیٔ مدرسۃ البنات مولوی عبدالحق عباس جالندھری

ان دنوں تعلیم نسواں کا جسے احساس ہے
وہ خدا کا نیک بندہ مولوی عباس ہے

اُس نے زندہ کر دیا اللہ کے احکام کو
وہ سمجھتا ہے بخوبی مذہبِ اسلام کو

اُس کے ہر فقرے میں پنہاں نعرۂ تکبیر ہے
وہ ہجومِ کفر میں ایمان کی تفسیر ہے

اُس کے دم سے درس گاہ مذہبی آباد ہے
شہرِ جالندھر سراسر خطۂ بغداد ہے

علم کا سرچشمۂ پُر نُور جاری ہے یہاں
اب کسی کا چین تک جانا ہے بالکل رائیگاں

خوف کھاتی ہے جہالت آج اُس کے نام سے

اُس نے سمجھائے مسلمانوں کو قرانی نکات
اُس کی برکت سے نظر آتے ہیں آثارِ حیات

وہ پیمبر کی نیابت کا علمبردار ہے
اُمتِ مرحوم کا ہمدرد ہے غمخوار ہے

وقف ہے وہ عورتوں کی رہنمائی کے لئے
اُس کی ہستی ایک نعمت ہے خدائی کے لئے

قوم کو اُس پر ہمیشہ ناز کرنا چاہیے
خادمِ ملت کو سرافراز کرنا چاہیے

فیض میں نے اور بھی دیکھے ہیں اربابِ کمال
کشورِ پنجاب میں ملتی نہیں اُس کی مثال

فیض لودیانوی

شرک

(از محترمہ بہن ڈاکٹر سیدہ عبدالعلی صاحب بی۔ایس سی۔ایم۔بی۔بی۔ایس لکھنؤ)

ماہ جنوری کے مسلمہ میں کسی ایک بہن صاحبہ (والدہ مرغوب احمد رشکی) نے میرے مضمون بعنوان شرک پر اعتراضات کئے ہیں جنکا جواب دینا میں ضروری سمجھتی ہوں۔ بہن صاحبہ نے بعض اعتراض جوش کی حالت میں کر ڈالے ہیں۔ موصوفہ لکھتی ہیں کہ آپ بہت آگے بڑھ گئی ہیں اور آپ کے مضمون سے اولیائے کرام کی حرمت پر حملہ ہوتا ہے۔ استغفراللہ! یہ بہن صاحبہ کی غلط فہمی ہے۔ میرے مضمون سے یہ ہرگز ظاہر نہیں ہوتا۔ ورنہ میں انکو اور تمام مسلمانوں کو [illegible] سمجھتی ہوں۔ آپ لکھتی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کے وسیلے سے دعا کرے کہ الٰہی! اپنے برگزیدہ بندے کے طفیل میں تو ہماری دعا قبول فرما تو کیا یہ دعا شرک کے معنوں میں لی جائیگی۔ میں نے یہ کبھی کہیں نہیں لکھا اور نہ میں اس کی ممانعت کرتی ہوں۔ موصوفہ کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ ان سے ادب کے ساتھ گذارش ہے کہ وہ پھر ایک بار میرے مضمون کو غور سے پڑھیں اور سوچیں۔ موصوفہ فرماتی ہیں کہ کیا آپ کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے بھی انکار ہے کہ مرنے والوں کا ذکر ادب و احترام سے کرو۔ جب مزاروں پر جانا ہی ناجائز ہے تو اپنے اعزا اور بزرگ کسی کے بھی مزاروں پر جانا جائز نہ ہوگا۔ میں نے یہ کبھی بھی نہیں لکھا کہ مردوں کو بھی مزار پر نہ جانا چاہئے میری مخاطب عورتیں ہیں۔ انہی کو مزاروں پر جانے کی ممانعت ہے۔ حدیث شریف میں صاف صاف آیا ہے:- لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد (والسرج) (قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجدیں تعمیر کرنے والے اور چراغ جلانے والے مردوں کو اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے) لیکن مردوں کو بھی یہاں تک اجازت ہے، کہ فاتحہ پڑھیں اور انکے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ بس اور یہ کہنا کہ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیے ناجائز اور گناہ ہے، اور میں ادب سے پوچھتی ہوں کہ آخر اس کی ضرورت کیا ہے۔ کیا اللہ تعالےٰ نے سو جگہ اپنے سے دعا کرنے کی ترغیب نہیں دی، اسکے برخلاف ایک جگہ بھی کسی دوسرے سے دعا کرنے یا اسکے ذریعہ سے دعا کرنے کی ترغیب موجود نہیں۔

موصوفہ فرماتی ہیں کہ میں نے لکھا ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا تھا کہ میرے مزار پر نہ جانا۔

بہن موصوفہ بھی نہیں۔ میں نے یہ لکھا ہے کہ حضور نے فرمایا تھا کہ میری قبر کو پرستش گاہ نہ بنا لینا اس سے بہن صاحبہ سمجھیں کہ میں نے مزار پر جانے سے منع کیا ہے، میں نے مزار پر جانے سے ہرگز منع نہیں کیا، بلکہ وہاں پر کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیے، اس کی ہمیں حضور نے کہیں تعلیم نہیں دی، یہ شرک میں شامل ہے، اور اُنکے وسیلے سے دعا کرنا بشرطیکہ کسی دوسری جگہ ہوں جائز ہے، آپ لکھتی ہیں کہ آپ کی امت کے اولیا کرام کا رتبہ خدا تعالےٰ نے پیغمبران عظام کے برابر فرمایا ہے، ان کا رتبہ تو بیشک بڑا ہے اور ان کے کارہائے نمایاں ہمیشہ زندہ رہیں گے، اور ان کی یاد دلوں میں ہمیشہ تازہ رہے گی، لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ پیغمبر کے برابر ہیں، پیغمبر تو بڑی ہستی ہے، تمام امت کے علماء کا اتفاق ہے کہ بڑے سے بڑا ولی اللہ معمولی صحابی کے درجہ کو نہیں پہونچ سکتا، جس معتبر عالم سے چاہیں پوچھ لیں، آپ خود سوچئے جو اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہوگا تو اسمیں ان بزرگ کو بھی تکلیف ہوگی، جو اللہ تعالےٰ سے محبت کریگا تو اس کا حکم بھی مانیگا، اور جب آپ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کریں گی تو وہ بزرگ آپ سے کیونکر خوش ہونگے، آپ تو انہی کی خوشی کیلئے کرتی ہیں۔ مثلاً آپ کسی کو چاہیں تو آپ ان کا ہر حکم ماننے کو تیار ہونگی، مگر کوئی شخص آپ ہی کیلئے آپ کے محبوب کو تکلیف پہنچائے، تو آپ کو کتنا ناگوار ہوگا خوش ہونا تو جدا آپ اس سے بات کرنا بھی پسند نہ کرینگی تو پھر وہ بزرگ جن کو حق تعالےٰ سے بہت محبت ہے اور اُس کی ذرا سی بھی ناراضگی گوارا نہیں کر سکتے، تو وہ ان باتوں کو کیونکر پسند کرینگے۔ انہی آپکی باتیں بری نہ لگتی ہونگی، اور انہی اس سے روحانی اذیت نہ پہنچتی ہوگی، آپ انہی کی محبت کا دم بھرتی ہیں۔ اور انہی کو تکلیف پہنچاتی ہیں، یہ کیسی محبت ہے، کیا اسی کا نام محبت ہے۔ اس کو تو کوئی بھی محبت نہ کہیگا، آپ کو چاہئے کہ ان تمام باتوں سے توبہ کریں اور دوسروںکو بھی ان گمراہیوں سے بچانے کی کوشش کریں، آپ لکھتی ہیں کہ اگر آپ اس کو نہیں جانتیں تو کسی عالم دین سے مفصل بحث کیجئے، توحید سے کون مسلمان ناواقف ہے جو کسی عالم سے بحث کی ضرورت پیش آئے۔ آپ نے جو جو باتیں لکھی ہیں اس میں سے اکثر صحیح نہیں ہیں، اور اس کو کوئی شریعت کا پیرو مسلمان ماننے کو تیار نہ ہوگا۔ آپ نے جن دو بزرگوں کے واقعے بیان کئے ہیں، میں ایسے بہت قصے سن چکی ہوں اور کہتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ کا حکم تھا وہ کام ہونے کا ہو گیا۔ اسی طرح انکا کام بھی ہو جاتا ہے، جو قبروں کو پوجتے ہیں، تو کیا وہ حق پر ہیں، آپ کہینگی کہ نہیں وہ حق پر نہیں ہیں، بیشک وہ حق پر نہیں ہیں مگر آپ سے کہتی ہوں کہ آپ بھی حق پر نہیں ہیں اگر وہ مزار پر نہ جاتے اور انکے وسیلے

سے دعا کرتے تو وہ جائز ہوتا، مزار پہ جا کر دعا کرنے کو کوئی عالم دین جائز نہ کہے گا!

موصوفہ فرماتی ہیں کہ آپ نے پھول وغیرہ چڑھانے کو تو شرک بتلایا مگر ڈھولک طبلہ سارنگی وغیرہ کے متعلق کچھ نہیں لکھا، لکھتی ہیں کہ کیا آپ کے نزدیک یہ جائز ہے، ہیں ہرگز ہرگز اس کو جائز نہیں سمجھتی مگر شرک کا لکھنا زیادہ ضروری تھا، اس لئے کہ یہ شرک کی طرح کبیرہ گناہ نہیں ہے، ناجائز یہ بھی ہے، اور اس کو کوئی شریعت کا تابع مسلمان جائز نہ کہیگا!

موصوفہ لکھتی ہیں کہ میں نے مزارات پر گانے بجانے وغیرہ کو اس لئے منع نہیں کیا کہ آجکل ہر وہ شخص جن کو خدا نے دو چار روپیہ دئے ہیں اس کو جائز سمجھتا ہے اور سینما جانا ریڈیو سننا فرض سمجھتا ہے، محترمہ میرے یہاں ماشاءاللہ ان تمام لغو باتوں سے بیحد پرہیز کیا جاتا ہے، اور میرے یہاں کے مرد تک سینما جانا گانا وغیرہ سننا پسند نہیں کرتے اور میرے یہاں کوئی سینما وغیرہ نہیں جاتا شائد اس لئے آپ نے یہ فرمایا ہوگا۔ بیشک آجکل دنیا میں بہت کم گھرانے ایسے ہونگے، جہاں ایسی باتیں نہ ہوتی ہوں!

موصوفہ فرماتی ہیں کہ اولیاء کرام کے مزارات پہ جانا اور انکے وسیلہ سے دعا کرنا ہرگز شرک نہیں ہے، محترمہ مزارات پہ جانا اور انکے وسیلہ سے دعا کرنا بشرطیکہ کسی دوسری جگہ ہوں میں بھی تائید کرتی ہوں مگر مزارات پر جا کر دعا کرنے کی ضرور مخالف ہوں، اور اس میں شرک کا اندیشہ سمجھتی ہوں، ہوتے ہوتے صاف صاف قبر پرستی آجاتی ہے، دنیا میں ہزاروں مثالیں ہیں! آپ لکھتی ہیں کہ افسوس جس بات کو خدا اور اسکا رسول منع کریں اپنے نفس کو خوش کرنے کیلئے بزرگوں کے مزارات پر قوالی کے بہانے خدا اور اس کے رسول کی تعریف ڈھولک اور طبلہ کے ساتھ بیان کیجائے اور اس پر کسی عالم یا کسی بھی مسلمان مرد و عورت کی توجہ نہو، اور آج تک اس کو کسی نے بھی برا نہ جانا، موصوفہ یہ آپ نے کیا فرمایا کہ اسکو کسی نے بھی برا نہ سمجھا، ہر وہ شخص جو شریعت کا دل سے تابع ہے برا اور ناجائز سمجھا مگر شرک کے برابر نہیں، سنیئے شرک اتنا بڑا گناہ ہے جو کبھی نہ معاف کیا جائیگا، اور قبروں پر گانا بجانا وغیرہ یہ بھی بیہودہ حرکتیں ہیں اور گناہ میں شامل ہیں مگر شرک کے برابر نہیں، اسلئے اس پر کسی کی خاص توجہ نہیں ہوئی۔ میں آپ سے بصد ادب درخواست کرتی ہوں کہ اگر آپ ان باتوں یعنی قبروں پہ جا کر بزرگ سے دعا کرانے کی حامی ہیں تو خدا کے لئے اپنے اوپر رحم کیجئے اور ان تمام باتوں کو اپنے دل سے نکال ڈالئے، میرا مضمون صرف شرک کے لئے مخصوص تھا اور اسمیں جو جو باتیں لکھی تھیں، سب شرک کے متعلق تھیں اور گانا بجانا وغیرہ شرک نہیں ہیں، اسلئے اس کا ذکر نہیں کیا جس سے آپ سمجھیں کہ میں ان باتوں کو

بُرا نہیں سمجھتی، میں آپ سے پھر عرض کرتی ہوں کہ میں ان مزاروں پر صرف گانا بجانا ہی نہیں، بلکہ مزارات پر جا کر کسی بزرگ کے وسیلے سے دعا کرنے کو بیحد ناجائز سمجھتی ہوں، امید ہے کہ میرا مضمون پڑھکر آپ کی غلط فہمی انشاء اللہ تعالےٰ بالکل دور ہو جائیگی، ایک جگہ آپ لکھتی ہیں کہ جب انسان پریشانیوں اور فکروں میں پھنس جائے اور خدا کے دوست کے مزار پر جا کر دعا کرے، کہ اے اللہ کے بزرگ بندے آپ ہمارے لئے دعا فرمائیے یا کہئے کہ اے اللہ ان بزرگ کے وسیلہ سے تو ہماری پریشانی دور فرما، میں آپ سے پھر کہتی ہوں، کہ مزاروں کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا بڑے خطرہ کی بات ہے شیطان نے ہزاروں کو اسی میں کہیں سے کہیں پہنچا دیا، اسکو آپ کو مان لینا چاہئے، پریشانی اور فکروں کے لئے انسان کو چاہئے کہ خدا کے حضور میں گڑگڑائے اور رو رو کر دعا مانگے، اگر دل سے دعا کریگا تو انشاء اللہ تعالےٰ اسکی دعا ضرور قبول ہوگی، بعض وقت دعا کے قبول ہونے میں دیر بھی لگ جاتی ہے اس سے مایوس نہ ہونا چاہئے، یہ ضرور ہے کہ اولیاء اللہ کی زبان میں اثر ہوتا ہے اور انکی دعائیں جلدی ہی قبول ہو جاتی ہیں، آپ زندہ اولیاء اللہ سے دعا کروا سکتیں ہیں، ان سے آپ شوق سے دعا کروا لیجئے، مگر قبروں پر کھڑے ہو کر خدا کے لئے دعا کرنا چھوڑ دیجئے، اس میں شرک کا اندیشہ ہے تو پھر نہ جانے کیوں گندہ میں پھنسنے کو دل چاہتا ہے۔ دنیا میں ابھی خدا کے فضل سے نیک لوگ موجود ہیں مجھے پھر یہی کہنا پڑتا ہے، کہ مزاروں کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا خواہ کسی طرح کیسے ناجائز اور بڑے خطرہ کی بات ہے، بہن موصوفہ فرماتی ہیں کہ اگر وسیلہ کوئی چیز ہی نہیں تو زندگی کی الجھنوں اور پریشانیوں میں کیوں آپ کسی کے دست نگر ہوں، میرے مضمون میں کسی جگہ بھی اس کی مخالفت نہیں ہے کہ بغیر مزاروں کے پاس بھی کھڑے ہو کر وسیلہ کرنا چاہئے، بلکہ میں نے تو یہ لکھا ہے، کہ قبروں کے پاس کھڑے ہو کر دعا نہ کرے، اس سے شرک کا ڈر ہے، کیا آپ جب تک قبروں کے پاس نہ کھڑی ہوں وسیلہ نہیں کرسکتیں؛ محترمہ شائد آپ یہی سمجھیں ہیں، کہ قبروں کے پاس جب تک نہ کھڑی ہوں، وسیلہ نہیں ہوسکتا سنئے بغیر قبروں کے پاس جانیسے بھی تو وسیلہ کرسکتی ہیں، اس وسیلہ کی تو میں نے کہیں مخالفت نہیں کی، ہاں قبروں کے پاس کھڑے ہو کر وسیلہ کرنیکی ضرور مخالف ہوں، اسلئے کہ اسمیں شرک کا بڑا خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے، محترمہ شائد آپ اس سے پھر یہ نہ سمجھ لیں، کہ میں نے مزاروں پر جا کر مردے کیلئے مغفرت کی دعا کرنے کو منع کیا ہے، میں نے اس دعا کو ہرگز منع نہیں کیا، بعض وقت دل بیچین ہو جاتا ہے، جب موجودہ مسلمانوں کی حالت پر غور

کرتی ہوں، اللہ تعالےٰ ہی گنہگاروں کی مدد فرمائے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب مسلمانوں کو اپنے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر چلنے کی سعی عطا فرمائے۔ آمین :

دنیا کی بے ثباتی

(از جناب محمد الیاس عثمانی سٹوڈنٹس ایم۔ ٹی بی سی)

لفظ دنیا دنائت سے مشتق ہے۔ لغت میں دنیا کے معنی ذلیل اور خوار کے ہیں عقلمندوں کی اصطلاح میں دنیا دھوکے اور فریب کا دوسرا نام ہے، جو اپنی خوشنمائیوں اور دلفریبیوں سے بھولے بھالے انسانوں کو اپنی جانب مائل کر کے تباہ و برباد کر دیتی ہے،

دنیا کی مثال اس عورت جیسی ہے، جو سامنے سے بہت ہی دلفریب نظر آتی ہے، اسکا چہرہ چودھویں کے چاند کو شرماتا ہے اور اس کا زریں لباس شکنوں کو چھپا دیتا ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں خنجر آبدار ہے جسے وہ اپنے لباس میں چھپائے ہوئے ہے، دوسرا ہاتھ انسانوں کے خون سے رنگین ہے لیکن اس کی پشت کی طرف سے دیکھنے میں وہ بہت ہی بوڑھی نظر آتی ہے۔ اس کا چہرہ مکروہ اور گالوں پر جھریاں پڑی ہوتی ہیں، اور وہ اپنے جسم کو چیتھڑوں میں لپیٹے ہوئے ہے!

اب ہم انسانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں، پہلا گروہ وہ ہے جس نے اُسے سامنے سے دیکھا اور اس کی دلفریبی پر اپنا سب کچھ لٹا بیٹھا، اس کی ہر ادا پر اپنی جان و مال تک قربان کر چکا، ایسے سادہ لوح انسانوں کو اس نے بے دردی سے اپنے چمکدار خنجر سے ہلاک کر ڈالا اور ان کے خون سے اپنا ہاتھ رنگا:

دوسرا گروہ وہ ہے جس نے اسے پشت کی طرف سے دیکھا اور وہ اس کی منحوس صورت دیکھتے ہی اس سے بیزار ہو گیا، پس یہی گروہ کامیاب ثابت ہوا

مجو درستی عہد از جہان سست نہاد
کہ ایں عجوزہ عروس ہزار داماد ست

حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں دنیا کو کھیل تماشہ سے تشبیہ دی ہے اور حقیقت دیکھا جائے تو

کھیل تماشہ بہ نسبت دوسری چیزوں کے بہت جلد فنا ہو جاتا ہے مثلاً ریچھ اور بندر کا تماشہ، ناٹک کا کھیل، سرکس کے کرتب اور ناچ رنگ وغیرہ جنکی بقا صرف گھڑی دو گھڑی تک ہی محدود ہے۔ انسان کھیل کود میں پڑکر اپنا قیمتی وقت اور محنت سے کمائی ہوئی دولت بے دردی سے لٹاتا ہے، حالانکہ ان چیزوں میں اُس کے لئے کوئی مفاد نہیں ؛

بعض کھیل تماشے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی، سنیما ہی کو لے لیجئے کہ اُس میں سوائے کاغذی تصویروں اور روشنی کے لیمپ کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پردہ پر تصویریں چلتی پھرتی اور بات کرتی نظر آتی ہیں، تماشائی دیکھتے ہیں کہ جنگ ہو رہی ہے ہزاروں کا خون ہو رہا ہے، کہیں شاہی دربار قائم ہے کہیں یہ ہے کہیں وہ ہے مگر ہوتا کچھ بھی نہیں صرف کاغذی تصویریں لوگوں کو مدہوش بنائے ہوئے ہیں، تماشائی تصویروں کے عکس کے شیدائی بنے ہوتے ہیں، دنیا کی چند روزہ حیات بھی مثل سایہ کے ہے آج یہاں تو کل وہاں، مگر لوگ ہیں کہ دیوانہ وار اُسکی طلب میں لگے ہوتے ہیں ؛

حدیث شریف میں آیا ہے کہ دنیا میں اس طرح رہو جیسے سرائے میں مسافر یا راستہ چلنے والا، اور جب تک زندہ رہو اپنے آپ کو مثل مردے کے قبر کا رہنے والا سمجھتے رہو ؛

اس حدیث شریف کے مفہوم کا صحیح اندازہ تو وہی شخص خوب کرسکتا ہے جو کبھی مسافر بنکر کسی سرائے میں رات بسر کرنے کی غرض سے ٹھہرا ہو اور اپنے گرد و پیش کے دل ہلا دینے والے منظر سے بے چین ہو کر رات کی گھڑیاں گن رہا ہو کہ کب صبح کا تڑکا نمودار ہو اور میں نسیم سحر کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں میں منزل مقصود کا راستہ نا پوں یا وہ راہ گیر جس کی منزل دور ہو مگر ٹھیک دوپہر میں دھوپ کی تیزی اور راستہ کی تھکاوٹ سے پریشان ہو کر درخت کے سائے میں آرام کرنے کیلئے ٹھہر گیا ہو اور دل ہی دل میں یہ سوچ رہا ہو کہ منزل دور ہے اور وقت کم ہے جتنی دیر یہاں آرام لوں گا اتنی دیر میں تو نہ جانے کہاں کہاں سے پہنچوں گا، اسلئے جس طرح بھی ہو تھوڑی دیر کیلئے آرام پر لعنت بھیجوں اور منزل پر پہنچکر ہی دم لوں ؛

یہ دنیا بھی ایک سرائے ہے جس کے گرد و پیش کا منظر بہت ہی تباہ کن ہے۔ یہاں انسان ایک مسافر کی حیثیت سے مقیم ہے، اُس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے، موت آنیوالی ہے، کسے معلوم کہ موت کب آکر گلا دبا دے اور پھر وہ کسی صورت سے نہیں ٹل سکتی۔ کیونکہ

یہ قدرت کا اٹل فیصلہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ۔ یعنی اگرچہ تم کیسے ہی مضبوط برجوں میں کیوں نہ ہو مگر موت کے پنجہ سے کسی صورت میں چھٹکارا نہیں ہو سکتا،

اَلَا یَا سَاکِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰی ؛ سَتُدْفَنُ عَنْ قَرِیْبٍ فِی التُّرَابِ

اے اونچی عمارت میں بسنے والے عنقریب تو خاک میں پیوند ہونے والا ہے :

پس اے غفلت میں ڈوبے ہوئے انسان دنیا کی دلچسپیوں پر نہ جا۔ گو زندگی خوشگوار اور لطیف شئے ہے لیکن اسے دوام نہیں، یہاں کی ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے، موت کے پیدا کرنے والے نے حیات ابدی اپنے اور صرف اپنے لئے مخصوص کر رکھی ہے ؛

اے انسان وقت کو ضایع نہ کر۔ تیرے وہ لمحات جو اللہ کی فرمانبرداری میں گزر جائیں افضل ہیں۔ تو نے اپنی غفلت سے اپنے پیدا کرنے والے کو ناراض کر دیا، اب تجھ کو چاہیئے کہ ندامت کے آنسو بہا کر اپنے روٹھے ہوئے خدا کو منا لے۔ اسی میں تیری بھلائی ہے ؛

شادی کے متعلق نوجوانوں کے افکار

اور ان کے آباء کی طرف سے انکار

(از حضرت الفاضل علی فکری آفندی مصری)

عزیز بیٹا!

میرے پاس تمہارا خط آیا جس سے مجھے معلوم ہوا کہ تم نوجوان تعلیمیافتہ لڑکی سے شادی کرنا پسند کرتے ہو۔ اگر میرے پاس مندرجہ ذیل مشاہدات نہ ہوتے تو میری بھی یہ خواہش تھی کہ تمہاری خواہش کے مطابق تمہاری مدد کروں وہ ملاحظات یہ ہیں:۔

سب کی سب مصری لڑکیاں تعلیمیافتہ نہیں اور اسکا سبب یہ ہے کہ تعلیم نسواں کے بارے میں آبائے کرام میں اختلاف تھا۔ پس اگر ہم تعلیمیافتہ لڑکیوں کو غیر تعلیم یافتہ لڑکیوں پر ترجیح دیں تو غیر تعلیم یافتہ لڑکیوں کا بازار مندا پڑ جائیگا۔ اور وہ سوشل زندگی پر ایک بھاری بوجھ ثابت ہونگی۔ کسقدر برا انجام ہوگا جب وہ مجبور ہو کر عفت و کمال کی حدوں سے نکل جائینگی۔

اکثر تعلیمیافتہ دوشیزگان کی روش سے بہت زیادہ شکایت پیدا ہوگئی ہے۔ تم انہیں اسقدر بیحیاؤں اور اوباش عورتوں کی طرح بازوؤں، کندھوں اور سینوں سے ننگی گھومتی دیکھو گے، یہ اپنے اقوال و گفتگو پر اتراتی اور فخر کرتی ہیں، کھیل تماشے کے مقامات میں بے مہار پھرتی ہیں۔ اور اخبارات میں سے اگر کچھ پڑھتی ہیں تو صرف پوشاکوں اور فیشنوں کے باب، تاکہ اپنے شوہروں کو ایسے نفقات و اخراجات پر مجبور کریں۔ کہ جنکی وہ طاقت نہیں رکھتے۔

اسی طرح وہ صرف ایسی کتابیں پڑھتی ہیں کہ جن سے ذوقِ سلیم کو گھن آئے۔

عزیز بیٹا!

تم ان کو دیکھتے ہو، اب تم پر ان دوشیزگانِ قوم کے بدتروں سے جن سے تم منسوب ہوتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ قوموں کے درمیان کمال کے مرتبوں پر پہنچو تو تم پر نفرت بلکہ شرم کی علامتیں ظاہر ہونگی۔ ہاں تم ایسی لڑکیوں سے

شریر ہوگئے کہ جنکی تعلیم سے مقصود تو یہی تھا کہ وہ کمال کو پہنچیں مگر ہوا یہ کہ وہ ہمیں بھی پستیوں کی تہ میں لے ڈوبیں۔

میں یہ تمام تعلیم یافتہ لڑکیوں کے متعلق نہیں کہتا کیونکہ انہیں ایسی بھی ہیں جنکے گھر والے انکی تہذیب اور اخلاق کی نگہبانی کے درپے رہے۔ اور انہوں نے علم سے فائدہ اٹھایا۔ اور وہ اس تعلیم سے ہدایت کے راستوں پر پہنچیں مگر افسوس ہے۔ افسوس کہ وہ بہت کم .... بہت ہی کم ہیں۔

فرزند عزیز!

جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس سے تم پر واضح ہو گیا ہوگا کہ تعلیم اور چیز ہے اور تہذیب کچھ اور چیز ہے اور یہ کہ تعلیم یافتہ دوشیزگان کا کوئی فائدہ نہیں اگر وہ تہذیب و اخلاق سے آراستہ نہ ہوں۔

سرداران قوم اور مصلحین نے اپنی تمام تر توجہ لڑکیوں کی تعلیم تک ہی محدود کر رکھی ہے۔ انکی تہذیب کیطرف متوجہ نہیں ہوئے، تو جو غرض نیک انکے مدنظر تھی وہ بدلی بکر رہ گئی اور زیادہ تر مصری لڑکیوں پر وہ امراض غالب آگئے ہیں کہ اگر وہ کسی روک ٹوک کے بغیر چلتے رہتے تو انکے راستے میں ایک سخت دیوار بن کر حائل ہو جاتے اور مصری گھرانے ایک اتھاہ گڑھے میں جا گرتے۔ امت میں روح فضیلیات کے ضائع ہونیکا انجام کسی سے پوشیدہ نہیں امت کا دارومدار اس کے بیٹوں کے اخلاق پر ہوتا ہے۔ (وانما الامم الاخلاق ما بقیت فان ھمو ذھبت اخلاقھم ذھبوا۔ یعنی قومیں اخلاق کا نام ہیں جب تک اخلاق رہتے ہیں قومیں رہتی ہیں اور جب اخلاق مٹ جائیں تو وہ بھی جاتی رہتی ہیں۔

لیکن غیر تعلیم یافتہ دوشیزگان میں غالباً تم اس قسم کے امراض نہ پاؤ گے جن میں تعلیم یافتہ مبتلا ہیں اور یہ سب انکے نگہبانوں کے ان کی اخلاق کی درستی اور ان کو صحیح راستے پر ڈالنے کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

بیٹا! جو کچھ میں نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے جب تم اس میں غور کرو گے تو تم بہت جلد دبلے تردد یہ فیصلہ کر لو گے کہ لڑکی کیلئے تب تک تعلیم ذرہ برابر مفید نہیں جب تک کہ اسکے اخلاق کو تہذیب درست نہ کرے۔

میں غیر تعلیمیافتہ مہذب لڑکی کو تعلیمیافتہ غیر مہذب پر ترجیح دیتا ہوں، اور ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم اپنی ان پڑھ تہذیب یافتہ لڑکیوں کو بھول جائیں، کیونکہ یہ کلیے کے توازن کے بگڑ جانے کا باعث ہوگا۔

اسی طرح یہ بھی انصاف نہیں کہ ہم انہیں ناامیدی کی غارت گری کیلئے چھوڑ دیں، اور نہ یہ ہی کہ انہیں تعلیمیافتہ غیر مہذب دوشیزگان کی راہ میں قربان کر ڈالیں۔

فرزند عزیز! تمہیں یہ میری نصیحت ہے، تمہارے سامنے تمہارے چچا کی لڑکی ہے، وہ اگرچہ اتنا علم نہیں جانتی جتنا کہ تم چاہتے ہو لیکن شائستہ اخلاق اپنے واجبات سے باخبر اور گھر کے فرائض سے آگاہ ہے۔ اسے لکھائی پڑھائی اور

اصول دین سے پوری پوری واقفیت ہے ؛

دیریقین ہے کہ سرداران قوم اور مصلحین لڑکیوں کی تہذیب کے بارے میں کوشش کرینگے کہ جس سے وہ ایسے درست طریق پر پروان چڑھینگی کہ انہیں انگریزی تقلید کے عیبوں کا کہیں شائبہ تک نہ ہوگا اور جو تلخ نتائج ہمیں برداشت کرنے پڑینگے ؛

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو سیدھی راہ کی ہدایت بخشے ؛

تمہارا مخلص والد

خط کا جواب ..

میرے والد محترم !

آپکا بیش قیمت حکمتوں اور نصیحتوں سے پُر مکتوب گرامی پڑھا، اب میں نے ان اسباب کو تسلیم کر لیا ہے جنہوں نے آپ کو میری طلب کے انکار کی طرف آمادہ کیا ؛

میرے ابا جان ! ان اسباب کی بنا پر اگر اب مجھے کسی ان خوبیوں سے آراستہ پڑھی لکھی یا ورد دوسری جاہل لڑکی میں سے شادی کرنے کی اجازت دی جائے تو میں یہی آرزو کروں گا، کہ میری بیوی جاہل لڑکیوں میں سے ہو، میں ایسی دوشیزہ چاہتا ہوں جو اپنے میاں کی مخلص ہو، اگر لیے آرام ہو تو اسکے لوازم ادا کرنے میں، اور اگر بناؤ سنگار کرے تو اسلئے کہ اسکی نظر اسکی طرف مرکوز ہے، اپنی پاکیزہ مسکراہٹوں سے اسکو خوش رکھے اور جب کبھی اسکو کوئی ناگوار واقعہ پیش آجائے تو اپنی تمام کوشش اسکو تسلی دینے اور اسکے درد و کرب کو دور کرنے میں صرف کرے، وہ علوم جدیدہ سے بے خبر ہو، جاہل ہو، آلاتِ موسیقی میں بھی ماہر نہیں ہے نہ ہو مگر اصول خانہ داری سے اسکی ترتیب و صفائی سے، پوری طرح واقف اور حقوق زوجیت کے استوار رکھنے سے ضرور آگاہ ہو ؛

میں ایسی رفیق زندگی چاہتا ہوں جو زندگی کی خیریتیوں اور تلخیوں میں میری ساجھی اور شریک ہو کہ ہم آرام کی زندگی بسر کریں، اس قسم کی رفیق زندگی کا میں خواہاں ہوں، پھر اگر میرے چچا کی بیٹی ان اخلاق و صفات کی مالک ہے تو اب میں اسی سے شادی کرنیکا خواہشمند ہوں۔ مجھے آپ سے توقع ہے کہ آپ اسکے والد بزرگوار کیساتھ اس رغبت کی تحقیق پر شادی کے مقرر کرنے میں تقریباً متفق ہونگے، اور اللہ اسمیں بھلائی اور سلامتی کی توفیق عطا کرنے والا ہے ؛

آپکا فرمانبردار بیٹا

(عبید الحق الفلاح نے سعادۃ الزوجین سے ترجمہ کیا)

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں

(از جناب حافظ سید محمد وکیل صاحب مونگیری (ریاض الصالحین)

پڑوسیوں کا حق

:- اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ :- بے سمجھو! اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین قریبی رشتہ داروں۔ مسکینوں، یتیموں، فقیروں پر احسان کرو۔

ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل مجھے ہمیشہ پڑوسیوں کیساتھ نیکی اور احسان کا حکم دیتے تھے، حتی کہ میں نے خیال کیا کہ وہ یعنی جبریل مجھے وراثت میں دینگے۔ اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذرؓ جب تم کبھی شوربا وغیرہ پکاؤ تو اسمیں پانی زیادہ ڈالو تاکہ پڑوسی کھائیں، اور انہیں سے، دایت ہے کہ جب کوئی چیز پکایا کرو تو اپنے ساتھیوں کو شامل کر لیا کرو۔ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مسلمان کی عورتو! کوئی پڑوسن اپنے پڑوسی کے ہدیہ کو حقیر نہ سمجھے گو کہ بکری کے کھر ہی ہوں۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے پس اسے اپنے پڑوسیوں، رشتہ داروں کو تکلیف نہیں دینا چاہئیے، اور حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا سے فرمایا کہ اے رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں انمیں کسکو ہدیہ بھیجوں، فرمایا جسکا دروازہ تمہارے گھر سے قریب ہو۔ اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتھیوں میں سب سے بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے دوست ساتھی کیلئے اچھا ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کیلئے بہتر ہو، لیکن آجکل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کا دشمن ہوتا ہے اور اگر کوئی پڑوسی بیمار ہوتا ہے تو اُسے دوسرا پڑوسی پوچھنے تک نہیں آتا کہ بھائی تمہاری کیا حالت ہے مگر یہ غلط طریقہ ہے بلکہ ہمیں چاہئیے کہ پڑوسیوں کے حق کو جہاں تک ہوسکے ادا کریں۔

زکوٰۃ :- قَالَ اللہُ تَعَالٰی وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَقَالَ تَعَالٰی وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ* خدا تعالیٰ کے احکام میں سے ایک زکوٰۃ بھی ہے، اور اسکے متعلق فرماتا ہے۔ اے ایمان والو نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور دوسری جگہ اسطرح ارشاد

* [illegible]

ہوتا ہے کہ وہ لوگ (مومن) نہیں پیدا کئے گئے مگر اس واسطے کہ خالص اللہ کی عبادت کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، اس قسم کی آیتیں قرآن شریف میں بہت جگہ آئی ہیں، اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) لا الہ الا اللہ کہنا اور محمدؐ کو سچا رسول ماننا۔ (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) خانہ کعبہ کا حج کرنا (۵) اور رمضان کے مہینہ کا روزہ رکھنا۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب نبیؐ صلعم کی وفات ہوئی تو اکثر آدمی مرتد ہوگئے (یعنی اسلام سے پھر گئے) حضرت ابوبکرؓ نے جنگ کرنے کیلئے کہا، لیکن حضرت عمرؓ نے مخالفت کی اور کہا، اے حضرت ابوبکر کیسے ہم ان سے جہاد کریں حالانکہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ہے تو اسلام کا ایک رکن توڑ دیا ہے، تو حضرت عمرؓ نے کہا۔ خدا کی قسم آپ نے مجھے یہ یاد دلا دیا۔ اور ابوایوبؓ سے روایت ہے، کہ ایک آدمی آنحضور کے پاس آیا اور کہا، اے رسول اللہ مجھے ایسی چیز بتائیے جو جنت میں داخل کرے آپ نے فرمایا، اللہ کی عبادت کرو، اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ دو، ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا، کہ جس شخص کے پاس سونا چاندی ہے اور اس نے زکوٰۃ نہیں دی تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سونے چاندی کو پتھر بنا کر گرم کر کے اس کے اوپر رکھے گا، اور اس کو کھانے میں پیپ، سانپ وغیرہ ملیگا، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اے نبیؐ کی عورتو زکوٰۃ دو اور گرچہ ــــ ہی کیوں نہ ہو۔

مگر آجکل لوگ بالکل بھولے ہوئے ہیں۔ بہت کم ایسے لوگ ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں لیکن وہ نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں، لیکن صرف زکوٰۃ چھوڑ دینے سے خدا تعالیٰ اتنا سخت عذاب دیگا کہ پیپ اور گندی چیزیں کھانے کو دے گا۔

لکھا۔ سیوان جرمن اخبار ٹیٹلر میں مسز ہوریس مے نرس کے نام سے مضمون لکھا کرتا تھا۔ ہوریس مے پھر اپنے آپ کو مسز موسن کرک کے نام سے ظاہر کرتا تھا۔ ایک مشہور فرانسیسی مصنف الفانسے ڈوڈے نے زنانہ نام میری گیسٹن اختیار کیا ہوا تھا۔ کیٹ پھوسن کوئی عورت نہ تھی۔ مشہور انگریز مصنف بدان رسکن شروع میں اس نام سے لکھا کرتا تھا!

بھورے اور کنکے:۔ دریائے نیل ڈیڑھ ہزار میل تک اسطرح بہا چلا جاتا ہے کہ راستہ میں کوئی چھوٹا دریا یا چشمہ اس میں آ کے نہیں گرتا!

ٹمک ایک منٹ میں ساٹھ انڈے دیتی ہے۔ اسوجہ سے اس کی غارتگری کی کوئی حد مقرر نہیں!

بنگال کا جو شخص گورنر بن کے آیا ہے۔ شروع میں ریل کا قلی تھا۔ ترقی کرتے کرتے ایک بڑے صوبہ کا لاٹ ہو گیا۔

آدھ سیر فاسفورس سے دس لاکھ دیا سلائیاں تیار کی جاسکتی ہیں!

اس مہینہ میں آسٹریلیا کے ایک پیشہ ور بائیسکل چلانے والے نے دو میل کی دوڑ میں تین منٹ $\frac{4}{5}$ ۴۳ سکنڈ میں فاصلہ طے کر کے بازی جیت لی ہے۔ اس سے زیادہ تیز دنیا میں پہلے کوئی بائیسکل نہیں چلا سکتا۔ اس سے پہلے بازی جیتنے والے سے ۱۲ سکنڈ کم وقت اسنے لیا!

سگھڑ سہیلی

(از جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی)

مسان کی بیماری:۔ مسان یا سوکھا باؤ کوئی بلا نہیں ہے جس کیلئے ٹونے ٹوٹکوں کی ضرورت ہو۔ بلا کہی جاسکتی ہے تو اس معنے میں کہ بیماری ہے اور یہ بیماری ایسی تکلیف ہے کہ آدمی اس سے بچنا ہی چاہتا ہے۔ ہندوستان میں بہت سے بچے محض وہم و غلط خیال کی نذر ہوتے رہتے ہیں۔ جھاڑ پھونک میں وقت ضائع کر دیا جاتا ہے۔ علاج نہیں کیا جاتا۔ آخر بچہ گلتے گلتے ہڈیوں کی مالا بن جاتا ہے اور آخر مر جاتا ہے۔ یہ بچپن کی بیماری ہے۔ ہڈیوں میں جان نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ بچہ ان کمزور ہڈیوں کو کھڑے یا چلتے وقت استعمال نہیں کر سکتا۔ اگر بڑوں کی غلطی

سے لئے اسکی اجازت دیدی جاتی ہے تو ہڈیاں بے طرح مُڑ تُڑ جاتی ہیں چنانچہ اگر وہ زندہ رہ بھی جاتا ہے۔ تو اپاہج رہتا ہے۔ چلانے پھرانے کی جلدی سے یہی بہتر ہے کہ بچہ آرام سے پڑا رہے اور یہ بیکاری کی حالت مضائقہ نہیں ہفتوں قائم رہے۔ ہڈی بنانے اور مضبوط کرنے کی لیے دوا باقاعدگی سے دی جاتی رہے۔ اچھی غذا کافی مقدار میں قاعدہ سے دی جاتی رہے۔ چونے کا پانی دودھ میں ملاکے دیا جائے۔ اس سے ہڈی کی پرورش ہوتی ہے مچھلی کا تیل دیا جائے اس سے جسم پرورش پاتا ہے ؎

بازار میں لال شربت اور گرائپ شربت مختلف کارخانوں کے نام سے بکتے ہیں اور خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آپ ایسے شربت خود گھر میں بنا سکتے ہیں ؎

بچوں کے شربت :۔ قلعی کا چونہ چھٹانک بھر لے کے سوا سیر پانی میں بھگو دیں اور خوب گھول لیں اور رکھدیں۔ جب چونہ بیٹھ جائے تو نتھرا ہوا پانی اوپر آجائے گا۔ دو تین دفعہ آپ پھر گھول دیں تاکہ چونہ کا اثر پانی میں خوب سرایت کر جائے۔ جب پانی نتھر جائے تو اسے آہستہ آہستہ دوسرے برتن میں اُتار لیں اور چونہ پھینک دیں۔ اس پانی میں ضرورت کے مطابق بُورا یا چینی جو مل جائے ملاکے چاشنی پکائیں۔ جب چاشنی تیار ہونے لگے تو کریم آف ٹارٹار ڈالتے جائیں۔ اس سے اس کا رنگ خوب سفید ہو جائے گا۔ پھر اُتار کے ٹھنڈا کرلیں اور بوتلوں میں بھرلیں۔ لال رنگ دینے کے لئے روز کلر یعنی گلاب کا رنگ ملالیں۔ سان بچوں کی پیاس۔ دست۔ قے۔ اُبکائی۔ بدہضمی وغیرہ دور کر کے بچہ کو موٹا بناتا ہے۔ تندرست بچے اسے پیتے رہیں تو بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ عمر کے لحاظ سے آدمی سے ایک یا ڈیڑھ چمچہ تک پانی میں ملاکے دیا کریں ؎

گرائپ کے شربت کا یہ نسخہ ہے۔ سپرٹ ایمونیا کو Spirit Ammonia Co. تین ڈرام پوٹاش بائی کاربونیٹ Potash Bicarbonate ایک اونس تین ڈرام۔ سادہ شربت Symple Syrup ۳۲ اونس۔ زیرہ کا پانی یکجان منجمد Aqua Caraway concentrated ایک اونس۔ سونف کا پانی یکجان کیا ہوا منجمد Aqua Anisi concentrated ایک اونس سوئے کا یکجان پانی منجمد Aqua Anethi Concent. دو اونس۔ مقطر پانی Aqua Dest. ۳ پنٹ ۳ اونس۔ ہر ایک چیز کو مقطر پانی میں ایک

ایک کر کے حل کریں۔ شیر خوار کے لئے آدھی چمچہ۔ اور مہینے کے بچہ کے لئے ایک دو چمچہ۔ خوراک آہستہ آہستہ حسب ضرورت بڑھائی جاسکتی ہے۔ دستوں میں اسکی خالص خوراک چمچہ میں دی جائے۔ قبض ہو پانی میں ملا کے دیں ۔

جرابیں: جرابیں استعمال کر چکنے کے بعد خوب نچوڑ دیں اور کسی ڈوری سے ہوا میں سوکھنے کے لئے لٹکا دیں۔ اگر صابن کے پانی میں اسے استعمال کیا گیا ہو تو سے گرم پانی میں دھو دھو کے بھینچ کے نچوڑیں۔ کیونکہ نچوڑنے کا مطلب بھینچنا ہی ہے۔ پھر اسے ٹھنڈے پانی میں کچھ دیر پڑا رہنے دیں۔ جرابیں میں صابن کے ذرے ہرگز نہ رہنے دئے جائیں۔ نہ مروڑ کے نچوڑا جائے ۔

میوہ کا دھبہ کپڑے پر پڑ جائے تو اس حصہ کو نمدار کر کے ایک جلتی دیا سلائی پر ذرا فاصلہ سے رکھیں۔ گندھک کے دھوئیں سے دھبہ جاتا رہے گا !

ایک عام تنبیہ :-

آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اس کے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں۔ اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں۔ کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے، اس لئے ہم اشتباہ کو دور کرنے کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ اس کے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جوابدہ ہے !

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

ضرورت

مدرسۃ البنات چنیوٹ کے لئے شریف مولوی یا مولوی عالم ماہر دینیات معلمہ کی ضرورت ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھیجی جائیں۔

مس رحمن ہیڈ مسٹرس مدرسۃ البنات چنیوٹ ضلع جھنگ

نمائشِ بلند شہر

(محترمہ حلیمہ مبارک بانو (بیگم مرزا صمصام الدین لوہاروی)

بلند شہر کی نمائش بھی یو۔پی کی نمائشوں سے کچھ کم فوقیت نہیں رکھتی میں پچھلے سال علی گڈھ کی نمائش دیکھنے گئی تھی، اور امسال بلند شہر کی نمائش دیکھی۔ ۱۴ فروری ۱۹۴۶ء سے وہ نمائش شروع ہوئی اور ۲۶ فروری ۱۹۴۶ء کو ختم ہوئی۔ خوب آب و تاب کی نمائش ہوئی۔ اس نمائش میں میرے لئے خاص دلچسپی کی بات یہ تھی کہ میں نے اپنی ہاتھ کی دستکاری بھیجی تھی اور اس دستکاری کے ساتھ ہر ایک چیز پہ میرے شوہر مرزا صمصام الدین صاحب نے اشعار لکھکر لگائے تھے۔ اُن اشعار کی وجہ سے میری تمام اشیاء کی قدر بڑھ گئی، اور مجھکو ۲۵ روپے انعام ملے۔ وہ اشعار میں مسلمہ بہنوں کی دلچسپی کے لئے بھیجتی ہوں جو کہ ان کو پسند ہونگے اور پُرلطف معلوم ہونگے۔ اور بہتر ہے کہ جب مسلمہ بہنیں اپنی دستکاری کی چیزیں بھیجیں تو اُن پر مناسب اور برمحل چُست فقرہ یا شعر جیسی استعداد ہو لکھکر لگا دیا کریں، تاکہ ناظرین اور انتخاب پسندوں کی نظریں ان اشیا کی طرف زیادہ پڑیں۔

پہلے چادر کے اشعار لکھتی ہوں:-

۱۔ چادر یہ ہے پلنگ کی ایک بہترین میل
کشمیر کی کڑھائی پہ کوروشیا کی بیل
سیکھو اس کو دل لگا کے تو اے زینتِ حرم
یہ چیز کام کی بھی ہے اور لڑکیوں کا کھیل

۲۔ گلابی ریشمی پاجامہ کے پائنچے پر بنفشی کڑھائی۔
برگ گلاب پر ہے کھلائی بنفشہ بھی
انجیرہ اس کو کہتے ہیں کہتے ہیں بخیہ بھی
دیدہ ملے عزیزہ تو مشکل نہیں یہ کام

کاڑھی حلیمہ نے تو بنادی کی صفیہ بھی

۳۔ ایک میز پوش پر

حرفت کی اصطلاح میں ٹکری کا کام ہے
بالِ ہمائے ہوش یہاں زیرِ دام ہے
شطرنج اور مساحتِ اشکال دیکھ کر
بوزرجمہر اور ذلیدس غلام ہے

(نوٹ :۔ اس پر شطرنجی اور دیگر مربع وغیرہ بنے ہوئے تھے۔)

۴۔ آبی سویٹر پر لہریئے کا کام

یہ لہریئے کا کام ہے آب رواں کی موج
دھوکے میں جس کے آ گئی بلقیس کی بھی فوج

۵۔ کچھ اجناس پر

گندم یہ ماکشتِ لوہارو کے کرم سے
کھاتے اسے آدم تو نکلتے نہ ارم سے

۶۔ امرود کیا ہے حلوۂ مسقط کی گیند ہے
انعام گر نہ پائے تو جانو کہ چینڈ ہے

نوٹ : دیکھیں بہنیں گیند کا قافیہ چینڈ کے سوا اور کیا سوچتی ہیں۔ چینڈ دہلی کی زبان میں دھاندلی کو کہتے ہیں۔

(بچوں کے لئے)

کتاب

(جناب فیض لودیانوی)

ہر دم علم سکھاتی ہے ÷ عقل کے راز بتاتی ہے
پیارا نام کتاب ہے اس کا ÷ معلومات بڑھاتی ہے
کوئی بچہ ہو یا بوڑھا ÷ سب کو یکساں بھاتی ہے
"دادا ابا" مول اگر لیں ÷ پوتے کے کام آتی ہے
گھر بیٹھے ہی دنیا بھر کی ÷ ہم کو سیر کراتی ہے
اگلے وقتوں کے لوگوں کا ÷ سارا حال سناتی ہے
اس کی دانائی تو دیکھو ÷ جو پوچھو سمجھاتی ہے
جاہل سے جاہل کو آخر ÷ قابل شخص بناتی ہے
ہر دفتر کے ہر افسر کو ÷ یہ پروان چڑھاتی ہے
دل کی آنکھیں روشن کرکے ÷ حق کی راہ دکھاتی ہے
پڑھنے والے خوش ہوتے ہیں ÷ ان کا رنج مٹاتی ہے

تنہائی میں ہمدم بن کر
فیض ہمیں پہنچاتی ہے

تین باپ

(جناب فیض لودیانوی)

دین کے سردار وہ پیارے نبیؐ ÷ جن کی باتیں ہیں صداقت سے بھری
سُن ذرا کیا بات فرماتے ہیں آپ ÷ ساری دنیا میں ہیں تیرے تین باپ

ایک والد دوسرا استاد ہے ✤ تیسرا وہ جس کا تو داماد ہے
مہربانی تجھ پہ کرتے ہیں سبھی ✤ بھولنا احسان اُن کا مت کبھی
پیٹھ پیچھے بے ادب سے اُن کا نام ✤ سامنے آئیں تو کر جھک کر سلام
ان کی عزت فرض سے بڑھ کر سمجھ ✤ اُن کی خدمت فرض سے بڑھکر سمجھ
مرتبہ پہچان اُن کا اے عزیز ✤ اس طرح کہلائے گا تُو باتمیز
ہاں مگر تینوں میں افضل ہے وہی ✤ جس نے محنت سے تجھے تعلیم دی

کیوں نہ ہو استاد کو حاصل شرف
فیض جاری ہے اسی کا ہر طرف

اللہ کو قرضِ حسنہ

عطیات ماہ فروری ۱۹۴۶ء

جناب خواجہ مسعود غزالی صاحب حالی پانی پت ۵/-/-
" خان ضیاء اللہ خان " سب جج ہوشیار پور ۲۰/-/- (موعودہ سالانہ جلسہ)
" کاریگران دوکان حاجی مہر علی احمد علی صاحبان جالندھر شہر ۴/-/۶
محترمہ رئیسہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر ۲/-/۳
جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب اٹھی " ۴/-/۶
" مولنا عظامی صاحب " -/۲/-
" سید رفیق شاہ " " -/۲/-
" حکیم محمد جالینوس " " -/۲/-
" چوہدری شرف الدین " " -/۱/۳
" شیخ رحمت علی " " -/۱/۳
" علی اصغر و علی اختر صاحبان -/۴/-
" چوہدری شیر محمد صاحب موضع " ۳/-/-
" محمد سعید صاحب لدھیانہ ۵/-/-
" شیخ عزیز بخش " جالندھر شہر -/۱/-
" چوہدری فیض محمد " " -/۲/-
جناب چوہدری رحیم بخش صاحب -/۱/۳
" مولوی عبدالعزیز صاحب مشرقی ۱۱/۴/۳
" محمد حسن صاحب کلرک آئی اے ایم سی ۱/-/-
" الحاج شیخ منشی عبداللہ صاحب بستی غزاں ۱۰۰/-/-

۱۵۵/۵/۳

وظائف فنڈ ماہ فروری ۱۹۴۶ء

عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر علیگڈھ (محمودہ بیگم سکالرشپ " وظائف ششماہی) ۶۰/-/-

زکوٰۃ و صدقات ماہ فروری ۱۹۴۶ء

جناب عبدالکریم صاحب ضلعدار کاجوانی ۱۰/-/-

تعمیر فنڈ ماہ فروری ۱۹۴۶ء

جناب خان بہادر عبدالمجید خان صاحب رئیس اعظم بستی بابا خیل برائے تعمیر چاہ علی الحساب ۴۰۰/-/-

خوبصورت ٹوکری
رضیہ جمال
تسنیم اختر سابقہ
متعلمہ مدرسۃ البنات

ناصر خاں یوسفزئی مصری شاہ لاہور

پڑھنے کے قابل کتابیں

سنگھار خانہ: خانگی زندگی پُرلطف بنانے کے لئے یہ دوا جادو کا حکم رکھتی ہے۔ بیویاں اسے پڑھ کے گھر جنت کا نمونہ بنا سکتی ہیں۔ نفیس تحفہ۔ الینبائی تہذیب سے خوبصورت بننے کی ترکیبیں۔ قیمت عا۔

رُوح القرآن: کلام پاک کی نہایت عمدہ کلید ہے بچیوں کو جہیز میں دئے جانے کے قابل۔ کلام مجید کے مضامین کی فہرست مشکل الفاظ کے معنی اور مخرج۔ سورتوں کے عملیات، خواص اُنکے خلاصے اور شان نزول ہیں، اور بھی خوبیاں ہیں۔ قیمت عہ۔

ماں بچہ کی نگہداشت: گھر گھر بچوں کی بے وقت موت اور اُنکی ماؤں کی خرابی صحت کا کہرام مچا ہوا ہے یہ کتاب زخمی دلوں کے لئے مرہم اور غمزدوں کیلئے تسکین کا کام دیتی ہے قیمت ۲ر (ٹکٹ بھیجنے میں کفایت رہتی ہے۔)

روحوں کے کرشمے: مرنے کے بعد روحوں کے کاموں کے دلچسپ حالات۔ ایکدفعہ شروع کرکے ختم کئے بغیر کتاب ہاتھ سے نہیں رکھی جاسکتی۔ قیمت عہ ر۔

رفیق زمیندار: ہر ایک کے لئے بہترین رہبر۔ دیہاتی زندگی مفید بنانے کی تدابیر تعلیم۔ صحت سرمایہ اندوزی۔ مویشیوں کی پیدائش اور زراعت پر نہایت مفید مضامین ہیں۔ تحریک اصلاح دیہات پر بہترین کتاب۔ تیسرا ایڈیشن۔ قیمت عہ۔

یہ سب کتابیں مولوی محمد ظفر ایم اے ایل ایل بی کی تصنیفات و تالیفات ہیں باوجود جنگ قیمتیں معمائی نہیں گئیں

مولوی محمد ناصر خضر سلسلہ سرمایۂ اطفال۔ گڑگانوہ پنجاب

نرخنامہ اجرت اشتہارات

مقدار	ایک ماہ	۳ ماہ	۶ ماہ	ایک سال
فی صفحہ	۱۰	۲۷	۴۸	۸۴
نصف صفحہ	۶	۱۶ ۸ر	۳۰	۴۸
چوتھائی صفحہ	۴	۱۰ ۸ر	۱۸	۳۰

ملنے کا پتہ

منہاس برادرز - بازار شیخاں - جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی و اصلاحی

اپریل سنہ ۱۹۴۶ء

مدیرہ : حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

جمال پرنٹنگ پریس جالندھر شہر میں باہتمام محمد احمد خاں آکم طابع و ناشر چھپکر دار القرآن سے شائع ہوا

کمیٔ خون اور کمزوری کا مؤثر اور مکمل علاج
بیٹاگلوبین

- بیٹاگلوبین میں وہ حیاتین (vita mine) شامل ہیں جن کی وجہ سے اس کا درجہ دنیا کی ادویات میں بہت بلند ہے۔
- بیٹاگلوبین بلحاظ اجزا جواہرات سے تولنے کے لائق اور قیمت ہر امیر غریب کیلئے قابل برداشت
- بیٹاگلوبین خفقان دل کی دھڑکن ضعف جگر بھس اور ورم جگر کو دور کرکے کافی صالح خون پیدا کرتا ہے
- بیٹاگلوبین حلق سے اترتے ہی صالح خون پیدا کرنا شروع کر دیتی ہے۔
- بیٹاگلوبین میعادی بخار، ملیریا، انفلوائنزا اور زچگی کے بعد کی کمزوریوں کا مجرب علاج ہے
- بیٹاگلوبین امراض نسواں کے لئے ماء الحیات ہے۔
- بیٹاگلوبین کثرت طمث اور قلت طمث کو دور کرکے طاقت پیدا کرتی ہے۔
- بیٹاگلوبین اختناق الرحم اور پرسوت کے لئے اکسیر نادر ہے۔
- بیٹاگلوبین حاملہ مستورات کیلئے مولد دم اور محافظ صحت اور بعد بیماری بحالی صحت کا ضامن ہے
- بیٹاگلوبین بخار سے بگڑے ہوئے جگر اور تلی کو درست کرکے خون بڑھاتی ہے۔
- بیٹاگلوبین وجع المفاصل کے لئے لاثانی دوا ہے
- بیٹاگلوبین سل اور دق کے مریضوں کے لئے پیغام شفا ہے۔
- بیٹاگلوبین ہیضہ کے بعد ورم امعاء کے لئے بہت مفید ثابت ہو چکی ہے۔
- بیٹاگلوبین سستی حافظہ اور دماغی امراض کا بہترین علاج ہے۔
- بیٹاگلوبین ہر بیماری کے بعد دل کی کمزوری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔
- بیٹاگلوبین لاتعداد حکیم و ڈاکٹر اپنے مریضوں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔
- بیٹاگلوبین دو روپے آٹھ آنے میں ملتی ہے جو پندرہ بیس یوم کے لئے کافی ہے۔
- بیٹاگلوبین اگر مقامی طور پر نہ ملے تو اچھے دوا فروشوں کو اسکا سٹاک رکھنے کا مشورہ دیں
- بیٹاگلوبین " تو تیار کنندگان سے بذریعہ ڈاک پارسل منگوائیے۔
  ہر حالت میں خرچہ ڈاک و پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔
- بیٹاگلوبین "دی ایسٹرن انڈسٹریز" انڈیا۔ جالندھر شہر کی زیر نگرانی تیار ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مُسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۴ اپریل ۱۹۴۶ء جمادی الاول ۱۳۶۵ھ نمبر ۱۰

روئداد انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر ۱۹۴۵ء

جو

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات نے

دوران سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۶ / ۱۷ / ۱۸ / مارچ ۱۹۴۶ء کی تقریب پر

مرتب کرکے سنائی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاھِبِ الْعَطِیَّاتِ وَالشُّکْرُ لِخَالِقِ الْمَوْجُوْدَاتِ ، اَللّٰھُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْبَشَرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ؛

تعارف مدرسۃ البنات جالندھر شہر

تاسیس و تنظیم :- بفضلِ ایزد منان و رحمت و عنایت خدائے ذوالجلال والاکرام

اس مدرسہ کا قیام نومبر ۱۹۲۶ء میں زیر سرپرستی انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر بروئے کار آیا تھا جس کے بانی ہونے کا شرف ومجد قدرت کاملہ نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی قسمت میں ودیعت فرما رکھا تھا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد یہ مدرسہ انجمن مدرسۃ البنات کو تفویض کیا گیا جس کی سرپرستی مدرسہ ہذا کو حاصل ہے، جو زیر دفعہ ۲۱ آف ۱۸۶۰ء رجسٹری شدہ ہے، اور اسی انجمن کی ہیئت عاملہ اس مدرسہ کے نظم ونسق کی ذمہ دار ہے۔

مقاصد:-

اس مدرسہ کا عظیم الشان مقصد مسلمانوں کے ہر ایک گھر اور گھرانے کو از سر نو فروغ اسلام اور کتاب وسنت کے انوار سے منور جہالت کی تاریکیوں سے آزاد اور خارجی اثرات کی تاریکیوں سے مطہر کرنا ہے، اور زبانِ قرآن کو جس سے ہمارے دین وملت کی حیات وابستہ ہے، اور جو ہماری ملی وابستگی کا واحد رابطہ ہے، زندہ رکھنا، پھیلانا، اور صنفِ اناث میں دینی اور قومی روح تازہ کرنے کے لئے واعظات ومبلغات، مرشدات، معلمات اور صالحات ومصلحات خواتین کا احداث کرنا۔ اس مدرسہ کا نصاب ہر قسم کی دنیوی واخروی، ظاہری وباطنی ضروریات کا جامع ہے۔

اس مدرسہ کی تعلیمات سے نہ صرف ہندوستان کی بلکہ بیرونی ممالک مثلاً برما اور افریقہ، عراق عرب اور افغانستان وغیرہ کی طالبات فیضیاب ہو رہی ہیں۔

اس مدرسہ میں مفت تعلیم دی جاتی ہے، اور کوئی فیسِ تعلیم نہیں لی جاتی۔

اس مدرسہ کی ضروریاتِ حاضرہ حسب ذیل ہیں:-

مستقل ماہوار اخراجات انجمن

(۱) معلمات کے وظائف۔
(۲) سامانِ تعلیم۔
(۳) کرایہ بلڈنگس۔
(۴) تنخواہ عملہ دفتر انجمن وغیرہ۔

(۵) یتیم و نادار طالبات کی تعلیمی امداد۔

نوٹ:۔ چونکہ اس قسم کے استمراری مصارف کو پورا کرنے کے واسطے کوئی سرکاری ایڈ (مدد) نہیں لی جاتی ہے، اور نہ کوئی فیس ہی لی جاتی ہے، لہٰذا تمام اخراجات متذکرہ بالا اخوانِ ملت کے عطیات اور چندوں سے کئے جاتے ہیں

مدرسہ کی ذاتی عمارت اور اس کی تعمیر

اس ضمن میں مختصراً معروض یہ ہے کہ انجمن یکم اگست ۱۹۳۸ء تک قطعات اراضیات بقدر ۱۳ گھماؤں ۷ کنال ۱/۲ ۳ مرلے بالعوض -/۲/ ۲۲۰۸۹ روپے خرید چکی ہے۔

۱۸ اپریل ۱۹۳۹ء بروز شنبہ عالیجناب سر سکندر حیات خاں مرحوم وزیر اعظم پنجاب نے مدرسہ کا سنگ بنیاد نصب فرمایا، اور اسی تاریخ مسجد مدرسہ کی تاسیس کی رسم نواب محمد حیات صاحب قریشی سابق ممبر پبلک سروس کمیشن کے مبارک ہاتھوں سے سرانجام پائی۔ تعمیرِ مسجد کے لئے مبلغ -/۲۶۸۲ روپے کی رقم مرحوم عالیجناب خان بہادر بخشی ولی محمد خان صاحب رئیس نابھہ نے اپنی اہلیہ مرحومہ جنت اور اپنی دختر مرحومہ صدیقہ کی روحوں کو ایصالِ ثواب کی غرض سے مرحمت فرمائی تھی۔ مسجد تعمیر ہو چکی ہے، اور اس کی تعمیر پر مبلغ ۳۴۵۲ روپے ۱/۲ ۱۴ آنے صرف ہو چکے ہیں۔ فرش، پلستر و دریچوں کا کام باقی ہے۔ علاوہ ازیں توسیع کے سلسلے میں ایک کمرہ بنانا ہے۔

ہسپتال

جناب ڈاکٹر اے سعید صاحب کراچی نے بیادگار دختر مرحومہ صغریٰ خانم صاحبہ زوجہ ڈاکٹر محمد کریم صاحب، اس وارڈ مریضاں کی تعمیر کے لئے دو ہزار روپے مرحمت فرمائے۔ اور یہ عمارت بھی بصرف ۶/۳/ ۳۲۰۶ روپے طیار ہو چکی ہے۔ صرف فرش پلستر اور تختوں کا کام باقی ہے۔

مدرسہ خاص

اس عمارت کی تعمیر بنیاد سے کرسی تک مکمل ہو چکی ہے، جو ایک وسیع ہال اور ۲۸ کمرں

پر مشتمل ہے۔ موجودہ عمارتوں پر صرف شدہ روپیہ کی کل تعداد ۱۴۱۵۶/۱۰/- ہے۔ اس میں خرید اراضی پر صرف شدہ رقم -/۲/ ۲۲۰۸۹ روپے شامل کرنے سے اس ضمن میں صرف شدہ رقم مبلغ -/۱۲/ ۳۶۲۴۵ روپے ہوگی۔

موجودہ زمین ۱۴ گھماؤں ۷ کنال ۳½ مرلہ مدرسہ کی ضروریات کے پورا کرنے کے واسطے بالکل ناکافی ہے۔ اس وجہ سے دس گھماؤں زمین کی اور ضرورت پڑی، جس کے حصول کے واسطے ایکٹ حصول اراضی کے تحت کارروائی شروع ہے، اور انشاء اللہ امید ہے کہ یہ زمین مدرسہ کو مل جائیگی۔ اس طرح سے مدرسہ کی کل زمین چوبیس گھماؤں ہو جائیگی جو کہ کافی و وافی ہوگی۔

تعمیر کے کام میں رکاوٹ

جنگِ عظیم کے اثراتِ بد سے کم و بیش ہر متنفس کو دوچار ہونا پڑا۔ محض اسی وجہ سے ہمارے کرم فرماؤں نے موعودہ رقومات کی ترسیل میں تاخیر فرمائی، اور نہ اس ضمن میں مزید رقومات حاصل ہوئیں۔ مصالح اور دیگر عمارتی سامان کی گرانی و کمیابی بھی رکاوٹ کا باعث ہوئی۔

اب توکلاً علی اللہ اراکین انجمن نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ پھر سے بناء المدرسہ کا کام شروع کر دیا جائے، جس کے لئے زرِ کثیر کی ضرورت ہے۔ رجائے واثق ہے کہ انجمن اپنے تمام اغراضِ صالحہ اور مقاصدِ خیریہ کی تکمیل کے لئے دستِ کرم سے فیضیاب ہوتی رہیگی۔

امدادی وظائف

انجمن علاوہ اُن وظائف کے جو اربابِ کرم کی جانب سے بشرح وظائف خاص معین ہیں، یتیم و نادار بچیوں کو حسبِ استطاعت ہر سال امدادی وظائف بھی دیتی ہے۔ بعض کی کتابوں وغیرہ سے بھی مدد کرتی ہے۔ چنانچہ ۹ ماہ مختتمہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء تک اس ضمن میں ۶/۱۲/ ۷۲۵ روپے کی امدادات یتیم و مسکین بچیوں کو دی گئی ہے۔ مزید براں دورانِ سال میں ہمارے پاس بغرضِ حصولِ امدادِ تعلیمی درخواستیں موصول ہوتی رہتی ہیں جن میں سے اکثر قابلِ رحم مستحقِ امداد ہوتی ہیں، مگر قلتِ سرمایہ کے پیشِ نظر انجمن کو بادلِ ناخواستہ

مستزد کرنی پڑتی ہیں۔

اگر صاحب ثروت حضرات اپنی زکوٰۃ و صدقات سے اس مد میں مستقلاً امداد فرمائیں، تو ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہوگا۔ زکوٰۃ و صدقات ٹھکانے لگیں اور قوم کی یتیم و نادار بچیاں زیور علم سے آراستہ ہو کر مومنات و قانتات، عالمات و فاضلات بنیں اور ملت کے لئے اسوۂ حسنہ ہوں اور تا قیام قیامت صدقۂ جاریہ کا ثواب معطی حضرات کے نامۂ اعمال میں درج ہوتا رہے۔

تعداد طالبات

	سنہ ۳۱	سنہ ۳۲	سنہ ۳۳	سنہ ۳۴	سنہ ۳۵	سنہ ۳۶	سنہ ۳۷	سنہ ۳۸	سنہ ۳۹	سنہ ۴۰	سنہ ۴۱	سنہ ۴۲	سنہ ۴۳	سنہ ۴۴	سنہ ۴۵
الصف الاصغر	۶۸	۹۷	۱۰۷	۶۷	۹۰	۷۳	۱۳۱	۱۲۶	۱۵۲	۱۶۸	۱۵۱	۱۳۲	۱۱۲	۱۱۰	۱۰۴
〃 الاکبر	۳۵	۵۴	۳۸	۴۱	۴۵	۴۰	۵۵	۶۷	۵۰	۸۳	۹۵	۹۷	۶۳	۶۷	۹۶
〃 الثانی	۳۵	۵۳	۵۴	۴۵	۳۰	۵۰	۴۹	۵۸	۶۹	۶۵	۶۶	۱۰۵	۸۲	۹۷	۹۴
〃 الثالث	۲۸	۵۰	۲۰	۴۳	۴۸	۵۵	۷۲	۸۴	۹۰	۷۳	۹۱	۱۰۴	۹۰	۹۲	۹۰
〃 الرابع	۱۴	۱۸	۲۰	۲۴	۲۸	۳۲	۳۵	۴۸	۶۰	۵۰	۵۹	۶۷	۶۶	۵۹	۶۲
〃 الخامس	۱۳	۱۲	۹	۱۸	۱۳	۱۴	۲۶	۲۴	۳۳	۳۲	۳۴	۳۵	۳۰	۵۰	۲۳
〃 السادس		۱۲		۶	۱۲	۱۰	۶	۱۵	۱۰	۱۵	۲۹	۲۳	۱۵	۳۰	۳۶
درجہ خصوصیہ اولیٰ				۹	۸	۱۳	۴	۱۱	۹	۹	۱۰	۶	۱۳	۱۲	۱۴
〃 ثانیہ							۹	۴	۴		۴	۱۰	۷	۴	
〃 مولوی سال اول			۹			۱۰	۵	۲	۶	۸	۴	۱۰	۸	۱۰	۲۰
〃 〃 دوم				۷		۳	۸	۱۴			۱۰	۱۱	۱۲	۱۵	۱۷
مولوی عالم و فاضل											۴	۵	۹	۷	۴
درجہ ادیب عالم							۳	۷	۷	۵	۱۰	۱۷	۱۴	۷	۹
〃 منشی فاضل													۴	۱۲	۶
	۱۹۳	۲۹۶	۲۶۷	۲۷۹	۲۷۴	۳۰۰	۳۰۷	۴۶۹	۵۰۰	۵۱۸	۵۸۱	۶۲۶	۵۳۵	۵۱۲	۴۸۰

تعدادِ لیلیات

لیلیات کی دوازدہ سالہ تعداد بالا وسط کا سنہ وار نقشہ حسبِ ذیل ہے :-

نمبر شمار	سنہ	تعداد	نمبر شمار	سنہ	تعداد
۱	۱۹۳۴ء	۴۲	۷	۱۹۴۰ء	۱۲۰
۲	۱۹۳۵ء	۵۲	۸	۱۹۴۱ء	۱۲۵
۳	۱۹۳۶ء	۵۶	۹	۱۹۴۲ء	۸۴
۴	۱۹۳۷ء	۶۴	۱۰	۱۹۴۳ء	۸۰
۵	۱۹۳۸ء	۸۰	۱۱	۱۹۴۴ء	۸۵
۶	۱۹۳۹ء	۱۰۰	۱۲	۱۹۴۵ء	۱۰۳

۴۲ء سے بورڈروں کی تعداد میں قلّت رونما ہونے کے وجوہ بیشتر جنگ کے اثرات ہیں یعنی مصارف کی کثرت اور سفر کی صعوبتیں وغیرہ، اور مدرسہ کی ابتدائی جماعتوں میں مبتدیات کی کمی کا موجب ملّت کا افلاس اور ایک روپیہ مدرسہ کے داخلہ کی فیس کا دشوار وناگوار ہونا، اگرچہ غیر مستطیعوں سے یہ فیس نہیں لی جاتی -

سالانہ امتحانات کے نتائج

طوالت سے بچنے کے لئے محض انھی نتائج کی فہرست معروض کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے جن کا تعلق پنجاب یونیورسٹی کے نتائج کے ساتھ ہے -

نتائج امتحانات ورنیکلر فائنل :-

نمبر شمار	سنہ	کل تعداد	کامیاب	کمپارٹمنٹ	فیل	
۱	۱۹۳۵ء	۸	۶	۱	۱	
۲	۱۹۳۶ء	۱۲	۹	۳	-	
۳	۱۹۳۷ء	۹	۷	۲	-	
۴	۱۹۳۸ء	۱۰	۹	-	۱	
۵	۱۹۳۹ء	۹	۸	۱	-	

	فیل	کمپارٹمنٹ	کامیاب	کل تعداد	سنہ	نمبر شمار
[۱] سب تاریخ وجغرافیہ کے مضمون میں فیل ہونے کی وجہ سے کمپارٹمنٹ میں آئیں۔ اکتوبر میں ایک پرچہ میں امتحان دے کر سب کامیاب ہوگئیں۔	۱	۳	۱۲	۱۶	۱۹۴۰ء	۶
	۱	۴	۱۳	۱۸	۱۹۴۱ء	۷
	۱	۱۲[۱]	۱۰	۲۳	۱۹۴۲ء	۸
	[illegible]	۲	۶	۱۱	۱۹۴۳ء	۹
	۳	۳	۱۸	۲۴	۱۹۴۴ء	۱۰
	۱	-	۳۰	۳۱	۱۹۴۵ء	

سنہ ۱۹۴۴ء کے امتحان میں ۱۸ طالبات میں سے چار طالبات نے ورنیکلر فائنل سے سرکاری وظائف حاصل کیے۔ جن میں سے تین انگریزی مدارس میں چلی گئیں۔ ایک نے بارہ روپیہ ماہوار کے وظیفہ کو خیرباد کہکر اسی مدرسہ میں تعلیم جاری رکھنے کو ترجیح دی۔

سنہ ۱۹۴۳ء چھٹی جماعت کی طالبات کے کم رہ جانے کی وجہ یہ رہی کہ بعض طالبات پانچویں جماعت پاس کرنے کے بعد مولوی کلاس میں شامل ہوگئی تھیں۔ یہ چھٹی جماعت ہی ورنیکلر فائنل کا امتحان دیتی ہے۔

نتائج ادیب عالم کلاس :-

	فیل	کمپارٹمنٹ	کامیاب	کل تعداد	سنہ	نمبر شمار
	-	۱	۳	۴	۱۹۳۸ء	۱
[۲] ایک طالبہ قمر سعید احمد پنجاب یونیورسٹی میں اول۔	-	۲	۴	۶	۱۹۳۹ء	۲
	۱	-	۲	۳	۱۹۴۰ء	۳
	-	۱	۱۰	۱۱	۱۹۴۱ء	۴
	۱	۶	۹	۱۶	۱۹۴۲ء	۵
	۱	۲	۱۰[۲]	۱۳	۱۹۴۳ء	۶
	-	-	۶	۶	۱۹۴۴ء	۷
	-	-	۳	۳	۱۹۴۵ء	۸

نتائج امتحانات درجہ مولوی پنجاب یونیورسٹی :-

نمبر شمار	سنہ	کل تعداد	کامیاب	کمپارٹمنٹ	فیل	
۱	۱۹۳۵ء	۸	۶	۱	۱	
۲	۱۹۳۶ء	۴	۴	-	-	ایک یونیورسٹی میں اوّل
۳	۱۹۳۸ء	۷	۶	۱	-	" " "
۴	۱۹۳۹ء	۱۲	۱۰	۲	-	" " "
۵	۱۹۴۱ء	۱۱	۱۰	-	۱	ایک مستورات میں اوّل
۶	۱۹۴۲ء	۱۱	۹	-	۲	حنیفہ بیگم لڑکیوں میں اوّل
۷	۱۹۴۳ء	۱۳	۱۲	-	۱	سلیمہ یونیورسٹی میں دوم
۸	۱۹۴۴ء	۱۵	۱۴	-	۱	
۹	۱۹۴۵ء	۱۷	۱۵	-	۲	

نتائج امتحانات درجہ مولوی عالم پنجاب یونیورسٹی :-

نمبر شمار	سنہ	کل تعداد	کامیاب	کمپارٹمنٹ	فیل	
۱	۱۹۴۱ء	۴[1]	۴	-	-	
۲	۱۹۴۲ء	۵[2]	۳	-	۲	

[1] امۃ الحفیظ اول، نمبر حاصل کردہ ۴۰۶

[2] کنیز فاطمہ اول، " " ۴۳۶

روشن اختر دوم، " " ۴۳۰

دارالاقامہ (بورڈنگ)

دارالاقامہ اور مدرسہ کی عمارات ہمیشہ مشترک رہی ہیں اور اب تک مشترک ہیں۔ اس وقت بورڈنگ دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصے میں بالغ طالبات اقامت رکھتی ہیں اور دوسرا حصہ کمسن بورڈروں کا مسکن ہے۔ دوسرے حصہ میں علاوہ ناظرہ کے بیس

ہیں لیلیات کے ہر فریق پر ایک ایک معلمہ بطور اتالیق مقرر ہے جو مدرسہ سے ملا ہوا کام طالبات سے اپنی نگرانی ہیں، اور درس و مطالعہ اور ہر ضرورت میں اُن کی مدد کرتی ہیں

طبی امداد

ڈاکٹر کیپٹن حاجی سلام محمد صاحب ہر روز تشریف لا کر بیمار طالبات کی عیادت اور علاج نہایت ہمدردی اور اخلاص سے کرتے ہیں اور حسب ضرورت دیگر طبی مدد بہم پہنچانے میں کوتاہی نہیں کی جاتی -

منہاجِ تعلیم

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ کے مطابق غلام ذہنیتوں کا یہی مقتضا ہوتا ہے کہ سب طرف سے قطع نظر کر کے وہی تعلیمات حاصل کریں جن سے حکومت کے دربار اور خداوندانِ ملک کی سرکار میں خدمت کا کوئی موقع یا بندگی کا کوئی مقام حاصل ہو سکے اس لئے جو قومی مدرسے یا اسلامی سکول بھی جاری کئے جاتے ہیں اُن میں بھی غیر لازم دینیات کے ایک آدھ پیریڈ کے سوا جس میں طالبانِ علم کو ذرا سا موقع مولوی صاحب سے ٹھٹھے کرنے اور دینی مسائل کی ہنسی اڑانے کا مل جاتا ہے اور کوئی خوشہ کم و بیش ہی حاصل ہوتا ہے اور اس سے زیادہ توقع مضمون دینیات سے متعلق ان درسگاہوں میں ہو بھی کیا سکتی ہے، جہاں خود واضعانِ نصاب اور بانیانِ درسگاہ کی نگاہ میں دینی تعلیم کا درجہ اتنا ہیچ و لوچ ہو کہ اس کو لازمی مضمونوں کی صف میں کوئی جگہ نہ مل سکے اسی لحاظ سے لسان العصر نے ایسی تعلیم گاہوں اور کالجوں کو مذبح اور قتل گاہیں قرار دیا ہے کہ ان میں ہمارے نوجوانوں کی روحِ خودی اور حیاتِ خود آگاہی جامِ سقراط نوش کر کے سکرات کی بیہوشیوں میں موت سے ہم آغوش ہوتی ہے اور کیا خوب کہا ہے ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اگر حصولِ دنیا میں عاقبت کو فراموش کرنے کی نوبت نہ پہنچ گئی ہوتی، اور اگر نشیب و فرازِ زمانہ کے امتیاز کے ساتھ ایک رائی کے دانہ برابر ایمان ہی ہمراز رہتا اور وہ ایمان

زبانی نہ ہوتا، دلی ہوتا، تو آج ہمارے اپنے مدارس کی تعلیمات کو قرآن سے اس قدر
اور سنتِ صحیحہ سے اتنی بیگانگی ہوتی، اور ستم ظرازی کی انتہا ملاحظہ فرمایئے کہ جو چھری
سے بیٹوں کی گردنوں پر مشقِ ذبح و قتل کر رہی تھی، اسی کی دھار کے نیچے بیٹیوں کی
گردنیں بھی رکھی جا رہی ہیں، تاکہ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَاءَ کُمْ کی کسر بھی باقی نہ رہ جا
حالانکہ کم از کم مسلمانی کا بھی یہ اقتضا ہونا چاہیئے تھا کہ پیٹ پوجا کے لئے بچوں کا
ہی انگریزی پڑھانا ناگزیر سمجھ لیا گیا جس سے حکومت کی دیوی کے بے لاگ پجاری
سکیں، تو اس کی باڑھ سے بچیوں ہی کو بچا لیا جاتا، اور ان کے لئے اس قسم کی تع
کوئی بندوبست کیا جاتا جس سے وہ چند روزہ زیست کی ضروریات کے ساتھ لب
مرگ کے مقتضیات کا علم بھی حاصل کر سکتیں، اور شاید ان کی زندگی کے سدھر جا
ہماری نرینہ اولاد کی عاقبت بھی درست ہو جاتی۔

مگر الحمد للہ کہ مدرسۃ البنات کے عہدِ اولین سے لیکر اب تک یہ احساس شر
برابر زندہ رہا ہے کہ دنیوی ضروریات سے تعلق رکھنے والے علوم کے ساتھ ساتھ
اخروی کو بھی اُن کا حق دینے سے دریغ نہ کیا جائے۔

گذشتہ معروضات سے یہ تو ظاہر ہو گیا ہو گا کہ علاوہ درجاتِ ادیب عالم
فاضل، مولوی وغیرہ مدارج اور انگلش میٹرک کلاس اور درجاتِ خصوصیہ کے، مدرسہ
ابتدائی تعلیم کا درجہ تا حال مروجہ مدارس کے ورنیکلر فائینل کے برابر ہے۔ فرق صرف
ہے کہ دیگر مدارس کے طالبانِ علم اس امتحان کے لئے آٹھ نو سال میں تیار کئے جا
اور مدرسۃ البنات کی طالبات چھ سات سال میں، اور غیر مدارس کے طالبانِ علم
نسبت اس مدرسہ کی طالبات کی استعداد بدرجہا فائق ہوتی ہے، اور اس فوق
فائقیت کا سبب یہ ہے کہ ایک تو اس مدرسہ کا عام نصاب مروجہ مدارس کے
سے زیادہ مفید اور طبیعتِ اسلامی کے زیادہ قریب اور زیادہ مناسب ہوتا ہے۔
یہ کہ اسلامی علوم اور ملی معارف کی تعلیم اس کی ممد و معاون ہو کر اور بھی نور علیٰ
منظر پیش کر دیتی ہیں۔

اسلامی اور ملّی تعلیم

اسلامی یا ملّی تعلیم کا فی زمانہ یہی مطلب عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ کسی اسلامیہ نامی سکول کی ہر جماعت میں ۳۰ - ۳۵ منٹ کا روزانہ ایک پیریڈ ٹائم ٹیبل میں مقرر کر دیا جائے، جس میں کسی دینیات کے کتابچے کا نمائشی صورت اور غیر لازمی حیثیت سے درس ہوتا رہے۔ لیکن ایک ایسے زمانے میں جس میں دین اور دین دار کی نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہو ؎

دیں کے عوض تعصّب و اوہام رہ گئے
دیں دار اصل مر گئے بدنام رہ گئے

وہاں ایسی فرسودہ اور بے پایہ دینی تعلیم بجز اس کے کہ دین کو بچوں کے ذہن میں اور بھی بے وقعت کر دے اور کیا کام کر سکتی ہے۔ لیکن مدرسۃ البنات میں اسلامی تعلیم کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ یہاں قرآن و تفسیر کا درس ہوتا ہے، حدیث و فقہ کا درس ہوتا ہے، ستودہ اخلاق کا درس ہوتا ہے، تاریخ اسلامی کا درس ہوتا ہے، اور درسیاتِ بالا کی مدد کے لئے بقدرِ کفایت عربی ادبیات کا اور عربی صرف و نحو کا درس ہوتا ہے۔

محترمین و محترمات!

اگرچہ ہماری قوم تعلیمی ترقی کے اس معراج تک نہیں پہنچی جہاں ہماری ہمسایہ قومیں پہنچ چکی ہیں، لیکن پھر بھی ہندوستان کے دوسرے علاقوں کی نسبت پنجاب میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت کافی ترقی کر چکی ہے، اور نہ صرف تعلیم مرداں بلکہ تعلیم نسواں کے لئے بھی کافی ذرائع پیدا ہو گئے ہیں۔ اب ہر جگہ زنانہ مدارس دیکھنے میں آتے ہیں اور مستورات میں تعلیم کا شوق پیدا ہو گیا ہے، مگر اس وقت تک زنانہ تعلیم کی جو ترقی ہوئی ہے، وہ صرف دنیوی نکتۂ نگاہ سے قابل قدر ہے۔ اس میں دینی ترقی کا جزو اول تو بالکل نہیں ہے، اگر ہے تو بہت تھوڑا اور برائے نام۔

یہ فخر صرف مدرسۃ البنات جالندھر ہی کو حاصل ہے کہ جس میں دینی اور دنیوی ہر دو پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا نصاب ہے جس میں مذہب اور تمدن کو پہلو

بہ پہلو رکھکر تعلیم دینے کا راستہ پیدا کیا گیا ہے۔

یاد رکھئے! قوم مذہب سے بنتی ہے، اور مذہب تعلیم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا جس تعلیم میں مذہب کا جز غالب نہیں ہے، وہ تعلیم ناقص ہے۔ ایک بچے کی ابتدائی تربیت کا گہوارہ ماں کی گود ہے۔ اگر ماں کی تعلیم میں مذہبی عنصر غالب ہے تو یقیناً بچہ مذہب سے مانوس ہو کر ہی دنیا میں قدم رکھے گا۔ مدرسہ کی تعلیم بعد کی چیز ہے۔ جس بچے نے مذہب کی گود میں پرورش پائی ہو، اُس کے قدم آئندہ زندگی میں ڈگمگا نہیں سکتے۔ مدرسۃ البنات جالندھر مسلمانوں کی اہم بنیادی ضروریات کو پورا کر رہا ہے۔ انشاء اللہ یہ مدرسہ ایک طرف ایسی مائیں مہیا کریگا، جو حضرت عائشہؓ کی طرح درس میں قرآن و حدیث دیتی ہوئی نظر آئیں گی۔ دوسری طرف بوقت ضرورت مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو میدانِ کارزار میں امداد کے لئے کھڑی ہونگی۔ تیسری جانب علی برادران جیسے فرزندانِ قوم مہیا کریں گی۔ شبلی، حالی، اقبال، رازی اور فارابی نمودار ہونگے۔ غرضیکہ قرآن، حدیث، مذہب، ادب، فلسفہ اور دوسرے علوم و فنون کی تجدید از سرِ نو ہو جائیگی۔

اس وقت ہر قوم اپنے مذہب کی سرپرستی کے لئے لاکھوں نہیں، کروڑوں روپیہ خرچ کر رہی ہے، جس کی بیّن اور تازہ دلیل کستوربا میموریل فنڈ میں ۵۰ لاکھ کی جگہ ایک کروڑ سے زائد رقم موصول ہو چکی ہے اور آمد کا سلسلہ ہنوز اسی زور شور سے جاری ہے۔ اسی طرح پر عیسائی مذہب کی مشنری جماعت کو ملاحظہ کرو، کہ کس طرح علم و ہنر کے دریا بہاتے ہوئے نہایت خاموشی سے اپنے مذہب کی اشاعت کر رہی ہے۔

یہ مدرسہ جسے متفقہ طور پر ملک بھر میں اپنی نوعیت کی سب سے مفید نسوانی درسگاہ ہونے کا شرف حاصل ہے، ضرورت ہے کہ آج اس قسم کی سینکڑوں نہیں ہزاروں درسگاہیں ملک کے گوشے گوشے میں پھیل جائیں اور ہر مسلمان بچی علوم دینی اور آداب دنیوی سے آگاہ ہو کر بنائے ملت کی استواری کا موجب ہو سکے۔ لیکن جب تک کسی درخت کا تنا ہی مضبوط نہ ہو، تو اس سے شاخیں کیا پھوٹیں گی۔

مدرسہ کے ضعفِ مالی سے کارکنان مدرسہ کی ہمت شکستہ اور دل بیٹھ بیٹھ جاتا ہے، جبکہ حالت یہ ہے کہ انجمن مدرسۃ البنات کے پاس محفوظ سرمایہ کچھ بھی نہیں، بلکہ ماہانہ مستقل آمدنی ایک سو روپیہ سے کچھ زائد ہے، یعنی ایک ہزار دو سو روپیہ سالانہ

اور مدرسہ کے اخراجات جو نہایت کفایت شعاری اور دیانت داری سے عمل میں لائے جاتے ہیں، کم وبیش ایک ہزار دو سو روپیہ ماہانہ یعنی قریب چودہ ہزار روپے سالانہ ہیں اور ان ضروری ماہانہ اخراجات کو پورا کرنے کے لئے اہل کرم کے عطیات اور سالانہ اجلاسوں پر آپ ایسے ہمدردانِ ملت کی سخاوت وعنایت کے لئے تگ ودو پوری ہمت اور جانفشانی سے کرنی پڑتی ہے۔ اگر یہ ماہانہ مصارف بھی پورے نہ ہو سکے، تو یہ مبارک پودا مرجھا کر رہ جائے گا۔ مدرسہ کی ترقی کی راہیں اس لئے مسدود ہو رہی ہیں کہ مستقل ذرائع آمدنی نہیں ہیں۔ اگر یہ حاصل ہو جائیں، تو سالانہ جلسوں کے چندے اور دوسرے عطیات اس کی ترقی میں کام آئیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس سال کے مصارف کا تخمینہ ستائیس ہزار روپے ہے۔ بیشک جب تک مدرسہ کرائے کی عمارتوں میں ہے، اور کم وبیش سوا دو سو روپیہ ماہوار محض کرائے میں صرف ہو جاتا ہے۔ انجمن کی مالی حالت کمزور رہے گی اور مدرسہ استوارم نہیں پا سکتا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری اور فوری توجہ کے لائق جو امر ہے، وہ اس درسگاہ کا ماہانہ مصارف پورا کئے جانے کے افکار سے فارغ ہونا ہے۔ جب تک یہ نہ ہوگا، یہ ہماری نیک تمناؤں کا مرکز، یعنی بچیوں کی بہترین درسگاہ ایسا درخت نہیں بن سکتی جس سے مضبوط و وسیع شاخیں پھیل سکیں، جس کی سایہ گستری سے راحت نصیب ہو، اور جس کے پھل تقویت دینے والے ہوں۔

خدا کرے میری قوم کو اسلامی تعلیمات اور تعلیم نسواں کی صحیح اہمیت کا صحیح اندازہ ہو، اور وہ اس دورِ زندقہ و دہریت میں اپنا منصب پہچان کر جلد اپنی حالت کو سنبھالیں اور اپنے نورِ ایمان وعمل سے باقی جہان کو منور و روشن کر سکیں۔ یہی اللہ کی راہ ہے اور اسی میں خدا اور رسول کی خوشنودی پنہاں ہے۔ وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

انجمن مدرسۃ البنات کا بیسواں سالانہ مردانہ جلسہ

انجمن مدرسۃ البنات کا بیسواں سالانہ مردانہ اجلاس ۲۳ ر ۲۴ ربیع الثانی یعنی ۷ ر ۸ ر اپریل ۱۹۴۵ء کی تاریخوں میں ہفتہ اور اتوار کے دن درگاہ حضرت امام ناصر الدین

رحمۃ اللہ علیہ میں منعقد ہو کر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؀

معائنۂ مدرسہ :۔

جو حضرات سالانہ جلسے کی تقریب پر پہلی مرتبہ تشریف لاتے ہیں، وہ ہمیشہ خواہش رکھتے ہیں کہ مدرسۃ البنات جالندھر کی تعلیم و تربیت کے اثرات کی کچھ جھلک دیکھ سکیں۔ چنانچہ ہر سال جلسے سے پیشتر معائنۂ مدرسہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ مہمانوں کے علاوہ معزز مسلمان اہلِ شہر بھی تشریف فرما ہوتے ہیں، اور اب کچھ عرصے سے بعض معزز مستورات بھی آجاتی ہیں پردے کا انتظام ہوتا ہے۔ بچیاں عربی، اُردو اور فارسی زبانوں میں تقریریں کرتی ہیں، نظمیں کہتی ہیں۔ کچھ کھیلیں ہوتی ہیں۔ غرضیکہ ایک نشست یہاں بھی ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ پردے میں ہوتا ہے۔ ہاں نابالغ بچیاں جو کہنا اور کرنا چاہتی ہیں، وہ پردے کی قناتوں سے باہر آکر کہتی اور کرتی ہیں۔ اس مرتبہ بھی سب کچھ دستور کے مطابق ہوا، اور کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

محسن الملک بہادر حضرت الحاج مولانا مولوی غلام حسین صاحب سابق ہوم منسٹر (وزیرِ داخلہ) ریاست بہاولپور نے اجلاسِ معائنہ کی صدارت فرمائی۔ جس کے خاتمے پر صدرِ مکرم نے حاضرات و حاضرینِ جلسہ سے فرمایا کہ میں مدرسہ کے متعلق اپنے خیالات ذرا تفصیل سے تو جلسے میں خطبۂ صدارت کے دوران میں بیان کروں گا۔ اس وقت صرف یہی کہوں گا کہ عنوان یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مدرسہ ایک دن یونیورسٹی کی ہیئت اختیار کریگا، انشاء اللہ اور حضرت بانی مدرسہ مولانا عبد الحق عباس سے فرمایا: "آپ کے کام کی خوبی کے لئے یہی امر کفایت کرتا ہے کہ جس نے بھی آپ کا تذکرہ کیا، آپ کو سراہا اور جن طالبات نے تقریریں کی ہیں، آپ کی تعریف سب نے کی ہے"۔ معائنہ ختم ہوا۔

آپ کی معیت میں عالیجناب مخدوم محمد روشن چراغ صاحب رئیس اعظم میانوالی قریشیاں ریاست بہاولپور بھی تھے، جو نہایت با اخلاق رئیس ہیں اور صدر موصوف کے اعزہ و اقارب میں سے ہیں۔ نیز آپ کے ایک صاحبزادے بھی بہاولپور سے تشریف

لائے تھے۔ معائنہ کے وقت علاوہ دیگر معززین شہر عالیجناب پیر احسن الدین صاحب آئی۔سی۔ایس۔ڈپٹی کمشنر ضلع جالندھر، اور خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر بھی موجود تھے۔

جلسہ

اجلاس اول بعد تلاوت قرآن مجید وحمد ولعت نماز ظہر کے بعد زیر صدارت جناب محسن الملک بہادر الحاج مولوی غلام حسین صاحب سابق ہوم منسٹر ریاست بہاولپور شروع ہوا۔ آپ نے ایک فاضلانہ خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا، جو اُن کے علمی و دماغی مدارج کا مظہر ہے، جس میں ادب کی چاشنی بھی موجود ہے اور اکثر اشعار صدر محترم کے طبع زاد تھے۔ آپ کا طرز بیان بہت پاکیزہ اور خوشگوار تھا۔ آپ نے اس خطبے میں اکثر مقامات پر ضمنی طور پر بھی مدرسۃ البنات کی بہت تعریف فرمائی۔ آپ نے دو ہزار روپے نقد عطا فرمائے، جو آپ کی امداد مدرسہ کی عملی صورت تھی۔ پانچ سو روپے جناب مخدوم محمد روشن چراغ صاحب رئیس میانوالی قریشیاں نے بھی عطا فرمائے۔

مدرسۃ البنات کے معاون خصوصی خان بہادر عبدالمجید خاں صاحب رئیس بستی بابا خیل نے بھی دو ہزار روپیہ کی رقم عنایت کرنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں سے ایک ہزار روپیہ وہ ہے جو میں نے انجمن مدرسۃ البنات کو سالانہ دینے کا وعدہ کیا تھا، اور ایک ہزار کی دوسری رقم صدر محترم کی آمد کی مسرت میں دی گئی ہے۔ جلسہ مسرت کے نعروں اور تبریک کی صداؤں سے گونج اُٹھا۔ کچھ اور رقوم کا اعلان بھی ہوا جس کی تفصیل فہرست چندہ میں درج ہو چکی ہے۔ دس منٹ بعد اجلاس کا وقت ختم ہوا۔ باقی تقریریں ملتوی ہو گئیں۔

رات کا اجلاس

زیر صدارت میاں عبداللطیف صاحب مجسٹریٹ درجہ اول منعقد ہوا جن کا دینی شغف اور تبلیغی جذبہ پی۔سی۔ایس کلاس کے لئے مثالی حیثیت رکھتا ہے حضرت الفاضل

علامہ علاؤ الدین صدیقی ایم۔اے اور مولانا محمد بخش مسلم بی۔اے نے اپنے خطبات عالیہ سے اپنے مخصوص انداز بیان میں سامعین اور سامعات کو مستفیض فرمایا۔ جناب فضل جالندھری نے اپنی مشہور لے میں ایک تازہ نظم پڑھی جو مقبول خاص و عام ہوئی۔

اگلے روز ۵ اپریل ۱۹۴۵ء کے سہ گانہ اجلاسات میں ہنگامی مجبوریوں کی وجہ سے پروگرام میں بعض تبدیلیاں کرنی پڑیں، اور مبدل اور غیر متبدل صدارتوں کے فرائض خانصاحب عبدالغنی خاں اسسٹنٹ ڈائرکٹر ایگریکلچر ریٹائرڈ۔ علامہ حسین میر کاشمیری اور پیر احسن الدین صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر نے انجام دئے۔ جن حضرات نے تقریریں، اور خطبے ارشاد فرمائے اور نظمیں پڑھیں ان کے اسماء گرامی ذیل میں درج ہیں:۔

مولانا سید نذیر الحق صاحب میرٹھی۔ قاری محمد انوار صمدانی بی۔اے: ایل ایل بی وکیل مولانا محمد حنیف صاحب ندوی۔ مولانا مرزا عبدالحمید صاحب ایم۔اے سابق صدر انجمن اصلاح و تبلیغ لاہور۔ صاحبزادہ محمد زاہر شاہ صاحب قیصر۔ مولانا غلام محمد ترنم شیخ الجامعہ اسلامیہ امرتسر۔ علامہ حسین میر کاشمیری۔ مولانا سید محمد جعفر صاحب پھلواروی، خطیب جامع مسجد کپورتھلہ۔ جناب نفیس خلیلی۔ جناب نشتر جالندھری۔ خواجہ رشید احمد ممتاز امرتسری۔

رات کے آخری اجلاس کی صدارت جالندھر کے مشہور ہر دلعزیز اور نیک نفس ڈپٹی کمشنر پیر احسن الدین صاحب نے فرمائی۔ پیر صاحب موصوف تعلیم نسواں کے زبردست حامی ہیں وہ قوم کے کیرکٹر کی بلندی کے لئے عورتوں کو مذہبی و اخلاقی تعلیم و تربیت دینا نہایت لازم متصور کرتے ہیں۔ اسی سبب سے وہ مدرسۃ البنات کے مشن کو پسندیدہ اور قابل تعریف خیال کرتے ہیں۔

آپ نے اپنے مختصر سے خطبہ صدارت میں مدرسۃ البنات کی روحانی و اخلاقی سپرٹ کو سراہا۔ انجمن کے کارکنوں کو اس جہد بلیغ پر مبارک باد دی، اور ان بدنصیب لوگوں کی مذمت کی جو کام کرنے والے اور لائق اعانت افراد و جماعات کی مدد کی بجائے ان کو پکڑ کر کھینچ کھینچ ان کی راہوں میں روڑے اٹکاتے ہیں اور بے تحقیق غلط پروپیگنڈا کو جلد قبول کر کے اچھے اداروں کی مخالفت کرتے ہیں ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے اپنا ذاتی فیصلہ صادر کرتے ہوئے فرمایا۔ میں نے جالندھر میں اپنے ڈیڑھ سالہ قیام میں ان تمام

باتوں کی مسلسل تحقیق و تفتیش کی ہے جو مدرسۃ البنات کے متعلق مشہور کی جاتی ہیں، اور ان سب کو سراسر غلط پایا۔ ایسے لوگوں کے کلام پر ہرگز کان نہ دھرو۔ آپ کی صدارت میں بھی ایک ہزار ٹیلے سے زیادہ چندہ جمع ہو گیا۔ آپ کی بیگم صاحبہ نے ایک سو روپیہ مرحمت فرمایا۔

رات کے ایک بجے کے قریب یہ اجلاس خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ عطیات بحیثیت مجموعی کل، اتنہ مع مواعید ۲۸۰۰ روپے ۱۱ آنے ۳ پائی وصول ہوئے۔ مقامی اسلامیہ ہائی سکول کے سکاؤٹوں اور مقامی خاکساروں نے انتظام اجلاس میں قابل قدر مدد دی۔ خدا ان دونوں گروہ کی خدمت کو قبول فرمائے اور جزائے خیر دے۔ چندہ بحیثیت مجموعی ۲۵۲۰ روپے ۹ آنے ۳ پائی وصول ہوا۔ فہرست عطیات رسالہ مسلم بابت اپریل و مئی ۱۹۳۸ء کے صفحہ نمبر ۸۹ تا ۹۳ شائع ہو چکا ہے۔

انجمن کا زنانہ سالانہ جلسہ

خدا کے فضل و کرم سے انجمن مدرسۃ البنات کا زنانہ سالانہ جلسہ امسال بجائے ایک دن دو یوم ۴ر اور ۵ر نومبر ۱۹۳۷ء بروز اتوار اور پیر منعقد ہو کر کامیابی سے ختم ہوا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ۔ چندہ بحیثیت مجموعی ۳۸۴۳ روپے ۷ آنے ۹ پائی نقد وصول ہوا۔ اور صدر ثانی صاحب نے ۵۰۰ روپیہ کا وعدہ فرمایا جو وصول ہو چکا ہے۔ اب بعد حق سبحانہٗ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر کو اپنی زندگی کا ایک اور سال کامیابی کے ساتھ ختم کر کے بیسویں منزل میں جا پہنچا ہونے کا شرف بخشا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ۔

برادرانِ ملت و خواہران و دختران اسلام

قارئین کرام و قاریات محترمات مجلات پیام اسلام و مسلم پر یہ حقیقت ثابتہ روشن ہے کہ انجمن نے تا ایں دم اپنے حسابات کی نشر و اشاعت میں کوتاہی سے کام نہیں لیا۔ کاغذ کی گرانی اور کمیابی بھی اس فرض اہم کی ادائیگی میں آڑے نہیں آسکی ھٰذا امن

فضلِ ربی۔ آج سے پہلے انجمن مدرسۃ البنات کے کوائف وحسابات ماہوار اور سہ ماہی وار اور سالانہ شائع ہوتے رہے، لیکن مجملاً اور مجموعاً سالانہ جلسہ کی تقریب پر کبھی معروض نہیں ہوئے۔ آج یہ پہلا دن ہے کہ حسبِ ارشاد محسنِ انجمن خان بہادر عبد المجید خاں مدظلہ العالی مدرسہ کی یہ مجمل سالانہ روئداد سامعینِ کرام کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے، اور انشاء اللہ گزارش ہوتی رہیگی۔

چونکہ مدرسہ کا تعلیمی سال اپریل سے مارچ تک ہوتا ہے اور مالی سال بھی اسی کے مطابق رہا، مگر اب مالی سال چند مصالح کے پیشِ نظر جنوری سے دسمبر تک کر دیا گیا ہے، لہٰذا آمد و خرچ کی میزانیں جو آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں وہ اپریل ۴۵ء لغایت دسمبر ۱۹۴۵ء (نو ماہ) کے حسابات ہیں۔ آئندہ بفضلِ تعالیٰ تمام حسابات سالیہ کے گوشوارہ ہائے مداخل ومخارج پیش ہوتے رہیں گے۔

ذکر آمد وخرچ نو ماہ از اپریل لغایت ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء

نو ماہ زیرِ تبصرہ میں مجموعی آمدنی انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر بشمول -/۰۰۴۴ روپیہ زرِ ثمن اراضی موہوبہ چوہدری جمال الدین عرف جمال جٹ موضع امانت پور، اور ۳/۶/۳۵۲۷ و ۹/۷/۴۳ ۲۸ رقومات وصولہ شدہ بتقریب اجلاسات سالانہ مردانہ و زنانہ علی الترتیب بمد عطیات، اور ۳/-/۹۷۴، ۱۰ کی گرانقدر رقم بمد تعمیر فنڈ موصولہ منجانب جمعیۃ الوحدت والعمل مدرسۃ البنات (فراہم کردہ محترمات معلمات وعزیزات متعلمات) مبلغ ۹/۱۱/۵ ۱۱۵، ۳۸ ہوئی۔ بقایا ماہ مارچ ۴۵ء ½۳/۴/۱۵۸، ۱۱ شامل کرنے سے جملہ رقم ½/-/۴/۲۷۲، ۴۹ ہوئی، اور بالمقابل قابلِ منہائی جملہ اخراجات -/۴/۰۱۶، ۱۷ ہوتے۔ باقی ½/۱۲/۶۶۳، ۳۱ رہے۔

از اپریل ۱۹۴۵ء لغایت دسمبر ۴۵ء مبلغ -/۳۴۷۳ روپے بمد امانات وصول ہوئے اور بالمقابل مبلغ -/۴/۳۰۳۵ واپسی امانات میں دئے گئے۔ گویا نو ماہ میں ان مدات سے انجمن کے پاس باقی -/۱۲/۴۰۲ واجب الادا جمع رہے۔ بشمول بقایا امانات جملہ میزان بقایا ½/۸/۸۶۶، ۳۱ ہوئی۔ تفصیل گوشوارہ ہائے جنوری میں شائع ہوچکی

انجمن مدرسۃ البنات مصری شاہ لاہور کا آٹھواں سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۷ و ۲۸ اپریل ۱۹۴۶ء بروز ہفتہ و اتوار باوقاتِ ذیل منعقد ہوگا:-

زنانہ اجلاس : صبح ۱۰ بجے تا ۲ بجے دوپہر } ہر دو روز
مردانہ اجلاس : رات ۹½ بجے تا ۱۲½ بجے }

ناصر خاں یوسفزئی ناظم اعلیٰ انجمن ہذا

انجمن مدرسۃ البنات جالندھر کے اکیسویں سالانہ جلسے کی روداد

انجمن مدرسۃ البنات کے اکیسویں سالانہ جلسے کی تقریب ۱۶ مارچ سے شروع ہو کر ۱۸ مارچ تک رہی۔ یہ جلسہ بعض خصوصیات کے لحاظ سے جن کا ذکر ابھی ہوگا نہایت کامیاب رہا۔

معائنہ مدرسہ

عموماً جلسہ کی ابتدا کے دن صبح کو معائنہ مدرسہ ہوتا ہے۔ لیکن اس سال اس امر کے لئے کامل ایک دن رکھا گیا تھا تاکہ تعلیم و مظاہرات ملاحظہ کرنے کے لئے مہمانوں کو کافی وقت مل سکے۔ اس سلسلے میں ۲ نشستوں کا اہتمام کیا گیا تھا جس کی صدارت شیخ غلام احمد صاحب قریشی پی۔سی۔ایس نے فرمائی جس میں طالبات نے تقریریں کیں۔ اصلاحی اور ملی نظمیں سب زبانوں میں پڑھیں۔ کھیلوں اور ورزش کے مظاہرات کئے۔ صاحب صدر بارہ بجے کے قریب اپنا خطبۂ صدارت ارشاد فرما کر تشریف لے جا رہے تھے کہ اتنے میں یہ منحوس خبر اچانک ملی کہ خان سالام الدین خان صاحب چیف جسٹس بھوپال کے صاحبزادے شمیم خان اپنی بستی کے پاس سے ہوائی جہاز لیکر گزر رہے تھے کہ طیارہ بگڑ کر گر پڑا اور وہ اس حادثہ جانکاہ کی بھینٹ چڑھ گئے۔ اس خبر سے سنسنی پھیل گئی۔ جلسہ بند کر دیا گیا۔ بعد نماز ظہر باقی پروگرام کو مکمل کیا گیا۔

اگلے روز ۱۷ مارچ کو جلسہ شروع ہوا اور ۱۸ کو ختم ہو گیا۔ محترم مقرروں اور معزز شاعروں میں سے جو نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

مولانا سید محمد جعفر صاحب پھلواروی خطیب جامع کپورتھلہ۔ مولانا انوار الحسن صاحب شیرکوٹی پروفیسر رندھیر کالج کپورتھلہ۔ مولانا غلام مرشد صاحب خطیب شاہی مسجد لاہور

علامہ حسین میر کاشمیری - علامہ علاؤ الدین صدیقی صاحب ایم - اے لاہور - مولانا بہاؤ الحق صاحب قاسمی امرتسری - مولانا حمد الدین صاحب فاضل دار العلوم امینیہ دہلی - مولانا سید نذیر الحق صاحب میرٹھی - مولانا ابو البیان محمد سلیمان صاحب بی - اے امرتسری - مولانا سید محمد حنیف صاحب ندوی - مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند - خواجہ رشید احمد صاحب ختم المرسلین امرتسری - خواجہ فیض صاحب لدھیانوی حسان الہند فضل صاحب جالندھری -

زندہ باد خان بہادر عبد المجید خان!

پہلی نشست بعض خصوصیات کی حامل تھی جو زیر صدارت میاں افضل حسین صاحب ممبر پبلک سروس کمیشن پنجاب منعقد ہوئی - اول یہ کہ اس میں ملک کی بعض ایسی معزز ہستیوں نے شرکت فرمائی جو مسلمانوں کی بیش بہا متاع سمجھی جاتی ہیں - مثلاً ڈاکٹر مولوی عبد الحق صاحب سیکرٹری انجمن ترقی اردو - ان کے علاوہ ڈاکٹر برکت علی قریشی پی ایچ ڈی - ڈاکٹر مظفر الدین صاحب صدر شعبہ دینیات ڈیپارٹمنٹ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن - پروفیسر سید محمد عبد اللہ -

دوسری خصوصیت یہ تھی کہ محسن ملت خان بہادر عبد المجید خان رئیس اعظم بستی بابا خیل نے پہلے بیگم صاحبہ عبد المجید خان کی جانب سے تین ہزار روپے کے عطیے کا اعلان فرمایا - بعد ازاں تمام اہلِ جالندھر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قدر روپیہ اہلِ جالندھر مدرسۃ البنات کی جدید عمارت کی تعمیر کے لئے حاصل کر کے صرف کریںگے، اسی قدر میں تنہا دوں گا، جس پر نعرہ ہائے مسرت بلند ہوئے - خان بہادر موصوف کی اس عالی حوصلگی کی نظیریں ہماری قوم میں کم ملیں گی - ان کا اپنا اندازہ خدا جانے کیا ہوگا لیکن قیاس ہے کہ یہ رقم تیس پینتیس ہزار سے کم نہیں آئیگی - یہ دعوت نیک اہلِ دل کے ارادوں میں مزید تحریک کا موجب اور عامۃ المسلمین کے خفتہ جذبات اسلامی کی بیداری کا سبب ہوئی -

---

زندہ باد عائشہ خانم!

تیسری خصوصیت:- کیپٹن ابراہیم خان کی صاحبزادی عزیزہ عائشہ خانم نے جو مدرسۃ البنات کی جماعت پنجم (اور آج جماعت ششم) کی طالبہ ہیں، نے زنانہ کمرے سے ایک ہزار روپے کے عطیے کا اعلان خان بہادر موصوف کی دعوت کے جواب میں کیا۔ سلمہا اللہ تعالیٰ۔

کل نقد رقم سات ہزار روپے کے قریب جمع ہوئی۔ اور خان بہادر عبدالمجید خان کے مذکورہ اعلان نے لوگوں میں مسرت و انبساط کی لہر دوڑا دی۔ اللہ تعالیٰ انھیں ملت کے سر پر بہت دیر تک سایہ افگن رکھے اور انھیں دنیا و عقبےٰ کی بہترین نعمتوں سے سرافراز فرمائے۔

خان فضل محمد خان زندہ باد!

چوتھی خصوصیت:- خان بہادر موصوف کی دعوت میں اگر مذکورہ بالا طالبہ نے یکہزار روپیہ دیا، تو جالندھر کی مایۂ ناز درسگاہ اسلامیہ کالج جالندھر کے پرنسپل خان فضل محمد خان نے ایک ہزار روپیہ عنایت فرمایا۔ ایک انسٹی ٹیوشن کے سب سے بڑے ذمہ دار کے لئے کسی دوسری انسٹی ٹیوشن کے لئے اتنی گرانقدر رقم کی بخشش کی مثالیں شاید ڈھونڈے سے نہ ملیں۔ یہ امر جہاں خان صاحب موصوف کی دریا دلی اور علم پروری پر دال ہے، وہاں یہ اس حقیقت کا مظہر بھی ہے کہ خان صاحب کے دل میں مدرسۃ البنات سے کس قدر گہری ہمدردی ہے۔ چند دن پیشتر خانصاحب نے مدرسۃ البنات کے معاینے کے لئے متعدد دن اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر معاینہ فرمایا اور مدرسے کے تفصیلی حالات سے آگاہی حاصل فرمائی تھی۔ حالات کی حقیقت نے انھیں مدرسۃ البنات سے بھی وابستگی پیدا کر دی ہے۔ خداوند کریم خان صاحب موصوف کو جزائے جزیل عطا فرمائے۔

یاد رہے کہ خانصاحب موصوف اسلامیہ کالج جالندھر کی خدمات آنریری طور پر بجا لا کر ملت پر ایک احسانِ عظیم فرما رہے ہیں۔ چونکہ آپ حیدرآباد میں ناظم تعلیمات

ہونے کے لحاظ سے وسیع علمی تجربہ حاصل ہے۔ اس لیئے اسلامیہ کالج بہت ترقی کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ اس مردانہ درسگاہ کو ایک مثالی درسگاہ بنا دے۔

ناشکری ہوگی اگر ہم انجمن کے محسن قدیم چوہدری عبدالشکور کا ذکر خیر نہ کریں کہ اس سال بھی موصوف نے ۳۰۰ روپے کی رقم عطا فرما کر اپنی سابقہ روایات کو تازہ رکھا، حالانکہ وہ حضرت امام ناصرالدین کی درگاہ کی تعمیر کے بعد مسجد کی تعمیر میں والہانہ حصہ لے رہے ہیں۔ جزاہُ اللہ۔

ضرورت :- بلوچستان میں مختلف مقامات پر واقع زنانہ مدارس کیلیئے

(۱) تین بی۔ اے۔ بی۔ ٹی استانیاں جنھیں مڈل سکولوں میں بطور ہیڈ مسٹریس تعینات کیا جا سکے۔ بمشاہرہ ۱۵۰-۵-۲۰۰ روپے ماہوار علاوہ مہنگائی الاؤنس جسکی شرح تنخواہ کا ۱/۲ ۳۷ افیصدی ہے۔ مسلمان ونرینگ اس میں کام کا تجربہ رکھنے والی معلمات کو ترجیح دی جائیگی۔

(۲) تین ایس وی تربیت یافتہ معلمات بمشاہرہ مبلغ ۴۰-۴-۸۰ روپے ماہوار علاوہ مہنگائی الاؤنس جسکی موجودہ شرح کوئٹہ میں ۱۸/- اور کوئٹہ سے باہر کے مدارس کے لئے مبلغ ۱۷/- روپے ماہوار ہے۔ سابقہ تجربہ رکھنے والی معلمات کو ترجیح دی جائیگی۔

آسامیاں سردست عارضی ہیں لیکن بعد میں مستقل ہونے کی امید ہے۔ درخواستیں معہ نقول اسناد و تفصیل سابقہ تجربہ وغیرہ بنام

صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ تعلیم بلوچستان کوئٹہ - جلد پہنچنی چاہئیں

عورت اپنے فضائل سے ہے نہ مال سے

(حضرت افضل علی الفکری مصری)

ایک آدمی نے اپنے قرابتداروں اور جان پہچان والوں میں اعلان کیا کہ اسکا ارادہ اپنی بچی کو جہیز دینے کا ہے جو ایک لاکھ فرانک سے کم نہیں ہوگا۔ نوجوان اس سنہری موقع کو غنیمت جانکر اسکی طرف لپکے۔ اور لڑکی کے والد کو بھی اس کے سوا اور کوئی کام نہ رہا کہ انہیں سے اس شخص کو پسند کرے جو لڑکی کے مطابق ہو۔ اس نے ایک نوجوان تاجر کو پسند کیا۔ جب دلہن کی رخصتی کا وقت آیا تو دلہن کے باپ نے دولہا میاں کو بلا کر کہا میرے عزیز داماد! اب میں تمہیں اپنی بیٹی کا جہیز ادا کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں۔ پھر اس نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکالا جس میں اس نے لکھا ہوا تھا۔

میری لڑکی کا وہ جہیز جو میں نے اسکی تعلیم و تربیت کیطرف توجہ رکھنے پر صرف کیا تھی کہ وہ بہت سے علوم اور زبانوں میں ماہر ہوگئی۔ اسکے افکار نہایت بلند ہوگئے اور طبیعت میں استقامت آگئی اور یہ کم از کم تیس ہزار فرانک کے برابر ہے۔

میری بیٹی اگر بات کرے گی تو صرف اپنے شوہر کیلئے اور یہ ایسی فضیلت ہے جسکی مقدار کم از کم بیس ہزار فرانک ہوگی

وہ اعتدال پسند ہے اور چیزوں کو اپنے ٹھکانے پر رکھنے کی عادی ہے اسطرح کہ وہ گھر کا کام کاج چلا سکتی ہے اور فن خانہ داری سیکھنے کی وجہ سے ہر قسم کے کھانے پکانے میں ماہر ہے اور اپنے خاوند کی اطاعت شعاری سیکھ چکی ہے اور ان کی قیمت تیس ہزار فرانک ہے

اسکے فضائل میں سے ایک تاجروں کی دکانوں اور انکے گوداموں میں داخل ہونے سے نفرت کھانا اور سینماؤں اور تھیٹروں سے سخت نفرت رکھنا ہے اور اس فضیلت کی مقدار کم از کم بیس ہزار فرانک ہوگی

اللہ تعالیٰ نے اسے دس انگلیاں بخشی ہیں کہ جن سے بڑی پھرتی اور مہارت سے کام انجام دیتی ہے وہ اپنے اور تمہارے کپڑے سیا کریگی جس سے تمہیں دس ہزار فرانک کی بچت رہے گی۔

یہ رقم کم ہونیکے باوجود اسکے ہاتھوں میں بہت بڑی دولت بن جائیگی کیونکہ اسکی ذات میں عمل و اقتصاد اور آئندہ کیلئے احتیاط کی فضیلتیں نمایاں ہیں اور بصورت اسکے تمام فضائل کا شمار ایک لاکھ فرانک تک پہنچ جاتا ہے۔

نوجوان اپنی منگیتر سے ان فضائل کو بطور جہیز لینے پر رضامند ہو جاتا ہے اور اُسے اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور اس سے شادی کرنیکے بعد اسکے ساتھ ایسی اچھی طرح زندگی کے دن بسر کئے اور ایسی ایسی خوبیاں اس سے دیکھیں کہ اُسنے کسی کہنے والے کا یہ قول اُسے بھلا دکھائی دینے لگا، عورت کے فضائل و صفات میں سب سے بڑی صفت تدبیر منزل ہے بلکہ یہی وہ فضیلت ہے جسے مرد کو منگیتر میں تلاش کرنا اور اس سے مہر کے طور پر قبول کرنا چاہیئے" اے کاش مصری اس حکایت کے مغز سے نصیحت پکڑیں اور اُسے اپنے احوال پر چسپاں کریں وہ شادی کریں تو اُنسے کریں جو عفت کمال کی مالک ہیں نہ کہ اُنسے جو مالدار ہیں ؎

عن تقویم البلدان

مترجم عبید الحق فلاح

تیسرے۔ اجنبی عورتوں سے شادی

والد بزرگوارم!

میں بخیر و عافیت پیرس (روشنی کے شہر) پہنچ گیا ہوں، اور مجھے آپکو بتاکر بڑی خوشی ہوگی کہ میں ایک شریف اجنبی گھرانے کے رشتے میں منسلک ہوگیا ہوں انکے حسنِ سلوک کو دیکھکر میں اس گھرانے کے درمیان کامل خوشی محسوس کرتا ہوں۔ ہاں یہ درست ہے کہ یہاں اخراجاتِ معیشت بہت مہنگے ہیں لیکن وہ رضا، خوشی کا موجب اور اپنے عمدہ نظام کو میرے صحت کے حالات پر درست رکھنے کا باعث ہیں، میرے ابا جان مجھے معاف فرمائیں کہ میں اُنکے سامنے ایک نئی ضرورت پیش کر رہا ہوں شاید اسکے پیچھے وہ موافقت قبول ہوجسکا میں متمنی ہوں۔

وہ یہ کہ حسنِ اتفاق سے مجھے ایک بیس سالہ نوجوان فرانسیسی لڑکی کیساتھ رہنا پڑا ہے وہ حسن و ذکاء در کشش نظری میں بے مثال ہے، اُس نے میرے سبقوں کے تیار کرنے اور میری یادداشتوں کے تحریر کرنے میں اکثر میرا ہاتھ بٹایا، مجھے معلوم ہے کہ جسطرح میں اسے پسند کرتا ہوں ویسے ہی وہ مجھے پسند کرتی ہے اور مجھ سے شادی کرنیکی خواہش کرتی ہے۔ اسکا کنبہ قبیلہ بھی آمادہ نظر آتا ہے اور مجھے بیس ہزار فرانک بطور جہیز دینے کو تیار ہے، چونکہ میں اس مسئلے کے متعلق آپ کی رائے دریافت کئے بغیر کچھ نہیں کرسکتا لہذا آپکے پاس اسکی قبولیت کی امید لیکر آیا ہوں، آپ یقین رکھیں کہ جسطرح پہلے میں آپکی خواہش کا تابعدار اور اشارے کا پابند رہا ہوں۔ اب بھی اور مستقبل میں بھی ویسا ہی رہونگا ؎

آپکا تابعدار بیٹا

فرزند عزیز!

مجھے تمہارا خط ملا، الحمد للہ تم بخیریت پہنچ گئے، تمہاری راحت اور عمدہ صحت سے مجھے خوشی ہوئی، مجھے بس تمہاری ایک اجنبی دوشیزہ سے شادی کی طلب نے حیران کر دیا اور تمہارے سفر سے پہلے مجھے اسی چیز کا خوف تھا۔ وہ اسباب جو تمہیں اسکی دعوت دیتے ہیں خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں میں تمہاری اس حرکت کو جائز قرار نہیں دے سکتا!

بیٹا! دیکھو اجنبی دوشیزہ تم سے تمہارے عقیدہ میں مختلف ہے اور لڑائی جھگڑے کے اسباب میں سے ایک سبب عقیدہ میں اختلاف ہے۔

وہ تم سے تمہاری زبان میں بھی مختلف ہے اور زبان جیسا کہ تم جانتے ہو مضبوط ترین رشتوں اور رابطوں میں سے ہے۔

تم سے تمہاری عادات و تقالید میں مختلف ہے اور ان دونوں کا اختلاف تمہارے اور تمہارے کنبے کے لئے تکلیف دہ ثابت ہوگا

وہ تمہارے کھانے پینے میں تم سے مختلف ہے جو تمہیں تمہاری طاقت سے باہر مشکلات میں مبتلا کر دیگی اگر یہ کہو کہ تم نے اسکے جمال و خوبصورتی کے سبب اسے مصری لڑکی پر ترجیح دی تو مصری لڑکیوں میں ایسی بھی تو ہیں جو حسن و جمال میں اس سے کہیں برتر ہیں۔ اگر یہ اسکے علم و ادب کی بنا پر کہو تو مصری لڑکیوں میں بھی ایسی لڑکیاں ہیں جو علم و ادب میں اس سے بہت بڑھ چڑھ کر ہیں۔ پھر جب تم اپنی مصری بہن اپنے وطن کی بیٹی کو بھول گئے اور اسکے عوض یورپی دوشیزہ سے جو ہر شے میں تم سے جدا اور کسی چیز میں بھی تم سے موافق نہیں الفت گانٹھنے لگے تو اس پر کیا گذریگی۔

وہ نوجوان جو یورپی دوشیزگان سے شادی کرنیکی رغبت رکھتے ہیں وہ جھوٹی بناوٹ اور دھوکے کی آرزوؤں کے فریب خوردہ ہیں، انہیں ایک مغربی عورت کی تعریف، علم و ذہنیت میں اسکی پیشقدمی اور اسکا کمال و عفت کے اوصاف سے متصف ہونا سننا ہے تو یہ خیال اسکو خوشگوار اور بھلا معلوم ہوتا ہے اور وہ اسکو اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔

یہ آرزوؤں اور خوابوں کی فریب کاریوں کے سوا کچھ بھی نہیں اگر وہ اپنے نفس کیطرف رجوع کرتا تو وہ اسے ایک مشرقی نفس ہی پاتا جو مشرقی فضیلت اور مشرقی خاتون سے شادی کا دلدادہ ہے۔

وہ یورپی عورت جو مشرقی مرد سے شادی کرتی ہے خواہ وہ کتنا ہی جلیل القدر ہو۔ خواہ علم و تہذیب کے ذریعے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر ہی کیوں نہ فائز ہو وہ اسے مشرقی کی مانند ہی خیال کریگی اور اسکے

متعلق اسکی رائے تبدیل نہ ہوگی۔

بیٹا دیکھتے نہیں ہو کہ جن لوگوں نے اجنبی خواتین سے شادی کی وہ اپنے اوپر انکے دباؤ کی شدت اور اپنے کندھوں پر بھاری اخراجات کے بوجھ سے کہ جنکی برداشت کی ان میں طاقت ہی نہیں کسطرح چیختے اور کراہتے ہیں، انہوں نے دو باتونکی ان سے تکلیف اٹھائی اور ان سے نجات پانے کے دلدادہ ہیں

بیٹا تمہیں معلوم ہے کہ اجنبی خواتین سے شادی کرنا ایک سماجی مرض ہے تم بتاؤ ان دنوں مصر مبتلا ہے وہ کونسی سماجی بیماری ہے جو اس سے زیادہ خطرناک ہے کہ جس کے سبب اکثر مصری نوجوان مغربی عورتوں کی الفت کی بھینٹ چڑھتے ہیں، مصری قوم ان نوجوانوں سے نقصان اٹھاتی ہے مستفید نہیں ہوتی ۔

جب اجنبی عورتوں سے شادی کی رغبت ہم میں پھیل گئی تو مصری خواتین کی قسمت میں کیا ہوگا کیا تمہیں گمان ہے کہ اس امر کا انجام بخیر ہوگا کیا دیکھتے نہیں ہو کہ ہمارے عزیز مصر کیلئے اس میں بہت سا مذہبی نقصان ہے!

اپنی قوم اور اپنے ملک کے مستقبل کے متعلق سوچنے والے ہر عاقل پر واجب ہے کہ اس خراب اور مفسد جھگڑے کا ہر ایک شرعی وسیلے سے مقابلہ کرے شاید جو کچھ میں نے تمہیں یاد دلایا اسی پر قناعت کیکے تم اپنی رائے سے تجاوز کرو، اور اپنی پڑھائی مکمل اور آخری ڈگری حاصل کرلینے اور صحیح وسالم بامراد واپس آنیکے بعد ہم تمہارے لئے ایسی موافق نیک بیوی ڈھونڈینگے جو تمہیں خوش رکھیگی اللہ تعالی ہی سب توفیق ہے والسلام

تمہارا والد

کتاب سعادۃ زوجین
تالیف
علی فکری آفندی

مترجم
عبیدالحق فلاح

شکر پارے

(خانصاحب محمد ظفر ایم اے ایل ایل بی)

ماتمی علامات:۔ قومی اور ذاتی مصیبتوں کی نشانیاں جگہ جگہ الگ الگ ہیں۔ مختلف ملک اور قومیں اپنے ماتم کو بیرونی مختلف علامتوں سے ظاہر کرتی ہیں۔ قدیم مصری اپنی ابروؤں کا صفایا کرا دیا کرتے تھے یونانی سر منڈوا لیتے تھے اور سکندر اعظم کے زمانہ میں اُسکے حکم سے اپنے گھوڑوں کی ایال بھی کتروا دیا کرتے تھے اہل ماتم کے بعض طریقے بہت عجیب ہیں کہ گردن میں رسی باندھ کے لٹکالی۔ سر اور داڑھی منڈانی چھوڑ دی سارے گھر پر کالا رنگ پھروا دیا یا نیلا یا زرد رنگ پھیر دیا۔ زیور پہننے چھوڑ دیئے۔ آگ جلانی بند کر دی وغیرہ لیکن ان سب سے زیادہ دلچسپ اُن کپڑوں کا رنگ ہے جو ایسے موقعوں پر پہنے جاتے ہیں قدیم یونان کے مرد بھورے اور عورتیں کالے کپڑے پہنتی تھیں۔ بعد میں عورتوں کے کپڑے سفید رنگ کے کر دیئے گئے جیسے ہندوستان میں ہے کہ بیوائیں رنگین قسم کے کپڑے نہیں پہنتیں۔ سفید جوڑا پہنتی ہیں۔ اکثر عیسائی ملکوں میں عام طور پر سیاہ پوشی ماتم کی نشانی ہے لیکن دیگر مذاہب والے مختلف رنگوں کو ماتم کا نشان قرار دیتے ہیں نیلا یا ارغوانی ترکی میں بھورا مصر میں سفید چین و ہندوستان و جاپان میں اور خاکستری حبش میں ماتمی رنگ سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں سبز کپڑے محرم کے دنوں میں ماتم کے طور پر پہنے جاتے ہیں۔ یورپ میں سولہویں صدی میں سیاہ رنگ ماتمی رنگ قرار دیا گیا۔ فرانس کے شاہی خاندان میں صدیوں تک سفید ماتمی رنگ رہا اور آج بھی سفید اور سیاہ بیواؤں کے لئے ماتمی رنگ مقرر ہیں۔

ضروری حواس:۔ سوال یہ ہے اگر آدمی کسی ایسے جزیرہ پر جو زرخیز تو بہت ہو لیکن غیر آباد ہو اکیلا چھوڑ دیا جائے تو کونسی حس اسکے لئے بہت ضروری ثابت ہوگی۔ ویسے تو آدمی کے بدن میں ہر چیز اپنے اپنے موقع پر ضروری ہے مگر بعض چیزیں قدرت نے اُسے ایسی عطا کی ہیں کہ زندگی ہی محال ہے اگر چھونے کی حس موجود نہ ہو تو بڑی دقت معلوم ہو کیونکہ محنت کے کاموں میں اسکا بڑا دخل ہے جیسے غذا حاصل کرنیکا کام ہے زندگی ہی محال ہو جائے۔ اگر جزیرہ پر وحشی جانور نہ ہوں تو بہرا پن کچھ ایسی تکلیف دہ بات نہ ہوگی اور گویائی تو ایسی جگہ تقریباً بیکار ہوگی۔ سونگھنے کی حس نہ ہونے سے مزا جاتا رہیگا۔ اور آدمی ایک ہی طرح کی روکھی پھیکی غذا کھاتے کھاتے تقریباً ناغہ اور ناکافی خوراک کا شکار ہو جائے گا۔ دیکھنے کی قوت ایک خاص وقت تک بیکار ہوگی لیکن اندھاپن اکثر حالات میں مہلک ثابت ہوگا لہٰذا نتیجہ یہ ہے (۱) بینائی لازمی

(۲) چھونے کی حس تقریباً لازمی (۳) لمبی زندگی بسر کرنیکے لئے چکھنے اور سونگھنے کی کافی طاقت ضروری (۴) نازک وقت میں دلیل کی طاقت ضروری ہے اگر زہریلے میوے اور بوٹیاں کثرت سے ہوں تو استدلالی قوت لازمی ہے (۵) سماعت کم اہم (۶) بولنے کی قوت غیر ضروری -

بھورے اور کنگھے :- اس میں نئے قسم کے مصالحے سے کاغذ کا اسباب بنایا جانا شروع کر دیا گیا ہے یہ اسباب ہلکا مضبوط اور آرام دہ بنایا جاتا ہے۔

ہز ہائینس سر آغا خان اسمعیلی مسلمانوں کے امام ہیں انکی امامت کی ۶۰ سالہ سالگرہ اس طرح منائی گئی کہ بمبئی میں انکے مریدوں نے ایک خاص قسم کے ترازو میں تولا جو چبوترہ کی شکل کا تھا۔ من سیر دل انہیں تولا گیا انکی قیمت ۸۵۔۸ لاکھ ۳۳ ہزار ۴۳۳ روپیہ ہے اس سے اسی قوم کی فلاح و بہبود کے کام جاری کئے جائینگے ۳۰ ہزار مرید شریک تھے۔ ۷۰ لاکھ روپیہ نذر کے طور پر پیش کیا گیا۔ ۲۰۰ روپیہ سے ۱۲ ہزار روپیہ تک داخلہ کا ٹکٹ خریدا گیا۔ راجے اور نواب بھی اس موقع پر شریک تھے -

اس لڑائی کیوجہ سے ہر جنگ میں شریک ہونیوالے ملک کی مرد و عورت آبادی میں بڑا فرق پیدا ہوگیا ہے مگر ویانا آسٹریا کے دارالسلطنت میں یہ فرق بہت زیادہ نمایاں ہے تازہ ترین مردم شماری سے معلوم ہوا کہ آج ویانا میں اٹھارہ اور بیس سال کے درمیان عمر والے مرد ۵۴۹۲ ہیں اور عورتیں ۱۸۵۱۶ ہیں۔ بیس اور تیس سال کے درمیان عمر والے مرد جن پر جنگ کا زیادہ اثر پڑا ۲۹ ہزار ہیں اور عورتیں ۸۷ ہزار۔ باقی عمروں میں مقابلہ اسقدر نمایاں نہیں مگر ۴۰ اور ۵۰ سال کے درمیان عمر والے مرد بھی ۹۱۵۵۴ ہیں اور عورتیں ۱۶۴۲۰۷ -

---

ایک عام تنبیہ :- آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اسکے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے، اسلئے ہم اشتباہ کو دور کرنیکے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اس کے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جوابدہ ہے۔

نور الدین بٹ جنرل سکریٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

سگھڑ سہیلی

(نوشتہ خانصاحب محمد ظفر ایم اے ایل ایل بی)

بزدل بچہ ۔ بزدل بچہ جس کو ڈرپوک بھی کہا جاتا ہے اس کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ غمگین اور ناخوش رہتا ہے ۔ اسکے دل میں ایک قسم کی کڑھن رہتی ہے ۔ ذرا ذرا سی بات سے اسکے دل میں دہشت پیدا ہوتی ہے اور طرح طرح کے ہول اسکے سامنے آجاتے ہیں جسمانی طور پر اسکا ہاضمہ خراب ہوتا ہے کبھی بھوک لگتی ہے کبھی نہیں لگتی ۔ قبض میں مبتلا رہتا ہے یا دست آتے رہتے ہیں ایسے بچے بیماری کی شکایت کرتے ہیں یا درد سر ۔ نیند بھی جیسے آنی چاہیے نہیں آتی اور رات کو نیند میں چونک چونک پڑتا ہے ۔

ایسے گھبرانے والے بچے کئی قسم کے ہیں یہ والدین کا فرض ہے کہ انہیں سنبھالیں تاکہ وہ مستقل مزاج اور بہادر لڑکے لڑکیاں بنکے دنیا میں ہمت اور بھروسہ سے داخل ہوں ۔ ایسے بچوں پر ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے گو اس معاملہ میں خاندانی اور پیدائشی اثر بھی ہوتا ہے مگر گھر کے جذبات و خیالات کا اچھا برا اثر ضرور ان پر پڑتا ہے ہول دلی والی ماں کے بچے ہول دلی میں مبتلا ہوتے ہیں کیونکہ گھر میں اسکی وجہ سے فکر اور جذباتی تزلزل کی کیفیت موجود رہتی ہے اور بچہ اسکی لپیٹ میں آجاتا ہے ۔ ایسے بچوں کے لئے بڑے غور و پرداخت کی ضرورت ہے ۔ انہیں سمجھنا اور انسے محبت سے پیش آنا ضروری ہے سختی اور کرشتی کا اس پر ایک خاص طرح کا اثر ہوتا ہے بعض دفعہ اس سے رنج و غم ظاہر ہوگا بعض اوقات بچہ خوفزدہ ہو جائیگا بار بار دھمکانے سے وہ ٹس سے مس نہ ہوگا ۔ برا بھلا کہنا غلطی ہے اسے نرمی سے سمجھانا چاہیئے یہ بتا کر کہ کیوں فلاں بات کرنی چاہیئے اور فلاں نہیں ۔ بچہ کو سزا کے طور کہیں بند کر دینا اور بھی برا ہے ۔ بچہ پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں اکیلی چیز ہے کسی کو اس سے لگاؤ نہیں اور آپ کو جاننا چاہیئے کہ یہ دنیا میں داخل کی بری طیاری ہے ۔

محبت بچوں کے لیے نہایت ضروری چیز ہے بالخصوص ہولو بچوں کے لیے جس بچہ کو گھر میں ہی ہمت گرمجوشی میسر نہ ہوگی اسمیں اکل کھرا پن اور بے پروائی پیدا ہو جائیگی جس سے والدین ناراض رہینگے اور اسطرح والدین اور بچہ میں ایک قسم کا اکھاڑہ قائم ہو جائیگا جن بچوں کا دل بے چین رہتا ہے اور کوئی فکر یا رنج اندر ہی اندر انکا دل مسلا کرتا ہے وہ کبھی نچلے نہیں بیٹھتے ۔ آنکھیں جھپکاتے ہیں کبھی ادھر جاتے ہیں کبھی ادھر ۔ یہ دلشکستگی کی علامت ہے جو بعد کی دنیا میں بیحد ناخوشی اور بیماری کی بنیاد

بن جاتی ہے ۔

جو بچہ دوسروں کے سامنے جھجکتا ہو اسکا حوصلہ بڑھانیکی ضرورت ہے اسکے دلمیں یہ جم جاتا ہے کہ وہ [illegible] حقیر اور نالائق ہے۔ اسے کچھ نہیں آتا ایسے بچہ سے اسطرح آنکھیں نہ چرانی چاہیئے جیسے وہ سمجھے کہ اسے دیکھا نہیں جاتا ۔ [illegible] میں اس پر دبی چھپی احتیاط کی نظر پڑتی رہنی چاہیئے نکتہ چینی کی بجائے اس کی [illegible] کی چیزیں [illegible] جائیں اور اسے ایسے اندر کیطرف لایا جائے جنمیں وہ دل لگا سکے خواہ وہ طوطا [illegible] مٹی کی مورتیں بنانا ہو یا کچھ اور اسے دلچسپی لینے کا شوق دلاؤ [illegible] خوش کرو اسکی بے چینی کم ہو جائے گی اور اس میں توازن پیدا ہو جائیگا ۔

موزوں ورزش اور گہری سانس کی مشق نہایت عمدہ چیز ہے ۔ ایسے ہی گراموفون بجتے وقت اسکا اسکے ساتھ گانا یا ناچنا ۔ اسکے اصلی دلی خیالات اور مسائل معلوم کرو اور انکو طے کرنے میں اسکا ہاتھ بٹاؤ ۔ اس طریقہ سے اسکے دماغ کا بوجھ ہلکا کر کے آپ اسے میٹھی نیند کی مسرت بخشیں گے تعریف سے بھی اسے مدد ملتی ہے اسکا کام [illegible] کر کے اسکی ہمت بڑھاؤ ۔ کہو ۔ اب تم کم بے چین ہو ۔ یا یہ اب تم لائق ہوتے جاتے ہو دوسرے بچوں کی بھی اب تم مدد کرو ۔ اس طرح اس پر زیادہ ذمہ داری کا بوجھ نہ ڈالو [illegible] کوئی خوبیاں دریافت کی توقع اس سے نہ کرو [illegible] ہم اس میں اپنے اوپر بھروسہ کرنے اور ہمت و استقلال سے خود کام کرنیکی خوبی پیدا کر کے ہمیں اسکی مدد کرسکتے ہیں تا کہ اسے اپنی زندگی پر لطف اور دلچسپ محسوس ہونے لگے ۔ بہت زیادہ توجہ کام کرنے سے بچہ ناکارہ ہو جاتا ہے اسکی طرف سے اظہار ایسے رہو کہ اسکی طرف معمولی دھیان ہے ۔ خوف و ہراس بچہ کے دل سے اسطرح دور ہوتا چلا جائیگا

اللّٰہ قرض حسنہ

عطیات ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۶ء

جناب عبدالعزیز خان صاحب گونڈو
(بغرض ایصال ثواب روح والد مرحوم خود) ۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ الحاج المولوی علی احمد صاحب
سی آئی ای آئی-ایس-ای
(موعودہ چندہ سالانہ) ۵۰/-/-
کارگیران دکان بابو حاجی مہر علی احمد علی
صاحبان جالندھر شہر ۵/-/۹
نامعلوم الاسم ۱/۹/۹
جناب حکیم جالینوس صاحب جالندھر شہر -/۲/-
" مولوی عطا الٰہی صاحب " -/۲/-
" سید محمد رفیق شاہ " " -/۱/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان صاحب محمد حسین خان
ہوشیارپور ۵/-/-
جناب محمد خورشید عالم خان صاحب انسپکٹر پولیس ۸/-/-
محترمہ سردار سلطانہ صاحبہ جموں ۵/-/-
" بیگم صاحبہ عبدالحمید خان صاحب بستی دانشمنداں ۵/-/-
" " محمود " " ۲/-/-
جناب ڈاکٹر فیروزالدین صاحب چک ۱۸/۱۱ ۱۰/-/-
کیپٹن ڈبلیو-اے خان صاحب معصوم سلہٹ ۴/-/-
جناب چوہدری شرف الدین صاحب جالندھر شہر ۳/۱/-
" شیخ رحمت علی " " -/۱/-

جناب شیخ عزیز بخش صاحب جالندھر شہر -/۱/۱
" چوہدری رحیم بخش صاحب " -/۱/۴
" " خوشی محمد " لائل پور ۱/۱۲/-
" " آفتاب احمد " کھرلہ کنگرہ ۳/-/-
محترمہ رشید بیگم صاحبہ لدھیانہ ۵/-/-
جناب سردار علی صاحب رینالہ ۵/-/-
بتوسط جناب عبدالعزیز صاحب سفیر ۱۰/-/-

بذریعہ حکیم برق صاحب

جناب چوہدری محمد حسین صاحب چک ۱۰۳ شمالی ۵/-/-
" " عبدالعزیز " " ۵/-/-
" " فضل حسین " " ۱۰/-/-
" " عبداللہ خان " " ۵/-/-
" " غلام حسین " " ۵/-/-
" " محمد مالک " " ۲/-/-
" " محبت خان صاحب ہیڈ ماسٹر چک ۱۰۳ شمالی ۱۰/-/-
" " نبی بخش صاحب " ۲۰/-/-
" " نورالدین " " ۱/-/-
" ماسٹر نذیر احمد " " ۱/-/-
" طالب حسین " چک ۱۰۳ ۵/-/-
" چراغ خاں " ۱۰۹ شمالی ۵/-/-
" چوہدری الٰہ بخش " ۱۰۵ ۱۰/-/-

جناب چوہدری رحمت خاں صاحب نمبردار چک ۱۰۶ ۱۰/-/-
" " محمد شفیع " " ۵/-/-
" " نذیر احمد " " ۴/-/-
" " محمد علی " " ۲/-/-
" " محمد الدین " " ۱/-/-
" " محمد یوسف " " ۱۰/-/-
" " غلام رسول " " ۵/-/-
" حیدر حسین شاہ " چک ۱۰۴ ۵/-/-
" چوہدری ظفر اللہ خان " " ۰/-/-
" " حفیظ اللہ " " " ۱۰/-/-
" " محمد اصغر " " ۴/-/-
" مہر عطا محمد " " ۱۰/-/-
" مستری غلام علی " " ۲/-/-
" چوہدری نذیر احمد خان " " ۲۰/-/-
" " غلام نبی " چک ۱۱۱ شمالی ۱۰/-/-
" " فیض احمد " ایڈووکیٹ " ۱۰/-/-
" " عطا محمد " " ۲/-/-
" " عطاء اللہ " " " ۲۰/-/-
" پیر عبد الحق " وکیل ۵/-/-
" چوہدری فضل احمد " چک ۹۴ شمالی ۴/-/-
" " محمد خان " چک ۸۶ جنوبی ۵/-/-
" " محمد امین " چک ۹۲ " ۵/-/-
" سردار ذکاء اللہ " تحصیلدار ۵/-/-
" میر حسن الدین صاحب ۵/-/-
" غلام احمد صاحب آڑھتی غلہ منڈی ۱۰/-/-

جناب چوہدری محمد اکبر صاحب ۱/-/-
" " محمد یار " چک ۹۸ ۱۰/-/-
" مولوی لال دین " " ۱۰/-/-
" چوہدری فضل احمد " چک ۹۳ جنوبی ۲۰/-/-
" " محمد حیات خان " چک ۹۲ " ۱۹/-/-
" " غلام احمد " چک ۱۰۴ " ۲۵/-/-
" " سردار خاں صاحب محمد خان صاحب ۷/-/-
" چوہدریان محمد اکبر و جلا خان و سرور خان
وحسین بخش صاحبان چک ۹۵ ۸۲/۸/-
جناب قاضی صادق حسین صاحب سرگودھا ۵/-/-
" منشی اللہ یار خان " " ۵/-/-
" چوہدری محمد حسین " " ۳/-/-
" شیخ مشتاق الٰہی " ایڈووکیٹ " ۵/-/-
" میاں عبد الرحمٰن " " ۱۰/-/-
" شیخ محمد عبد اللہ صاحب قریشی " ۵/-/-
" بخشی انور علی " " ۳/-/-
" چوہدری ثناء اللہ صاحب ذیلدار ۱۰/-/-
" " محمد حسین " ۵/-/-
" " محمد شریف " چک ۳۳ ۵/-/-
" " عطاء اللہ " " ۱/-/-
" " عطا احمد " چک ۳۴ ۱۵/-/-
" " تاج محمد " ۵/-/-
" " فوجدار خان " چک ۳۳ ۴۰/-/-
" " حسین بخش صاحب پٹواری چک ۴۶ ۱/-/-
" " عطاء اللہ " عینووال ۵/-/-

جناب چوہدری فقیر اللہ صاحب عینو والی ۲/-/-
" " اللہ دتا " کوٹلی لوہاراں ۶/-/-
" " مردان علی " چک نمبر ۳۶ ۳/-/-
" " امان اللہ " ۵/-/-
" " محمد شفیع " چک نمبر ۲ ۵/-/-
متفرق از مسجد چک نمبر ۳۶ ۱۲/۸/-
جناب چوہدری محمد رفیق صاحب چک نمبر ۸۸ ۲/-/-
میزان ۴۱/-/-

بمد زکوٰۃ و صدقات ماہ مارچ ۱۹۴۶ء

جناب پیر غلام دستگیر خان صاحب دھوگڑی ۱/۸/-
" محمد دہا علی خان " کٹوارا راج ۵/-/-
" رحیم بخش صاحب دہلی ۱۰/-/-

تعمیر فنڈ ماہ مارچ ۱۹۴۶ء

جناب میجر افتخار احمد صاحب دھرم کنگرہ (تعمیر مسجد) ۱۰/-/-

فہرست چندہ تقریب اکیسواں سالانہ جلسہ (مردانہ) انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

منعقدہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء بایام ہفتہ اتوار و پیر

جناب مولوی محمد شفیع صاحب سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور بمد زکوٰۃ ۲۵/-/-
" لئے رحمٰن خان اینڈ سنز لاہور ۵۰/-/-
" محترمہ بیگم صاحبہ محمد اسحاق خان صاحب بستی بابا خیل ۱/-/-
" " " امیر حسین " " دانشمنداں ۱۵/-/-
" " صوفیہ خانم صاحبہ بنت خان بہادر
عبد المجید خان صاحب ۵/-/-
" مولوی عبد الحنان صاحب امرتسری ۱۰/-/-
محترمہ حامدہ غزنوی معرفت خادم کعبہ اسمٰعیل غزنوی صاحب ۱۲/-/-
جناب خالد غزنوی " " " ۴/-/-
" طارق " " " " ۲/-/-
" قاسم " " " " ۱/-/-
" عبد التواب " " " " ۱/-/-

جناب ابراہیم غزنوی ۱/-/-
" احمد " ۱/-/-
" محمد " ۱/-/-
" حافظ محمد سلیمان غزنوی انکاسٹ انگلستان علاوہ امرتسر ۱۰/-/-
" محمد عثمان غزنوی معرفت " " " " ۵/-/-
محترمہ فہمیدہ بیگم " " " " ۵/-/-
جناب محمد لقمان غزنوی " " " ۲/-/-
محترمہ عابدہ بیگم " " " ۲/-/-
" زاہدہ بیگم " " " ۲/-/-
جناب سید سعید غزنوی " " ۵/-/-
" مولوی سید عبد الغفار غزنوی " " " ۲/-/-
" مسعود غزنوی " " ۲/-/-
محترمہ سعیدہ انجم " " " ۲/-/-

نام	رقم
نورالدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن ہذا	۵۰/-/-
جناب خان محمد احمد خان صاحب ڈاکٹر پروپیگنڈا سیکرٹری	۵/-/-
〃 مشرف الدین صاحب محلہ نثیر پورہ	۱۰/-/-
متفرق	۲/-/-
محترمہ الطاف بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
〃 والدہ امیر النساء صاحبہ	۱/-/-
〃 محترمہ عزیز بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
〃 مسعودہ بیگم	۱/-/-
〃 بیگم صاحبہ چوہدری عبدالرسول خان صاحب	
بی ایس سی ایل ایل بی	۱۰/-/-
جناب ایم بخاری صاحب	۲/-/-
محترمہ بیگم محمد حسن صاحب سٹیشن ماسٹر	۵/-/-
〃 〃 خان عبداللطیف خان صاحب	
رئیس ڈھوگڑی	۱۰/-/-
〃 زہرہ صاحبہ بنت شیخ عبدالرحمن صاحب جیولر	۲/-/-
〃 ضیاء صاحبہ ادیب عالم	۱/-/-
〃 محمودہ بیگم صاحبہ	۲/-/-
〃 راضیہ مرضیہ معلمہ مدرسۃ البنات	۲۰/-/-
〃 بیگم صاحبہ نیاز محمد صاحب	۲/-/-
〃 مائی نسیمہ باورچن دارالاقامہ	۱۰/-/-
〃 بیگم صاحبہ امان اللہ خان صاحب	۵/-/-
〃 ضیا 〃 جماعت چہارم مدرسۃ البنات	۱/-/-
〃 والدہ 〃 یار محمد خان صاحب بستی دانشمنداں	۲/-/-
〃 〃 عبیدالحق خان صاحب 〃	۵/-/-
〃 〃 عطاء الحق 〃 〃	۴/-/-

نام	رقم
محترمہ خورشید صاحبہ بنت چوہدری حبیب صاحب	۵/-/-
〃 بیگم 〃 محمد عالم صاحب	۵/-/-
〃 والدہ 〃 محمد انور خاں 〃	۲/-/-
〃 بیگم 〃 مہدی علی خاں	۲/-/-
〃 میمونہ محمد عالم درجہ دوم	۵/-/-
جناب حاجی محمد دین صاحب ٹھیکیدار	۱۰/-/-
〃 〃 نور محمد 〃 〃	۱۰/-/-
〃 منشی علی شیر صاحب پنشنڈ ریڈر	۱۰/-/-
〃 〃 محمد عبداللہ صاحب محرر دارالاقامہ	۵/-/-
〃 ماسٹر پیر بخش 〃 کرتارپور	۱۰/-/-
〃 معلوم الاسم	۲۰/-/-
〃 مولوی الطاف الرحمن صاحب	۵/-/-
〃 خان عبیدالحق خان 〃	۲/۸/-
〃 نور محمد صاحب	۲/۸/-
〃 خان محمد عمر خاں 〃 وکیل	۵/-/-
〃 ڈاکٹر کیپٹن غلام محمد صاحب (بمد تعمیر)	۱۰/-/-
〃 بیگم 〃 〃 〃	۵۰/-/-
〃 سعید الظفر سپر 〃 〃 〃 〃	۱۰/-/-
محترمہ بیگم 〃 صاحب 〃 〃 〃	۱۰/-/-
〃 رضا رمیڈیکل سٹور بازار شیخاں	۱۰/-/-
جناب ملک غلام محمد صاحب	۲۵/-/-
〃 ڈاکٹر ولی محمد 〃 گھڑی ساز	۱/-/-
معلوم الاسم بمد تعمیر	۲/-/-
〃 بمد زکوۃ	۱۲/-/-
جناب خان عبدالحق خان صاحب بستی باباخیل	۹/-/-

جناب محمد عظیم صاحب فوٹوگرافر بازار شیخاں ۔/۔/۱
" فضل الٰہ لندھری محکمہ جنگلات لاہور ۔/۔/۵
" مولانا عماد الدین صاحب کتبخانہ انصاریہ ۔/۔/۱۰
" حاجی علی بخش محمد دین صاحبان سوداگران چاول ۔/۔/۱۰
" صوفی عبداللہ صاحب سوداگر چوب گارتی ۔/۔/۲
" نامعلوم اسم ۔/۔/۱
" عبدالحمید صاحب ۔/۔/۱ نامعلوم الاسم ۔/۸/۔
" مرزا احمد بیگ صاحب ۔/۔/۱
" نور محمد " جاوائی ۔/۔/۵
" سردار خان صاحب ۔/۔/۵
محترمہ سیدہ حنیفہ اختر سابقہ متعلمہ رشتہ البنات ۔/۔/۵
" عذرا خانم صاحبہ " " " ۔/۔/۱
نامعلوم اسم ۔/۔/۱ نامعلوم اسم ۔/۔/۲
محترمہ سلیمہ شاہ درجہ مولوی مدرسۃ البنات ۔/۔/۵
" شفیق متعلمہ " ۔/۔/۵
" امیر بیگم صاحبہ ناظرہ دار الاقامہ ۔/۔/۵
" والدہ صاحبہ کریم درجہ ششم ۔/۔/۱
" " " ثریا " سوم ۔/۔/۱
" بیگم مہدی علی خان صاحب ہوشیارپور ۔/۔/۲
" گوہر صاحبہ طالبہ اسلامیہ کالج جالندھر ۔/۔/۱
محترمات سرور و کنیز صاحبات معلمات ۔/۔/۵
محترمہ کشور صاحبہ طالبہ اسلامیہ کالج جالندھر ۔/۔/۱
" صفورہ " سابقہ متعلمہ رشتہ البنات ۔/۔/۱
نامعلوم اسم ۔/۸/۔ + محترمہ شاہدہ صاحبہ ۔/۲/۔
محترمہ حفصہ خانم صاحبہ درجہ ثالثہ ۔/۔/۱۰
" اسماء خانم " " ثانیہ ۔/۔/۱۰

محترمہ والدہ صاحبہ عبدالحمید خان صاحب بستی دانشمنداں ۔/۔/۱
" بیگم " زندہ محمد خان صاحب بستی شاہ قلی ۔/۔/۲
" رشیدہ امین صاحبہ طالبہ اسلامیہ کالج ۔/۔/۱
" محترمہ بیگم نیاز علی شاہ صاحب ۔/۔/۲
" منظور صاحبہ ۔/۔/۵ ۔ نامعلوم اسم ۔/۔/۱
" سکینہ جماعت ششم ۔/۔/۲
" مسز شیخ عبدالرشید صاحب جج ٹیریسب جج ۔/۔/۲
" زینب صاحبہ ۔/۔/۱
" بیگم مولانا عماد الدین صاحب ۔/۔/۱
" حفیظہ لاہوری درجہ ثانیہ ۔/۔/۱
" بیگم خان محمد ممتاز خان صاحب ۔/۔/۱
" " رانا عبدالحمید " ۔/۔/۲
" والدہ صاحبہ جاوید احمد ۔/۔/۱
" سیدۃ النساء صاحبہ پانی پت ۔/۔/۷
جناب منشی نظام الدین صاحب بٹ ۔/۔/۵
" مستری الٰہ بخش اینڈ ممپ مرچنٹس ۔/۔/۵
" الحاج شیخ عبداللہ عنایت اللہ صاحبان
سوداگر چرم بستی نو (بمد زکوٰۃ) ۔/۔/۱۰
" مولوی غلام رسول صاحب بستی غذان ۔/۔/۲
" عائشہ خانم متعلمہ درجہ خامسہ بنت ڈاکٹر
کیپٹن ابراہیم خان صاحب بستی دانشمنداں ۔/۔/۱۰۰۰
میزان وصول شدہ رقم ۵۹۰۱/۲/۶

مواعید

جناب خان فضل محمد خان صاحب ایم اے پرنسپل اسلامیہ کالج جالندھر ۔/۔/۱۰۰۰
محترمہ بیگم خواجہ غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک ۔/۔/۱۰

جناب میاں ظہور الدین صاحب ٹھیکیدار لاہور ۵۰/-/-
محترمہ مجیدہ صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات ۵/-/-
" زبیدہ برکت علی صاحبہ ۵/-
جناب چوہدری شاہ محمد صاحب پسر ڈاکٹر کیپٹن غلام محمد صاحب ۵۰/-/-

جناب چوہدری عبدالحق صاحب بذریعہ ڈاکٹر
کیپٹن غلام محمد صاحب ۵۰/-/-
میزان مواعید ۱۱۷۰/-/-
میزان کل مع مواعید ۴۰۷۱/۲/۶

حسابات انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر بابت ماہ جنوری فروری و مارچ ۱۹۴۶ء

نام معطی	جنوری	فروری	مارچ
جناب سید محمد اصغر علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ٹانڈہ	۲/-/-	۱/-	
" ڈاکٹر چوہدری رحیم بخش صاحب محلہ کھولہ رائے	۱/-	۱/-	۱/-
" سید محمد انور علی شاہ صاحب ڈی۔ آئی سکولز	۱/-	۱/-	۱/-
" مولوی الطاف الرحمن صاحب پنشنر رستہ محلہ	۱/-	۱/-	۱/-
" خان اسد اللہ خان صاحب بستی نو (از جولائی تا دسمبر)	۱/۸/		
" حاجی بابو مہر علی اسعد علی صاحبان جنرل مرچنٹس اناری بازار	۱/-	۱/-	۱/-
" ملک غلام محمد صاحب نئی۔ ٹی روڈ	۱/-	۱/-	۱/-
" خواجہ غلام محی الدین صاحب شملوی دی جالندھر سنٹرل کوآپریٹو بنک	۱/-	۱/-	۱/-
" بابو غلام محمد صاحب ریڈر ڈپٹی کمشنر	-/۸/	-/۸/	-/۸/
" مولوی محمد امین صاحب علوی گورنمنٹ ہائی سکول	-/۸/	-/۸/	-/۸/
" خان نیاز محمد خان صاحب ہیڈ کلرک محکمہ زراعت	۱/-	۱/-	۱/-
" مرزا امان اللہ خان صاحب محلہ سراج گنج	۱/-	×	۱/-
" مولوی رحمت علی صاحب گورنمنٹ ہائی سکول	-/۴/	-/۴/	-/۴/
" خواجہ غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک ڈی۔ آئی۔ جی	۱/-	۱/-	۱/-
" ماسٹر فضل محمد صاحب بی۔ اے محلہ عالی	-/۴/		
" میاں عبداللطیف صاحب سوداگر چرم	۴/-/-	۳/-	۴/-
" عبدالکریم عبداللطیف صاحبان سوداگران چرم	۱/-	۱/-	۱/-
" نعمان محمد احمد نعمان صاحب ڈرائی سٹاکسٹ بیوٹرین	۱/-	۱/-	۱/-

	جنوری	فروری	مارچ
جناب میاں عبدالکریم صاحب سوداگر چوب عمارتی	-/۵/-	-/۵/-	-/۵/-
" شیخ حبیب الٰہی صاحب ریٹائرڈ سیشن جج	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/-
" مولوی محمد یعقوب اینڈ سنز بازار صابون گراں	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/-
" ابوالحسیب صاحب نیچے محل	۱/-	۱/-	۱/-
" نواب فخر یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن	۵/-	۵/-	۵/-
" محترمہ بیگم صاحبہ خان مشتاق احمد خان صاحب حیدرآباد	۵/-	۵/-	۵/-
" " " کرنل محمد اکبر خان صاحب میرٹھ چھاؤنی	دو ماہ ۲۰/-	۱۰/-	
" " خورشید زینہ صاحبہ نواب گنج دہلی	دو ماہ ۲/-	×	دو ماہ ۲/-
" " بیگم صاحبہ عبدالرؤف صاحب ڈرافٹسمین ریلوے (از جنوری تا اکتوبر)	۱۰/-		
" مولانا عمادالدین صاحب منیجر کتب خانہ انصاریہ	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/-
" میاں فقیر اللہ صاحب ایچ۔ ڈی۔ سی، ڈی۔ سی آفس	-/۸/-	-/۸/-	
" خان محمد عمر خان وکیل	دو ماہ ۱/-		دو ماہ ۱/-
" مستری عبدالعزیز صاحب جی۔ ٹی روڈ	۱/-	۱/-	۱/-
" بابو محمد حسین صاحب محلہ سیداں	-/۲/-	-/۲/-	۱/-
محترمہ نجمہ خانم صاحبہ بنت خان عطا محی الدین خان وکیل	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/-
جناب مولوی محمد خلیل صاحب دوکاندار اناری بازار	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/-
" حکیم عبدالرحیم صاحب بازار پیچ پیر	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/-
" مستری محمد اسماعیل صاحب لنٹر بیکر محلہ باغ شیخ کریم بخش	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/-
" شیخ نذیر محمد صاحب اینڈ سنز رنیک بازار	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/-
" " جان محمد صاحب سوئس واچ کمپنی "	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" بابو محمد خلیل صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین ریلوے بورڈ	۱/-	۱/-	۱/-
" میاں اشفاق علی صاحب ایم۔ اے ایڈوکیٹ	۱/-	۱/-	۱/-
" مستری محمد حسین مرحوم معرفت مستری خادم حسین صاحب	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" ڈاکٹر چوہدری بدرالدین صاحب اسسٹنٹ سرجن	۱/-	۱/-	۱/-
" منشی محمد شریف صاحب محلہ سراج گنج	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/-
" چوہدری ملک عبدالشکور صاحب	۱/-	۱/-	۱/-

نام			
جناب ملک محمد امین صاحب	-/۴/	-/۴/	-/۴/
〃 حکیم سید محمد شاہنواز صاحب دروازہ سیداں	۱/-	۱/-	۱/-
〃 چوہدری عبدالکریم صاحب مٹھائی فروش چوک سوداں	-/۸/	-/۸/	-/۸/
〃 خان محمد اسحاق خان صاحب بستی شیخ	۱/-	۱/-	۱/-
〃 خانصاحب شیخ عبدالرحمن صاحب پنشنر محلہ سراج گنج	۱/-	۱/-	۱/-
〃 مستری محمد حسین صاحب بیرون دروازہ سیداں	-/۲/	-/۸/	-/۴/
〃 میاں جی معین الدین و میاں جی غیاث الدین صاحبان لاہور	۲۵/-	۲۵/-	۲۵/-
〃 بابو مستجاب حسین صاحب کلرک دفتر سب رجسٹرار	-/۴/	-/۴/	-/۴/
〃 خان عبداللطیف احمد خان صاحب رئیس بکا باغ	عہ	۱/-	۱/-
〃 〃 توصیف خان صاحب لودھی سب لفٹنٹ		۴/- دو ماہ	۲/-
〃 محترمہ شائستہ زمانی صاحبہ وارنٹ آفیسر جالندھری۔ نئی دہلی		۲/-/	۲/-
〃 چوہدری غلام احمد صاحب شیر فروش رستہ محلہ		۱/- دو ماہ	
〃 بابو عبدالعزیز صاحب دی جالندھر سنٹرل کواپریٹو بنک		۱/- دو ماہ	
〃 〃 محمد شفیع صاحب محلہ کھولہ رائے		۲/- دو ماہ	
〃 محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر عبدالمجید خان صاحب بستی بابا خیل		۱۰/-/	
〃 منشی سردار محمد صاحب خوشنویس دروازہ سیداں		۲/-	
〃 جناب شیخ حفیظ اللہ صاحب جنرل برقی پریس		۳/-	۱/-
〃 محترمہ فہمیدہ سلطان صاحبہ مسز کیپٹن وحید احمد خان صاحب			۴/- دو ماہ
〃 شیخ فخرالدین صاحب ۔ بستی غزان (از ستمبر تا دسمبر)			۴/-
〃 بابو فیروز الدین صاحب پوسٹل کلرک			۱/- دو ماہ
〃 محترمہ بیگم صاحبہ خان خالد ابراہیم خانصاحب (از نومبر ۱۹۴۵ء تا اپریل ۱۹۴۶ء)			۱۲/-
〃 ڈاکٹر منیر الدین صاحب ریٹائرڈ سول سرجن کیپور تھلہ جنوری تا اپریل			۲۰/-

متفرق آمدنی

از ملک محمد امین صاحب	۵۰/-		
کمشنر صاحب جالندھری (زادراہ واپس بوجہ عدم شرکت جلسہ)			۱۵/-

گوشوارہ آمدنی انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ جنوری، فروری و مارچ سنہ ۱۹۴۶ء

نام ماہ	عطیات	صندوقچی	چندہ ماہوار	متفرق	زکوٰۃ و صدقات	تعمیر و مرمت	وظائف فنڈ	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	فروخت کتب	دارالاقامہ	رقم: پائی	آنے	روپے
جنوری سنہ ۱۹۴۶	۱۹۶۴/۱۰/۹	×	۱۰۳/۹/-	۵۰/-/-	۱۲۷/۱/۹	×	۱۹/-/-	۱۲۳/۶/-	۸۶/۱۳/-	۳/۱۳/۶	×	۰	۱۲	۲۳۴۵
فروری	۱۵۶۱/۵/۳	×	۱۰۱/۱/-	×	۱۰/-/-	۳۰۰/-/-	۶۰/-/-	۶/۸/-	۱۸۸/۱/۳	×	×	۶	۱۵	۴۵۲۱
مارچ	۲۰۶۲/۳/۶	×	۱۱۳/۱/-	۱۵/-/-	۵/۸/-	۱۰/-/-	×	۳/-/-	۱۱۲/۱۲/-	×	×	۶	۸	۷۳۶۸
میزان کل	۹۱۶۵/۱۳/۶	×	۳۱۷/۱۱/-	۶۵/-/-	۱۸۸/۹/۹	۳۱۰/-/-	۷۹/-/-	۲۱/۱۳/-	۳۸۷/۱/۳	۲/۱۳/۶	×	۰	۴	۱۴۲۳۶

گوشوارہ اخراجات انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ جنوری فروری و مارچ ۱۹۴۶ء

نام ماہ	لائبریری	تنخواہ ملازمین مدرسہ	متفرق مدرسہ	کرایہ بلڈنگس مدرسہ	کرایہ بلڈنگ دارالاقامہ مع متفرق	وظائف فنڈ	زکوٰۃ و صدقات	عملہ دفتر انجمن	متفرق انجمن	پیام اسلام	رسالہ مسلم	تعمیر و مرمت	رقم: پائی	آنہ	روپیہ
جنوری ۱۹۴۶ء	×	۶۵۰/-/-	×	۶۷/-/-	۳۸۲/-/-	۳۳/-/-	۸۹/-/-	۶۹/-/-	۱۰۱/۱۰/۹	۵۸/۲/۶	۱۵۸/۲/۹	۱۲/-/-	۰	۱۰	۱۵۳۵
فروری	×	۶۷۶/-/-	×	۶۷/-/-	۳۱۰/-/-	۳۵/-/-	۸۹/-/-	۱۲۵/-/-	[illegible]/-/۶	۹۸/۳/۹	۲۱۱/۱۵/۶	۱۵۹/۸/-	۹	۱۴	۱۹۹۱
مارچ	×	۶۷۶/-/-	×	۶۷/-/-	۲۵۶/-/-	۳۳/-/-	۸۹/-/-	۳۵/-/-	۶۳۹/۵/۶	۲۳/-/-	۴۷/۳/۹	۲۳۳/۱۳/۹	۰	۹	۲۸۵۲
میزان کل	×	۲۰۰۲/-/-	×	۲۰۱/-/-	۹۴۸/-/-	۸۱/-/-	۲۶۷/-/-	۲۲۱/-/-	۸۵۵/۱۳/۹	۲۲۳/۳/۳	۴۱۸/۱۳/-	۹۰۵/۵/۹	۹	۱	۶۰۸۴

گوشوارہ مداخل و مخارج انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ جنوری فروری و مارچ ۱۹۲۶ء

آمدنی

	پائی	آنے	روپے
آمدنی سہ ماہی اول =	۰	۴	۱۴،۲۳۶
بقایا دسمبر ۱۹۲۵ء	½	۸	۳۱،۸۶۶
جمع امانت بماہ مارچ	۰	۱۲	۱۷۹
میزان کل	½	۸	۴۶،۲۸۲

خرچ

	پائی	آنے	روپے
اخراجات سہ ماہی اول =	۹	۱	۶۰۸۲
واپسی امانت بماہ جنوری =	۰	۱۲	۱۷۹
؍؍ ؍؍ مارچ =	۰	۱۲	۱۷۹
بقایا حال =	۳½	۱۴	۳۹،۸۴۰
میزان کل =	½	۸	۴۶،۲۸۲

نورالدین بٹ جنرل سیکرٹری

حسلہ جالندھر شہر

مشتہران پراوٹر - بازار جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

مئی ۱۹۴۶ء

مدیرہ . حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

جنرل برقی پریس جالندھر شہر میں باہتمام محمد احمد خان آکر طابع و ناشر چھپکر دار القرآن سے شائع ہوا

(مرزا محمد خوشنویس رنگ محل بازار - جالندھر شہر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۲ | مئی ۱۹۴۶ء جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱۱

بہار آ رہی ہے

یہ نظم مولانا انوار الحسن صاحب شیرکوٹی پروفیسر رندھیر کالج کپورتھلہ نے انجمن مدرسۃ البنات کے اکیسویں سالانہ جلسے کی تقریب پر پڑھ کر داد تحسین حاصل کی۔ (ادارہ)

بہار آ رہی ہے بہار آ رہی ہے　　مسرت کی کالی گھٹا چھا رہی ہے
ہزاروں طرح کے نئے گل کھلانے　　پیام محبت صبا لا رہی ہے
بہار آ رہی ہے بہار آ رہی ہے

سنو رس بھری اک صدا آ رہی ہے　　سریلے سُروں میں کوئی گا رہی ہے
نرالا ہے نغمہ نرالی ہیں تانیں　　لئے درد دل بے قرار آ رہی ہے
وہ بلبل وہ بلبل چلی آ رہی ہے

لڑیں بلبل و گل کی باہم نگاہیں　　بہم بھر رہے ہیں محبت میں آہیں
سنائیں وہ دل کھول کر اپنے ارماں　　کہ اب وقت ہے جتنا چاہیں وہ چاہیں
نگہ سے نگہ لطف اک پا رہی ہے

یہ بھی کیوں بہاریں یہ ہیں کیوں لطافت　　یہ کیوں اک کھلے ہو عجب ... بہار

چمن کا نگہباں ہے کیوں باغ باغ اب چمن کس لئے خوش ہے جوبن نکھا ہے
مہک بھینی بھینی سی اک آ رہی ہے

وہ عبدالحق عباس مالی چمن کا چمن یعنی گہوارہ وہ علم و فن کا
ہے خورشید رخشاں مساعی سے جس کی ہر اک اک ذرہ ذرہ زمین وطن کا
چمک جن کی دنیا کو شرما رہی ہے

پڑھا کر حدیث اور قرآن اس نے کیا صنف نازک پہ احسان اس نے
جو سچ پوچھئے قوم کی لڑکیوں کو بنایا حقیقت میں انسان اس نے
فضا اب نیا نور برسا رہی ہے

گلستان تعلیم پھولے پھلے گا اسی کے چلائے یہ بیڑا چلے گا
یہی ہوگا ساقی یہی بزم ہوگی عجب طور سے دور عرفاں چلے گا
صدا ذرے ذرے سے یہ آ رہی ہے

ہے طوفاں بپا گرچہ ہے تیز دھارا بہت دور ہے گو بھنور سے کنارا
پرائے اہل جالندھر اٹھو خدارا لگا دو ذرا مل کے تم اک سہارا
کہ کشتی بہت سست سی جا رہی ہے

بنا ڈالو تعمیر تو مدرسہ کی لٹا ڈالو زر کو ذرا کھول کر جی
نہیں کچھ میرا اس میں بھولے بڑے کی بنے گا مگر کام کوشش سے سب کی
ہر اک سمت سے یہ صدا آ رہی ہے

ہمیشہ یہ پھول اور پھل اپنے لائے ہمارے دلوں میں گھر اپنا بنائے
رہے دائم اقبال اس مدرسہ کا ہمیشہ ہی اچھے خدا دن دکھلائے
دعا خود بخود دل سے یہ آ رہی ہے

ضروری اطلاع

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے
آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔پی ارسال ہوگا۔ جس کے زائد
اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ وی۔پی بھیج
دیں۔ خدارا وی۔پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔

منیجر

فضائل —— بچوں کے لئے

۱۔ ملاقات کے آداب

- جب تمھیں عیدوں میلوں میں اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے ملنے کی عادت ہو، ان کی خوشیوں اور غموں کے وقتوں میں شریک رہو، تو وہ تم سے بہت خوش رہینگے اور جب تم نے اُن سے ملاقات نہ کی، تو تم اُن کے اس فریضہ سے جو تم پر عائد ہوتا ہے کوتاہی کروگے۔
- جب تمھارا کوئی دوست یا عزیز سرٹیفکیٹ (سند) حاصل کرے، کسی سفر سے آئے یا کسی مرض سے صحت پائے، پھر تم اُسے ملو اور اُسے مبارکباد دو، تو وہ تمھیں بامروت اور خوش اخلاق شمار کریگا۔
- حامد پہلی جماعت کا طالب علم تھا۔ وہ اپنے ایک دوست کو ملنے کے لئے گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اجازت لئے بغیر اندر جا گیا۔ اُس نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ اس کا ساتھی نیند سے چونک کر اُٹھا اور آرام کے وقت میں آنے پر اُسے بُرا بھلا کہا اور اُس کے اِس بُرے فعل پر ملامت کی۔
- ایک دفعہ احمد اپنے ایک دوست کو ملنے کے لئے گیا۔ اُس نے دروازہ کھولا اور اجازت لئے بغیر اندر چلا گیا، تو اپنے دوست کو نہ پایا۔ خادم نے اُسے دھتکار دیا اور اس کے اجازت حاصل کرنے کے آداب کی رعایت نہ رکھنے پر بہت افسوس کیا۔

اس سے تم نے دیکھ لیا کہ لوگوں کا ... عید ... سفر سے واپسی پر، مرض سے اچھا ہونے ... ان کے کچھ آداب ہیں جن کا ...

... علما ... اس خیال ... جب ہارون رشید کو اس ارادہ سے ...

۲۔ داخل ہونے سے قبل تہذیب سے اجازت لو، زور زور سے دروازہ نہ کھٹکھٹاؤ، نہ چیخو اور نہ شور مچاؤ۔ جب گھر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝

یعنی اے ایماندارو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کہہ لو داخل نہ ہو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

۳۔ جب تم گھر میں کسی کو نہ پاؤ یا تمہیں اندر جانے کی اجازت نہ ملے، تو اندر نہ جاؤ۔

۴۔ ملاقات میں کمی و بیشی نہ کرو، بلکہ جس سے ملو اس کو نزدیکی اور دوری کے تعلق کے مطابق رکھو: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا: یعنی ایک دن یا ایک ہفتے کے بعد ملاقات کرو، تمہاری محبت بڑھیگی۔

۵۔ تمہارے پاس کوئی چھڑی یا چھتری ہو، تو اس جگہ چھوڑ دو، جو اُن کے لئے معین ہے۔

۶۔ گھر کے ساز و سامان، کتابوں، تختوں، یا آلات کو جہاں تک تمہارا ہاتھ پہنچے مت کریدو۔

۷۔ اپنے ملنے والے سے خوشی اور خندہ پیشانی سے ملاقات کرو، اور اپنے ایسے کپڑے پہنو جو مناسب ہوں اور جب رخصت ہو تو گھر کے دروازے تک اُسے وداع کرو۔ پھر ملاقات کو کسی دوسرے وقت پر چھوڑ دو۔ (المترجم عبدالحق الفلاح)

اللہ کا گھر

از جناب محمد طیب لدھیانوی

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ

روئے زمین پر سب سے اول جس مکان کی بنیاد رکھی گئی وہ خانہ کعبہ ہے جو عرب کے مشہور مقام مکہ میں تعمیر کیا گیا۔ یہی وہ مکان ہے جو آجتک مرجع خلائق چلا آرہا ہے اور جسکی زیارت و طواف کیلئے اطراف و جوانب سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور شرفِ زیارت سے باریاب ہو کر شاداں و فرحاں اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ خانہ کعبہ کی تعمیر آٹھ مرتبہ ہو چکی ہے۔ سب سے اول حضرت آدم علیہ السلام نے اسکی بنیاد رکھی اسکے بعد غالباً حضرت شیث علیہ السلام نے تعمیر کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان کی بنا پر خانہ کعبہ کو اٹھا لیا گیا۔ اور اسکی بنیادیں زمین میں دب گئیں۔ پھر بحکم خداوندی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے انہی بنیادوں پر جو طوفان نوح کے بعد ہوا اور پانی اتر جانے پر ظاہر ہو گئی تھیں تعمیر کیا۔ چوتھی مرتبہ عمالقہ کے عہد میں تعمیر ہوئی۔ پھر قوم جرہم نے از سر نو تعمیر کی۔ چھٹی مرتبہ قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور قلت روپیہ کی بنا پر حطیم کو خارج کر دیا۔ پھر رسول اکرم نے حضرت عائشہؓ کے سامنے کعبہ کو بناء ابراہیمی پر تعمیر کرنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن نو مسلموں کے ایمان میں تذبذب پیدا ہو جانے کے اندیشہ سے باز رہے۔ آپکے اس ارادہ کو حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے اپنے عہد حکومت میں پورا کیا اور آپکی منشاء کے مطابق پورب اور پچھم میں دو دروازے بنا دئے تاکہ ایک دروازہ سے لوگ خانہ کعبہ میں داخل ہوں اور دوسرے دروازے سے آسانی باہر نکل جائیں۔ اس تعمیر میں حطیم کو چہار دیواری میں داخل کر دیا گیا۔ عبدالملک ابن مروان کے عہد حکومت میں اس کے سپہ سالار حجاج ابن یوسف نے مکہ پر حملہ کیا۔ اس جنگ میں حضرت عبداللہ ابن زبیر شہید ہوگئے۔ حجاج بن یوسف نے کعبہ کی تجدید کو بدعت سمجھا یا اپنی یادگار قائم کرنے کیلئے قریش کے طرز پر آٹھویں مرتبہ خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور ایک ہی دروازہ داخل ہونے اور باہر جانے کیلئے قائم کیا گیا۔ بیت اللہ کی موجودہ تعمیر وہی ہے جو ابن مروان کے عہد میں ہوئی۔ ہارون رشید نے اپنے عہد میں پھر حضور اکرم کی منشاء کے مطابق خانہ کعبہ کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا لیکن علماء نے اس خیال سے کہ ہر آنے والا بادشاہ اپنی عمارت ساخت سے خانہ کعبہ بادشاہوں کی کھیل کا مقام نہ بن جائے۔ ہارون رشید کو اس ارادہ سے منع کر دیا۔

نے اپنا سکہ جمالیا تھا جو بات دل کو بھلی معلوم ہوتی اسی کو اختیار کیا اور جب وہ فعل اولاد کے ہاتھ میں آتا تو آباؤ اجداد کا طریقہ ہونے کی وجہ سے مذہب بن جاتا اور اگر کوئی شخص ان میں کسی قسم کے عیب ظاہر کرنے کی کوشش کرتا تو اسے بے دین اور لامذہب گردانا جاتا ۔

اسی زمانہ میں اہل عرب میں ایک شخص عمر ابن لحی تھا جس کا شمار عرب کے معززین میں تھا یہ شخص کاہن اور خانہ کعبہ کا متولی تھا اس کی کہانت کی وجہ سے اہل عرب اسکو پیغمبروں کی طرح مانتے تھے اس شخص نے ملک شام میں خطہ بلقاء کے قریب ایک مقام پر قیام کیا اور وہاں کے لوگوں کو بت پرستی میں مشغول پاکر اس کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی ایک بت لے جاؤں تاکہ اپنے مصیبت زدہ ملک کے ناواقف باشندوں کو ان سے مدد چاہنے پر آمادہ کروں چنانچہ ایک پتھر کا بت ہبل نامی لیکر مکہ میں آیا اور وسط کعبہ میں نصب کر دیا ۔ اہل عرب کے سامنے اس کی عبادت و تعظیم کا جو سامان ظاہر کیں چونکہ یہ لوگ عمر ابن لحی کو پیغمبروں کی طرح مانتے تھے اس لئے اس کے اس کارنامہ کو بھی نیکی اور قومی خیر خواہی سمجھے اور ہبل کے سامنے پیشانی جھکانے اور اس پر نذر و نیاز چڑھانے لگے ۔

ظاہر ہے کہ انسان جو کام کرتا ہے عام طور پر اس کا اثر دل پر ضرور ہوتا ہے ۔ اہل عرب نے بتوں کی پرستش شروع کی تو ان کے دلوں میں بتوں کی عزت و وقعت بہت زیادہ پیدا ہو گئی حتی کہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی طرف اپنی حاجت پھیر کر اپنی حاجات ان پر قربانیاں کرنے لگے پھر آہستہ آہستہ لات و عزیٰ منات اساف اور نائلہ وغیرہ کئی بتوں کی زیادتی کی گئی اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایام سال کے مطابق تین سو ساٹھ بت بنا کر بیت اللہ کی بیرونی و اندرونی دیوار پر لگا دئے گئے ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف لا کر سب سے پہلے اسی بات کا انسداد کیا اور لوگوں کو خدائے واحد و قدوس کی پرستش کی ترغیب دی ۔ خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا اور پھر سے لوگوں کے دلوں میں خانہ کعبہ کی عزت و عظمت کو بٹھا دیا اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ خانہ آج تک ہمارے درمیان موجود ہے ۔

چار جواہر

(از جناب احمد ادریس عثمانی)

روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال لعائشة: یا عائشة لا تنامی حتی تفعلی اربعة اشیاء: تختمی القرآن وتجعلی الانبیاء لک شفعاء یوم القیامة، وتجعلی المسلمین راضین عنک وتجعلی حجة وعمرة۔

روایت ہے نبی کریم صلعم نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے عائشہ مت سوؤ جب تک یہ چار کام نہ کر لیا کرو (۱) قرآن ختم کر لیا کرو (۲) اور قیامت کیلئے تمام انبیاء کو اپنا شفیع بنا لو (۳) اور تمام مسلمان مرد اور عورتوں کو اپنے سے راضی کر لو (۴) حج اور عمرہ بھی کر لو۔

یہ سنکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت حیران اور متفکر ہوئیں کہ یا اللہ سونے سے پہلے یہ چاروں کام کس طرح ہو سکتے ہیں؟ حضور نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ

تین مرتبہ قل ھو اللہ احد تا آخر پڑھ لیا کرو گویا پورا قرآن ختم کر لیا۔

یہ دعا مانگو اے اللہ تمام انبیاء پر اور ہمارے نبی پر اپنی رحمتیں نازل فرما تو اتنا کہہ دینے سے تمام انبیاء شفیع ہو جائینگے، یہ دعا مانگو اے اللہ تمام مسلمانوں پر رحم فرما اور ان کو بخش دے اس سے تمام مسلمان راضی ہو جائینگے اور یہ کہو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اس کا ثواب حج و عمرہ کے برابر ہے۔ سبحان اللہ!

یہ چار جواہر تعلیم ہیں کہ جو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمائے۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کیلئے مخصوص نہیں ہے بلکہ جملہ مسلمان مرد اور عورتوں کیلئے ہیں۔ کیا اچھی تعلیم ہے کہ مسلمان سونے سے پہلے خدا کی وحدانیت کا اقرار بھی کر لے۔ اسکی الوہیت و ربوبیت کو سمجھنے کی کوشش کرے اور تمام گذشتہ انبیاء اور موجودہ لوگوں یہانتک کہ آنیوالوں کے لئے اپنے دل میں ہمدردی کا جذبہ رکھے اور انکو ان کی غیر موجودگی میں بھلائی اور دعائے خیر سے یاد رکھے جو انکے لئے بھی سودمند ثابت ہو پھر آخر میں اسکی تعریف و تحمید و تقدیس و بزرگی بیان کرتا ہوا سو جائے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی طرح نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عرفِ گفتنی

(جناب فضل الٰہی عارف)

موجودہ کالجوں اور سکولوں کی فضا میں تعلیم پانے والی لڑکیوں میں جو آزاد خیالی پیدا ہو رہی ہے اور انکی تعلیم جو کچھ اسلامی تہذیب و تمدن پر اثر ڈال رہی ہے۔ وہ ایک بیّن حقیقت ہے۔ اس موضوع پر چند فارسی اشعار پیش ہیں۔ اس نظم میں بالخصوص بعض ان بدعات کا ذکر کیا گیا ہے جو انگریزی تعلیم کے اثر سے آجکل کی طالبات علم میں پیدا ہو رہی ہیں۔ جس طبقے میں یہ بدعات رائج ہو رہی ہیں، وہاں ان بدعات کو روشن خیالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس مفروضہ روشن خیالی کے مقابلے میں صحیح اسلامی تعلیمات کو پیش کیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ رسالہ سہیلی کا مطالعہ کرنے والے لوگ ضرور ان خیالات کی قدر کرینگے۔

حقیر فضل الٰہی عارف

مسلم ہم جناب عارف کی نوازش فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ اصلاحی اشعار ارسال فرمائے۔ مگر انکا مفاد صرف فارسی دان بہنوں کو حاصل ہوگا جنکی تعداد محدود ہے، کاش یہ نظم اردو میں ہوتی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان اشعار کا ترجمہ وہ خود ہی ارسال فرمائیں تاکہ اگر لطف بیان حاصل نہ ہو سکے تو اردو داں بہنیں اثر معانی تو حاصل کر سکیں۔

ہم ایں کہ بگویم بہ دخترِ اسلام ٭ ز رسم و راہِ سلف ہیچ گو نہ رُخ متاب
بمورد ہ تہذیبِ نو مباش اصلا ٭ کہ راحتے کہ دراں ہست ہست ہمچو سراب
آبِ ظاہرِ تہذیبِ نو مشو نازاں ٭ چو نیک بنگری ایں آب ہست نقش بر آب
سلط است بتو علم و حکمتِ افرنگ ٭ بہ گو تمت کہ چہا نکتہ دارد اُم کتاب
مباں کہ ہلاکش قریب تر باشد ٭ اگر بود بہ زمانے دلیلِ قوم غراب
بلِ صحت رہ نیست خوشنما سیے آں ٭ فریب سطوتِ صورت خور و معنی یاب
ناسی اگر چہ روی زراست روی ٭ چہ سود اگر دہمت من خبر ز حسنِ مآب
دفعِ خطرۂ رہ گرچہ قدرتے داری ٭ ولے چو پائے تو لغزد چہ ہست عذر و جواب
اعتماد مکن بر چراغِ علم و خرد ٭ کہ تند ہست ہوائے جنونِ عہدِ شباب

اذا کان الغراب دلیل قوم ٭ سیہدیھم سبیل الھالکینا

چار جواہر

(از جناب محمد اویس عثمانی)

رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، قَالَ لِعَائِشَۃَ : یَا عَائِشَۃُ لَا تَنَامِی حَتّٰی تَفْعَلِی اَرْبَعَۃَ اَشْیَاءَ : تَخْتِمِی الْقُرْاٰنَ وَتَجْعَلِی الْاَنْبِیَاءَ لَکِ شُفَعَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ، وَتَجْعَلِی الْمُسْلِمِیْنَ رَاضِیْنَ عَنْکِ وَتَجْعَلِی حَجَّۃً وَعُمْرَۃً۔

روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اے عائشہ مت سوؤ جب تک کہ چار کام نہ کیا کرو (۱) قرآن ختم کر لیا کرو (۲) روز قیامت کیلئے تمام انبیاء کو اپنا شفیع بنا لو (۳) اور تمام مسلمان مرد اور عورتوں کو اپنے سے راضی کر لو (۴) حج اور عمرہ بھی کر لو۔

یہ سنا حضرت عائشہؓ بہت حیران اور متفکر ہوئیں کہ یا اللہ سونے سے پہلے یہ بڑے بڑے کام کس طرح ہو سکتے ہیں حضورؐ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ

تین مرتبہ قل ہو اللہ احد تا آخر پڑھ لیا کرو گویا پورا قرآن ختم کر لیا۔

یہ دعا مانگو کہ اے اللہ تمام انبیاء پر اور ہمارے نبیؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما تو اتنا کہدینے سے تمام انبیاء شفیع ہو جائینگے، یہ دعا مانگو اے اللہ تمام مسلمانوں پر رحم فرما اور ان کو بخشدے اس سے تمام مسلمان راضی ہو جائینگے اور ایکسو ساٹھ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اس کا ثواب حج و عمرہ کے برابر ہے۔ سبحان اللہ!

یہ چار جواہر تعلیم ہیں کہ جو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمائے۔ یہ حضرت عائشہؓ ہی کیلئے مخصوص نہیں ہے بلکہ جملہ مسلمان مرد اور عورتوں کیلئے ہیں۔ یہ اچھی تعلیم ہے کہ مسلمان سونے سے پہلے خدا کی واحدانیت کا اقرار بھی کرلے۔ اسکی اہمیت اور حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرے اور تمام گذشتہ انبیاء اور موجودہ لوگوں یہانتک کہ آنیوالوں کے لئے اپنے دل میں ہمدردی کا جذبہ رکھے اور انکو ان کی غیر موجودگی میں بھلائی اور دعائے خیر سے یاد رکھے جو انکے لئے بھی سودمند ثابت ہو پھر آخر میں اسکی تعریف و تحمید و تقدیس و بزرگی بیان کرتا ہوا سو جائے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی طرح نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین ؎

حرفِ گفتنی

(جناب فضل الٰہی عارف)

آج کل کالجوں اور سکولوں کی فضا میں تعلیم پانے والی لڑکیوں میں جو آزاد خیالی پیدا ہو رہی ہے اور ان کی تعلیم جو کچھ اسلامی تہذیب و تمدن پر اثر ڈال رہی ہے۔ وہ ایک بیّن حقیقت ہے۔ اس موضوع پر چند فارسی اشعار پیش ہیں۔ اس نظم میں بالخصوص بعض ان بدعات کا ذکر کیا گیا ہے جو انگریزی تعلیم کے اثر سے آجکل کی طالباتِ علم میں پیدا ہو رہی ہیں۔ جس طبقے میں یہ بدعات رائج ہو رہی ہیں، وہاں ان بدعات کو روشن خیالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس مفروضہ روشن خیالی کے مقابلے میں صحیح اسلامی تعلیمات کو پیش کیا جائے۔ میرا خیال ہے آپ رسالہ کے مطالعہ کرنے والی لڑکیاں ضرور ان خیالات کی قدر کریں گی۔

احقر فضل الٰہی عارف

مسلمہ: ہم جناب عارف کی توجہ فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ اسلامی اشعار ارسال فرمائے۔ مگر ان کا مفاد صرف فارسی دان بہنوں کو حاصل ہوگا جن کی تعداد محدود ہے، کاش یہ نظم اردو میں ہوتی، ہم چاہتے ہیں کہ ان اشعار کا ترجمہ وہ خود ہی ارسال فرمائیں تاکہ اگر لطفِ بیان حاصل نہ ہو سکے تو اردو دان بہنیں اثرِ معانی سے تو حاصل کر سکیں)

خواہم این کہ بگویم بہ دخترِ اسلام ∗ ز رسم و راہِ سلف ہیچ گونہ رخ متاب
فریب خوردۂ تہذیبِ نو مباش اصلا ∗ کہ راحتے کہ دران ہست ہست ہمچو سراب
بہ آبِ ظاہرِ تہذیبِ نو مشو نازاں ∗ چو نیک بنگری این آب ہست نقش بر آب
مسلط است بتو علم و حکمتِ افرنگ ∗ چہ گویمت کہ چہا نکتہ دارد ام کتاب
یقین بداں کہ بلاکش قریب تر باشد ∗ اگر بود بہ زمانے دلیلِ قوم غراب [1]
دلیلِ صحتِ رہ نیست خوشنمائیِ آں ∗ فریبِ سطوتِ صورت مخور و معنی یاب
نمی‌شناسی اگر کج روی ز راست روی ∗ چہ سود اگر دہمت من خبر ز حسنِ مآب
بہ دفعِ خطرۂ رہ گر چہ قدرتے داری ∗ ولے چو پائے تو لغزد چہ ہست عذر و جواب
اعتماد مکن بر چراغِ علم و خرد ∗ کہ تند ہست ہوائے جنونِ عہدِ شباب

[1] اذا کان الغراب دلیل قوم ∗ سیہدیہم سبیل الہالکینا

ہلا! بہ بے خبری عصمت و حیا مفروش	بہ دامنِ تو ہمیں ہست گوہرِ نایاب
تمتعے ز علوم جدید گیر، ولے	فرامشت نشود اینکہ چیست راہِ صواب
روا مدار بہ مردانِ غیر بے باکی	تکلّم تو بود گرچہ ز ایمن و دارۂ حجاب
نہ دانی اینکہ چہ از بحرِ گفتگو خیزد	ہزار فتنہ و شر را اشت وجہِ مفتح باب
بہ غیر محرمے از گفتگو بود لازم	تو احتراز کن آنکہ ز محرمانہ خطاب

اگرچہ دفترِ پارینہ حرف و پندِ من است
ولے چو خواہی از ایں اسرارِ عارفانہ بیاب

شرک

(از محترمہ ایم۔ ایس بنت ریاض گھڑتلوی)

شرک کے عنوان کے تحت تین مضمون شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا مضمون بنت ڈاکٹر صاحب نے لکھا تھا۔ بہت کچھ صحیح تھا اس مضمون میں کوئی ایسی بات نہ تھی، جو کسی مسلم یا مسلمہ پر گراں گزرتی۔ حزیں صاحبہ نے اختلاف کیا تو اسکے اظہار کا انہیں حق ہے لیکن اگر وہ شرک جیسے مسئلے پر ذرا زیادہ غور کر کے کچھ فرمایا ہوتا تو مناسب تھا۔ مارچ نمبر میں پھر محترمہ بنت ڈاکٹر عبدالعلی صاحب نے محترمہ حزیں کے خلاف پر نکتہ چینی کی۔ میرے خیال میں محترمہ بنت ڈاکٹر صاحب نے زمانے کے رنگ کے پیش نظر جو کچھ لکھا ٹھیک لکھا۔ محترمہ موصوفہ حزیں صاحبہ کے اس فقرے سے مجھے بھی اختلاف ہے "ایسے ہی جو کا دین بھی محترمہ کے نزدیک محتاج ہیں اور وہ کچھ نہیں کر سکتے" اسکا جواب علامہ مرحوم کی زبانی دیتی ہوں گستاخی معاف!

چوں شود اندیشۂ قومے خراب — ناسزا گردد بدستش سیم ناب
میرد اندر سینہ اش قلبِ سلیم — در نگاہ او کج آید مستقیم

یعنی جب قوم کی ذہنیت خراب ہو جاتی ہے۔ تو اس کے ہاتھ میں کھری چاندی آکر کھوٹی ہو جاتی ہے اسکے سینے کے اندر دل مردہ ہو جاتا ہے، اور اسے ہر ٹیڑھی چیز سیدھی نظر آتی ہے یعنی

تسلیم کرتی ہوں کہ بزرگانِ دین ہم سب سے اچھے ہیں۔ وہ لائق ہزار احترام ہیں وہ دنیا کی آلائشوں سے پاک رہے۔ اور اپنی زندگی اللہ کی عبادت اور فرمانبرداری میں صرف کرتے ہیں لیکن وہی ادب کرام کس کی عبادت کرتے تھے۔ اور کس کی مدد کے خواستگار تھے۔ انہیں رزق کون دیتا تھا۔ ان کی بھلائی برائی کس کے بس میں تھی۔ ہر مسلم کا جواب ہوگا کہ خدا کے ہاتھ میں تھی۔ تو جب یہ بزرگ اسلئے بزرگ ہوئے کہ یہ خدائے واحد کی پرستش کرتے تھے یہ شرک سے کامل پرہیز کرتے تھے سیہ قدوس کو قادر و قیوم سمجھتے تھے تو قرآن و سنت رسول اور ان بزرگوں کے مسلک پر عمل کر کے ہم میں بزرگی اور بھلائی صرف اس صورت میں آسکتی ہے کہ ہم شرک سے پوری پوری پرہیز کریں اور خدائے واحد کی پوجا کریں۔ اللہ نے اس امر پر سخت غصے کا اظہار کیا ہے کہ یُحِبُّوْنَ کَحُبِّ اللّٰہِ یعنی یہ لوگ اللہ کے سوا دوسروں سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے کی جاتی ہے۔

جو کیوں نہ خود خدا سے مانگیں۔ کیوں نہ اسی سے مدد کریں دعا کریں جب وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ اور وہی ہر بنی انسان کی دعا قبول کرتا ہے۔ بشرطیکہ صدق دل سے مانگی جائے۔ محترمہ حزیں صاحبہ نے محترمہ بنت ڈاکٹر صاحب کے مضمون پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ آپ نے قبروں پر جانے اور پھول وغیرہ چڑھانے کو منع کیا ہے۔ مگر ڈھولک وغیرہ کو برا نہیں کہا۔ محترمہ حزیں صاحبہ کو یاد ہونا چاہیئے کہ جب مزاروں پر جانے کی تلقین ہو جائیگی۔ تو پھر ڈھولک کس جگہ بجیں گے۔ اور گانے کون سنے گا۔ کہیں محترمہ اس فقرے سے یہ نتیجہ اخذ نہ کرلیں۔ کہ اسلام نے فاتحہ کے لئے قبروں پر جانے کی ممانعت کی ہے۔ نہیں بلکہ اُن لوگوں کی جو بزرگانِ دین کی قبروں پر جا کر غیر شرع باتیں کرتے اور اُن سے مدعا چاہتے ہیں ضرور مخالفت کی ہے۔ محترمہ حزیں صاحبہ ذرا تحمل سے کام لیتے ہوئے غور فرمائیں۔ اور اُن لوگوں کو سمجھانے کی سعی فرمائیں۔ جو مزاروں پر جا کر ڈھولک وغیرہ بجاتے اور سنتے ہیں۔ اور اسی اعتقاد کی حالت میں نعوذ باللہ سجدہ تک کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ جب اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ ہُمْ یُخْلَقُوْنَ۔ (ترجمہ) اور یہ لوگ سوائے اللہ کے انکو پکارتے ہیں جو کوئی چیز نہیں پیدا کر سکتے۔ وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ محترمہ فرماتی ہیں کہ جو بزرگ فوت ہو گئے ہیں وہ زندہ ہیں۔ غور فرمائیے۔ (اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ) مرے ہوئے ہیں زندہ نہیں۔ البتہ شہیدوں کے متعلق اللہ نے جو کچھ کہا ہے وہ خاص امر ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق بخشے اور ہر مسلم اور مسلمہ کا دل شرک سے پاک رکھے اور انھیں توحید اور اپنی

امیر عورتوں سے شادی

(از حضرت الفضل علی عسکری المصری)

محترم والد بزرگوار!

مجھے میرے ایک دوست نے بتایا کہ آپ کے فلاں مرحوم دوست کی ایک پڑھی لکھی اور نہایت خوبصورت لڑکی ہے جسکی ماہانہ آمدنی پچاس پونڈ سے کم نہیں اور جس کا ایک بہت ہی نفیس محل بھی ہے۔ میں اس لڑکی سے شادی کرنے پر اس لئے راغب ہوں کہ اسکی دولت سے زندگی کے اکثر مقاصد میں مدد حاصل کروں گا۔ میں آپ سے مشورہ حاصل کرنے کے لئے آپکی خدمت میں لکھ رہا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ میری اس آرزو کی تکمیل میں جناب میری مدد فرمائیں گے!

مجھے امید ہے کہ آپکی طرف سے اس عریضہ کا موافق جواب آئے گا، اور اس مراد میں کامیابی [illegible] میسر آ جائیگا، اور میری یہ مراد پوری ہو کر رہے گی۔ اور میں آپکی درازی عمر کی دعا کرتا ہوں اور آخر میں آپکی دست بوسی کے بعد آپکی نیز اپنی بہنوں کی خدمت میں سلام و احترام عرض کرتا ہوں!

آپکا فرمانبردار بیٹا ......

جواب

فرزند عزیز!

مجھے تمہارا وہ خط ملا جس میں تم نے کسی مالدار لڑکی سے شادی کرنے کے متعلق اپنی رغبت کا اظہار کیا ہے اور اس کے بارے میں مجھ سے میری رائے دریافت کی ہے۔ میں نے اپنی تمام تر توجہ تمہاری آرزو کی تحقیق میں صرف کر دی [illegible] ہوں، جو چیز میرے دل میں کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ تمہاری عمر کے لوگ ہی ہوتے ہیں، جو ایسے مطلب کے پیچھے بھاگا کرتے ہیں جسکی طرف [illegible] یا وہ اچھی نظر [illegible] ہے، جو اپنی بزرگی و سعادت کو عورت کے مال سے استوار کرتا ہے [illegible] اس بدبخت معاملے کو جو بیسویں صدی کے دائرۂ معارف میں آیا ہے یاد [illegible] تمہاری [illegible] خط ظاہر ہو جائے۔

[illegible] کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ لڑکی کے احوال طبیعت

ذمہ اور جو دوسرے احوال و شروط اس سے مرتبط اور منسلک ہوں ان کا پورا پورا مطالعہ کرے یعنی یہ کہ وہ خوبصورت پڑھی لکھی اور مہذب ہو، اجتماع عائلی کی بنیاد کو قائم کرنے کے لئے کام میں خلوص اور صفائی نیت کیساتھ رغبت رکھنے والی ہو۔ باقی رہی دولت و ثروت تو یہ بھی تب تک اپنے صحیح معنی کو پورا کرتی ہے جب تک کہ بیوی کی دولت و ثروت اسکا مال نہیں اسکا فضل کمال اس کی عفت، پاکدامنی اور جمال ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر سردار اور انکے لئے نگران بنایا ہے، یعنی انکے کھانے پینے پہننے وغیرہ حاجتوں کی ذمہ داری ان پر عائد فرمائی ہے۔

قدرت نے اسے مردوں پر فرض ٹھہرایا اور مرد پیدا ہی اس غرض کیلئے کیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر کا رئیس، اپنے بچوں کا قائد و میر ہو۔ اپنے کنبے قبیلے کی ہر قسم کی بھلائی کا موجب ہو، یہ اس کی خوشی کا موجب ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر میں داخل ہو تو اس میں جو مال و اسباب بھی نظر آئے وہ اسکی اپنی کوشش اور محنت کا نتیجہ ہو، اور جو شخص بھی گھر میں دکھائی دے وہ اپنے کھانے پینے پہننے میں اسی کا محتاج ہو۔

اس ذمہ داری کی عظمت کے مطابق جو اسکے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے اسکی لذت بھی بڑھتی ہے وہ ایک ایسی مسرت محسوس کرتا ہے جسے ایک عالی ہمت اور شریف النفس شخص ہی محسوس کرسکتا ہے یہ روح کی ذاتی لذت ہے جس سے وہ اوج کمال پر فائز ہوتی ہے"

بیشا اس شخص کو دیکھو جو کسی مالدار خاتون سے شادی کرتا ہے، جب وہ گھر میں داخل ہوتا ہے۔ تو اس میں ایسا مال و اسباب دیکھتا ہے کہ جس میں کوئی چیز بھی اسکی محنت کا ثمرہ نہیں ہوتی پھر بیوی بچوں کو دیکھتا ہے تو انہیں اپنے سے بے نیاز پاتا ہے اسوقت اسے محسوس ہوتا ہے کہ زندگی کے لوازم پر صرف کرنے کی جہت سے ان کی نظروں میں اس شخص کا ہونا نہ ہونا ایک برابر ہے، اکیلا یہ شعور ہی اسے شوہر اور باپ ہونے کی لذت سے محروم کرنے کے لئے کافی ہے کہ اسکی زندگی میں دوسری کوئی چیز بھی جسکا عوض نہیں ہو سکتی۔

اور دوسرے جہت سے یہ خاوند اپنی بیوی کی نظر میں شرف و مردانگی سے خالی ہوتا ہے وہ اسکو اپنا سردار، سرپرست اور حامی نہیں سمجھتی بلکہ اسے ان لوگوں کی طرح سمجھتی ہے جنہیں وہ اپنے مال سے پالتی ہے، اور وہ اسکے سہارے زندگی بسر کرتے ہیں۔

یہ تو اسوقت ہے جب وہ پاک نفس اور بلند اخلاق ہو لیکن اگر وہ کوتاہ ہمت اور پست اخلاق

ہو۔ تو اس بیوی اپنے مال کا احسان جتلائے گی، وہ اس پر یہ واضح کریگی کہ وہ خود اس سے بے نیاز ہے، اور اسکے پاس اسکی کفایت کے مطابق کوئی مال ہے تو ایسی صورت میں اسکی زندگی نہایت تلخ اور سخت ناگوار ہے گی۔

حقیقت تو یہی ہے لیکن بعض لوگ جنکے دلوں میں طمع اور لالچ کی ذلت کی آمیزش ہوتی ہے، جنکے ضمیر مردہ و افسردہ ہوتے ہیں وہ اس قسم کے نوائب و مصائب کو خاطر میں نہیں لاتے اور وہ مالدار بیوی کو اس لئے چاہتے ہیں تاکہ وہ اسکا مال کوٹیں اور اسکی دولت و ثروت چھینیں یا تو اسلئے کہ وہ اسکو محتاج کر کے اپنے کو مالدار بنالیں یا اس لئے کہ وہ اسکے پیسے سے اپنے تلنے اڑائیں۔

فرزند عزیز! میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ تم ان پست اخلاق اور کمینوں میں شامل ہو جاؤ کہ جو صرف اپنی پیٹ پوجا اور اپنی خواہشات و شہوات میں مگن رہنے کو زندگی کی لذت سمجھتے ہیں اگرچہ اس (زندگی) کو لذت و کمینگی ہی گھیرے ہوئے ہو۔

ان لوگوں کے لئے کہ جن کے نفوس کو خواہشات نے خراب نہیں کیا ضروری ہے کہ ایسی بیویاں طلب کریں، جو خلقت و خلق میں کامل اور حسب و نسب میں شریف ہوں۔ خاندانی شرافت و خوبی کی فضیلت ثروت و جاہ سے نہیں ہوتی وہ تو فضیلت اور عمدہ خبر دل سے ہوتی ہے۔

شاید تمہیں ... ایسی بیوی کی تلاش و جستجو کی نیت سے باز رکھنے کے لئے کہ وہ اپنے آداب و اخلاق میں غنی ہو اسی قدر کافی ہوگا والسلام

تمہارا باپ ......

المترجم: عبید الحق الفلاح

ایک عام تنبیہ: آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اسکے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں۔ اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے، اس لئے ہم اشتباہ کو دور کرنے کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ اس کے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جوابدہ ہے۔

نورالدین بٹ جنرل سکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

چند نصیحتیں

سعادتِ زوجیت کے طالبوں کو

اے نوجوان دیکھ! یہ چند ایک نصیحتیں ہیں اپنے موافق بیوی کے انتخاب میں انکا خیال رکھو:

۱۔ ایسی خاتون سے شادی نہ کرو جو تمہارے سوا کسی اور سے شادی کرنے کا شوق رکھتی ہو کیونکہ جس شادی کی اساس ہی خالص محبت نہیں، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی۔

۲۔ ایسی عورت سے شادی نہ کرو جو اوباش زندگی بسر کرنے اور کھیل کود کی طرف رغبت رکھنے والی ہو، کیونکہ اسکی نگرانی و نگہبانی تمہاری راحت کو بیقراری میں بدل دیگی اور ممکن ہے کہ دشمنی اُسے فساد کے راستوں کی طرف کھینچ لائے جس سے اُسکا اور تمہارا شرف داغدار ہو جائے۔

۳۔ ایسی عورت سے شادی مت کرو جسے خوراک، پوشاک اور آراستگی و تزئین کے نئے نئے فیشنوں اور بننے سنورنے کے سامان کی محبت میں گھر سے نکلنے اور آوارہ خرامی کا غم ہو، کیونکہ وہ اپنا تمام وقت اپنے لباس کے سنوارنے، اپنے جسم کے سنگارنے، اپنے بالوں میں تیل لگانے اور (کمر پتلی رکھنے کی غرض سے) اپنی کمر کو باندھنے میں صرف کر دیگی اور اپنی اولاد کی تربیت کرنے، اپنی عقل کی غذا حاصل کرنے اور اپنے گھر کے ساز و سامان کی صفائی کرنیکا اہتمام کرنا چھوڑ دیگی، اُسے مال کی ضرورت ہو نہ ہو ہمیشہ دستِ سوال دراز رکھیگی، بجائے اسکے کہ تم اسے اپنے مصالح میں کام لاسکو وہ اسے باطل میں برباد کر دے گی۔

۴۔ اُس خاتون سے شادی نہ کرو جو کسی پرانے مرض میں مبتلا ہو کیونکہ وہ تم پر تمہاری زندگی کو تنگ کر دیگی اور اُس سے جو نسل پیدا ہوگی وہ بہت کمزور ہوگی اور شاید اُسے کوئی متعدی مرض ہو، جسکے سبب تم بھی اُس کے مرض کا شکار بن جاؤ گے۔

۵۔ اس بات کا زیادہ خیال نہ رکھو کہ تمہاری بیوی جہان میں کوئی نہایت ہی خوبصورت خاتون ہو۔ تمہارے لئے تو وہی خاتون کافی ہے جو تمہیں اپنی ہلکی سی روح سے، اپنے پاکیزہ جذبات و عواطف سے اور اپنے شعور کی بلندی سے اپنی طرف کھینچ لے کسی خاتون کے اخلاق و آداب

سے قطع نظر کرکے محض اسکے حسن و جمال پر نہ جاؤ کیونکہ یہ حسن و جمال تو ایک ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے

۶۔ تمہیں اس بات کا زیادہ خیال نہ ہو کہ تمہاری شریک حیات تم سے زیادہ مالدار ہو کیونکہ وہ تو اپنے مال سے تمہیں اپنا غلام بنائیگی اور تمہارے ساتھ اسطرح زندگی بسر کریگی گویا کہ وہ تمہاری حکمران ہے ؛

۷۔ کسی خسیس اور کمینہ نسل کی عورت سے شادی مت کرو کیونکہ وہ تمہیں تمہارے مرتبہ سے گرادیگی اور تمہاری شہرت کو خراب اور تمہاری زندگی تم پر دوبھر کردے گی ؛

۔ اس سے بھی شادی نہ کرو جسکی ماں کا رویہ برا ہو کیونکہ برتن میں جو کچھ بھی ہو وہی مترشح ہوگا اور ہر لڑکی اپنی ماں کی پیرو ہوتی ہے ؛

۔ اس مغرور عورت سے شادی مت کرو جسے اپنے کام کے سوا کوئی غم و فکر نہ ہو ایسی عورت تم پر اپنی بڑائی جتائیگی اور تمہاری صاف زندگی کو مکدر کردے گی ؛

۔ بدخلق، جلد ناراض ہو جانیوالی بیوقوف عورت سے بھی شادی نہ کرو ؛

۔ بیوی کے انتخاب کے وقت اس چیز کی تلاش رکھو کہ وہ کام کی محبت میں بہت چست چالاک ہو، کیونکہ وہ روزمرہ کے کاموں میں تمہارا ہاتھ بٹائے گی۔ خدانخواستہ اگر بیمار پڑ جاؤ یا یونہی غیر حاضر رہو تو تمہاری قائم مقام ہو ؛

اس عورت سے دور رہو جو اپنے گھر کے کام کاج یعنی ریندھنے پکانے یا دھونے یا سینے پرونے کو اپنے ہاتھ سے کرنے میں ناک بھوں چڑھائے ؛

۔ جاہل عورت سے شادی نہ کرو، کیونکہ یہ حماقت ہے کہ تم اپنے گھر کی باگ ڈور ایسے سونپ دو جو اپنے فرائض سے قطعاً بےخبر ہے یا بچوں کی تہذیب و تربیت اسکے سپرد کردو حالانکہ وہ خود تہذیب کے معنی سے ناآشنا ہے ؛

۔ ایسی عورت سے شادی کرو جو تمہاری ہمعمر ہو یا کچھ چھوٹی ہو تمہاری اور اسکی عمر میں بہت بڑا تفاوت و فرق نہ

۔ ایسی خاتون سے شادی کرو جو بلند آداب اور شائستہ اخلاق سے آراستہ ہو کیونکہ وہ اپنے آداب سے دل خوش رکھیگی اور اپنے اخلاق کی خوبیوں سے سینے کو فرحت دے گی ؛

۔ اس خاتون سے شادی کرو جو تم سے محبت رکھے اسکی محبت پاک ہو کیونکہ خاندان کی خوش بختی کا راز اور راحت و سرور کا چراغ ہے تو یہی ہے ؛

المترجم: عبید الحق خان فلاح

اختلافات میں احتیاط و اعتدال

(از ابن الانور مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر قیصری، دیوبند)

تہذیب و اخلاق کو اگر انسانیت و آدمیت کا جزء لاینجزی کہا جائے تو کچھ بیجا نہیں بیبالکل صحیح ہے کہ تہذیب و اخلاق کا انسانیت کیسا تھ ایسا گہرا اور قریبی تعلق ہے کہ کسی وقت ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا، اخلاق ایک بہت جامع لفظ ہے جسمیں شرم و حیا، غیرت و خودداری، انصاف و عدل، زبان کی شیرینی، طبیعت کی بلندی، معاملات کی صفائی، تعلقات کے فرائض واجبی کی تکمیل کا احساس اور ذاتی اور جماعتی مخالفتوں میں معتدل اور محتاط رہنے کی خو اور عادت کو شمار کیا جا سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر یہ اخلاق عالیہ اور اطوار فاضلہ دنیا میں پھیل جائیں اور جگہ پا لیں تو نظام عالم میں کوئی ابتری پیدا نہ ہو، رعایا کو راعی سے ظلم و تشدد کا گلہ نہ ہو، محتاجوں کو سرمایہ دار طبقہ سے سختی اور سخت گیری کی شکایت نہ ہو، چھوٹے اپنے بڑوں سے بے اعتنائی اور لاپرواہی کا سبق نہ اٹھائیں، ہمارے باہمی تعلقات صحیح طریقہ پر قائم رہ سکیں، اور مخالفتیں ہوں تو وہ بھی احتیاط اور اعتدال اور سنجیدگی کے ساتھ جس میں اچھے ہتھیاروں کا استعمال ہو اور نہ انسانیت کے پایۂ اعتماد سے گری ہوئی سازشیں اس میں گنجائش پا سکیں اور آج عالم انسانیت کے نظام عدل و انصاف میں جو ابتری پھیلی ہوئی ہے، ایک ملک کو دوسرے ملک سے، ایک قوم کو دوسری قوم سے، ایک جماعت کو دوسری جماعت سے، اور ایک فرد کو دوسرے فرد سے جو بغض و عناد ہے اور اس بے سبب اور بے حقیقت بغض و عناد کو باقی رکھنے کیلئے ان ملکوں، قوموں، جماعتوں اور افراد نے جن بے ہنگم تدبیروں، اوچھے ہتھیاروں ناپاک طریقوں، بیجا دریدہ دہنی اور ناجائز زبان درازی کو اپنا شعار خاص بنا رکھا ہے، یہ تہذیب و اخلاق کا قحط آج معمورۂ عالم میں محض اس وجہ سے برپا ہے کہ انسانیت کو انسانیت کا درس اولیں یاد نہیں رہا اور اولاد آدم بھول گئی کہ اسکی زندگی کا ایک نصب العین تھا اور زندگی کے ہر شعبے اور ہر کام کیلئے اسکا اپنا ایک طریقہ، اور زندگی کا وہی نصب العین اسکے شایانِ شان تھا اور ہر شعبۂ زندگی کے لئے وہی طریقۂ کار اسکے مناسب حال، اور اس طبقے اور اس گروہ کی درماندگی اور بے چارگی کا حال نہ پوچھئے۔ جسے ایک منزل پر پہنچنا ضروری ہو مگر وہ اپنی بدقسمتی

سے اپنی منزل کا راستہ بھول گیا ہو اور جسے وہ طریقے اور قاعدے بھی یاد نہ رہے ہوں جو ایسے ضروری اور لمبے سفر کیلئے بے حد کار آمد ثابت ہو چکے ہیں۔ ایسی شدید گمراہی میں اگر یہ گروہ گمراہان، حقیقت کو افسانہ سمجھنے اور افسانوں کو حقیقت بنا لینے پر اڑی ہو تو اس پر کوئی تعجب نہیں!

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

بلاشبہ یہ گمراہی اور اخلاقی تباہ حالی کا ایک بین ثبوت ہے کہ ہماری زندگی یکسر اپنے طریقوں سے محروم ہو اور ہم میں انسانیت و آدمیت کا کوئی جز باقی نہیں رہا ہو، ہم گدھوں کی طرح دولتیاں مارتے ہوں اور فخر کرتے ہوں کہ یہ بھی کوئی آئینِ انسانیت ہے، ہم کتوں کی طرح شور مچاتے ہوں اور خوش ہوتے ہوں کہ یہ بھی کوئی بڑا کام ہے، ہم کووں کیطرح کائیں کائیں کرتے ہوں اور ہمیں ناز ہو کہ ہم بہت اچھا کوئی کام کر رہے ہیں اور ہم چیلوں کیطرح وحشت و بدتمیزی سے اِدھر اُدھر منڈلاتے پھرتے ہوں اور ہمارے دل کو اطمینان ہو کہ ہم حضرت آدم کی صحیح النسل اولاد اور شرف انسانیت کے زبردست علمبردار ہیں، سب سے زیادہ مہذب و سنجیدہ ہم ہی ہیں اور انصاف و عدل اور تہذیب و اخلاق کے بھرپور خزانوں پر ہمارا ہی قبضہ ہے۔

داستانِ غم

تہذیب و اخلاق اور انکے تمام ضروری اوصاف اور قریبی لوازم کے اس قحط عام پر جو گہرا رنج و غم میرے دل میں ایک درد دائمی بنکر سما گیا ہے اور وقت و ناوقت وہ پہلو ئے قلب میں جاگ کر مجھے بے چین کئے رکھتا ہے، میرے پاس الفاظ نہیں کہ اپنے اس دکھ درد کی صحیح تصویر کھینچ سکوں اور مجھے ہمت نہیں کہ ان تمام عادات انسانیت کی تباہ حالی پر قائم کروں لیکن ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ درد صرف میرے خلوتخانہ قلب پر مسلط ہے، صرف مجھی کو ستاتا اور تنگ کرتا ہے اور صرف میں ہی اپنی جان عزیز کو اس جانسوز درد و غم کی ستم کیشیوں کی میزبانی کیلئے ہمیشہ پیش کرتا رہوں لہٰذا آج اس داستان غم کے چند حرف آپ کے سامنے بھی پیش ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ غمگین داستان کچھ آپ پر بھی اثر کرے ؎

یہ داستاں دراز بھی ہے گداز بھی

اجتماعی زندگی کا تقاضہ ہے کہ صرف زندگی کے بڑے مسائل ہی کے متعلق نہیں بلکہ زندگی

کی نہایت چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ہم میں اختلاف پیدا ہو، ایک ملک میں سانس لینے، ایک علاقہ میں ساتھ
بسر کرنے، ایک خطہ میں وقت گذارنے، ایک شہر میں بسنے، ایک محلہ میں بود و باش رکھنے اور ایک گھر میں
مل جل کر پرورش پانے کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ چونکہ طبائع میں اختلاف ہے اور ہر انسان کا مذاق جدا جدا
ہے لہذا انسانوں کے آراء و افکار کا مختلف ہونا لازمی ہے مگر یہ کیسے مان لیا جائے اور اسے کسطرح
برداشت کیا جائے کہ انسانوں کو آراء و افکار کے اس اختلاف کا سلیقہ نہیں رہا۔ میری اگر کسی سے
ذاتی مخالفت ہے تو میں کبھی دیانتداری اور شرافت سے اسے قائم نہیں رکھ سکتا اور میں اگر کسی جماعت
سے جماعتی طور پر اختلاف رکھتا ہوں تو میرے لئے لازمی ہے کہ فریق مقابل کو بدنام اور رسوا کرنیکے لئے ہر جائز
ناجائز تدبیر کو اختیار کر دوں۔ اسے مجلسوں اور جلسوں میں گالیاں دوں، اخباروں اور کتابوں میں اسپر
تہمت طرازی کروں۔ اسکے معمولی سے معمولی عیب کو بھی بڑا بنا کر پیش کروں اور اسکی نادانستہ غلطیوں کو بھی
گناہ کبیرہ کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے لاؤں اور یہ سب کچھ اسطرح ہو کہ میں اور میرا نفس ہمیشہ اس دھوکہ میں
مبتلا ہے کہ حق اور صداقت صرف میرے ساتھ ہے اور میں اپنے مخالف کو ناکام بنانیکے لئے جو تدبیریں اختیار
کر رہا ہوں وہ ہر آئینہ جائز اور مناسب ہیں اور میں عام لوگوں کو بھی یہی باور کرانیکی کوشش کروں کہ میری تو
ہر جھوٹی بات سچی، میرا ہر برا فعل صحیح، میری ہر غلطی عقلمندی، میرا ہر گناہ ثواب ہے اور میرے دشمن کی بڑی سے
بڑی خیریت رائیگاں، اسکا بڑا سا بڑا کام بیسود و بیکار اور اسکی ہر عظیم الشان قربانی بے مصرف ہے۔

اور اگر آپ غیر جانبدارانہ دماغ سے سوچنے اور غور کرنیکی اہلیت رکھتے ہوں تو خدا کیلئے سوچئے کہ ہم اور
آپ آج اپنے ذاتی اور جماعتی اختلافات میں بھی اوچھے ہتھیار استعمال کر رہے ہیں کہ نہیں، کیا کوئی بڑا
قانون داں، کیا کوئی بڑا لیڈر، کیا کوئی ایثار پیشہ رضاکار اور کیا کوئی جبہ دوش اور تقدس مآب بزرگ
کیا کوئی عالم دین اور کیا کوئی مفسر قرآن۔ سب اس حمام میں ننگے ہیں، سب کو اپنی ذات حسن ظن ہے اور سب اپنے
آپکو ایمان و انصاف کا واحد علمبردار سمجھ رہے ہیں، سب ایک دوسرے کو گالیاں دینے اور بدنام کرنے
میں مصروف ہیں، سب کی زبانیں دراز ہیں اور سبکے دل چرکیں، پلیٹ فارم پر تقریریں کر رہے ہیں تو اسکا
نصف حصہ الزامات و اتہامات سے لبریز ہے اور اخباروں اور کتابوں میں تحریری خدمت انجام دے
رہے ہیں تو وہ انہی لغویات پر مشتمل غرض کہ اخلاقی کم مائگی کا ایک مرض ہے جسمیں خواص و عام سب مبتلا
ہیں اور سب و شتم کا ایک طوفان ہے جسمیں زاہد شب زندہ دار سے لے کر رند میخوار تک سب گرفتار
ہیں ؎

ہم ہوئے، تم ہوئے کہ میر ہوئے　　　ان کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

ایک مشہور عالم اور قومی رہنما

پرسوں ترسوں کی بات ہے کہ ایک مشہور لیڈر، جو ایک مفسر قرآن ایک عالم دین اور ایک ایشیا بلیشیڈ رہنما کی حیثیت سے مشہور ہیں اور جنکی شہرت سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم پیر ثانی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سی بزرگی انکے حصہ میں آئی ہوئی ہے اور کم از کم حضرت حسن بصری کا سا تقویٰ، امام ابو حنیفہ کا سا زہد اور حضرت شاہ ولی اللہ کا سا علم بارگاہ فیاض سے انہیں ملا ہے، دیوبند تشریف لائے دنئے انتخابات کے سلسلے میں) اور یہاں تقریر فرماتے ہوئے انہوں نے کہا

"مسٹر جناح جو انگریزوں کی طرح کھڑے ہو کر چھل چھل موتتا ہے اسطرح ہمارا قائد اعظم بن سکتا ہے"۔

خدا شاہد ہے کہ مجھے یہاں قطعاً اس سے کوئی بحث نہیں کہ یہ ناپاک جملہ مسٹر جناح کی شان میں کیوں کہا گیا ہے کہ نہ میں مسٹر جناح کا طرفدار ہوں اور نہ انکی مذہبی قیادت پر مجھے کوئی اعتماد ہے، مگر مجھے اگر افسوس ہے تو اس بات پر کہ ایک عالم دین اور مفسر قرآن کی زبان سے ایسا جملہ اور وہ بھی اس ادعائے تقویٰ و طہارت کیساتھ اور ایسی مولویانہ شکل اور متقیانہ صورت میں!

کیا یہ بزرگ مسٹر جناح سے اپنے اختلاف خیال کو مہذب الفاظ میں ظاہر نہیں فرما سکتے تھے کیا انہیں یہ کہنے کا سلیقہ نہیں کہ مسٹر جناح کو نہ مذہبی تعلیم حاصل ہے اور نہ مذہبی تربیت اسلئے مسلمان انہیں اپنا مذہبی قائد نہیں بنا سکتے اور کیا ان علامۃ الدہر کو یہ کہنا نہیں آتا تھا کہ مسلمانوں کی مذہبی قیادت کا حق صرف علمائے اسلام کو حاصل ہے اور مذہبی قیادت کی ضروریات صرف اس طبقۂ علماء سے پوری ہو سکتی ہیں۔ یہ عالم زمان صف اول کے مشہور مقرر ہیں ناممکن ہے کہ انکے لسانی کمالات اسقدر محدود ہوں۔ یہ صرف پھیلی ہوئی زبان درازی اور بڑھتی ہوئی بدتمیزی کا تقاضہ ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کا ایک فرد ادنیٰ لیڈر تک سب و شتم سے باز نہیں آتا اور جماعتی اختلافات میں اس قسم کی تہمت طرازی اور یاوہ گوئی کو جائز سمجھتا ہے درانحالیکہ یہ ہی عالم دین روزانہ ہمیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد دلاتے ہیں کہ

سباب المسلم فسوق وقتالہٗ کفرٌ۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسکا قتل کرنا کفر۔

یہ انتہائی افسوس اور حسرت کا مقام ہے کہ عوام و خواص سے صرف تہذیب و اخلاق کے ہی کمالات ختم نہیں ہو گئے بلکہ بدتمیزی اور بے تہذیبی کا یہ عالم ہے کہ ایک دوسرے پر اعتراض بھی سنجیدہ اور شستہ الفاظ میں نہیں کر سکتے۔ اسی لیگ اور کانگریس کے جھگڑے کو لیجئے جو آج سارے ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے کہ خبر نہیں کتنی ہو [illegible] اور کتنے لاکھ روپیہ [illegible] انسانی رقابت کی پیداوار ہیں اور کسی کو

اس کا احساس ہو یا نہ ہو لیکن کم از کم میری کیفیت تو یہ ہے کہ اس فضا میں میرا سانس گھٹ جاتا ہے اور اس آب و ہوا میں میرے قوائے ذہنی و عملی پر فالج سا گر گیا ہے، نہ کسی اخبار کے پڑھنے میں میرا جی لگتا اور نہ کسی دوست سے دو باتیں کرنا مجھے آجکل پسند ہے، شام کی سیر کیلئے گھر سے باہر نکلتا ہوں تو آگے پیچھے دیکھتا جاتا ہوں کہ کوئی صاحب میرے ساتھ ہو جائیں اور خواہ مخواہ انسے ان بحثوں میں الجھنا پڑے ہیں مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ انسانیت کے فرض عظیم کو پہچانیں اور اختلاف و اتحاد کے مواقع پر تہذیب و اخلاق کے واجبات کو ادا کریں کہ کوئی قوم گالی گلوچ اور سب و شتم کی اس راہ سے نہ سربلند ہو سکتی ہے اور نہ فتحمند، سربلندی اور فتحمندی ان دونوں چیزوں کیلئے صحیح اخلاق، صحیح تہذیب اور صحیح راہ عمل کی ضرورت ہے اور چاہے وہ کتنا بڑا عالم اور کتنا بڑا مجاہد ہو یقیناً غلط کہتا ہے اور خود بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہے جو ہمیں بیہودہ اختلافات کی ایسی غلاظتوں کی طرف لیجانا چاہتا ہے، اختلاف ہو سکتا ہے اور ضرور ہوگا مگر اسکے لئے یہ زبان درازی، دریدہ دہنی، یاوہ گوئی، سب و شتم اور لعن و طعن ضروری نہیں بلکہ یہ سب ثبوت ہے آپکی اس بیچارگی کا کہ آپکے پاس نہ پیش کرنے کیلئے دلائل ہیں اور نہ متاثر کرنے کیلئے حقائق !

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

شکر پارے

(نوشتہ جناب صاحب محمد ظفر ایم اے ایل ایل بی)

جنگ کے نقصانات: جرمنی نے ایسی پناہ گاہیں زمین کے اندر بنا رکھی تھیں کہ جنمیں ۶۰ ہزار آدمی سما سکتے تھے اور ان تہ خانوں پر لوگوں کی سیدھی زد سے بھی انکو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ دوسرے لڑنے والے حریف ملکوں سے اسکا جانی نقصان چار گنا کم رہا ہٹلر کی ترکیبوں سے جرمنی کی آبادی بدستور بڑھتی رہی ہے ساڑھے سات فیصدی کے حساب سے اسکی آبادی سات کروڑ ۲۰ لاکھ ہو گئی ہے انمیں وہ قلیل قومیں شامل ہیں جو اب جرمنی کو واپس جا رہی ہیں۔ ۲۰ لاکھ قیدی بھی وہاں واپس جاتے ہیں، یورپی حریف ملکوں کے ۱ کروڑ آدمی مارے گئے، پولینڈ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ اسکی قبل جنگ آبادی بقدر ۱۲۶۹ فیصد کم ہو گئی۔ روس کے ۱۹ کروڑ ۱۹ لاکھ میں سے ۷۰ لاکھ آدمیوں کا پتہ نہیں چلتا کہ انکا کیا بنا۔ انگلستان کے ۱۹۱۵۷ ۳۹ میں سے ۲۹۰۵۰ توپخانے اور ۵۳۰۰۴ تجارتی جہاز مارے گئے۔ باقی شہری اور چوکیدار ہوائی حملوں سے مرے۔ جرمنوں کے ۱/۲ ۳ لاکھ شہری ہوائی حملوں کے نذر ہوئے۔ جرمنی کے مشرقی اور مغربی محاذوں پر ۳۴ لاکھ آدمی مارے گئے۔ آبادی باقی یورپ کے مقابلہ میں بڑھتی چلے جانے کی وجہ سے جرمنی اب بھی خطرناک ہے کیونکہ آبادی کی تعداد سیاسی فضا پر بڑا اثر ڈالا کرتی ہے۔

مچھلیوں کے گھونسلے: بعض مچھلیاں گھونسلے بنا کے انڈے دیتی اور مرغی کی طرح سیتی ہیں سب سے مشہور ایسی مچھلی خار ماہی ہے جسے سٹکل بیک کہتے ہیں وہ ایک چھوٹی سی مچھلی ہوتی ہے جسکی کمر پر خار جکڑے ہوتے ہیں یہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک بحری (میرین) اور دوسری تالابی۔ بحری سمندری جھاڑ جھنکاڑ باہم ملا کے ایک قسم کے ریشمی تاگہ سے باندھ دیتی ہے۔ تالابی پیچیوں گھاس کی پتیوں اور پتھروں کا گھونسلا بناتی ہے جسکی چھت سخت ہے اور اسمیں ایک سوراخ بنا کر اسمیں سے انڈے اسمیں جمع کر دیتی ہے، دونوں قسم کی مچھلی کے نر ہی گھونسلا بناتے ہیں اور جبتک بچہ بڑا ہو کے اپنی حفاظت خود نہ کر سکے۔ ان سب کی حفاظت کرتے ہیں، بحر اوقیانوس کے بیچ میں سرگسو کا بحر ہے جسمیں ایک چھوٹی مچھلی پائی جاتی ہے جو سرکنڈوں کا گھونسلا بناتی ہے۔ منطقہ حارہ کی امریکہ کی مچھلی سمندر کے کنارے پر پانی سے ذرا اوپر دلدلی سوراخ میں گھونسلہ بناتی ہے، بحیرہ اسود میں بھی ایک بحری قسم کی خار ماہی پائی جاتی ہے جسکے نر و مادہ دونوں گھونسلہ بناتے ہیں، مادہ مرغی کی طرح انڈوں پر کچھ عرصہ بیٹھ کے انہیں سیتی ہے بحیرہ گلیلی کی کردس مچھلی۔ مارشسن کی تربوت، آسٹریلیا کی یہود ماہی، بمبئی کی کیچڑ ماہی۔ چین کی گربہ ماہی۔ جاپانی وغیرہ

اور سماٹرا کی گڑیاں سب گھونسلے بناتی ہیں۔

بھوسے اور تنکے:۔ لفظ زار سیزر سے بنا ہے جو بجائے خود لفظ قیصر کی بناوٹ ہے۔ روس کا شہنشاہ زار کہلاتا تھا اور اسکی ملکہ زارینہ اور ولیعہد زار وچ۔ پچھلی بڑی لڑائی میں زار کی بادشاہت ختم ہوگئی۔

جاپان میں ایک ۳۱ سالہ جاپانی عورت اپنی ۷ سالہ اپاہج بیٹی کو مار کے اسکا گوشت کبابی ہمسیونکو کھلانیکے جرم میں ۱۴ سال قید سخت کی سزایاب ہوئی۔ جاپان میں مردم خوری کا یہ پہلا واقعہ ہے۔

برطانیہ نے روس کو یکم اکتوبر ۱۹۴۱ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء تک ۵۲۱۸ ٹینک مہیا کئے جنمیں سے ۱۸۳۰ کینیڈا سے گئے ۱۱۴۷ ہوائی جہاز دیئے گئے جنمیں سے ۳۱۲۹ ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے گئے جنگی سامان کی جو مہیا کئے گئے قیمت تقریباً چار ارب ۱۰ کروڑ ۷۰ لاکھ روپیہ ہے اور ایک ارب ۶۰ کروڑ روپیہ کا خام سامان غذا کلیں طبی اشیا وغیرہ دی گئیں۔ اس امداد کا بانگ دہل برطانیہ اسلئے اعلان کر رہا ہے تاکہ روس والوں کو معلوم ہو جائے کہ جاپان و جرمنی پر فتح پانیکے لئے کس کو کام زیادہ کرنا پڑا اور کسکی وجہ سے فتح کی تکمیل ہوئی۔

سگھڑ سہیلی

(نوشتہ خانصاحب محمد ظفر ایم اے ایل ایل بی)

وہم وخیال:۔ اس زمانہ میں تہذیب کا گھمنڈ ہے اور خیال عام ہے کہ اب جو کچھ کیا جاتا ہے عقل و دلیل سے کام لیکر کیا جاتا ہے مگر آدمی کا خیال بھی تو کچھ چیز ہے اگر وہ راہ راست سے بھٹک جائے تو طرفہ تماشہ شروع ہو جاتا ہے خیال کی دنیا بڑی وسیع ہے اور اسنے بڑے بڑے انقلاب پیدا کر دئیے ہیں اسی خیال کی چولیں ڈھیلی ہو جانیسے دنیا میں کابوس مالیخولیا مراق کے ہنگامے نظر آتے ہیں۔ خیال کا اعتدال سے بڑھ جانا پاگل خانہ لیجاتا ہے غلط بیہودے راستہ سے بھٹک جانیکی وجہ سے آدمی دوزخ کا راستہ لیتا ہے۔

آجکل اکثر معاملات میں خیالات کا تماشہ نظر آتا ہے خیال نے حد سے بڑھ کے وہم سودا اور شک کا درجہ اختیار کرلیا ہے۔ غذا کے متعلق تو طرح طرح کے جنون اور وہم پھیلے ہوئے ہیں۔ قدیم زمانے کے سے طریقوں کو فائدہ مند سمجھ کے اس زمانہ کے جنگلی آدمیوں کے سے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جسطرح ان ننگے پھرنیوالوں کیطرح خود برہنہ رہ کے زندگی گزارنے کو عین مطابق قدرت سمجھا جا رہا ہے فلاں چیز کچی کھاؤ۔ چھلکے سمیت کھاؤ۔ اسطرح کھاؤ۔ اسطرح کھاؤ۔ کوئی کہتا ہے کہ بے چھنا آٹا کھاؤ۔ کوئی اسکے خلاف ہے یہ جنون وہم اعتقاد بنکے عادت بنگئے ہیں جنکو یہ خیال ہوتا ہے کہ فلاں غذا کسی کی ادویں مرا چنانچہ ایسا ہی ہو جاتا ہے سنگترہ کھایا اور نتیجہ کے طور پر زکام ہو جانیکے ڈر نے زکام ہی کر دیا۔

اعتقاد کا اثر:۔ ایک عورت کو نیند نہ آنیکی شکایت ہوگئی۔ ڈاکٹر بھی علاج سے مایوس ہوگئے اس عورت کے دماغ میں سماگیا کہ سمندر کے سفر میں اُسے نیند آجایا کریگی۔ عقلمند ڈاکٹر نے گھر والوں کو مجبور کر کے اسے سفر پر بھجوا دیا۔ جیسے ہی وہ سمندر کے کنارہ پر پہنچی مسافر خانہ میں اتار دیگئی۔ لیٹتے ہی اُسے نیند آگئی اور ایسی گہری نیند کہ چاروں طرف شور و شوغا مچا ہوا تھا مگر وہ اسکی بندی جس کروٹ لیٹتی تھی گھنٹوں اسیطرح پڑی خراٹے لیتی رہتی۔ جہاز کے سفر میں اُسے روزانہ خوب نیند آتی رہی جب وہ گھر واپس آئی وہ بالکل تندرست تھی۔ روزانہ سوتے رہنے سے اُسے جاگنے کی عادت ہوگئی تھی۔

ایک شخص کو وہم تھا کہ بھیڑیئے نے اُسے کاٹا اور وہ مرا۔ بات یہ تھی کہ بچپن میں اُسے بھیڑیئے نے کاٹ لیا تھا وہ بیہوش ہوگیا اور بعد میں بخار میں پڑا رہا تھا اور بڑی تکلیف اُٹھائی۔ یہ خوف اُسکے دل میں قائم رہا۔ چالیس سال کی عمر میں اتفاق سے بھیڑیئے نے اُسے کاٹا۔ خوف کی وجہ سے اُسکے دل کی حرکت بند ہوگئی اور وہ مرگیا۔

بچوں میں احتیاط:۔ جس بچے کے دل میں کوئی خاص خوف یا خیال قائم ہوجائے اُسکے ساتھ اصلاح کے لئے سختی نہ کی جائے۔ اُنکے معاملہ میں بڑی ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔ بعض موقعے ایسے ہوجاتے ہیں کہ کوئی چیز اُنہیں کھانیکو ایسے وقت ملی کہ وہ بیمار ہوگئے یا کوئی خاص تکلیف شروع ہوگئی۔ وہ تصور و خوف اُنکے دل میں برابر جما رہیگا۔ کہ وہ چیز کھائی یا دھیان ہوئی اور اُنہیں تکلیف پہنچی۔ ایسے بچوں کو وہ چیز نہ دیجائے۔ اگر اسکا فائدہ سمجھ کے اُسے کھانا بھی دیگئی تو وہ بزدلی کے ڈر سے کھا تو لیگا اور اگر اُسے وہ وہم والا نقصان بھی نہ پہنچا تو بھی خوف سے گھبرانیکی وجہ سے اُس چیز کا فائدہ اُسے نہ پہنچ سکیگا اور وہ چیز بھی ضائع ہوجائیگی۔

بچہ اندھیرے سے ڈرتا ہے یہ نا واجب ہے کہ ایسے اندھیرے میں سونے پر مجبور کیا جائے۔ وہ مجبوراً سو جائیگا اور اندر ہی اندر خوف کیوجہ سے بچوں کی کمزوری میں مبتلا ہوجائیگا اور بعض کی زندگی بچپن بڑے ہو کر گھبراہٹ اور بزدلی میں گذاریگا۔ بڑھیا کو عادت تھی کہ گرمیوں میں بھی تین کمبل ڈال کے سوتی۔ جوان بیٹی کو یہ طریقہ حفظان صحت کے خلاف معلوم ہوا۔ اُسنے اُسپر ایک کمبل ڈالا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑھیا بے چینی کی تکلیف میں رات گذارتی اور عمر کے کئی سال اُسکے گھٹ گئے اور مر گئی۔ لڑکی سمجھدار ہوتی تو جان لیتی کہ ان کو جو بات واقعی نقصان دہ تھی بڑھیا کے لئے عادت کیوجہ سے زیادہ مضر نہ تھی۔ ہسٹر۔ سودا اور جنون و وہم کے متعلق سمجھ لینا چاہئے کہ ہم اسے دیوانگی سمجھیں مگر انکے شکاروں کے لئے وہ حقیقت رکھتے ہیں اسلئے ان کے علاج میں نہایت احتیاط اور عقل و فہم کی ضرورت ہے!۔

قرآنی قصے

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ

(۲)

(سلسلہ کے لئے دیکھو "مسلمہ" ماہ فروری ۱۹۴۶ء)

جب یوسف علیہ السلام جیل خانے میں داخل ہوئے، تو کیا اتفاق ہوا کہ اُن کے
ساتھ دو اور جوان آدمی بھی داخلِ زندان ہوئے اور دونوں نے خواب دیکھے تو انھوں
نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ یوسف ہم نے خواب دیکھے ہیں، اور آپ کے
چہرے میں بزرگی اور تقدس کے آثار دکھائی دیتے ہیں، آپ ہمارے خوابوں کی تعبیر
بتائیں۔ ایک نے بیان کیا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑ
رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا: میں ایسا دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں اُٹھائے
ہوں اور جانور ہیں کہ اُن میں سے کھا کھا جاتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام نے کہا کہ جو کھانا تم کو ملنے والا ہے، وہ تم تک نہیں آنے پائیگا
کہ میں تم کو تمھارے خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔ کیونکہ تعبیر خواب منجملہ ان باتوں کے ہے
جو مجھ کو میرے پروردگار نے تعلیم فرمائی ہے۔ اور ساتھ ہی توحید اور خدا پرستی کے بارے
میں بھی یوں ارشاد کیا کہ دوستو! میں خاندانِ نبوت میں سے ہوں، اور شروع ہی سے
خدا پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے بھی قائل
نہیں، اُن کے مذہب سے کچھ سروکار نہیں رکھتا۔ اور میں اپنے باپ دادوں یعنی ابراہیم
اور اسحاق اور یعقوب کے دین پر چلتا ہوں اور ہمیں ہرگز شایاں نہیں کہ خدا کے ساتھ
کسی چیز کو شریک بنائیں۔ خدا پرستی خدا کا ایک بڑا فضل ہے جو اس نے ہم پر اور اور
لوگوں پر بھی کیا ہے۔ مگر اکثر آدمی اس کی اس نعمت کا شکر نہیں کرتے۔ میرے جیل خانے
کے رفیقو! بھلا دیکھو تو سہی کہ جُدا جُدا معبود اچھے یا ایک زبردست خدا؟ تم لوگ
خدا کے سوا جن چیزوں کی پرستش کرتے ہو [illegible]

تمھارے باپ دادوں نے اپنے دل سے گھڑ رکھے ہیں، اور خدا نے تو ان کے معبود ہونے کی کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ تمام زمین و آسمان میں صرف خدا ہی کی حکومت ہے، اور اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی دین کا سیدھا رستہ ہے، لیکن افسوس کہ اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اچھا اب اپنے خوابوں کی تعبیر سنو۔ تم میں سے پہلا شخص جس نے اپنے تئیں انگور نچوڑتے دیکھا ہے، وہ اپنے آقا کا ساقی بن کر اُسے شراب پلایا کرے گا۔ اور دوسرا جس نے اپنے سر پر روٹیاں دیکھی ہیں، سُولی دیا جائیگا، اور جانور اس کا سر نوچ نوچ کر کھا جائینگے۔ یہ امر خدا کے ہاں سے فیصل ہو چکا ہے، اور اسی طرح ہو کر رہے گا۔

یہ تعبیر دے کر یوسف علیہ السلام نے جس شخص کی نسبت خیال کیا تھا کہ رہائی پا جائیگا، اس سے کہا کہ جب تم اپنے آقا یعنی بادشاہ کے پاس جاؤ، تو اس سے میرا حال بھی بیان کرنا اور کہنا کہ میں بے جرم و بے خطا قید ہوں، مگر جب وہ جیل خانے سے رہا ہو کر چلا گیا، تو اس کو بادشاہ سے ان کا ذکر کرنا مطلق یاد نہ رہا، اور یوسف علیہ السلام اسی طرح کئی برس جیل خانے میں رہے۔

اس اثنا میں کیا اتفاق ہوا کہ بادشاہ نے بھی ایک خواب دیکھا کہ سات گائیں موٹی تازی ہیں اور سات سُوکھی دُبلی۔ یہ سوکھی دُبلی گائیں ان موٹی تازی گائیوں کو کھا رہی ہیں۔ اور نیز سات خوشے ہرے ہیں اور سات سُوکھے۔ بادشاہ نے یہ خواب اپنے درباریوں سے بیان کیا اور اس کی تعبیر پُوچھی۔ انھوں نے کہا کہ حضور یہ تو پریشان سے خواب ہیں، اور ایسے خوابوں کی تعبیر ہم کو نہیں آتی۔

اس موقع پر اس شخص کو جو رہائی پا کر چلا گیا تھا حضرت یوسف علیہ السلام یاد آگئے، اور اس نے کہا کہ اگر مجھ کو اجازت ہو، تو میں یوسف سے اس خواب کی تعبیر پوچھ لاؤں۔ بادشاہ نے اس کو اجازت دی، اور وہ جیل خانے میں حضرت یوسف کے پاس گیا، اور کہا کہ: یوسف! بادشاہ نے خواب دیکھا ہے کہ سات موٹی گایوں کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات خوشے سبز ہیں اور سات خشک۔ آپ اس کی تعبیر بتائیں۔ یہ خدا کی طرف سے بادشاہ کو آپ کا حال معلوم ہونے کی خود بخود [illegible] رہا ہو جائینگے۔

یوسف علیہ السلام نے کہا کہ خواب کی تعبیر یہ ہے کہ: تم لوگ متواتر سات برس تک کھیتی کرتے رہوگے، تو یوں کرنا کہ جتنا غلہ کاٹا کرو، اس کو خوشوں ہی میں رہنے دیا کرنا۔ اور جس قدر تمھارے کھانے میں کام آئے، اتنا خوشوں سے نکال لیا کرنا۔ اسکے بعد بڑی سختی کے سات برس آئیں گے، اور ان میں جتنا ذخیرہ تم نے جمع کر رکھا ہوگا، سب کو کھا جاؤگے، لیکن قدرے قلیل غلہ جو تم احتیاط سے بچا رکھوگے، وہ بچ رہے گا۔ پھر اس کے بعد ایسا برس آئیگا، جس میں خوب بارشیں ہونگی، اور خوب سماں ہوگا۔ یہ تعبیر ساقی نے بادشاہ سے جاکر بیان کی، تو بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو ہمارے حضور میں لے آؤ۔ شاہی چوبدار یوسف علیہ السلام کے پاس حکم طلب لے کر پہنچا تو انھوں نے کہا کہ بادشاہ کی خدمت میں واپس جاؤ اور عرض کرو کہ پہلے حضور ان عورتوں کے بارے میں دریافت فرمائیں، جنھوں نے مجھ کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے، کہ آیا میں ان سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کا خواہشمند تھا، یا وہ مجھ سے اپنا مطلب حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ بادشاہ نے ان عورتوں کو طلب کر کے اُن سے پوچھا، کہ جس وقت تم نے یوسف سے اپنا مدعا حاصل کرنا چاہا، تو تم کو یوسف کی نسبت کیا بات معلوم ہوئی؟ آیا اس میں تم نے کسی طرح کی برائی دیکھی۔ انھوں نے کہا: واللہ ہم نے یوسف میں کسی طرح کی بُرائی نہیں دیکھی۔ زلیخا بول اٹھی کہ اب سچی بات ظاہر ہو ہی چکی ہے حقیقۃً الحال یہ ہے کہ میں نے یوسف سے اپنا مدعا حاصل کرنا چاہا تھا، مگر اُسنے اپنے تئیں بچائے رکھا، وہ بیشک بے جرم ہے، اور اس بارے میں جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ یہ حالات سنکر بادشاہ نے یقین کیا کہ یوسف محض بے گناہ قید ہیں، اور حکم دیا کہ یوسف کو آزاد کر کے ہمارے پاس لے آؤ۔ ہم اس کو خاص اپنی مصاحبت سے ممتاز کرینگے۔ یہ ماجرا چوبدار نے یوسف علیہ السلام سے جاکر بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس معاملے کو بادشاہ کے حضور میں اسلئے پیش کیا ہے، کہ عزیز مصر یعنی زلیخا کے شوہر کو جو میرے آقا نے محسن ہیں معلوم ہو جائے کہ میں نے انکی غیبت میں انکی امانت میں خیانت نہیں کی، اور یوں میں اپنی نسبت نہیں کہتا کہ میں پاک صاف ہوں، کیونکہ نفس سرکش انسان کو برائی کی طرف راغب کرتا رہتا ہے، اور خدا ہی مہربانی کرے، تو انسان بُرائی سے بچ سکتا ہے، ورنہ اسکے ظلوم وجہول ہونے میں کچھ شک ہی نہیں۔

(باقی باقی)

نوحۂ غم

برخوردار محمد سلیم مدارالحق کی غرقابی پر

اے مدارالحق تری فرقت میں ہیں بیتاب ہم ÷ مضطرب رہتے ہیں مثلِ ماہیٔ بے آب ہم
یاد آتا ہے ہمیں جب ڈوب کر مرنا ترا ÷ بحرِ رنج و غم میں ہوجاتے ہیں خود غرقاب ہم
آہ! تو پانی کی تہ میں جاکے پنہاں ہوگیا ÷ اب کہاں سے لائیں ایسا گوہرِ نایاب ہم
تو ہمارے گھر کی رونق تھا دلوں کا نور تھا ÷ اپنی دُنیا کا سمجھتے تھے تجھے مہتاب ہم
وائے قسمت رہ گئی تعبیر اس کی ناتمام ÷ تیری بابت دیکھتے تھے شوق سے جو خواب ہم
تیری غرقابی سے جینے کا مزہ جاتا رہا ÷ چار دن کی زندگی سے ہوگئے سیراب ہم
جس میں اندوہ و الم کی داستاں مرقوم ہو ÷ اس کتابِ زندگی کا بن گئے وہ باب ہم
ہائے مجبوری کہ بس چلتا نہیں انسان کا ÷ اپنے ہاتھوں سے تجھے مٹی میں آئے داب ہم
رو رہے ہیں آج تیری موت پر زار و قطار ÷ ہم جماعت۔ اہلِ قریہ۔ اقربا۔ احباب۔ ہم

جنت الفردوس میں تو شاد رہ آباد رہ
مرتے مرتے سیکھ لینگے صبر کے آداب ہم } فیض لودھیانوی

ضرورت: بلوچستان میں مختلف مقامات پر واقع زنانہ مدارس کے لئے

(۱) تین بی اے، بی ٹی استانیاں جنھیں مڈل سکولوں میں بطور ہیڈ مسٹرس تعینات کیا جاسکے۔ بمشاہرہ ۱۵۰۔ ۵۔ ۳۰۰ روپے ماہوار علاوہ مہنگائی الاؤنس جس کی شرح تنخواہ کا ۱۷½ فیصدی ہے مسلمان و ٹریننگ مدارس میں کام و تجربہ رکھنے والی معلمات کو ترجیح دی جائیگی۔

(۲) تین ایس وی تربیت یافتہ معلمات بمشاہرہ مبلغ ۶۰۔ ۴۔ ۸۰ روپے ماہوار علاوہ مہنگائی الاؤنس جس کی موجودہ شرح کوئٹہ میں ۱۸/- اور کوئٹہ سے باہر کے مدارس کے لئے مبلغ ۱۷/- روپے ماہوار ہے۔ سابقہ تجربہ رکھنے والی معلمات کو ترجیح دی جائیگی۔

آسامیاں سردست عارضی ہیں۔ لیکن بعد میں مستقل ہونے کی امید ہے۔ درخواستیں بمعہ نقول اسناد و تفصیل سابقہ تجربہ وغیرہ بنام
صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ تعلیم بلوچستان کوئٹہ۔ جلد پہنچنی چاہئیں۔

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ اپریل سنہ ۴۶ء

جناب الحاج خان عطا محمد خان و محمد یوسف خان
بستی شیخ درویش بتقریب نکاح
نور جہان خود) ۱۵۰/-/-
جناب چوہدری حاجی دیوان علی صاحب جالندھر ۲۵/-
محترمہ آفتاب جہاں صاحبہ - علی پور ۲۰/-/-
کاریگران دوکان حاجی بابو مہر علی
احمد علی صاحبان جالندھر ۹/۲/۶
جناب مولوی نبی بخش صاحب سول
ہسپتال جالندھر ۱/۱۰/-
" حکیم محمد جالینوس صاحب " -/۲/-
" سید محمد رفیق صاحب " -/۲/-
" چوہدری رحیم بخش " " -/۱/۳
" مولوی عطا محمد " " -/۲/-
" شیخ عزیز بخش " " -/۱/-
" چوہدری شرف الدین " " -/۱/۳
" " رحمت علی " " -/۱/۳
" معلوم الاسم - ساگر ضلع سنگور ۵/-/-
" عبد الباری صاحب چمن ۲/-/-
" شیخ نصیر احمد صاحب - نئی دہلی ۲۰/-/-
" سید ذکاء اللہ شاہ صاحب جالندھر ۴/-/-
جناب ناک تاج محمد صاحب آر - آئی - اے - ایس ۲۰/-/-
" الحاج چوہدری دیوان علی صاحب
جالندھر ۱۰/-/-
" محمد حسن صاحب - ہری پور ضلع جالندھر ۲/-/-

۲۶۶/۹/۶

تعمیر فنڈ ماہ اپریل سنہ ۴۶ء

جناب اقبال محمد صاحب - امرتسر ۲/-/-

بمد زکوٰۃ ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء

جناب ڈاکٹر غلام قادر خاں صاحب (سندھ) ۸/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ الحاج شیخ عبد المجید
صاحب جالندھر ۱۵/-/-
جناب اے - ایم محمود صاحب نئی دہلی ۱۰۰/-/-
" فضل الٰہی صاحب کراچی صدر ۳۰۰/-/-
" محمد حسن صاحب ہری پور -
ضلع جالندھر ۴۰/-/-

۴۵۵/۸/-

وظائف فنڈ ماہ اپریل سنہ ۴۶ء
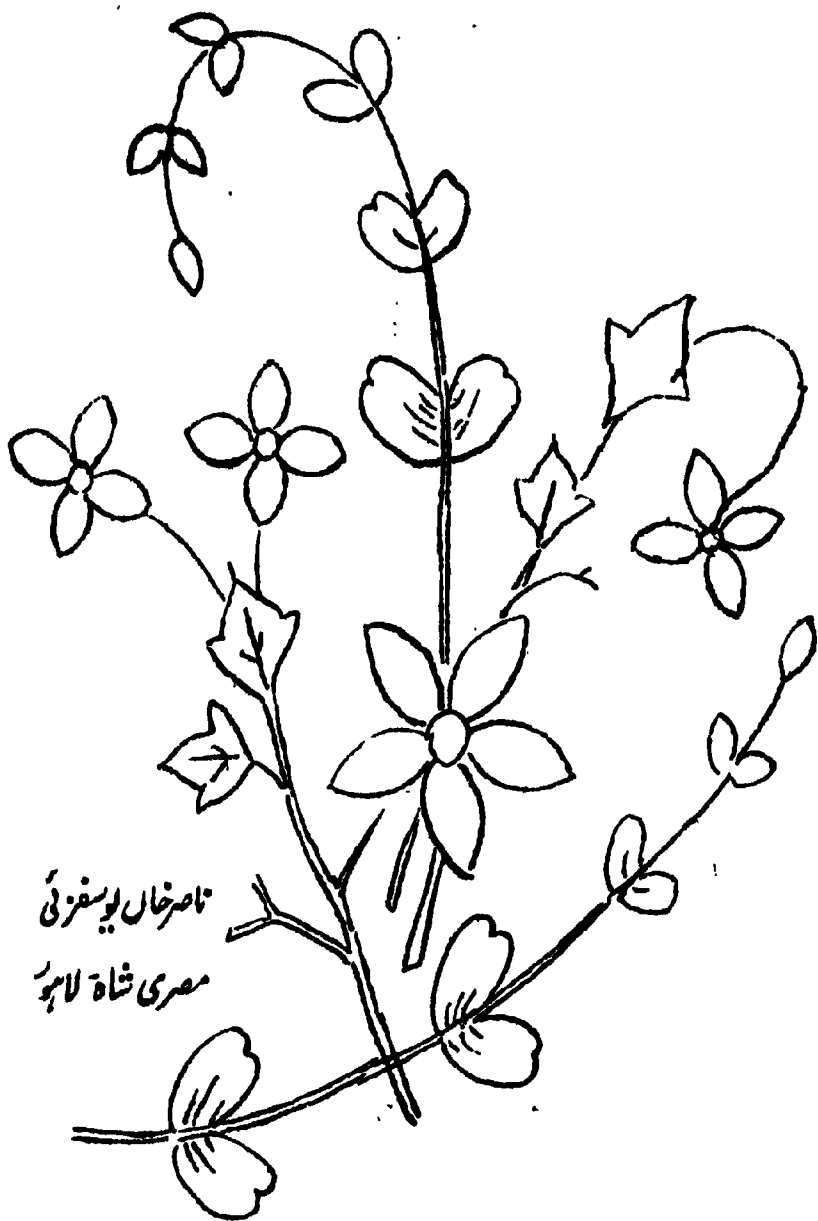
جناب ڈاکٹر غلام قادر خاں صاحب
(عمرہ بی بی سکالرشپ سال تمام) ۴۵/-/-

ناصر خاں یوسفزئی

مصری شاہ لاہور

ناصر خان، یوسفزئی
مصری شاہ لاہور
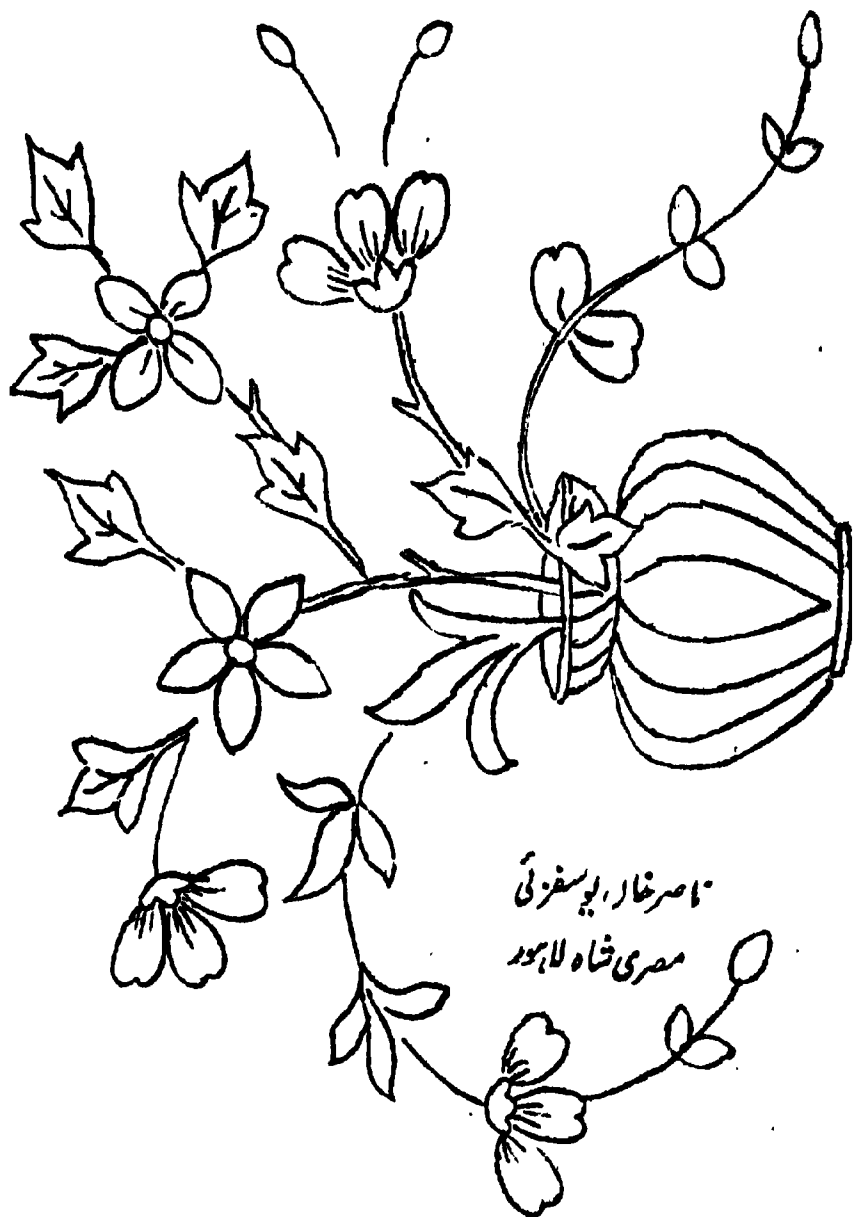
پڑھنے کے قابل کتابیں

سنگھار خانہ: خانگی زندگی پُرلطف بنانے کیلئے یہ دوا بادو کا حکم رکھتی ہے۔ بیویاں اسے پڑھ کے گھر جنت کا نمونہ بنا سکتی ہیں۔ نفیس تحفہ ایشیائی تہذیب میں خوبصورت بننے کی ترکیبیں قیمت ۲؏

روح القرآن: کلام مجید کی نہایت عمدہ کلید ہے بچیوں کو جہیز میں دئے جانے کے قابل
کلام مجید کے مضامین کی فہرست۔ مشکل الفاظ کے معنی اور مخرج۔
سورتوں کے عملیات خواص، انکے خلاصے اور شان نزول ہیں اور بھی خوبیاں ہیں قیمت ۲؏

ماں بچہ کی نگہداشت: گھر گھر بچوں کی بیوقت موت اور انکی ماؤں کی خرابی صحت کا کہرام مچا ہوا ہے۔ یہ کتاب زخمی دلوں کے لئے مرہم اور غمزدوں کیلئے تسکین کا کام دیتی ہے۔ قیمت ۸ر (ٹکٹ بھیجنے میں کفایت رہتی ہے)

روحوں کے کرشمے: مرنے کے بعد روحوں کے کاموں کے دلچسپ حالات۔ ایکدفعہ شروع کرکے ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہیں رکھی جا سکتی قیمت ۲؏

رفیق زمیندار: یا ہر ایک کیلئے بہترین رہبر۔ دیہاتی زندگی مفید بنانے کی تدابیر۔ تعلیم صحت سرمایہ دارانہ زرعی مویشیوں کی پیدائش اور زراعت پر نہایت مفید مضامین ہیں۔ تحریک اصلاح دیہات پر بہترین کتاب تیسرا ایڈیشن۔ قیمت ۱؏

ملنے کا پتہ:۔ مولوی محمد ناصر خضر سلسلہ سرمایۂ اطفال۔ گرگانوہ پنجاب

بے نظیر اسلامی کتابیں

حکایات صحابہ: تصنیف حضرت مولانا المحدث محمد زکریا مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ اس میں صحابی مردوں صحابی عورتوں صحابی بچوں کے زہد و تقویٰ علم و عمل جہاد اور جرأت و بہادری کے مستند واقعات درج۔ کاغذ، کتابت، طباعت دیدہ زیب۔ ہدیہ ۱۲؏
مصنف موصوف کی دیگر تصانیف مثلاً فضائل رمضان (قیمت ۲ر) فضائل نماز (قیمت ۱۵ر) فضائل قرآن (قیمت ۱۰ر) فضائل ذکر (قیمت ۸ر) اعتدال فی مراتب رجال (قیمت ۱؏) شمائل ترمذی (قیمت ۱۲) کے علاوہ تصانیف حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی و اکابر علما دیوبند و سہارنپور اس پتہ پر مل سکتی ہیں:۔ کتبخانہ رحمانیہ۔ ریلوے بازار۔ جالندھر شہر

پتہ :- متھاس برادرز - بازار شیخاں - جالندھر شہر

ملنے کا پتہ:- متھاس برادرز بازار شیخاں - جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۰۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

جون ۱۹۴۶ء

مدیرہ : حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

جنرل برقی پریس جالندھر شہر میں باہتمام محمد ابراہیم خان ذاکر طابع و ناشر چھپکر دار القرآن سے شائع ہوا

کمیٔ خون اور کمزوری کا مؤثر اور مکمل علاج

میٹاگلوبین

- میٹاگلوبین میں وہ حیاتین (Vitamine) شامل ہیں جن کی وجہ سے اس کا درجہ
- دنیا کی ادویات میں بہت بلند ہے۔
- میٹاگلوبین بلحاظ اجزا جواہرات سے تولنے کے لائق اور قیمت ہر امیر غریب کیلئے قابل برداشت ہے۔
- میٹاگلوبین یرقان، دل کی دھڑکن، ضعفِ جگر، حبس اور ورم جگر کو دور کر کے کافی صالح خون پیدا کرتی ہے
- میٹاگلوبین حلق سے اترتے ہی صالح خون پیدا کرنا شروع کر دیتی ہے۔
- میٹاگلوبین میعادی بخار، ملیریا، انفلوانیزا اور زچگی کے بعد کی کمزوریوں کا مجرب علاج ہے۔
- میٹاگلوبین امراضِ نسواں کے لئے ماء الحیات ہے۔
- میٹاگلوبین کثرت طمث اور قلت طمث کو دور کر کے طاقت پیدا کرتی ہے۔
- میٹاگلوبین اختناق الرحم اور پرسوت کے لئے اکسیر نادر ہے۔
- میٹاگلوبین حاملہ مستورات کیلئے مولد دم اور محافظ صحت اور بعد بیماری بحالی صحت کا ضامن ہے
- میٹاگلوبین بخار سے بگڑے ہوئے جگر اور تلی کو درست کر کے خون بڑھاتی ہے۔
- میٹاگلوبین وجع المفاصل کے لئے لاثانی دوا ہے۔
- میٹاگلوبین سل اور دق کے مریضوں کے لئے پیغام شفا ہے۔
- میٹاگلوبین پیچش کے بعد ورم امعاء کے لئے بہت مفید ثابت ہو چکی ہے۔
- میٹاگلوبین سستی حافظہ اور دماغی امراض کا بہترین علاج ہے۔
- میٹاگلوبین ہر بیماری کے بعد دل کی کمزوری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔
- میٹاگلوبین لاتعداد ڈاکٹر و حکیم اپنے مریضوں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔
- میٹاگلوبین دو روپے آٹھ آنے میں ملتی ہے جو پندرہ بیس یوم کے لئے کافی ہے۔
- میٹاگلوبین اگر مقامی طور پر نہ ملے تو اپنے دوا فروشوں کو اسکا سٹاک رکھنے کا مشورہ دیں۔
- میٹاگلوبین " " تو تیار کنندگان سے بذریعہ ڈاک پارسل منگوا لیجئے۔

  ہر حالت میں خرچ ڈاک و پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔
- میٹاگلوبین "دی ایسٹرن انڈسٹریز" انڈیا۔ جالندھر شہر کی زیر نگرانی تیار ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلم لدھیانہ شہر

جلد ۱۴ | جون سنہ ۱۹۴۶ء رجب سنہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱۲

بچوں سے سلوک

(از جناب فیض لودیانوی)

نبیؐ کو خاص محبت تھی عام بچوں سے ❊ وہ ہنستے کھیلتے کرتے کلام بچوں سے

نہیں تھا فرق وہاں مومن اور کافر کا ❊ سلوک ہوتا برابر تمام بچوں سے

سنا ہے ایک لڑائی میں لڑنے والوں نے ❊ بڑوں کا بدلہ لیا کچھ تمام بچوں سے

حضورؐ کو یہ خبر سن کے سخت رنج ہوا ❊ کہا کہ لو نہ کبھی انتقام بچوں سے

جوان مردوں سے لڑنا بہادری ہے مگر ❊ غضب میں لڑتے نہیں نیک نام بچوں سے

پدر کے فعل کی اولاد ذمہ دار نہیں ❊ جزا سزا کا نہیں کوئی کام بچوں سے

جو فیض چاہتے ہو صبح و شام اپنا بھلا

تو خود بھلائی کرو صبح و شام بچوں سے

جمعیت وحدت والعمل اور اصلاح البنات کا ملحقہ شاندار جلسہ

زیر صدارت محترمہ ملکہ زمانی بیگم صاحبہ

(بیگم صاحبہ خان فضل محمد صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج جالندھر)

جمعہ ۲۴ مئی ۱۹۴۶ء

نمبر	پروگرام	نام	
۱	تلاوت قرآن	محترمہ رضیہ صاحبہ	متعلمہ مولوی فاضل
۲	نعت رسول	محترمہ " "	" "
۳	جمعیت وحدت العمل	محترمہ مجیلہ صاحبہ	معلمہ مدرسہ
۴	سپاسنامہ منظوم	محترمہ آنسہ قمر القادری	معلمہ صاحبہ
۵	علم وعشق (نظم اقبال)	محترمہ اختر جہاں انجم	متعلمہ سابق منشی فاضل
۶	منظوم مکالمہ	عزیزات نصرت وکنیز	" چہارم
۷	ضبط وتعاون (تقریر)	محترمہ عذرا صاحبہ	" مولوی سال اوّل
۸	نظم اقبال	" نزہت جہاں	سابقہ متعلقہ مدرسہ
۹	جانے والوں سے (تقریر)	" سعیدہ ضیاء الحق	متعلمہ مولوی سال اوّل
۱۰	گلگشت مصلّی	" اختر انجم۔ رضیہ۔ نزہت۔ نعیمہ۔ تاج۔ حمیدہ بانو۔ حمیدہ نارنگ۔	" مولوی فاضل و " منشی فاضل
۱۱	نظم اردو	محترمہ معصومہ صاحبہ	" مولوی
۱۲	وداعی تقریر	" حمیدہ بانو	" منشی فاضل
۱۳	تقریر	" سر معلمہ صاحبہ جمیلہ	
۱۴	نعت رسول	" رضیہ صاحبہ	" مولوی فاضل
۱۵	تقریر وداعی و نظم فارسی	" راحت صاحبہ	" منشی فاضل
۱۶	نظم	" فرحت صاحبہ	" پنجم
۱۷	تقریر قرآنی آیات پر	" خورشید النساء صاحبہ	" مولوی سال دوم

۱۸	نظم (اردو)	محترمہ قدسیہ نسیم صاحبہ	متعلمہ مولوی سال اول و پنجم
۱۹	تقریر جمعیت وحدت والعمل	محترمہ نعیمہ ناز صاحبہ	" مولوی فاضل
۲۰	تقریر الوداعی	" اختر جہاں انجم	" منشی فاضل
۲۱	نظم (الوداعی)	" اختر و راحت	" " "
۲۲	تقسیم انعامات -		"
۲۳	کھیل -		"

روئدادِ جلسہ

اصلاح البنات اور جمعیت وحدت والعمل کی سالگرہ کا یہ شاندار جلسہ (کوٹھی) مدرسہ کے صحن میں شامیانوں کے نیچے ہونیوالا تھا۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام تھا۔ جلسہ کا افتتاح چند وجوہات کی بنا پر ساڑھے آٹھ کی بجائے صبح کے آٹھ بجے ہوا۔ صدارت کی کرسی پر محترمہ مکرمہ، ملکہ زمانی بیگم مبلا بیگم صاحبان فضل محمد خانصاحب پرنسپل اسلامیہ کالج، رونق افروز تھیں۔ حمد باری سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ دعا ختم نہ ہونے پائی تھی۔ کہ ابر رحمت چھما چھم برسنے لگا۔ مجمع میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اس میں خدا کی کوئی مصلحت پنہاں تھی۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں سر چھپانے کا ٹھکانا عطا فرمائے۔ اور ہماری مشکلات کو جلد از جلد دور کرے اب محفل اندر جمائی گئی۔ اور استانی آمنہ صاحبہ نے صدر صاحبہ سے سب کا تعارف کروایا۔ اسکے بعد محترمہ رضیہ صاحبہ نے تلاوتِ قرآن نہایت خوش الحانی سے ادا کی۔ اس کے بعد محترمہ معلمہ مجیدہ صاحبہ نے جمعیت وحدت والعمل کے متعلق تقریر فرمائی۔ اور رخصت ہونیوالی طالبات کو نہایت مشفقانہ اور محبت بھرے الفاظ میں دعائیہ کلمات اور نصائح فرمائیں جس سے سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

تقریر کے بعد رضیہ صاحبہ نے اپنی دلکش آواز میں ایک نعت سنائی جس کو سامعات نے نہایت خاموشی اور توجہ سے سنا۔ محترمہ معلمہ قمر القادری صاحبہ نے منظوم سپاسنامہ پیش کیا۔ بعدہٗ اختر جہاں نے "علم و عشق" کے عنوان سے علامہ اقبال کی ایک نظم پڑھ کر حاضرات کو خوب مسرور کیا۔ پھر سہ کی دو چھوٹی طالبات عزیزہ نصری و کنیز طالبات الصف الرابع نے اردو مکالمہ پیش کیا۔ جو ڈاکٹر اقبال اور انکے ایک ہمنشین کے درمیان خفتہ قوم کو بیدار کرنے کے متعلق ہے۔ اس کے بعد عذرا بیگم مولوی سال اول نے "ضبط و تعاون" کے عنوان سے ایک نہایت ہی پُرجوش تقریر کی جس سے اس مجلس کے دل لرز گئے اور آنکھیں بے ساختہ بھر آئیں۔ کاش ان دل سے نکلے ہوئے الفاظ کا اثر دیرپا ہو۔ اسکے بعد مولانا

عماد الدین کے فرزند ارجمند نے جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہے نہایت خوبی سے قرآن مجید کی ایک سورہ "والنجم" اور اسکے بعد ایک چھوٹی سی نظم سنائی۔ جس سے سامعات بہت محظوظ ہوئیں۔

اس کے بعد محترمہ نزہت جہاں صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات نے ڈاکٹر اقبال کی ایک نظم "کیسے کہوں کہ میرے لیے سرمایۂ حیات" اس شان سے پڑھی کہ حاضرات جھوم جھوم اٹھیں۔ کچھ تو آواز کی قدرتی دلکشی، کچھ پڑھنے کا انداز اور کچھ شعر کی خوبی۔ غرض ایک سماں بندھ گیا تھا۔ جیسے حاضرات اس نغمہ سے مست ہو گئیں۔ تو سعیدہ بیگم الحجی متعلمہ مولوی سال اوّل مائیکروفون کے سامنے آئیں اور جانے والوں سے خطاب نہایت اچھے الفاظ میں کیا۔ جس سے طالبات کے جانے کے بعد اداسی کا نقشہ کھنچ گیا۔ ان کی اچھی نصیحتیں اور خیرت بھری باتیں ہم اپنے دل میں رکھیں گے۔ اس کے بعد کنگشت معلّٰی کے نام سے ایک بیت طالبات کا نہایت پُر لطف پروگرام پیش کیا گیا جس میں منشی فاضل کی رخصت ہونے والی تینوں طالبات اور مولوی فاضل کی دو طالبات نے حصہ لیا تھا۔ اس کو حاضرات نے کافی دلچسپی سے سنا۔ خصوصاً رضیہ راحت اور زبیدہ کا حصہ۔ پھر محترمہ مصور صاحبہ نے ایک نظم پڑھی جسکا پہلا مصرع تھا ع:

ہمنشیں بگڑی ہوئی قسمت کا غم کب تلک

اس کے بعد حمیدہ بانو منشی فاضل نے اپنی فی شاندار وداعی تقریر پُر خلوص الفاظ میں پیش کی۔ ع

اب جس کے لئے مقام کے بیٹھو مری باری آئی

یعنی اب سر معلمہ صاحبہ کھڑی ہوئیں۔ اور اپنے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے جذبات کو سادہ مگر پُر درد الفاظ میں پیش کیا۔ اس کو سنکر دلوں کی جو کیفیت ہوئی۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ خود کہنے والی مجسم درد تھی۔ سوز کی ایک بولتی ہوئی تصویر جو حاضرات کو تڑپائے دیتی تھی۔ کاش قوم میں چند ایسے اور دردمند دل پیدا ہو جائیں۔ اس کے بعد رضیہ مولوی فاضل نے نہایت عمدہ انداز سے نعت سنائی۔ اسکے پھر راحت سلطانہ صاحبہ وداعی تقریر کہنے کے لئے مائکروفون کے سامنے آئیں۔ کہنے سے پہلے ہی ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ فرطِ غم سے گلا بھر آیا تھا۔ اور زبان یاری نہ کرتی تھی۔ آہ! مدرسہ کی محبت کچھ اس طرح دل میں گھر کر گئی ہے۔ کہ اسکی جدائی کا تصور ہی دل کے ٹکڑے کئے دیتا ہے۔ اور وقت ہے کہ سر پر کھڑا ہے۔ کہنے والی نے جو کچھ کہا دل سے کہا۔ اور نہ بھی کہتی تو اس کی حالت دلی جذبات کی ترجمانی کے لئے کافی تھی۔ اس کے کہنے سے محفل میں غم والم کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ اس سے پہلے راحت صاحبہ نے ایک فارسی غزل (نظیری) بہت خوبی سے پڑھکر سنائی۔ پہلا شعر تھا

دل ز قرب او مہجور نیست ؛ از نظر دور است و از دل دور نیست

راحت صاحبہ کی تقریر کے جواب میں محترمہ معلمہ آمنہ صاحبہ نے ایک ماں کے سے پُر خلوص اور شفقانہ الفاظ میں فرمایا کہ وہ ہم جانے والوں کو ہرگز نہ بھول سکیں گی۔ اور وہ ہمیں اسی طرح جدا کر رہی ہیں جس طرح ایک ماں اپنی اولاد کو رخصت کرتی ہے۔ آہ! انکے یہ الفاظ کبھی نہیں بھول سکتے جنہوں نے ہر چشم کو پُرنم کر دیا ہماری محترمہ معلمہ صاحبہ بھی آنسو پونچھتی نظر آتی تھیں۔ پھر محترمہ نعیمہ صاحبہ مولوی فاضل نے ایک نہایت جامع تقریر کی جس میں اصلاح البنات اور جمعیت وحدت العمل کے متعلق مکمل بیان تھا۔ پھر عزیزہ فرحت نے نظم سنائی۔ اسکے بعد سعیدہ صاحبہ عظمت علی نے ایک نہایت پُر لطف وداعی تقریر کی۔ ان کی پُر خلوص نصائح اور پُر درد الفاظ دل میں اتر گئے۔ اس کے بعد قدسیہ نسیمہ نے ایک نظم سنائی۔ پھر خورشید النساء صاحبہ نے قرآنی آیات پر مرتب کردہ ایک قابلانہ تقریر کی۔ اس کے بعد عائشہ نے ایک نظم تحت اللفظ پڑھ کر سنائی۔ اور پھر دوسری جماعت کے بچوں نے ایک مکالمہ بہترین طریقہ سے پیش کیا۔ عزیزہ نے اپنا پارٹ بہترین طریقہ سے ادا کیا۔ وہ یقیناً کپ کی مستحق ہیں۔ اور آئندہ میٹنگ میں ذوالفقار کپ ان ہی کو ملنا چاہیئے۔ اسکے بعد اختر جہاں نے چند وداعی کلمات اپنی اصلاح البنات اور اپنے فرائض کے بارے میں عرض کئے اور آئندہ سیکرٹری کے لئے چند ہدایات پیش کیں۔

آخر میں راحت اختر نے اپنی وداعی نظم "نالۂ فراق" کہہ کر سننے والوں کو خوب رلایا۔ اس کے بعد تقسیم انعامات ہوا۔ انعام پانے والی لڑکیوں کے نام حسب ذیل ہیں :-

۱ - زبیدہ برکت علی سارے سکول میں اسکار ریکارڈ فرسٹ رہا ہے۔ نمبر ۹۳ فیصدی حاصل کئے ہیں اور مدرسہ کا نتیجہ ۹۰ ٪ فیصدی رہا۔

۲ - قدسیہ صاحبہ ۸۷ فیصدی نمبر حاصل کرنے پر سکول میں دوم رہی ہیں

۳ - آفتاب عزیز ۸۶ فیصدی نمبر حاصل کرنے پر سوم سارے اسکول میں رہتے ہیں۔

مولوی فاضل	منشی فاضل سیکنڈ ایر	منشی فاضل فرسٹ ایر
نعیمہ خانم ناز درجہ اول	اختر جہاں - درجہ اول	خالدہ رفیقی
ماجدہ بانو درجہ دوم	راحت سلطانہ " دوم	
فہمیدہ خانم درجہ سوم	حمیدہ بانو " سوم	
مولوی سال دوم	مولوی سال اول	خصوصیہ اولیٰ
سطوت درجہ دوم	خورشید النساء درجہ اول	قدسیہ خاتون درجہ اول

رفیقہ خانم درجہ سوم

شکیلہ محمود۔ درجہ سوم

سعیدہ خاتون درجہ دوم

عذرا خاتون درجہ سوم

کلاس ششم

سلامت۔ درجہ اوّل

ثریا بشیر۔ ؍ دوم

کلاس پنجم

فخر النساء۔ درجہ اوّل

فہمیدہ اختر ؍ دوم

ممتاز جہاں ؍ سوم

کلاس چہارم

نسیم خاتون۔ درجہ اوّل

ثریا خاتون۔ ؍ دوم

فرحت جہاں۔ ؍ سوم

کلاس سوم

زبیدہ برکت علی درجہ اوّل

نبیلہ خانم ؍ سوم

کلاس دوم

ستارہ جبیں۔ درجہ دوم

رفیقہ نواب دین۔ ؍ سوم

انعامات کے بعد محفل پھر پنڈال ہیں لے جائی گئی اور کھیلوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ کھیل ہو چکنے کے بعد پھر صدر صاحبہ نے کچھ نصائح وغیرہ فرمائیں اور آخر میں اختر نے اپنے دل کا سوز اور درد ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بیان کیا اور اس کا شکستہ دل پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔ کہ اب اس پیارے مکتب کی جدائی گوارا نہیں ہو سکتی۔ آہ! اسکی بے کسی اور کسمپرسی دیکھی نہیں جاتی تھی۔ اس نے اہل جالندھر سے خطاب کر کے کہا۔ کہ اب ہم یہ کام آپ کو سونپتے ہیں۔ ہمارے مدرسہ کی عمارت کو مکمل کرنا آپ کا ذمہ ہے۔ سوز سے دل بھر آئے۔ اور استانی آمنہ صاحبہ نے پھر بھرائی ہوئی آواز میں پُر محبت الفاظ کے ذریعہ اس کا جواب دیا۔ صدر صاحبہ کا مکرر سہ کرر شکریہ ادا کیا گیا اور مجلس اس دعا پر برخاست ہوئی۔ (استانی آمنہ صاحبہ کے یہ الفاظ سنہری لکھنے کے قابل ہیں)۔ کہ ”خدایا جو اہلِ دل ہیں ان کو دولت دے اور اہلِ دولت کو دل دے“

ایک جذبہ جو اس جلسہ میں کارفرما اور جو باوجود طوفانِ ابرو باراں کے اسکی کامیابی کا حامل ہے۔ وہ تھا سوزِ دل اور خلوص! سوز و خلوص کا ایسا مکمل نظارہ شاید ہی کہیں دیکھنے میں آئے۔ آہ! یہی تو وہ چیز ہے جو دلوں کو کندن کر دیتی ہے۔ اور انسانوں کو خدا کے نزدیک کر دیتی ہے کاش ہماری کوششیں بارآور ہوں اور اسی خلوص اور خدائے پاک کے نام کی برکت سے ہمارے مدرسہ کی عمارت اسی سال کے اندر اندر تیار ہو جائے اور ہماری مشکلات کا خاتمہ ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ طالبات نے نہایت جوش اور خلوص سے اپنا اپنا کام کیا۔ اور اس چیز میں ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر ثابت ہوئی۔ کتنی خوشی کا مقام ہے کہ طالبات

نے تقریباً ایکہزار ۱۰۰۰، حاضرات نے نقد ۲۵، اور ۶۰۰ روپے کا وعدہ کیا۔ صدر صاحبہ نے مبلغ ۲۰۰ کی رقم نقد عطا فرمائی۔

اب میں اپنی کاروائی آخر کو اس دعا پر ختم کرتی ہوں کہ خدا ہماری جمعیت کے مقصد کو جلد از جلد پورا کرے، ہمارے مدرسہ اور اصلاح البنات کی دن دونی رات چوگنی ترقی دے اور خاکسار کو موقع دے کہ وہ اپنے پیارے مدرسہ کی دل و جان سے خدمت کرے۔ آمین ؛

خادمۃ البنات اختر جہاں انجم

سپاس نامۂ منظوم

بخدمت صدر محترمہ بیگم صاحبہ خان افضل محمد خاں پرنسپل اسلامیہ کالج جالندھر شہر

ہیں اشک مہ و مہر چراغ رخ لالہ ✤ یہ بادِ صبا ہے کہ نقابِ رخ لیلیٰ
دوشیزۂ گلشن کی اداؤں پہ نچھاور ✤ ہے آج دل و جاں سے قربان زلیخا
یہ حسن، یہ مستی، یہ جوانی، یہ نزاکت ✤ پہلے سے کہیں آج ہے کیوں آتش دوبالا
ہر غنچہ سحر ہونے سے پہلے ہی کھلا ہے ✤ حادثہ ہے کہ گلشن نہیں ممنون صبا کا
جھونکے یہ ہواؤں کے نہیں بلکہ چمن میں ✤ انگڑائی لئے آئی ہے دوشیزۂ صحرا
گلشن میں چراغاں ہے عروسِ چمن آئی ✤ قمری و عنادل پہ جنون طاری ہے اتنا
آپے میں سماتے نہیں عشاق کی مانند ✤ ہر گوشۂ گلشن میں ہے اک شور سا برپا
مشاطۂ گلشن نے سنوارا ہے اسے آج ✤ ہے رشک رخ حور جناں چاند سا چہرا
مستی ہے نگاہوں میں اداؤں میں فسوں ہے ✤ کس آنکھ سے دیکھیں تجھے دیکھا نہیں جاتا
آراستہ پیراستہ ہے محفل "عباس" ✤ ہے تکتکی دروازے پہ آتا ہے کوئی کیا؟
کرسیٔ صدارت بھی ہے غماز کسی کی ✤ اب مجھ پہ کھلا راز حسینانِ چمن کا
وہ بیٹی عباس، ہوا صاف کہ ایسا ✤ جھرمٹ میں ستاروں کی طرح ہے قمر آسا
پھر اس کے تعارف کی ضرورت نہیں ایسی ✤ یہ ملکۂ زمانی ہیں خواتین کا اجالا
کیوں ناز نہ ہو ہم کو کہ ہے ناز کے قابل ✤ اے قابلِ صد فخر تری ہستی والا
ہاں عرض ہے خدمت میں تری صاحبِ عزت ✤ ہے صوبۂ پنجاب کی نوجوانِ تمنا

یہ مدرسہ ہے جسمیں کہ تو نور فشاں آج ⁂ محتاج ہے یہ تیری عطا اور سخا کا

کچھ دست کرم اپنا بڑھا اسکی طرف بھی ⁂ کچھ اپنی نوازش سے نواز اسکو خدارا

یہ مدرسہ ہے عالم نسوانی کا رہبر ⁂ یہ مدرسہ اسلام کی کشتی کا کھویا

کٹتی ہے یہاں ان کے بھی زنجیر فرنگی ⁂ یہاں ہوتا ہے قرآن کی تعلیم کا چرچا

قرآن کی تعلیم سے طاغوتی قوانین ⁂ مٹ جاتے ہیں مانند نقوش کف دریا

قرآن کی تعلیم سے ماضی تھا درخشاں ⁂ محرومی قرآن سے تباہ حال ہمارا

مستقبل روشن کی ہے ضامن یہی تعلیم ⁂ پھر پیروی دین سے چمکے گا ستارا

جس قوم میں باقی نہیں تعلیم خدا کی ⁂ کرتا ہے اسی قوم سے اقبال کنارا

گرداب میں گھر جاتی ہے جب قوم کی کشتی ⁂ منجدھار میں طوفان کے ہے یہ ایک سہارا

اے خانم ذیشان ہے یہ تجھسے تمنا ⁂ روشن ہو تیری کرنوں سے یہ مدرسہ اپنا

کوشش سے تیری پایہ تکمیل کو پہنچے

یہ مدرسہ تکمیل کو تکمیل کو پہنچے

الداعیہ ظہیرہ قمر القادری

اصلاحی بہنوں سے

میری پیاری بہنو!

آپ کی یہ خادمہ آج رخصت ہونے سے پہلے چند الوداعی کلمات عرض کرنے کیلئے حاضر ہوئی ہے۔ دل تو نہیں چاہتا آپ سے جدا ہوں۔ مگر زمانے کا دستور ہی یہی ہے۔ کیا کیا جائے تو عرض یہ ہے کہ خاکسار کی سرکردگی میں آپ کی ۱۰ مجلسیں منعقد ہوئیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جس حالت میں یہ مجلس میرے سپرد کی گئی تھی۔ کیا اس میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اسکا فیصلہ تو خیر میں آپکے انصاف پر چھوڑتی ہوں۔ مگر اتنا عرض کئے دیتی ہوں۔ کہ میں نے جہاں تک ہو سکا کوشش میں کوئی اٹھا نہ رکھی۔ اس راہ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان میں سب سے مشکل سب سے بنا کر رکھنا ہے۔ مختلف اشخاص کی مختلف آراء ہوتی ہیں۔ ان سب کے مطابق کام کرنا اور سب کی خوشی کو ملحوظ رکھنا یہ سیکرٹری کے فرض میں سب سے کڑا فریضہ ہے۔ خیر میری بہنو! جہاں تک ہو سکا۔ بندی نے نبھانے کی کوشش کی۔ اگر اس معاملہ میں کسی قسم کی لغزش ہو گئی ہو تو پہلے معلمات سے دست بستہ معافی کی خواستگار ہوں۔ اور پھر اپنی بہنوں سے عرض کرتی ہوں۔ کہ اگر کبھی کسی قسم کی سختی یا درشتی کو کام میں لایا گیا ہو۔ تو خدا گواہ ہے کہ اس میں صرف جذبۂ عمل کار فرما تھا۔ پھر بھی اگر کچھ ناگوارِ خاطر ہوا۔ تو اس کو بھلا دیجئے اور ہمیشہ اپنی اس خادمہ کو جو اب بھی اپنے دل میں آپکی خدمت کا شوق رکھتی ہے دعائے خیر سے یاد فرمایا کریں گی۔

ایک چیز جو ہم میں پیدا نہ ہو سکی وہ حاضر جوابی ہے۔ بیچاری آپا خورشید بھی یہی شکوہ کیا کرتی تھیں۔ کیا کہوں! میرا رونا نہیں یہ رونا ہے سارے گلستاں کا! الغرض بہن نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ اصلاح البنات نے گنگ کو گویا کر دیا۔ مگر اس معاملہ میں نہیں، یہ دیکھ کر تو مجھے انتہائی خوشی ہوئی ہے۔ کہ ابتدا میں جو لڑکیاں باوجود ہمت افزائی کے ایک لفظ بھی ادا نہیں کر سکتی تھیں اب اپنے خیالات کو بہترین الفاظ میں اور عمدہ پیرائے میں ادا کر لیتی ہیں۔ جلسہ میں تمام لڑکیاں اتنی خوبی، بے باکی اور جوش سے بولی ہیں کہ واقعی یقین ہو گیا کہ اصلاح البنات نے کچھ کام کیا ہے۔ ان میں عذرا صاحبہ کا نام نامی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ اور سعیدہ عظمت علی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہماری نئی مقررات ہیں۔ خدا مبارک کرے اور زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ میری عزیز ترین بہنوں اپنے جانے والی بہن کی اس نصیحت کو کبھی نہ بھولیں۔ کہ ہمیشہ جو کچھ بھی کریں خلوص دل سے کریں۔ اور اپنی اصلاح البنات کی ہر میٹنگ کو اس جلسہ کی طرح نہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ بارونق اور کامیاب بنائیں گی

کوشش کریں :

آخر میں آئندہ سیکرٹری کے لیے چند مشورات ہیں۔ ان سے التجا ہے کہ پروگراموں میں پابندی کا لحاظ کریں۔ جہاں تک ممکن ہو دو روز پیشتر پروگرام لے کر مرتب کر لیا جائے۔ ہر چیز زبانی پیش کی جائے۔ کاغذ اندر سے جانا بالکل منع ہو۔ خواہ پروگرام میں کمی واقع ہو جائے۔ بہنوں سے بھی عرض ہے کہ اپنے سیکرٹری کی ہر طرح مدد کرنا اپنا فرض جانیں۔ وہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وقت پر پروگرام تیار کر کے دے دیں۔ اور پروگرام میں بار بار تبدیلی و تغیر کرنے سے [illegible] اور زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کریں۔ جو کچھ پیش کریں بہترین طریقہ سے پیش کریں۔ نعتیں مضامین کا سلسلہ منقطع نہ کیا جائے۔ بلکہ اس میں ترقی ہو۔ اور دلچسپ مباحثے تیار اور پیش کئے جائیں۔ اس طرح مجلسوں میں جان پڑ جائے گی۔ اچھا پیاری بہنو بسلام رخصت اپنی اس ناچیز کی خطائیں معاف فرمائیں اور اپنی محفلوں میں اس کو بھی دعائے خیر سے یاد فرمایا کریں۔ اسکی بھی ہمیشہ یہی دعا رہے گی۔ کہ خدا آپ کو بھی ہر صورت کامیاب کرے اور آپ اپنے مقصد کو بخوبی حاصل کر کے خوشی خوشی گھروں کو سدھاریں۔ یہ حسرت ہے کہ کاش میں آپکی کچھ اور خدمت کر سکتی۔ شاید ایسا ہو سکے! انعامات کے بعد راحت صاحبہ منشی فاضل کو ذوالفقار کپ مجسم سوز بنکر نظم پڑھنے پر ملا۔

آپکی ناچیز بہن و خادمہ اختر جہاں انجم

ضروری اطلاع ○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا، جسکے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ وی پی بھیج دیویں۔ خدارا وی پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔

منیجر

رخصت

محترمات و عزیزات!

میں ایک پُر درد دل لیے ہوئے آپ سے چند جدائی کے [illegible] کہنے کو [illegible] ہوئی ہوں۔ اگرچہ زبان یہ کہنے کو نہیں [illegible] اور دل [illegible] اپنا [illegible] [illegible] جس کی ہم نے سال بھر نہایت چین کی [illegible] ایک گوشہ میں الفت نے دل میں گھر کر لیا تھا اب اسکو بادلِ ناخواستہ الوداع کہنا پڑ رہا ہے۔ دل تو نہیں چاہتا ہے۔ کہ عمر کا بقیہ حصہ بھی یہیں گزار دوں اور یہاں کی دینی تعلیم سے جی بھر کر بہرہ ور ہولوں۔ مگر انیکی قدرت ہماری آرزو کا تابع نہیں۔

یہاں کے قرآن کریم کے بہترین درس اور علمی مجالس یہ سب ایسی چیزیں ہیں۔ کہ جنہیں کسی صورت چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا کیونکہ یہ باتیں سوائے درسگاہ کے اور کہیں نصیب نہیں ہو سکتیں یہی ایک ایسی واحد درسگاہ ہے جہاں قرآن کریم کا بہترین درس دیا جاتا ہے۔ اور دین و دنیا دونوں قسم کی تعلیم دیجاتی ہے۔ تاکہ زندگی بخوبی گزاری جاسکے۔

ہائے یہ سب باتیں یاد آیا کرینگی۔ اور انکی یاد آکر خوں کے آنسو رلایا کریگی۔ دل یہی چاہیگا کہ کاش! ایک بار پھر یہاں آنا نصیب ہو جائے۔ مگر یہ [illegible] آرزو ہمیشہ دل میں [illegible] رہ جائیگا۔ اسمیں طاقت پرواز نہ ہوگی یہاں سے جو علم حاصل کیا ہے۔ اس پر ہزاروں علم قربان۔ یہ اس درسگاہ کا احسانِ عظیم ہے جو تا دمِ زیست فراموش نہیں کیا کیا جاسکتا۔

یہ رنج و غم سب بے سود ہے کیونکہ دنیا کی ریت ہی یہی ہے۔ ایک آتا ہے۔ ایک جاتا ہے۔ آنیوالوں کی خوشی ہوتی ہے اور جانیوالوں کا غم۔ ایک خدا کی ذات باقی ہے۔ اور بس۔ انگریزی کا ایک مقولہ ہے۔
We meet depart یعنی بچھڑنے کے لئے ہم ملتے ہیں۔

خواہرانِ عزیز! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ باوجود کوشش کے میں آپکے لئے ایک اچھی بہن ثابت نہ ہوسکی۔ آپ میں سے اکثر کو میں ستایا کرتی تھی۔ جسکی تہہ دل سے معافی چاہتی ہوں۔ امید ہے آپ بھی اپنی اس ناچیز بہن کو معاف کر دینگی۔ ایک نہایت عمدہ سبق جو مجھے یہاں رہکر حاصل ہوا ہے وہ یہ ہے۔ کہ اگر کسی پر غصہ آئے۔ اور وہ بجا بھی ہو۔ تب بھی جہاں تک ہو سکے درگزر کرنا چاہئے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اکثر آپ کی نظر سے گذرا ہوگا۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ آپ سے بھی میرا یہی مشورہ ہے۔ امید ہے۔ آپ اس ناچیز مشورہ کو قبول فرمائینگی

اچھا اب خدا حافظ! مگر ایک التجا سنتے جائیے ؎

جاتے تو ہیں یہاں سے پر ہے اتنی التجا ! ہونگے نظر سے دور پر نہ کرنا من سے دور

آپ لوگ تو یہاں ملنے کی دلچسپیوں میں ہونگی مگر ہم جوان چہروں سے محروم ہونگے۔ ان باتوں کو یاد کرنے پر اکتفا کرینگے۔ ہم سے بدرجہا بہتر بہنیں آئینگی۔ مگر خدارا ان میں محو ہو کر ہم کو بھولئے گا نہیں۔ بلکہ گاہے گاہے دعائے خیر سے یاد فرمالیا کیجئے گا۔ کیونکہ ؎

یہ چمن یونہی رہیگا ۔ اور ہزاروں جانور ! اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑجائینگے

مگر بلبلانِ رفتہ کے نغمے کانوں میں گونجتے رہینگے۔

راحت سلطانہ متعلم منشی فاضل

ایک عام تنبیہ

آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرستہ الصبیات کو مدرستہ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اس کے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں۔ اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں۔ کہ یہ چندہ مدرستہ البنات کو پہنچتا ہے۔ اس لئے ہم اشتباہ کو دور کرنے کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرستہ البنات کا مدرستہ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ اس کے حسابات کی انجمن مدرستہ البنات جوابدہ ہے۔

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرستہ البنات جالندھر شہر

نالۂ فراق ...... اپنے چمنستان سے'

بچھڑ کے اپنے چمن سے بلبل نہ جانے کیسے رہا کرینگے ؛ کبھی نہ پل بھر کو یاد اسکی ہم اپنے دل سے جدا کرینگے

تھمینگے آنسو کہاں ہمارے رکیں گے آنسو بھی کسطرح سے ؛ ابھی تو مدت تلک یونہی ہم فسانۂ غم کہا کرینگے

وہ پر محبت سنہری گھڑیاں جو تیری آغوش میں گزاریں ؛ انہی کی یاد اپنی زندگی ہے کہ یاد کرکے جیا کرینگے

جدا ہوں کسطرح تجھسے اب ہم دل و جگر تھام کر کھڑے ہیں ؛ خیال آتا ہے یہ کہ تجھسے بچھڑ کے دنیا میں کیا کرینگے

شفیق و استاد، پیاری بہنیں سبھی سے ہے اب تو پیار ہمکو ؛ بسے ہیں ایسے کہ زندگی بھر ہمارے دلمیں بسا کرینگے

چلے ہیں اب بحرِ زندگی میں کٹھن ہیں راہیں کڑی ہے منزل ؛ یہاں کی بےفکریوں کا عالم جو یاد آیا تو کیا کرینگے

یہاں کی رنگین محفلیں اور کیف آور سماں سہانا ؛ ستائینگی جب بھی یاد آئیں تو اشکِ خوں ہم بہا کرینگے

لیا ہے جس سے سبق محبت کا اور حکمت کا آج ہم نے ؛ جہاں رہینگے ہم اسکی خدمت دل و جاں سے کیا کرینگے

جہاں کا دستور ہی یہی ہے، چلے تمہارا خدا حافظ ؛ فلک نے تم سے جدا کیا ہے پر تم نہ دل سے جدا کرینگے

الٰہی آباد تا قیامت رہے یہ پیارا چمن ہمارا ؛ خلوصِ باطن سے رات دن ہم یہ اسکے حق میں دعا کرینگے

فراق کی یہ اندھیری گھڑیاں بتا نہ بیتیں گی کسطرح سے ؛ اٹھیگا رہ رہ کے درد دلمیں تو اشکِ خوں ہم بہا کرینگے

کبھی نہ آئے ہوا خزاں کی ہمیشہ ہنستی رہیں بہاریں ؛ ہری بھری ڈالیوں پہ ہر روز تازہ غنچے کھلا کرینگے

تھی جن سے انجم راحتِ دل حمیدہ ہیں جنکے سب خصائل ؛ وہ اہلِ گلشن لگا کے فرقت کے داغ دلمیں رہا کرینگے

نہیں ہے اتنی بھی تاب اب تو تجھکو ہم الوداع کہدیں ؛ یہ قصۂ غم تو عمر بھر ہم کہا کرینگے سنا کریں گے

بھلا نہ دینا تو بلبلوں کو جو تیری ڈالوں پہ چہچہائیں ؛ کبھی کبھی نام کیا ہمارا بھی اہلِ گلشن لیا کرینگے

کہیں بھی چمکے کہیں بھی چمکے تمہاری یہ انجم شکستہ
نہ چین آئیگی اسکو پل بھر یونہی تڑپتے رہا کرینگے

اختر جہاں انجم ۔ منشی فاضل

الوداع

معلمات محترمات و خواہرات ذوالاقتدار!

آج کی مجلس میں ہم مال سرور و انبساط اور مسرت و حیرت کے ملے جلے جذبات لیکر شریک ہوئے ہیں۔ ہم اپنی مادر تعلیم کو مع معلمات محترمات و ہمجماعت بہنوں کے الوداع کہتے ہیں۔

خوئے دیرینہ بپاپی پہ فلک آہی گیا ؛ ہم نشینوں وقت رخصت ہم پہ بھی آہی گیا

اما بعد: جستجوئے حقیقت نجات و معرفت کا ایک جزو ہے اور اسکا حاصل سعادتمندی۔ دولت علم دولت لازوانی ہے۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت یا دولت اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ انسانی زندگی کا فرض جستجو اور تلاش ہے جسکا دوسرا نام علم۔ علم سے سعادت دارین اور زندگی جاوداں حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی سے انسان فرشتوں سے بھی بلند مرتبہ حاصل کرسکتا ہے۔ علم ایک شمع ہدایت ہے کہ زندگی میں ہمیں ہر خطرات سے بچاسکتا ہے۔ اگر تحصیل علم میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن حقیقی طالب علم اس کو علم کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتا ہے۔ کہ تحصیل علم کے بعد وہ ایک ایسی چیز حاصل کرلیتا ہے۔ جسکے زوال کا اسکو ڈر نہیں ہوتا۔ وہ حقیقی مسرت حاصل کرلیتا ہے۔ جسم کے لئے خوراک کی ضرورت ہے اور روح کیلئے علم کی۔ لہذا یہ دونوں چیزیں جسم اور روح کیلئے لازم اور ملزوم ہیں۔ لہذا تحصیل علم کیلئے کسی قسم کی قربانی سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔

چو شمع از پئے علم باید گداخت ؛ کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین لہذا اسی فرمان کے بموجب علمی شوق اس عاجزہ کو دور دست شہر سے یہاں کشاں کشاں لے آیا۔ تمام وقت درس و تدریس میں منہمک۔ بلکہ کلام الہی و احادیث نبوی کی بوئے جانفزا سے مشام جان کو طراوت تازہ پہنچانیکا شرف حاصل ہوتا تھا۔ روزانہ جب محترم آقا جی سے درس سنتے۔ تب ہمیں ایسا معلوم ہوتا کہ ہم کوئی دوسری دنیا کے رہنے والے ہیں۔ اور دل چاہتا ہے کہ دن بھر اسی طرح درس سنتے رہیں۔ اس درس کے مقابلہ میں سب علوم ہیچ معلوم ہونے لگے۔ بعد میں محترمہ معلمہ صاحبہ نے درس قرآن شروع کیا۔ لیکن ایسے وقت میں جبکہ ہماری روانگی کا وقت آن پہنچا۔ لیکن اس نے ہم میں ایک نئی روح پھونک دی۔ جس سے تعلیم قرآنی کا پرجوش جذبہ دل میں پیدا ہوگیا۔ اور اسکے تحصیل کا مکمل ارادہ کرلیا، خدا میرے اس ارادہ ترقی عطا کرے۔ اور توفیق دے۔ کہ اسکو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکوں

آمین۔ یہ قرآنی مجلس اور محترم آقاجی اور معلمہ صاحبہ کی محبت وشفقت اور روح پرور نصیحتیں کبھی نہیں بھولیں گی۔

کہتے ہیں جیسے روح ویسے فرشتے ہوتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں ہم کو ایک بہترین معلمہ یعنی آنسہ قمر صاحبہ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ ہم اس پر جتنا بھی فخر کریں کم اور خدا کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے کورس کی کتابوں کا ختم کروانا تو ہر استانی کا فرض ہوتا ہے اور وہ کسی طرح ختم ہو ہی جاتا ہے لیکن آپ نے جس محبت وشفقت اور خلوص کے ساتھ ہمیں مدد دی۔ اسکا شکریہ ادا کرنے سے ہم قاصر ہیں۔ جماعت کے بعد بھی دارالاقامہ میں ہمیں ہمیشہ اپنی غلطیوں سے آگاہ کرتے رہنا اور ہر وقت اپنی نصیحت آمیز گفتگو سے ہدایتیں کرتے رہنا آپکی محبت اور خلوص کا سچا ثبوت ہے اسکے عوض ہم یہی کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین!

طالب علم کی زندگی بھی کتنی پاکیزہ اور دلچسپ ہوتی ہے؟ یہ زمانہ زندگی میں ہمیشہ یاد رہیگا۔ وہ مجلس وہ مذاق، وہ تمسخر اور ہمیشہ گفتگو کے ظریفانہ سبب کیا تھا؟ ایک جنت کا سماں! جب کبھی یہ پیارا مدرسہ اور اسکی پاکیزہ زندگی یاد آئیگی تو آنسو بہائے بغیر یاد کریں گے [illegible] ہمارے پیارے مدرسہ کے ساتھ ہمارا رشتہ کوئی معمولی رشتہ نہیں ہے۔ یہ روحانی رشتہ ہے۔ اور انشاء اللہ تادم مرگ قائم رہیگا۔ [illegible] زندگی کی دشواریوں کو آسانی سے طے کرنے [illegible] زندگی [illegible]

آہ! [illegible] مطلب!

مکتب کے فارغ التحصیل طالبات کو چاہئے کہ اپنی [illegible] تعلیم [illegible] اپنی خدمت سے فراموش نہ کریں اسکی خدمت دامے درمے قدمے سخنے جس طرح ہو سکے کریں، اور اپنا حق وفاداری ادا کریں۔ کہ یہ چمنستان علم سدا بہار پھولوں سے سرسبز وشاداب [illegible] رکھے آمین۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!!!

معلمات محترمات اور بہنوں کی خدمت میں [illegible] ان میں عاجزہ سے کوئی غلطی یا گستاخی ہوگئی ہو تو معافی کی خواستگار ہوں۔

اگرچہ جمعیت خدمت والعمل کے متعلق [illegible] انشاء اللہ [illegible] کے لئے کوشش کرکے حقیرہ اپنا حق ادا کریگی۔ خدا مجھے نیک کاموں کی توفیق دے اور تمام مسلمانوں کو بھی کہ وہ ایسے کاموں میں شریک ہو کر سعادت دارین حاصل کریں آمین! اللّٰھم احسن عاقبتنا

وَنَجِّنَا مِنْ شَرِّ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؎

حمیدہ بانو شمع - منشی فاضل

ضبط و تعاون

معزز حاضرات میری تقریر کا عنوان ہے ضبط و تعاون -

ہر محکمہ کی کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ اسکے قواعد و قوانین پر مناسب طریقہ پہ پابندی کیجائے محکمہ کا ہر شخص اپنے امور متعلقہ کو توجہ اور کوشش سے سرانجام دے۔ کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے امور کی انجام دہی میں خلل واقع ہو۔ اور اپنے افسران کے احکام کی بخوشی تعمیل کرے۔ یہی ضبط ہے اور اسی کو ہی ضبط کہتے ہیں -

اب آیا تعاون - تعاون کے معنی آپس میں اعانت اور مدد کے ہیں۔ ضبط اور تعاون کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اور ایسا تعلق ہے جسطرح روح اور جسم کا۔ اگر جسم بیمار ہو جائے۔ تو روح کسی کام کی نہیں۔ اگر روح کو کوئی تکلیف پہنچے تو جسم بیکار۔ بعینہ ایں حال ضبط و تعاون کا ہے اگر ان میں سے ایک نہ ہو۔ اور یہ ایک دوسرے کی مدد نہ کریں۔ تو دنیا میں کوئی سوسائٹی کوئی انجمن کوئی مدرسہ اور کوئی حکومت کامیاب و کامراں نہ ہوگی۔ دنیا کا اتنا بڑا کارخانہ محض ضبط و اعانت پہ ہے۔ جیسے اقبال صاحب نے فرمایا ہے ؎

ہیں ضبطِ باہمی سے قائم نظام سارے ؎ پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں

اگر ضبط و تعاون دونوں پہلو بہ پہلو اپنا اپنا کام نہ کریں۔ تو دنیا کا شیرازہ ایک پل میں بکھر کر رہجائے ملک اجڑ جائیں، حکومتیں تباہ ہو جائیں۔ لوگ بے خانماں و برباد ہو کر در بدر کی ٹھوکریں کھاتے پھریں۔ آج وہ جرمنی کدھر گیا۔ جو کبھی تمام دنیا پہ حکومت کرنیکے خیال میں مست ہاتھی کی طرح جھومتا جھامتا بے تحاشا آگے بڑھ رہا تھا۔ جاپان کیوں تباہ ہو گیا۔ ملک یورپ میں کیوں ابتری پھیل گئی۔ یہ سبھی کچھ اسی لئے ہوا تھا۔ اگر ان حکومتوں میں ضبط تھا تو تعاون نہیں۔ اگر تعاون تھا تو ضبط نہیں -

دنیا میں ایک ہستی ایک شخصیت ایک دماغ کچھ کام نہیں کر سکتا۔ وہ لوگوں کی فلاح و بہبودی کے لئے اتنے بہترین سے بہترین اصول اور طریقے نہیں سوچ سکتا۔ جتنے سب ملکر! اپنے مدرسے کی طرف (نگاہ) نظر کر لیجئے۔ پہلے یہ کیا تھا۔ اب یہ کیا ہو گیا؟ آج سے چند سال پیشتر اسکے حالات

پہلے تھے کتنی طالبات تعلیم حاصل کر رہی تھیں (اور اب کیا ہوگیا ہے) اور اب کتنی ترقی حاصل ہوئی ہے۔ یہ سبھی کچھ آپ مجھ سے بھی بہتر جانتی ہیں محترمہ ہیڈ مسٹرس صاحبہ اور تمام کارکنانِ مدرسہ کی محنت و کاوش کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ جسکا آج آپ کو اور ہمیں شرف حاصل ہوا ہے۔ آپکو اسلئے کہ آپ اپنے گھر کے ضروری لوازمات چھوڑ چھاڑ کر وابستۂ المدرسہ کی دعوت دینے پر ہماری محنت۔ ہمت اور حوصلے کی داد دینے اور ہمارے خیالات اور جذبات کا جائزہ لینے تشریف لائی ہیں۔ انہی معلمات و محترمات کی محنت اور تعاون کا یہ نتیجہ ہے۔ جو کہ آپکے سامنے میری بہنیں اپنے ٹوٹے پھوٹے خیالات اور اظہار کو عملی جامہ پہنا کر کچھ تو پیش کر چکی ہیں۔ اور کچھ کریں گی۔

ہاں تو اس پیارے مدرسے کی ترقی کا انحصار بھی ضبط اور تعاون پر ہے جس سے آج یہ اتنے عروج پر پہنچا ہے۔ لیکن یہ عروج کوئی عروج نہیں۔ کہ اسی میں اپنے آپ کو چھوڑ کر آگے قدم نہ بڑھایا جائے نہیں۔ بلکہ ہمیں ابھی بہت زیادہ اعانت کی ضرورت ہے۔ اعانت کس کی۔ کسی ہندو کی نہیں، کسی سکھ کی نہیں کسی عیسائی کی نہیں۔ کسی غیر مذہب والوں کی نہیں۔ بلکہ ہمیں مسلمانوں کی مدد کی ضرورت ہے، کون سے مسلمانوں اور کن مسلمانوں کی۔ وہ جو عیش و طرب کی گرم محفلوں میں پڑے اپنے ہوش و خرد کو کھوئے اپنے دین و ایمان کو بیچے اوندھے منہ پڑے اونگھ رہے ہیں۔ کیوں اونگھ رہے ہیں یہ انکی بدقسمتی اور بدبختی ہے۔ ایسے مسلمانوں کی مدد کی ضرورت ہے، جو اپنی دولت کو یونہی برباد فضولیات میں پانی کیطرح بہا رہے ہیں۔ مسلمانوں ہوش کی دوا کرو۔ سنبھلو، ابھرو ترقی میں قدم رکھو۔ اور بڑھتے چلے جاؤ۔ خدا کو جا کر کیا جواب دوگے۔ تمہاری توجہ کی، اور تمہاری دولت کی اس مدرسے کو سخت ضرورت ہے آجکل ہمارا وقت کسطرح گذر رہا ہے۔ آپ سے یہ بات مخفی نہیں۔ کہ سکول کی عمارت ایک کرائے کی عمارت ہے۔ یہ چھوٹی سی عمارت اتنے زیادہ طالبات کیلئے ایک خیمے کا کام دے رہی ہے۔ اور ہماری حالت ان بدوؤں کی طرح ہے۔ جنکا نہ گھر ہوتا ہے نہ گھاٹ۔ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ آج یہاں کل وہاں۔ دھوپ کی گرمی اور بادِ سموم کے جھونکے موسم سرما کی سرد اور سن کر دینے والی ہواؤں سے محفوظ رہنے کیلئے خیمے گاڑے۔ مگر بے سود، دائیں بائیں ان آفتوں سے نہ بچ سکے۔ یہی حال ہم لوگوں کا ہے بند اور تنگ کمروں سے نکل کر صحن میں بیٹھے۔ مگر دھوپ نے پیچھا نہ چھوڑا۔ ہوا چلی تو گرد و غبار اڑ کر منہ میں اس طرح پڑی۔ جیسے کوئی بدنصیب مزدور اپنے کام سے فارغ ہو کر گرد و غبار میں اٹا ہوا شام کو گھر واپس آتا ہے۔

اب بتائیں کیا وہ مسلمان، جو خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں۔ کیا انکی بچیاں یہاں تعلیم حاصل

نہیں کر رہیں، کیا وہ اس چشمے کے میٹھے و خوشگوار پانی سے سیراب نہیں ہو رہیں۔ کیا انکی روحانی ترقی میں اضافہ نہیں ہو رہا۔ مگر نہیں جتنا ہم چاہتے ہیں۔ جتنی ہماری خواہش ہے۔ اتنی انکی روح کی پرورش نہیں ہو رہی۔ یہ پرورش ایک ادھوری پرورش ہے۔ انکی صحت پر بھی اچھا اثر نہیں پڑ رہا۔ کیوں! اصلی وجہ یہ ہے۔ کہ مثال کے طور پر کسی ملک کی آب وہوا اور پیداوار اچھی اور خوشگوار ہوگی۔ تو اس ملک کے باشندے طاقتور۔ قابل، ہوشیار اور ذہین ہونگے کیونکہ انکی ترقی اور [illegible] کا انحصار آب وہوا اور پیداوار پر ہوگا۔ اسی طرح اگر ہمارے پاس ایک کشادہ اور وسیع عمارت ہوگی [illegible] کا سامان مہیا ہوگا۔ تعلیمی کام کے ساتھ ساتھ آرام و راحت کا بھی پورا پورا خیال [illegible] کا تو پھر دیکھیں گے کہ کسطرح یہ مدرسہ عروج کے زینے پر پہنچتا ہے۔

یہ سبھی کچھ بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اگر تمام مسلمان بھائی اور بہنیں اپنی [illegible] اسطرف کریں۔ ایک دوسرے کا تعاون کریں اور اسکی ہر حاجت کو پورا کریں یہ [illegible] جسکا اجر اللہ کے پاس ہے۔ انکا روپیہ ضائع نہ ہوگا۔ بلکہ اس کا اجر انہیں اللہ تعالیٰ حشر کے دن کئی گنا دیگا۔ اور جب تک یہ مدرسہ قائم رہیگا۔ اسکا ثواب انہیں ملتا رہیگا ہاں تو میرے ان چند ٹوٹے پھوٹے خیالات اور اس دلی جذبات کو للہ فضول بک بک نہ سمجھیں۔ بلکہ اس پر عمل پیرا ہو کر اپنے آپ کو ثواب اور نیکی کا موقع بخشیں۔ ان جانیوالی اور رہنے والی بہنوں سے بھی التماس ہے کہ وہ اپنے فریضہ اعانتِ مدرسہ اور اپنی جمعیت وحدت والعمل کی ترقی کو ہرگز ہرگز نہ بھولیں ÷

عذرا ۔ الصف السابع

جانے والوں سے خطاب!

حاضراتِ محترمات میری مخاطب اسوقت تمام حاضراتِ مجلس ہیں۔ مگر زیادہ تر خطاب ان خواتین کیطرف ہے۔ جو کچھ وقت کے بعد ہی ہم سے جدا ہونیوالی ہیں۔ میرا موضوعِ کلام جانے والوں سے خطاب ہے اسکا اشارہ ان بہنوں کیطرف ہے۔ جو اس سال امتحاناتِ فارسی۔ عربی۔ اردو سے فارغ ہو کر قریب ہی اس مدرسہ کو اور ہم سب کو خیر باد کہہ کر رخصت ہو رہی ہیں۔ آجکی میٹنگ بھی ایک نئی نوعیت کی ہے یہ الوداعی [illegible] ہے۔ اسی خیال نے مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے جذبات کا اظہار کروں۔ اور میرے یہ جذبات سچے ہیں۔ مجھے [illegible] کہ میں اپنے جذبات کا اظہار کر سکوں۔ جو مجھ پر اس وقت طاری ہیں۔ آپکے جانیکا غم اتنا [illegible] [illegible] دل سے ہی دل پر حسرت و یاس کے بادل چھا جاتے ہیں۔ آہ! کس دل سے الوداع

کر رہی ہیں۔ میری حالت اسوقت اس جوہری کی سی ہے جو اپنے قیمتی موتی گم ہو جانے پر پریشان و متفکر ہوتا ہے
کیونکہ وہ اسکو جان سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔ میری پیاری بہنو! آپ بھی اپنی خوبیوں کی وجہ سے
میرے نزدیک ایسی ہی عزیز ہیں۔ اگرچہ دل نہیں چاہتا ہے مگر مجبوراً وداع کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکو
کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ہماری ان بہنوں میں بعض تو تھوڑے ہی عرصہ کی طالبات ہیں اور
بعض بہت پرانی طالبات ہیں۔ جو بورڈنگ میں ہیں۔ ان میں بعض نزدیک کے شہروں سے آئی ہوئی
تھیں اور بعض بہت دور دراز کا سفر طے کر کے آئیں، اس درسگاہ کی کشش تھی جو ہم کو اتنی دور سے
یہاں کھینچ لائی۔ اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑا۔ آرام و راحت کو کھویا۔ مگر ایسی دولت کی خاطر جسکے سامنے
یہ تکلیفیں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔ کونسی وہ دولت۔ علم۔ بورڈنگ کی زندگی بڑی پُر لطف
زندگی رہی۔ یہاں کی اور گھر کی زندگی میں بڑا فرق ہے۔ یہاں آکر ایک خاص قسم کی زندگی اختیار کی۔
اجتماعی زندگی میں شامل ہوئے۔ نئی نئی لڑکیوں سے ملاقات، خیالات و عادات میں فرق۔ مگر
سب کا مل جل کر کام کرنا سیکھا۔ کچھ پابندیاں بھی عائد ہوئیں۔ ہر کام کا وقت مقرر ہے بس
[illegible] گھنٹی بجی [illegible] تیار ہو گئے، وقت پر اٹھنا، وقت پر سونا! اگر نماز کی گھنٹی بجی ہے۔ تو وضو کیلئے
[illegible] اور اگر کھانے کی گھنٹی بجی ہے تو میزوں پر جمع ہیں اور سونے کی ہے تو بستروں پر
[illegible] اور کھانا [illegible] سے ایسا تعلق ہو گیا ہے
[illegible] یہ انسانی فطرت ہے کہ جہاں وہ رہتا ہے یا جن لوگوں میں رہتا ہے
[illegible] ہو جاتا ہے۔ تو یہی حال ہمارا ہے۔ کیا یہ زندگی پھر لوٹ کر آئیگی کبھی نہیں
گو آپ [illegible] جا رہی ہیں۔ جسکی آپ مدت سے منتظر تھیں۔ اور آپکو خوشی بھی ہونی چاہیئے مگر اپنے
پیارے [illegible] کو چھوڑتے ہوئے اور شفیق اساتذہ اور ہم جماعت بہنوں سے علیحدہ ہوتے ہوئے جو اثر
آپکے دلوں پر ہوگا اسکا صحیح احساس آپ ہی کر سکتی ہیں۔ اسکا اندازہ آپ پر ہویدا ہوگا۔ معلوم نہیں پھر
ملنا ہو یا نہ ہو کیونکہ آپ میں سے کوئی کہیں جانیوالی ہے اور دوسری کہیں۔ سب کا راستہ مختلف ہوگا لہذا ایسا
تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ کوئی آتا ہے اور کوئی جاتا ہے یہی تانتا لگا ہوا ہے یہی حال اس دنیا کا ہے۔ جیسا
یہ مدرسہ امتحان کی جگہ ہے۔ ایسے ہی یہ دنیا بھی امتحان کی جگہ ہے۔ ہم یہاں آکر اپنی عاقبت کی زندگی
کی تیاری کرتے ہیں۔ اب ہم میں سے کوئی پہلے جانیوالا ہے اور کوئی بعد میں۔ وہاں جا کر اپنے اعمال کے نتائج
سے آگاہ ہونگے۔ ہمیں اس بات سے خوشی ہے۔ کہ ہماری یہ بہنیں جس مقصد کیلئے آئی تھیں۔ اسکو
پورا کر کے جا رہی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی ان بہنوں کی اچھی باتوں کی تقلید کریں اور انکی

جیسی کہ بیان کیا جا رہا ہے کہ آپ بہنیں جسمانی لحاظ سے ہم سے دور ہو رہی ہیں مگر روحانی تعلق ہمیشہ قائم رہنا چاہئیے علم ہی ایسا ذریعہ ہے جسکے ذریعہ سے ہم اپنا تعلق آپ سے وابستہ رکھ سکتے ہیں یہ تعلق استوار سلسلہ کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ اگر آپ اپنے حق کو پہچانیں اور اس مدرسہ سے تعلق رکھنا چاہیں۔ تو بہت اچھی طرح سے وابستگی رہ سکتی ہیں یہاں سے جانے کے بعد آپکا فرض ہوگا کہ اپنے مدرسہ کو یاد رکھیں اور اس کو کامیاب بنانیکی کوشش کریں۔ بہنوں کو اسکی طرف متوجہ کریں کہ سب سے بہترین ذریعہ یہ ہے کہ آپ میں سے ہر ایک یہاں کی طالبہ ہونیکی حیثیت سے ایک بہترین نمونہ پیش کیجئے۔ جو کچھ آپ یہاں سے حاصل کر کے جا رہی ہیں اسکو دوسروں کے سامنے عملی طور سے پیش کیجئے۔ جو کچھ سیکھا اسکا اظہار قرآن مجید اور حدیث کے مطابق ہو۔ جو کچھ پڑھا ہے اسکو اپنے یا ر… لیجئے علم کا مقصد جو ہم نے سمجھ رکھا ہے یعنی وہ کتابوں اور امتحان کے پرچوں تک محدود ہے اسکے بعد بالکل بھول جاتے ہیں نہیں بلکہ وہ زندگی کا جزو بن جائے، قرآن مجید کو اپنا نصب العین بنا لیجئے۔ وہ آپکی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں مددگار رہے گا۔ وہی آپکا دنیا و آخرت کا مونس و غمخوار ہوگا۔ یہاں سے جانیکے بعد اسکے مطالعہ کو جاری رہیں اور اس میں غور و خوض کریں، نماز کی نہایت پابند رہیں۔ اسکو کبھی نہ چھوڑیں، اسکا آپکو ایسا عادی ہونا چاہئیے کہ یہاں سے جانیکے بعد آپکے کانوں کو ایسا محسوس ہو گویا گھنٹی کی آواز نماز کیلئے بلا رہی ہے، آپکا ہر عمل مذہبی رنگ رکھتا ہو۔ خیالات پاکیزہ ہوں، عقائد درست ہوں، پردہ کے متعلق آپکے دماغ میں صحیح تصور ہو اور اس پر ہمیشہ پابند رہیں۔ آپکی ہر عادت پسندیدہ ہو۔ چھوٹی چھوٹی عادتیں ہیں جنکا ہم خیال بھی نہیں کرتے، یہی بعد میں زندگی کے اچھے یا برے انجام پر منحصر ہوتی ہیں۔ اٹھنا، بیٹھنا، رہنا سہنا لوگوں سے میل ملاقات ان سب کا آپکو خیال رکھنا ہوگا خوش خلقی کو اپنا شیوہ بنائیں۔ اخلاق و عادات اتنے بلند ہوں کہ دوسرے لوگوں پر اچھا اثر پڑ سکے ہر ایک آپکا گرویدہ ہو جائے ان پر واضح ہو جائے کہ آپ مدرسۃ البنات کی طالبات ہونیکی وجہ سے ایک خاص خصوصیت رکھتی ہیں۔ سب سے پہلے آپکے گھر والے ہونگے۔ جنہوں نے آپکو یہاں پر تعلیم کے لئے بھیجا۔ وہ دیکھیں گے کہ آپ میں کیا تبدیلی واقع ہوتی ہے، کیا خیالات و عادات ہیں اور کیسی لیاقت ہے۔ اسکے بعد دوسرے لوگ ہونگے۔ دنیا آپکو یہاں کی طالبات ہونیکی حیثیت سے آپکی ہر بات کو مدنظر رکھیگی۔ اسلئے آپکو چاہئیے کہ جو آپ نے سیکھا تھا یا سیکھا ہے اور اس پر عمل نہیں کیا تو اپنے مدرسہ کی لاج رکھتے ہوئے فوراً عمل پیرا ہو جائیے تاکہ کسی کو انگلی اٹھانیکا موقع نہ ملے۔ آپکے پاس جو علم ہے اسکو وسیع کیجئے اور اس چشمہ سے دوسروں کو بھی سیراب کریں کیونکہ اگر آپ نے اس چشمہ سے دوسروں کو سیراب نہ کیا تو آپکے علم میں

برکت نہیں رہیگی کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ما آتی اللہ عالیٰ
میں آپکی توجہ کو پھر اس مدرسہ کیطرف مبذول کراتی ہوں کہ آپ اپنے مدرسہ کو نہ بھولیں اور اس کو کامیاب
بنانے میں کوشاں رہیں اس کی مالی امداد کیجئے آپکو اپنی بنا کردہ جمعیت الحسنات والعمل کو ترقی اور
کامیاب بنانے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ یہ آپ کا ہی لگایا ہوا پودا ہے۔ آپکا ہی بویا ہوا بیج ہے
اگر کسان یا مالی اپنی کھیتی یا پودے سے بے پرواہی اختیار کرے گا تو کیا وہ بار آور ہوسکتا ہے کبھی نہیں لہذا
میری پیاری بہنوں آپکو اس کے ممبر بنانے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ اسکے اغراض و مقاصد ایسے
حسن اور موثر طریقے سے لوگوں پر ظاہر کریں کہ وہ آپکے پاس سے ممبر بنکے ہی اٹھیں۔ چندہ جمع کیجئے
جس سے آپ کا نام روشن ہوگا۔ اہل مدرسہ کی نظروں میں بھی وقعت ہوگی۔ دوسری طالبات کو اس طریق
پر اٹھانے کا یہ بہترین ذریعہ ہوگا وہ بھی کوشش کریگی کہ جس طرح انکا نام عزت سے یاد کیا جاتا ہے
اسی طرح سے ہمارا بھی یہ عمل ہمارے لئے بلند ہونیکا ذریعہ ہوگا۔ اور ہماری آنے والی بہنوں کی نظروں
میں عزت ہوگی۔ جلسوں کے موقعوں پر آئیے تاکہ آپ خود یہاں کی حالت دیکھ سکیں کہ اس نے کہاں تک
ترقی کی ہے۔ مسلمہ رسالہ جو اس ادارے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپکو یہاں کے حالات
سے آگاہی ہوتی رہے گی اور آپکی دلچسپی وابستہ رہے گی۔ اسلئے خود بھی اسکی خریدار بنیں اور دوسری
متعلقہ بہنوں اور اپنے اعزا و اقارب کو اس کا خریدار بنائیے۔ اب میری دلی دعا ہے کہ آپ اس جیسے
ہزاروں امتحانوں میں حصہ لیں اور کامیاب ہوں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کریں اور پھلیں پھولیں
اور اس دنیا میں خوب نام روشن ہو۔ جاؤ تمہارا خدا حافظ و ناظر ہے۔

سعیدہ گنگوہی۔ الصف السابع

کرتا دھر نات [illegible] [illegible] کا [illegible] دیکھنے کا شوق تھا چنانچہ اس نے مختلف موقعوں پر خود جلاد کا فرض ادا
کیا [illegible] [illegible] کے [illegible] کے بعد کچھ سپاہیوں نے اسکی نافرمانی کی جس پر اسنے انہیں موت کی سزا دی اور پھر خود
ہی [illegible] انکو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا۔ وہ مریضوں کو خود کوڑے لگانے کا عادی تھا جہاز سازی کا بھی شوق
[illegible] تھا اسکے علاوہ وہ جراحی کا بھی کام کرتا رہتا تھا۔ عضو کاٹتا خون نکالتا اور دانت اکھاڑ دیتا تھا۔
اس غرض کیلئے جیب میں جراحی اور ریاضی کے اوزار رکھا کرتا تھا۔ اسکے شوقوں کا پتہ ان یادگاروں
سے چلتا ہے جو لینن گراڈ کے عجائب خانہ میں محفوظ رکھے گئے ہیں۔

جاپان کی تبدیلی:- جاپان ترقی کرتے کرتے مہذب ملکوں میں شمار ہونے لگا تھا اسکی طاقت سے
یورپ والے [illegible] ڈرنے بھی لگے تھے لیکن اس لڑائی میں اسکی نادانی اور بہادری کا پول کھل گیا۔ اس ملک
میں [illegible] ۲ ہزار برس تک [illegible] لباس کے کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ لباس مشرقی سے مغربی [illegible] ہو گیا۔
[illegible] لوں پر اسکا برا اثر پڑا کیونکہ انکی بنیاد [illegible] چین میں مردانہ اور زنانہ لباس تیرھویں صدی سے یکساں ہی
چلا آرہا ہے [illegible] امریکہ کے زیر نگیں ہوکے بالکل بدل جائیگا۔ امریکہ نے نئی زندگی بسر کرنا سکھایا ہے ہیں۔
[illegible] اور [illegible]:- [illegible] ۱۲ ستمبر ۱۹۴۳ء کو مالٹا میں اٹلی سے بھاگ کے چلا آیا اور وہاں
[illegible] [illegible] [illegible] ارسنت انجام دیں ۲۷ ہزار ۵۰ ہر درجہ کے ملاح ان خدمات میں مارے گئے۔ [illegible]
[illegible] دو [illegible] جہاز ۱۰ ، ۷۲ تارپیڈو کشتیاں شامل ہیں۔

امریکہ میں [illegible] تک ۹۲۰۰۰ اور ۱۹۴۰ء تک ۲۶۴۰۰۰ طلاقیں ہوئیں۔ اس سال نو ہزار
شادیوں میں [illegible] طلاق پر ختم ہوئیں۔

[illegible] کے گھر طیار ہونے لگے ہیں پہلے انکے الگ الگ حصے بنائے جاتے ہیں۔ انکو جوڑنے میں دو گھنٹے
سے زیادہ نہیں لگتے۔ مکان کا ایک حصہ جڑ جانیکے بعد [illegible] کے اصل مکان سے جا ملاتے ہیں
یہ مکانات [illegible] کے پاس [illegible] فورڈ میں طیار کیے جاتے ہیں۔

امریکہ میں ایک عورت اپنے بھتیجے کی بینائی جاتے رہنے سے اسقدر متاثر ہوئی کہ اسنے وصیت کی کہ اسکے
مرنے پر اسکی آنکھیں [illegible] کی نذر کی جائیں تاکہ ان سے کسی اندھے کو بینا ہوسکے وہ ۵۹
برس کی عمر میں مر گئی۔ [illegible] زیادہ عرصہ میں اسکی آنکھیں نکال کے دو دن بعد ایک پیدائشی
[illegible] اندھے بچہ کے سی دی گئیں۔ بچہ کو ایک آنکھ سے نظر آنے لگا ہے۔

سُگھڑ سہیلی

(نوشتہ خانصاحب محمد ظفر ایم اے ایل ایل بی)

غسل کے فوائد:- جسم کو پانی اور ہوا سے غسل دیا جا سکتا ہے دونوں قسم کے غسل صحت و خوبصورتی کیلئے ضروری ہیں۔ تازہ ہوا صحت کے لئے بہترین قوت بخش دوا ہے۔ جب موسم معمولی اور عمدہ ہوا اور اس میں کسی قسم کی تیزی نہ ہو تو کسی کھلی کھڑکی کے قریب جسم کا جس قدر حصہ ممکن ہو کھلا رکھ کر کچھ دیر لیٹ جانا فائدہ بخش ہے۔ اس وقت ہلکی سانس لینے کی ورزشیں بھی کی جائیں۔ اگر ہوا صاف ستھری [illegible] ہے آپ اس کا طاقت بخش اثر محسوس کر کے بہت خوش ہونگے۔ البتہ احتیاط اسکی ضروری کی جائے کہ سردی سرایت نہ کر جائے جس سے زکام ہو جائے۔

پانی کا غسل اپنی جگہ پر بہت فائدہ مند ہے۔ بارش کے پانی سے نہانا جسم کو خوبصورت بناتا ہے مگر یہ چیز شہروں میں ملنی مشکل ہے۔ اس لئے وہاں مقامی پانی سے ہی کام لینا پڑتا ہے۔ لوٹے میں گرم پانی بھر لیں اور ایک تھیلیہ میں بھوسی بھر لیں۔ لوٹے سے اس پر دھار ڈالیں حتٰی کہ نہانے کا سارا پانی دودھیا ہو جائے۔ پھر آپ کچھ کولون ملا دیں۔ معمولی طریقہ سے اس پانی سے نہائیں آخر میں جو برداشت کر سکیں ٹھنڈے پانی کی پھوار جسم پر ڈالیں ورنہ ٹھنڈے پانی کا سپنج جسم پر پھیر دیں۔ بھوسی کی بجائے مساوی مقدار میں تھائم Thyme ٹینسی Tansy مرزنجوش Verbena ورینہ اور Rosemary روزمیری۔ Marjaram Dizam Violata ڈیون وائلٹس ملاکے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ اس مرکب میں [illegible] کی ذراسی خوشبو ملائی جا سکتی ہے اس مرکب کو ململ کی تھیلیہ میں بھر دیں گرم پانی میں ڈبو کے سپنج کیطرح بدن پر ملیں۔

غسل کے نمک:- اچھی قسم کا دھونے کا سوڈا دو تین پونڈ لیں اور اسے اسطرح پیسیں کہ ڈلیاں سب کچلی جائیں۔ پھر چھان لیں اور سوڈے کی قلموں اور ریزوں کو علیحدہ کریں۔ باریک سفوف دھونے کے کام میں لائیں۔ کیونکہ یہ غسل کے نمک میں کام نہیں آسکتا۔ سوڈے کی قلمیں اور ریزے اخبار کی کئی تہیں کر کے اس پر رکھیں اور گرم تندور میں رکھدیں۔ انہیں وقتاً فوقتاً الٹتے پلٹتے رہیں۔ جب وہ گرم اور خشک ہو جائیں کسی پیالہ میں ڈالدیں۔ اور ان پر کسی خوشبو کی روح [illegible] دیں

مثلاً ایسنس آف لونڈر ڈال کے خوب ملائیں خوشبو سونگھ کر تیلوں اور ریزوں کی ایک پونڈ مقدار کے مقابلہ میں چوتھائی پونڈ ہونی چاہیئے۔ فوراً ہی اسے کسی چوڑے منہ کی بوتل میں [illegible] ڈاٹ شیشہ کی پیچدار ہو یا ہوا سے محفوظ رکھنے والے ٹین کے ڈبہ میں بند کر دیں۔

پیچ کا :۔ اگر پیچ نہ کھلے تو ڈاٹ کے سرے پر دو تین خاصی چوٹیں لگائیں یا چمٹہ گرم کر کے اسے گرمی پہنچائیں یا اس پر تھوڑا سا تیل ڈال کے ذرا انتظار کریں۔

اگر پیچ اس نسبت سے نہیں کہ کافی عرصہ کے بعد کھولا جائے تو اس پر چربی۔ صابن یا کوئی چکنائی ملیں اور کس دیں۔ اس طریقہ سے پیچوں میں زنگ نہ آئیگا اور جب کھولنا چاہینگے آسانی سے باہر آ جائے گا۔

زنگ کے دھبہ پر لیموں کا رس لگائیں اور دھوپ میں رکھ دیں تاکہ سوکھ جائے۔ جب خشک ہو جائے تو حسب معمول دھو لیں۔ دھبہ جاتا رہیگا اور کپڑے کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچیگا۔

اللہ کو قرضِ حسنہ

اظہارِ تشکر و ممنونیت

مندرجہ ذیل عطاات گرامی موصولہ بماہ مئی ۱۹۴۶ء کا بصمیم قلب ہدیۂ تشکر و ممنونیت پیش کرتے ہیں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

(۱)	جناب ملک باغ علی صاحب رمی کنٹریکٹر سکندر آباد اصور [illegible] ادیتیم و نادار طالبات	150/-/-
(۲)	محترمہ بیگم صاحبہ جناب اکبر حسین صاحب نامہ نگار برائے امداد مدرسہ	150/-/-
(۳)	جناب مخفی الاسم ۔ بذریعہ رسید 1076 بمد زکوٰۃ	200/-/-
(۴)	" چوہدری عبد الکریم صاحب ضلعدار کا جوانی "	50/-/-
(۵)	" پیر شیخ محمد شاہ صاحب بہاولنگر بتوسط حکیم برقی صاحب "	100/-/-

محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ اہلیہ میجر غلام رسول صاحب احمد پور شرقیہ اجرائے وظیفہ 5/- ماہوار برائے نادار طالبہ ششماہی 30/-/-

عطیات ماہ مئی ۱۹۴۶ء

چوہدری عبدالرشید خاں صاحب بھٹی جالندھر شہر (قیمت کھال) 1/8/-
کارکنان دکان حاجی بابو مہر علی احمد علی صاحبان 6/4/-
سب انسپکٹر صاحب ریلوے پولیس ریلوے اسٹیشن جالندھر (قیمت دو کھال) 6/8/6
حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر -/2/-
مولوی عظامی صاحب " -/2/-
جناب نور محمد صاحب دلگلر کانپور چھاؤنی 2/-/-
مسٹر عبدالحکیم صاحب لدھیانہ 10/-/-
ملک باغ علی صاحب آرمی کنٹریکٹر حیدرآباد دکن 150/-/-
محترمہ نور النساء بیگم صاحبہ سرگودھا 20/-/-
ڈاکٹر میاں رحیم اللہ صاحب میرپور 10/-/-
محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ بنت چودھری عبداللطیف صاحب جالندھر شہر 5/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ اکبر حسین صاحب لاہور 150/-/-
سید محمد رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر -/2/-
چوہدری شرف الدین صاحب " 3/1/-
شیخ نعمت علی صاحب " -/1/-
چوہدری رحیم بخش صاحب " -/1/3
شیخ محمد غنی صاحب " -/1/-
جناب محمد شریف صاحب ردہانہ کلاں 3/4/-
" نیاز صاحب 10/-/-
نامعلوم الاسم 2/-/-

بذریعہ حکیم برقی صاحب

حاجی عبدالقیوم صاحب پشاور شہر 30/-/-
" عبدالکریم صاحب " 10/-/-
" عبدالرحیم صاحب " 2/-/-
" نور الٰہی صاحب " 10/-/-
محترمہ والدہ نجمہ صاحبہ " 10/-/-
چوہدری محمد حسین صاحب سرگودھا 5/-/-
" حفیظ اللہ صاحب " 10/-/-
" فیض احمد صاحب " 10/-/-
حاجی قمر الدین صاحب بہاولنگر 5/-/-
پیر نور احمد صاحب چشتی رئیس ڈھانسنے کا 5/-/-
جناب مخدوم احمد صاحب کوٹ مخدوم 2/-/-
شیخ عبدالرحمٰن صاحب بہاولنگر 10/-/-

میزان 784/3/-

زکوٰۃ و صدقات ماہ مئی ۱۹۴۶ء

معلوم الاسم رسید ۱۵۷۶ 200/-/-
چوہدری عبدالکریم صاحب ضلعدار کچھوانی 50/-/-
پیرزادہ فتح محمد شاہ صاحب بہاولنگر بتوسط حکیم برقی صاحب 100/-/-

360/-/-

وظائف فنڈ ماہ مئی ۱۹۴۶ء

محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ اہلیہ میجر غلام رسول صاحب
" آشیانہ احمدپور شرقیہ اجرائے وظیفہ
نام طالب علم ماہانہ ۱ روپیہ [illegible]

فہرست چندہ بتقریب جمعیۃ الوحدۃ والعمل مدرسۃ البنات منعقدہ ۲۴ مئی ۱۹۴۶ء

نام	رقم	نام	رقم
جناب رضیہ اختر محمد حسین دہلی	۱/-/-	محترمہ بیگم غلام احمد خاں صاحب	۲/-/-
” نور السید محمد حسین ”	۱/-/-	محترمہ مریم سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۲/-/-
مسز عبد المجید صاحب ”	۱۰/-/-	” نسیمہ سابقہ ” ”	۲/-/-
” محمد اکبر صاحب	۲۰/-/-	” جناب سرفراز بیگم جالندھر	۱/-/-
” سید نذیر حسین صاحب ریٹائرڈ	۵/-/-	” ذکیہ بیگم صاحبہ ہیڈ مسٹرس ایم بی گرلز سکول	۲/-/-
” بابو محمد صادق صاحب دہلی	۲/-/-	” امۃ الحمید صاحبہ متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-
” اکبر صاحب کی ہمشیرہ	۲/-/-	جناب عبد العزیز سندھی صاحب	۵/-/-
رشید احمد صاحب دہلی	۱/-/-	محترمہ نبیلہ متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
” سعیدہ صاحبہ ”	۱/-/-	محترمہ نبیلہ متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
” فاروق احمد صاحب ”	۱/-/-	معرفت خدیجہ ” ”	۱۱/۳/-
” انور حسین صاحب ٹنی دہلی	۱/-/-	محترمہ گوہر ”	۱۱/۳/-
” عبد الغنی صاحب ہیڈ سکریٹری دہلی	۱/-/-	محترمہ حلیمہ ”	۱/-/-
اڈ لسٹ ... سکول ”	۱/-/-	” سعیدہ فضل محمد ”	۱/-/-
جناب ملک برکت علی صاحب ایڈووکیٹ	۲/-/-	” طلعت پروین ”	۴/-/-
” شریف صاحب لاہور	۸/-/-	” صدیقہ ”	۴/۸/-
” والدہ حمیدہ اختر صاحبہ	۴/-/-	” ساجدہ ”	۳/۴/-
” بیگم صاحبہ خان فضل محمد خاں صاحب جالندھر	۲۰/-/-	” صفیہ ”	۱۴/۲/-
” عنایت بیگم صاحبہ	۱/-/-	” حفیظہ خاتون ”	۱/۴/-
” رفیقہ خانم صاحبہ متعلمہ	۱/-/-	” قدرت بیگم صاحبہ	۹/-/-
” معصومہ صاحبہ متعلمہ	۱/-/-	” قمر جہاں بیگم بنت نور محمد متعلمہ صف ثامن	۱/-/-
” نسیم دختر ڈاکٹر محمد رشید صاحب	۱/-/-	” رشیدہ بیگم صاحبہ صف ثانی	۴/-/-
” مسز مولوی عماد الدین صاحب	۲/-/-	” صوفیہ سابقہ متعلمہ بستی باباخیل	۵/-/-
” مس قریشی صاحبہ جالندھر	۲/-/-	” معلوم الاسم سورہ نسی	۱/-/-

محترمہ مسز محبوب بخش جالندھر	۲/-/-	محترمہ بیگم غلام دستگیر صاحب پریذیڈنٹ	۵/-/-
سعیدہ سیلنہ مان بستی دانشمنداں	۵/-/-	” مسز غضنفر علی صاحب	۱۰/-/-
محترمہ مسز امیر علی صاحب جالندھر	۲/-/-	” امۃ الرسول صاحبہ نائب معلمہ صاحبہ	۴/-/-
” ” صادق علی صاحب ”	۱/-/-	نفع نمائش معرفت کنیز امین صاحبہ	۳/۱۲/-
” بتول متعلمہ ادیب عالم	۱/-/-	جماعت صف اعلیٰ	۷/-/-
” بیگم جلال الدین [illegible]	۵/-/-	” تنویر ادیب عالم مدرسۃ البنات	[illegible]
” بیگم صاحبہ کل کلرک	۲/-/-	محترمہ سارہ متعلمہ الصف الرابع	۱۴/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان عبدالمجید خان صاحب	۱۰/-/-	” حنیفہ ” ”	۴/-/-
بیگم مہدی خان معرفت حمدی صف ثامن	۲/-/-	” شفقت ” ”	۱/-/-
مسز محبوب صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۵/-/-	” عفت ” ”	۱/-/-
” کنیز امین صاحبہ ”	۵/-/-	” زاہدہ محمد احمد متعلمہ صف الخامس	۶/-/-
” نیرہ تحسین صاحبہ ” ”	۵/-/-	” شمیم فضل محمد ”	۵/-/-
ملک خالد منصور متعلم الصف الثالث	۵/-/-	” بشیرہ عبدالرحمٰن ” ”	۵/-/-
عبدالسلام متعلم الصف الخامس	۵/-/-	” جمیلہ طاہرہ ” ”	۱۴/-/-
رفیق نذیر احمد صاحب بٹ متعلم الصف الاکبر	۱۰/-/-	” نصرت جمیل ” ”	۳/-/-
محترمہ ہمشیرہ رفیق احمد صاحب بٹ	۲/-/-	” خدیجۃ الکبریٰ ” ”	۵/-/-
” رشیدہ دختر منصور معلم صاحبہ	۱/-/-	” سعیدہ بانو ” ”	۲/-/-
عظمت عبدالغفور متعلم الصف السادس	۵/-/-	” رشیدہ ” ”	۲/-/-
محترمہ سعیدہ امین اللہ متعلمہ ادیب عالم	۱/-/-	” رفیعہ ” ”	۱/-/-
” مسز شیخ سردار علی صاحب	۵/-/-	” گلشن آرا ” ”	۱/-/-
” ” غلام احمد صاحبہ	۱/-/-	” وحیدہ ” ”	۱/-/-
” بیگم خان محمد صدیق صاحب	۲/-/-	” حمیدہ عبدالنبی ” ”	۱/-/-
” مسز محمد امیر صاحب کپتان	۵/-/-	” زبیدہ ” ”	۱/-/-
” ” اختر علی صاحب	۵/-/-	” رضیہ حسام الدین ” ”	۱/-/-
جناب فدوی حیدر خان صاحب	۲/-/-	” صغیرہ ” ”	۱/-/-

نام	رقم	نام	رقم
محترمہ زبیدہ فضل احمد متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-	محترمہ بلقیس بیگم متعلمہ الصف السادس	۲/-/-
" شمیم فقیر محمد " "	۱/-/-	" کشور غلام نبی " "	۲/-/-
" رحمت اسلام " "	۱/-/-	" زیتون رستم علی " "	۱/-/-
" عبدالسلام متعلم "	۱/-/-	" جنت " "	۲/-/-
محترمہ آپا زینت صاحبہ ناظرہ اعلیٰ	۵/-/-	" زکیہ " "	۲/-/-
" بیگم صاحبہ عبدالحق	۵/-/-	" سعیدہ " "	۱/-/-
" کبریٰ صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۲/-/-	" اشرف " "	۱/-/-
" آمنہ بی بی متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-	" شمیم نیاز " "	۵/-/-
" زبیدہ فضل احمد "	۱/-/-	" نعیمہ متعلمہ منشی فاضل	۵/-/-
" زاہدہ محمد حسین " "	۱/-/-	" رضیہ متعلمہ مولوی فاضل	۵/-/-
" بلقیس برکت علی متعلمہ "	۱/-/-	" ماجدہ " "	۵/-/-
" صفیہ سید محمد " "	۱/-/-	" نسیمہ شاہ الصف الثامن	۵/-/-
" جمیلہ رشید " "	۱/-/-	محترمہ امۃ الرفیق "	۵/-/-
" شمیم محمد علی " "	۱/-/-	" بشیرہ نذیر "	۱۳/-/-
" رضیہ نیاز " "	۱/۸/-	" زیب النساء "	۵/-/-
الصف الخامس	۱۳/-/-	" مہر آرا "	۲۵/-/-
" خورشید و سبحان متعلمات "	۱/-/-	" ممتاز "	۱/-/-
" عائشہ خانم الصف السادس	۳۲/-/-	" خورشید النساء "	۲/-/-
" فہمیدہ اختر " "	۲۰/-/-	" رشیدہ "	۲/-/-
" اصغری نعمت علی شاہ "	۱۰/-/-	محترمہ مسز معلمہ صاحبہ مدرسۃ البنات	۱۰/-/-
" اقبال بیگم متعلمہ "	۱۰/-/-	محترم انوار صاحب لفٹیننٹ کرنل	۱۰/-/-
" شائستہ خانم " الصف الخامس	۴/۸/-	محترمہ اسلام اختر صاحبہ جالندھر	۱۰/-/-
کشور عبدالحمید " الصف السادس	۱۰/-/-	" بلقیس صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۵/-/-
شمیم برکت علی " "	۲/-/-	" خاصہ نیاز متعلمہ الصف الثالث	۲۵/-/-
محترمہ پروین اختر " "	۲/-/-	" سعیدہ ضیاء الحق الصف السابع	۴/۸/-

نام	رقم	نام	رقم
محترمہ جمیلہ متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-	محترمہ کلثوم ابراہیم متعلمہ الصف الاصغر	۱/-/-
" امت الرشید جماعت سوئم	۱/-/-	" منور افضل شاہ "	۱/-/-
" رفیقہ متعلمہ الصف الثالث	۵/-/-	غفور علی محمد " "	۱/-/-
" انور " "	۴/-/-	محترمہ مسز افتخار صاحبہ	۵/-/-
" خالدہ " "	۳/-/-	" " مولوی محمد ابراہیم صاحب	۲/-/-
" قدسیہ " "	۱/-/-	" اصغری متعلمہ الصف الثالث	۲/-/-
" حنیفہ متعلمہ خصوصاً دلی	۱/-/-	" بیگم چراغ محمد صاحب	۵/-/-
" منشی فاضل طالبات معلمہ صاحبہ	۴/-/-	" مسز اسلام الدین جمعدار صاحب	۲/۸/-
" زکیہ ربانی متعلمہ الصف السابع	۵/-/-	" صغریٰ بیگم صاحبہ	۲/-/-
" کنیز " "	۱/-/-	" امت اللہ مرزا صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۸/-/-
" ممتاز رستم علی "	۱/-/-	خالدہ ولد ڈاکٹر عبدالودود صاحب	۳/-/-
" سلامت محمد بخش "	۵/-/-	محترمہ عزیزہ عبدالرحمان صاحب	۵/-/-
" رشیدہ متعلمہ "	۲/-/-	" نزہت سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۵/-/-
" عائشہ وشاد " "	۲/۸/-	" والدہ صاحبہ میمنہ متعلمہ الصف الثالث	۲/-/-
" شمیم " "	۸/-	" نانی صاحبہ " " "	۲/-/-
" شفقت آرا " "	۱/-/-	" حمیدہ مسز عبدالکریم صاحب	۲/-/-
" محمودہ " "	۱/-/-	" مسز ضیاء الحق صاحب	۱/-/-
محترم چوہدری غلام نبی صاحب نکودر	۱/-/-	جہانگیر احمد متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-
" " غلام محمد صاحب گوپیر جالندھر شہر	۱/-/-	صداقت متعلمہ الصف السابع	۱/-/-
" چوہدری غلام نبی صاحب جالندھر شہر	۱۰/-/-	سعیدہ عظمت علی "	۱/-/-
" چوہدری غلام رسول صاحب	۲/-/-	مختار بلال متعلمہ "	۱۰/-/-
" ڈاکٹر امداد علی صاحب	۳/-/-	امیر النساء " "	۱۰/-/-
" جناب مولوی شیر محمد صاحب جالندھر	۱/-/-	مریم " "	۱/-/-
محترم نور جہاں متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-	عذرا " "	۱/-/-
" خورشید " "	۱/-/-	حمیدہ علی محمد " "	۱/-/-

محترمہ نسیم اختر متعلمہ الصف السابع -/-/۱
" فردوس " " -/-/۵
" شمیم اختر " " -/-/۴
" شیدہ خانم صاحبہ معرفت نصری متعلمہ -/-/۱
" نیاز بیگم معرفت نصری متعلمہ الصف الرابع -/-/۱
محترمہ سعیدہ زماں بستی دانشمنداں -/-/۲
محترمہ بشریٰ خانم صاحبہ سابقہ معلمہ -/-/۲
" آمنہ صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات -/-/۵
محترم جناب صدر الدین صاحب معرفت نصری متعلمہ -/-/۱
معرفت نصری خانم متعلمہ الصف الرابع -/-/۱۰
محترمہ سعیدہ رشیدہ صاحبہ معلمہ منشی فاضل -/-/۲۱
محترمہ مسز پیر داد خاں صاحب -/-/۲
محترمہ سردار بیگم صاحبہ شیخ سر اللہ محمد صاحب -/-/۱۰

۱۴۵۲/۷/-

وعدے:-

محترمہ استانی الطاف صاحبہ -/-/۱۵
" استانی کلثوم خانم صاحبہ -/-/۵۰
مولوی سابقہ -/-/۱۰۰
نسیمہ غلام قادر ششم -/-/۲

رفعت رانا غلام قادر ششم -/-/۵
رضیہ علی بہادر -/-/۲
ستارہ جماعت ہفتم مکتۃ البنات -/-/۵
سردار " " -/۸/-
سلمیٰ محمود " -/-/۱
ربیعہ " -/۸/-
ثریا " -/۸/-
آصفہ " -/-/۴
نثار " -/-/۱
مجیدہ معلمہ مدرسۃ البنات -/-/۵
" " " -/-/۳
فرحت الصف الخامس -/-/۲
جناب محترمہ امت الحفیظ غلام حیدر صاحبہ -/-/۵۰۰
" بیگم صاحبہ خان محمد جمیل خاں صاحب -/-/۱۰۰
امت اللہ الصف الرابع مدرسہ انہاق -/-/۲
زبیدہ برکت علی الصف الرابع " -/-/۲
نثار فاطمہ " " " -/-/۲
ممتاز فاطمہ " " " -/-/۲

۸۲۲/۸/-

12497

نرخ نامہ اجرت اشتہارات

مقدار	ایک ماہ	۳ ماہ	۶ ماہ	ایک سال
فی صفحہ	۱۰	۲۷	۴۸	۸۴
نصف صفحہ	۶	۱۶/۸	۳۰	۴۸
چوتھائی صفحہ	۴	۱۰/۸	۱۸	۳۰